نادر کے کاروبار نمودار ہوگئے - کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ؕ (سورۂ صافات)

وكفاني مما اُوحي اليّ هذا الوحي المُبشّر

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك ؕ وما نتنزل الا بامر ربك ؕ
ما اُرسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون ؕ ان الله مع الذين اتقوا
والذين هم محسنون ؕ وبشر الذين امنوا ان لهم الفتح - والله متم نوره
ولو كره الكافرون كتب الله لاغلبن انا ورسلي ؕ لا تخف اني لا يخاف
لدي المرسلون ؕ

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع حسین ہر ایک قسم
کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض
اسکے فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت [illegible] اپریل ۱۹۰۷ء

اِس کتاب کا اثر کیا ہی؟

یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلایل و حقایق ہے اِس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اسمیں دلایل بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اسمیں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم اپنے مُنہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو بھی دعوے کرتے ہیں اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اسکے کہ قدامت میں ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور انادی بنا رکھا ہے توحید کے مدعی ہیں لیکن یہ تمام لوگ زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں اور خدا کے وجود کا ان کے دل تسلی پذیر نہیں ہیں+۔ اسلئے اُن کے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں صرف دعوے ہی دعوے ہیں لہٰذا اُن کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ اُنکے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا تو کیا در اصل ان لوگوں کو اس قدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں بلکہ اُن کے دل تاریکی میں پڑے ہیں۔ یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جبتک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کرا دے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جبتک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلایشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جبتک خدائے قادر کیطرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادت کے رو سے کوشش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اُس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف ۔

اور یہ جو میری قوم طرح طرح کے اعتراض پیش کرتی ہے اُن کے اعتراضوں کی کچھ بھی پروا نہیں اور سخت بد ایمانی ہوگی اگر میں اُن کے ڈر کر سچائی کی راہ چھوڑ دوں۔ اور خود اُن کو سوچنا چاہیے کہ ایک شخص کو خدا نے اپنی طرف سے بصیرت عنایت فرمائی ہے اور آپ اُسکو راہ دکھلادی ہے اور اُسکو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور ہزارہا نشان اسکی تصدیق کیلئے دکھلائے ہیں کیونکر ایک مخالف کی ظنیات کو کچھ چیز سمجھ کر اُس آفتاب صداقت سے مُنہ پھیر سکتا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ اندرونی اور بیرونی مخالف میری عیب جوئی میں مشغول ہیں کیونکہ اس سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے وجہ یہ کہ اگر میں ہر قسم کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں اور بقول انکے میں عہد شکن اور کذّاب اور دجّال اور مفتری اور خائن ہوں اور حرامخور ہوں اور قوم میں پھوٹ ڈالنے والا اور فتنہ انگیز ہوں اور فاسق اور فاجر ہوں اور خدا پر قریبًا تیئیس برس سے افترا کرنے والا ہوں اور نیکوں اور راستبازوں کو گالیاں دینے والا ہوں اور میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے اور کچھ نہیں اور محض دُنیا کے ٹھگنے کیلئے میں نے یہ ایک دوکان بنائی ہے اور نعوذ باللہ بقول انکے میرا خدا پر بھی ایمان نہیں اور دُنیا کا کوئی عیب نہیں جو مجھ میں نہیں مگر باوجود ان باتوں کے جو تمام دُنیا کے عیب مجھ میں موجود ہیں اور ہر ایک قسم کا ظلم میرے نفس میں بھرا ہوا ہے اور بہتوں کے میں نے بیجا طور پر مال کھا لئے اور بہتوں کو میں نے جو فرشتوں کی طرح پاک تھے گالیاں دی ہیں اور ہر ایک بدی اور ٹھگبازی میں سب سے زیادہ حصہ لیا تو پھر اسمیں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذّاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بد دعا کی وہ بد دعا اُسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں کیا وہی شکست کھائی چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کروگے چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کیوقت میں ہی ہلاک ہوتا اور میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ مجرم کا خود خدا دشمن ہے پس برائے خدا سوچو کہ یہ الٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچایا کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی؟ پس یہ شکر کا مقام ہے کہ جو بدیاں میری طرف منسوب کیجاتی ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتی ہیں۔

راقم میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ قادیانی

+ عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اُن کا خدا مثل اُنکی دوسری مخلوق کے خود ایسا احتیاج رکھتا ہے جسکا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں ملتا اور نہ اسکی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے اور نہ اُس نے کوئی خدائی کام دکھلایا جو دوسری نبی نہ دکھلا سکے اور ویدکی قربانی کے اثر سے ایک مرغ کی قربانی کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے جسکو گوشت کی یخنی سے فی الفور ایک کمزور ناتوان قوت پکڑ سکتا ہے پس افسوس ہے ایسی قربانی پر جو ایک مرغ کی قربانی سے تاثیر میں کمتر ہے۔ منہ

زلزلے کے متعلق پیشگوئی

(مندرجہ چشمہ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے — پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانیکو ہے

وہ جو ماہِ فروری میں تمنے دیکھا زلزلہ — تم یقین سمجھو کہ وہ اِک زجر سمجھانیکو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اِسکا علاج — آسمان اے غافلو اب آگ برسانیکو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی — اِک مسلمان بھی مسلمان صرف کہلانیکو ہے

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کین — زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانیکو ہے

کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں — کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے

جسکو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا — گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانیکو ہے

چھوڑتے ہیں دین کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار — سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانیکو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دل دین کی مصیبت دیکھ کر — پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھیرانیکو ہے

اسلئے اب غیرت اُسکی کچھ تمہیں دکھلائیگی — ہر طرف یہ آفتِ جان ہاتھ پھیلانیکو ہے +

موت کی رہ سے ملیگی اب تو دین کو کچھ مدد — ورنہ دین اے دوستو اک روز مر جانیکو ہے

یا تو اک عالم تھا قربان اُس پہ یا آئے یہ دن — ایک عبد العبد بھی اس دین کو جھٹلانیکو ہے

مشتہرہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

+ یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئیں گے اور طاعون پھوٹیگی اور کئی قسم کے موت کے اسباب ظاہر ہوں گے۔ منہ

نظم

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں میرا اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانیکے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اُسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی پنجبار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو! تمکو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہین
اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانیکے دن

اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود مین تیری ہون ہم اُس خون دل کھانیکے دن

کرم خاکی ہون میرے پیارے نہ آدم زاد ہون
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن

اے میرے یار یگانہ اے میری جان کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دین کے پھیلانیکے دن

پھر بہارِ دین کو دکھلا اے مری پیارے قدیر
کب تلک دیکھین گے ہم لوگون کے بہکانیکے دن

دن چڑھا ہے دشمنانِ دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اِس دین کے چمکانیکے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و زبر
اِک نظر فرما کہ جلد آئین تیرے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائین گے ترسانیکے دن

کچھ عجب ہے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تو آئیگا مر جانے کے دن

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا!
آ گئے اِس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دین میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اک نشان دکھلا کہ اب دین ہو گیا ہے بے نشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آ گئے ہین اب زمین پر آگ بھڑکانے کے دن

جب کہ میرے ہوش غم سے دین کے ہین جا رہے
طور دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہین دو داغ کسوف
پھر زمین بھی ہو گئی بیتاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اِس زمین پر اسکے چلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی مجھ مین وہ پیارے اب نہین
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانیکے دن

دوستو! اُس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئین گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہین سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہین دوستو! اُس یار کے پانے کے دن

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزان آئے ہین پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گاتا نہین
اب تو ہین اے دل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن

خدمتِ دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین سے وقت
اب سنبھالا ہین ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

(مشتہرہ بدر اخبار - ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیۡرِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

بعد ہٰذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے ✤ اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الٰہی میں کمال کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر شیطان تسلّط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ سو ان کی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں علامتیں اور نمونے ان میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی ایسی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو اُن خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی اُن سے تحقیر کریں

✤ جس طرح جب یک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اسکے گرد و غبار بھی اُٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور پر زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور پر

یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھادیں اور یا یہ دکھادیں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کے لئے پیش نہیں کرتے اور انکا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں ہیں اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام انکے جو اُن کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں انکی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیجا تکبّر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا ملہم ہے کافر ٹھہراتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور بحیثیت یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اس کے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سناوے۔ اس سے تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کے لئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور انکی نظر میں سلسلہ نبوّت اس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی

ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا
اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔
اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو
دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو
بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوّث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں انکی جیسا کہ دیکھا
تھا ظہور میں آگئیں۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا
جو قوم کا کھتری تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اس کی ہو کر
پھر ملتوی رہ گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی
اور خوابیں بھی میری سچی ہوگئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُس کی کیا غرض تھی اور کیوں وہ
بار بار اپنی خوابیں مجھے سناتا تھا کیونکہ وید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے
ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پاکر
کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جُرم سرقہ وغیرہ میں اس کو کئی سال کی قید ہوئی
تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر
کچھ بھی امید نہ تھی رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا سو ایسا ہی
ظہور میں آیا اور اسی دن میں جیلخانہ میں داخل کیا گیا۔ اسی طرح امریکہ میں ایک شخص ان دنوں میں
موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اُس کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا
سمجھتا ہے اور الیاس نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونے کا مدعی ہے
اور اپنی خوابیں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں۔ اور
اعتقاد اُس کا جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھتا ہے اور
اُس کے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اُسکی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اُسکو خود اقرار
ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا آسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے،

اور یہ باتیں صرف دعویٰ نہیں بلکہ وہ تمام اخبارات اور چٹھیات ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اس کی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں اور ایسے آدمی اس ملک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنیکے لئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قایم ہو بالخصوص جبکہ اِس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اِس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں ایک خطرناک پتھر ہے اور خاص کر ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور در اصل خدا تعالیٰ سے اُنکا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب انکی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اِس بات پر آمادہ کیا کہ مَیں اس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کردوں سو مَیں اِس کتاب کو چار باب پر منقسم کرتا ہوں۔ باب اوّل ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن انکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ باب دوم اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوم اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اُن کو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی اُنکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفیٰ تعلق

رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے اِن اقسام ثلٰثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اب ہم اِس مضمون کو ذیل کے ہر چہار باب میں لکھتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔ ربنا اھدنا صراطک المستقیم وھب لنا من عندک فھم الدین القویم وعلّمنا من لدنک علما۔ (آمین)

باب اوّل

{ اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اس روشنی سے اُن کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا تعلق نور سے ہزارہا کوس دور ہوتا ہے }

واضح ہو کہ چونکہ انسان اِس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو شناخت کرے اور اُس کی ذات اور صفات پر ایمان لانیکے لئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کرکے اور ذرّہ ذرّہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّ اسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے اُس کی تہ تک پہنچکر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اُس کا کوئی صانع ہو۔ اور پھر دوسری طرف روحانی حواس اور روحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے روحانی قوتیں اس کو پورا کر دیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں

جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے یہ تو اُن کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اسکے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورت صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے۔ لہٰذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنیکے لئے اور اُس فطرتی تقاضا کو پورا کرنیکے لئے جو معرفت کاملہ کے لئے ان کی طبائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قوٰی بھی انکو عطا ہوں تا اگر ان روحانی قوتوں سے پورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دکھلا سکیں جس طرح صرف عقلی قوتیں اُس چہرہ کو دکھلا نہیں سکتیں۔ پس وہ خدا جو کریم و رحیم ہے جیسا کہ اُس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے ایسا ہی اُس نے اس معرفت کاملہ تک پہنچانیکے لئے انسانی فطرت کو دو قسم کے قوٰی عنایت فرمائے ہیں ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک روحانی قوتیں جنکا منبع دل ہے اور جن کی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے۔ اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں روحانی قوتیں اُنکی حقیقت تک پہونچ جاتی ہیں اور روحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبدء فیض کے فیوض ان میں منعکس ہو سکیں سو ان کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو تا خدا تعالیٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اِس حد تک انکی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلاواسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں۔ اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت

اور دنیا کے لالچ اور تکبّر اور نخوت اور عُجب اور ریاکاری اور نفس پرستی۔ اور دوسرے اخلاقی رذائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجاآوری میں عمداً قصور اور تساہل اور شرائط صدق و ثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عمداً انحراف۔ اور خدا تعالیٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے اس لئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیّہ کا اُنپر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصہ ہو۔✿ ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے۔ لیکن اُنکی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اُنپر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانیکے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہیئے اُنکو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے اُنکا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بکلی ناآشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اس کے سمجھنے کے لئے ہمارے

✿ حاشیہ۔ یاد رہے کہ جسمانی خواہشیں اور شہوات انبیاء اور رسل میں بھی ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے ذبح کر دیتے ہیں اور پھر خدا کے لئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر اُنکو واپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ انپر وارد ہوتا ہے اور وہ درماندہ نہیں ہوتے مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے اپنا نفس ذبح نہیں کرتے اُن کے شہوات انکے لئے بطور پردہ کے ہو جاتے ہیں آخر نجاست کے کیڑے کی طرح گند میں مرتے ہیں پس انکی اور خدا کے پاک لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک ہی جیلخانہ میں داروغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ داروغہ اُن قیدیوں کی طرح ہے۔ منہ

فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا۔ پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اس لئے سنت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بنا ڈالی گئی اس طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسیقدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا اُن کا قیاس اور گمان جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علم الیقین تک پہونچ جائے ✤ اور تا روحانی ترقی کے لئے انکے ہاتھ میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مدعا کے پورا کرنیکے لئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے روحانی قُویٰ اسکو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا ہے۔ مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کیوجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہے جس کی نسبت بعض علامات سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اُس کے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہوا ہے اور کئی قسم کا کیچڑ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جب تک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابل استعمال ہے نکل نہیں سکتا پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا انکے شر سے

✤ علم تین قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علم الیقین جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ اس جگہ ضرور آگ ہوگی (۲) دوسرا عین الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے۔ (۳) تیسرا حق الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ میں ہاتھ ڈالکر اس کی گرمی محسوس کرلے۔ منہ

ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

اسجگہ پر الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وحی دو قسم کی ہے وحی الابتلاء اور وحی الاصطفاء
وحی الابتلا بعض اوقات موجب ہلاکت ہو جاتی ہے جیساکہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہوا مگر صاحب
وحی الاصطفاء کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلا بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی
طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں
ایسا ہی بعض کی روحانی قوتیں کالعدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دوسروں کی رہنمائی سے اپنا گذارہ
کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بداہت کا حکم رکھتی ہے اُن کو
ان واقعات حقہ سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے تمام لوگ بھی اُن کی طرح اندھے
ہی ہیں جیساکہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کر سکتا کہ سوجاکھا
ہونیکا دعویٰ کرنیوالے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ بجز اس کے ہزاروں آدمیوں کی
آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کر سکتے
ہیں جو اندھا نہیں کر سکتا ہاں اگر کوئی ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے
اور ایک بھی سوجاکھا نہ ہوتا۔ تب اِس بحث کے پیدا ہونے کے وقت کہ گذشتہ زمانوں میں سے کوئی
ایسا زمانہ بھی تھا کہ اس میں سوجاکھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی اور جھگڑے کی
بہت گنجائش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجام کار اس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی
کیونکہ جو شخص صرف گذشتہ زمانہ کا ہی حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اس کو
دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں
بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رو سے آخر کار جھوٹا ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں
فیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باصرہ۔ سامعہ
شامہ۔ لامسہ۔ حافظہ۔ متفکرہ وغیرہ وہ ابتک انسانوں میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے
کہ جو روحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں اس زمانہ میں وہ تمام قوتیں اُنکی فطرت سے

مفقود ہو گئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت تکمیل نفس انسان کے لئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکر انکار ہو سکتا ہے جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مفقود نہیں ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس قدر وہ مذہب سچائی سے دور ہیں کہ یہ تو ان کو اقرار ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور معقولی قوتیں اب بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں روحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔

اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر دوسرے باب میں بیان کریں گے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اس میں نیک یا راستباز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں انکو سوجھتی ہیں لیکن در اصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ اٰمن شعرہ وکفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اُس کا دل کافر ہے۔ اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کے لوگوں کی جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وہ بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر طور پر سچائی کی چمک اُنمیں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی اُنکے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غیب کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کروڑہا انسان شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اُس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا

اور نہ اس کی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت ان میں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے انکو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی اس لئے بباعث نہ ہونے قربت رحمانی کے شیطان انکے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس ان پر غالب رہتی ہے اور جس طرح ہجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اُس کا نظر آجاتا ہے اسی طرح ان کی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور اُنکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔

باب دوم

ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب انکا شعلۂ نور سے جلکر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسیقدر اس کے نزدیک آجاتا ہے۔

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ انہیں رؤیا اور کشف کے حصول کیلئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کسیقدر نمونہ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کسیقدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی اُن میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار انہیں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ انکی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتے ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اس کے گوبر اور گند ہو اور چونکہ انکا تزکیہ نفس پورا

نہیں ہوتا اور انکے صدق و صفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اس لئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شامل حال ہو جائے اور اُس کی ستّاری اُن کا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی ٹھوکر کے دنیا سے گذر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد ہو اور ملہم بننے کے بعد کتّے سے تشبیہ نہ دیئے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کی وجہ سے شیطان انکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانیکے وقت فی الفور اُن کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے وہ دور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اُس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اُس کی گرمی سے کافی حصہ انکو ملتا ہے اس لئے اُن کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو دور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اس لئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے، اور نیز اُس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو صرف معقولی یا منقولی دلائل یا ظنی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قُرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے ایسا شخص اس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دور سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اس کی رہنمائی سے راہ راست بھی پا لیتا ہے لیکن بوجہ دور ہونے کے اپنی سردی کو اُس آگ سے دور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اس کے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دور سے آگ کی روشنی نظر آجاوے تو صرف اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ جو کافی طور پر اس کی سردی کو دور کر سکے۔ لیکن جو شخص صرف دور سے اس نور کو دیکھتا ہے اسکی یہی نشانی ہے

کہ اگرچہ راہ راست کی بعض علامات اُس میں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اُس میں پائی نہیں جاتی اور اُس کی قبض جو کمی توکّل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے ہے دور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب جلکر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دور ہے اور وہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث نہیں ہوتا اور اُس کی بعض اندرونی آلائشیں اسکے اندر مخفی ہوتی ہیں اور اس کا تعلق جو خدا تعالیٰ سے ہے کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے مگر اس کی گود میں نہیں ہے۔ ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُنکے اندر ہیں بعض اوقات انکے نفسانی جذبات اُنکی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش انکا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفس امارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی میں ہرگز اطاعت نہیں کرونگا میں اس سے بہتر ہوں تو اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس نے خدا تعالیٰ کی طرف پوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اُسکو اختیار نہیں کیا اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی پورے طور پر تجلی رحمت اسپر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اُسکی آنکھ بند ہے اور ہنوز اس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جس کے رحم میں اُس نے پرورش پائی۔ اور بقول مشہور کہ نیم مُلّا خطرۂ ایمان وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسیقدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اُس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اوّل کے اپنی خوابوں اور الہامات میں شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسیقدر محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کا کمال صفائی صفائی نفس پر موقوف ہے

جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے اُن کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اُن کو حاصل ہے اور خوابیں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلہ نور سے جلکر بالکل خاک ہو جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اُس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے۔ وہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُس کی طرف صدق دل سے قدم اٹھانیوالا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمہ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُن کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اُس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اس لئے جو شخص اُس کی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے۔ اور جو اُس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہانتک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوجاتا ہے یہانتک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑجاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جلکر خاک ہو جاتا ہے اور اُسکی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اُس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل

شعلہ نور سے جلکر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اسی طرح جسکو شعلہ محبت الٰہی بکلی پیرایہ اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اُس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اِس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے * منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدا کریم ایسا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔ اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اُسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی انکی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور ہیبت الٰہی اُن میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ انمیں نظر آتا ہے اور اسکی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُنمیں محبوبیت اور قبولیت کی آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُس کے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اسکی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اسپر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اُس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اُسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کیجاتی ہے جس سے

* ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ [illegible] كتب اللّٰه لاغلبن انا ورسلی - منہ

وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُس کی نظر کے سامنے پیش کیجاتی ہیں اور مردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کرلیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُس کے کان کو بھی مغیبات کے سُننے کی قوت دیجاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت انکی آواز سے تسلّی پاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُسکو پہنچ جاتی ہے۔ ؎ فلسفی کو منکر حنّانہ است۔ از حواس انبیا بیگانہ است + اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دیجاتی ہے اور بسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اُسکو آجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے دل کو قوت فراست عطا کیجاتی ہے اور بہت سی باتیں اس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں علیٰ ہذا القیاس شیطان اُسپر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اُس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔ اور اُسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ نفسانی ہستی اُس کی بکلّی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوار الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

اسی طرح اُسکی پیشانی کو ایک نور عطا کیا جاتا ہے جو بجز عشاقِ الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا اور بعض خاص وقتوں میں وہ نور ایسا چمکتا ہے کہ ایک کافر بھی اُسکو محسوس کر سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ لوگ ستائے جاتے اور نصرت الٰہی حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وہ اقبال علی اللہ کا وقت انکے لئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خدا کا نور اُنکی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے

اُن کا پہنا ہوا کپڑہ بھی متبرک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُسکے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھیرتا ہے۔

اِسی طرح اِن کے رہنے کے مکانات مین بھی خدائے عزّوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤن سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہین۔

اِسی طرح ان کے شہر یا گاؤن مین بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے اسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اِسی طرح اس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشین بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہین یعنے جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت اُنکے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُنکے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آجاتی ہے۔

اِسی طرح انکی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہین اُس کے آئندہ اقبال کیلئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدّت ناراض ہوتے ہین اُنکے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنا فی اللہ ہونے کے وہ سرائے حق مین ہوتے ہین اور ان کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہین بلکہ خدا کی طرف سے یہ حالات اُن مین پیدا ہوتے ہیں۔

اِسی طرح اُنکی دعا اور ان کی توجّہ بھی معمولی دُعاؤن اور توجّہات کی طرح نہین ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے اور اسمین شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مُبرم اور اٹل نہ ہو اور اُنکی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بلا کے دور کرنیکے لئے معروف ہو جائے تو خدا تعالےٰ اس بلا کو دور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وہ بلا نازل ہو یا ایک ملک پر وہ بلا نازل ہو یا ایک بادشاہ وقت پر وہ بلا نازل ہو۔ اسمین اصل بھید یہ ہے کہ وہ اپنی

وجود سے فانی ہوتے ہین اسلیئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہوجاتا ہے پس جب شدّت سے انکی توجہ کسی بلا کے دور کرنیکے لیئے مبذول ہوجاتی ہے اور جیساکہ دردِ دل کے ساتھہ اقبال علی اللہ چاہیئے میسّر آجاتا ہے تو سنّتہ الٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خدا اُن کی سُنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دُعا کو ردّ نہین کرتا۔ اور کبھی انکی عبودیّت ثابت کرنیکے لیئے دُعا سُنی نہین جاتی تا جاہلوں کی نظر مین خدا کے شریک ٹھیر جائیں اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہوجائے جس سے موت کے آثار ظاہر ہوجائین تو اکثر عادت اللہ یہی ہے کہ اس بلا مین تاخیر نہیں ہوتی اور ایسی وقت مین خدا کے مقبولون کا ادب یہی ہے کہ دعا کو ترک کردین اور صبر سے کام لین۔ بہتر وقت دعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت مین دعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی بکلی ظاہر نہ ہون اور ایسی علامات نمودار نہ ہون جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اُس کا نزول ہوچکا ہے کیونکہ اکثر سنت یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے مین اپنے ارادہ کو ظاہر کردیا تو وہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائین منظور ہوتی ہین بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت دعا ہی ہے جب اُن کے دلون مین کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت مین وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہین تو خدا اُن کی سُنتا ہے اور اس وقت اُن کا ہاتھہ گویا خدا کا ہاتھہ ہوتا ہے خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولون کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہین جب اُس کے مقبول ستائے جاتے ہین اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہین کریگا جیساکہ خدا اُن لوگون سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُسکے ہوجاتے ہین وہ انکے لیئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ

اُٹھتا ہے خدا مخفی ہے اور اُسکے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہین۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اُسکا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ انکی دعائین قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی مین ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے اسی کیطرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف مین مومنوں کی استجابت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو مین تمہاری دعا قبول کرون گا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا وقدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؕ

پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

میں پھر مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ کے کامل الایمان اور کامل المحبت لوگوں کی نسبت اس رسالہ مین بیان کیا گیا ہے ان میں سے اکثر امور میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہین جیسا کہ دوسروں کو بھی خوابین آتی ہین۔ کشف بھی ہوتے ہین۔ الہام بھی پاتے ہین تو مابہ الامتیاز کیا ہوا۔

ان وساوس کا جواب اگرچہ ہم بارہا دے چکے ہین مگر پھر ہم کہتے ہین کہ مقبولوں اور غیر مقبولوں مین فرق تو بہت ہے جو کسیقدر اس رسالہ مین بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں

کے رو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوار سبحانی مین غرق کئے جاتے اور آتش محبت سے اُن کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنے ہر شان مین کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت غیرون پر غالب ہوتے ہین اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اِس کثرت سے اُن کے لئے ظاہر ہوتے ہین کہ دنیا مین کسی کو مجال نہین ہوتی کہ انکی نظیر پیش کر سکے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین خدا جو مخفی ہے اُس کا چہرہ دکھلانے کیلئے وہ کامل مظہر ہوتے ہین وہ دنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہین اور خدا اُنہین دکھلاتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہین کہ آسمانی نشانون سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہین اول وہ جو کوئی جوہر اپنے اندر نہین رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے اُن کا نہین ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچّی خوابین آجاتی ہین اور سچّے کشف ظاہر ہو جاتے ہین جن مین کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہین ہوتے اور اُن سے کوئی فائدہ اُنکی ذات کو نہین ہوتا اور ہزار ہا شریر اور بدچلن اور فاسق و فاجر ایسی بدبودار خوابون اور الہامون مین انکے شریک ہوتے ہین - اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابون اور کشفون کے ان کا چال چلن قابل تعریف نہین ہوتا کم سے کم یہ کہ انکی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اِس قدر کہ ایک سچی گواہی بھی نہین دے سکتے اور جس قدر دنیا سے ڈرتے ہین خدا سے نہین ڈرتے اور شریر آدمیون سے قطع تعلق نہین کر سکتے اور کوئی ایسی سچی گواہی نہین دے سکتے جس سے بڑے آدمی کے ناراض ہو جانیکا اندیشہ ہو اور دینی امور مین نہایت درجہ کسل اور سُستی اِن مین پائی جاتی ہے اور دنیا کے ہموم و غموم مین دن رات غرق رہتے ہین اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو چھوڑتے ہین اور ہر ایک قدم مین خیانت پائی جاتی ہے اور بعض مین اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہین کرتے اور دنیا کمانے کیلئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہین اور بعض کی اخلاقی حالت

بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بخل اور عجب اور تکبر اور غرور کے پُتلے ہوتے ہیں اور ہر ایک کمینگی کے کام اُن سے صادر ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابلِ شرم خباثتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض اِن میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بدخوابیں ہی انکو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا ان کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کے لئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے اُنکی دُنیا درست ہو اور اُنکی مُرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ اِن لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسامِ ثلثہ میں سے اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص دُور سے صرف ایک دُھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی امور سے صرف ایک دُھواں اُنکی قسمت میں ہے جس سے کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔

پھر دوسری قسم کے خواب ہیں یا مُلہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں اُن لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البرد رات میں دُور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات

مین نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہی اور اُسمین چلتا ہے بلکہ اُسکے گرم حلقہ مین داخل ہوکر کلی سردی کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہی اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہین جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الٰہی مین جلا دیتے ہین اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہین وہ دیکھتے ہین جو آگے موت ہی اور دوڑ کر اُس موت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہین وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ مین قبول کرتے ہین اور خدا کیلئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اُسکے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقت ایمانی دکھلاتے ہین کہ فرشتے بھی اُنکے اس ایمان سے حیرت اور تعجب مین پڑ جاتے ہین۔ وہ روحانی پہلوان ہوتے ہین اور شیطان کے تمام حملے انکی رُوحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھیرتے ہین وہ سچّے وفادار اور صادق مرد ہوتے ہین کہ نہ دُنیا کے لذات کے نظارے اُنہین گمراہ کر سکتے ہین اور نہ اولاد کی محبت اور نہ بیوی کا تعلق اُنکو اپنے محبوب حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔ غرض کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہین سکتی اور کوئی نفسانی لذت اُنکو خدا سے روک نہین سکتی اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہین ہو سکتا۔

یہ تین روحانی مراتب کی حالتین ہین جنمین سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے اور انسانی معرفت کامل نہین ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہین پہنچتی۔ کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہین بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبت الٰہی کی ٹھرکتی ہوئی آگ مین پڑکر اپنی نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کیطرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جلکر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود مین بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ مین پڑ کر بالکل آگ کی رنگ مین آجاتا ہے اور آگ کی صفات اُس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہین ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلّی طور پر متصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبعاً

مرضات الٰہیہ مین فنا ہو جاتا ہے کہ خدا ہی ہو کر بولتا ہے اور خدا ہی ہو کر دیکھتا ہے اور خدا ہی ہو کر سنتا ہے اور خدا ہی ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جُبہ مین خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اسکی تجلیات الٰہیہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہین اسلیے ہم اسکو اسی جگہ چھوڑتے ہیں۔

اور ایک دوسرے پیرایہ مین ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اعلےٰ اور اکمل مرتبہ ہے اس طرح پر تصویر کھینچتے ہین کہ وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ مین سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دھوپ اور شعاع ایک مصفا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اُس کے مقابل پر پڑا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اسکے ظہور کی کیفیت مین فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصہ مین پڑتی ہے جسکی سطح پر ایک شفاف اور مصفا پانی موجود نہین بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہین تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے خاص کر اُس حالت مین جب کہ سورج اور زمین مین کوئی بادل بھی حائل ہو لیکن جب وہی شعاع جس کے آگے کوئی بادل حائل نہین ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفا آئینہ کیطرح چمکتا ہے تب وہی شعاع ایک سے دہ چند ہو کر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہین کر سکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے وحی نازل ہوتی ہے تو اُس کا نور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے۔ اور اُس نفس پر صفات الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیت ظاہر ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اُسکی روشنی پڑتی ہے یہان تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اُس سے حصہ لیتی ہے۔ تاہم پورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینہ صافی یا آب صافی کو حاصل

ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔ اِسیطرح بوجہ اسکے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اُسکی روشنی سے ہر ایک فیضیاب ہے مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلّی طور پر خدا تعالیٰ اُن کے اندر داخل ہو جاتا ہے اُن کی حالت سب سے الگ ہے جیساکہ تم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اِس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن در اصل وہ اُس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت نہیں کرتا۔ جبتک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوب حقیقی کا چہرہ اسکے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیض عام حضرت احدیّت نے ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوت شامہ اور دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا اِسی طرح رُوحانی طور پر بھی اُس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قُویٰ کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ اُس سے باہر نہیں ہے۔ یہی قانون قدرت روحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ کثیف جگہ اُس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ ہاں مصفّٰی اور شفاف دلوں پر وہ نور عاشق ہے جب وہ آفتاب روحانی مُصفّٰی چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور اُن میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر اُن میں کھینچ دیتا ہے جیساکہ

جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفا پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے تو اپنی تمام صورت اس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقعہ پر اصل صورت میں اعضا واقع ہوتے ہیں اور خط و خال ہوتے ہیں اسی اسی موقعہ پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں اور حدیث شریف اور نیز توریت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس صورت سے مراد یہی روحانی تشابہ ہے اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اس کے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ شیشہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اسکی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑ جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اس میں سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پوری شوکت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابل یادداشت ہے اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور ان سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال و گمان سے برتر ہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا اسکو شناخت نہیں کر سکتی اور کوئی عقل اسکے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ اپنے محبوب ازلی کی محبت مین اس قدر محو ہوتے ہین کہ کوئی رگ و ریشہ انکی ہستی اور وجود کا باقی نہین رہتا اور یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہین کر سکتے۔ اور کوئی ان مین سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر کوئی نور حاصل نہین کر سکتا اور نہ کوئی روحانی تصویر آفتاب نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کے موافق اپنا چہرہ اس کو دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہین چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہین بڑا جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے شیشہ مین نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وہی چہرہ ایک بڑے شیشہ مین بڑا دکھائی دیتا ہے مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ کے تمام اعضا اور نقوش دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہین سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے اور بڑے شیشہ مین یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اسمین تبدیلیان پیدا ہوتی ہین اور اس قدر فرق نمودار ہو جاتے ہین کہ گویا اظہار صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اس سے بڑھ کر وہ خدا ہے جو بکر کا خدا ہے اور اس سے بڑھ کر وہ جو خالد کا خدا ہے مگر خدا تین نہین خدا ایک ہی ہے صرف تجلیات مختلفہ کی وجہ سے اسکی شانین مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہین جیسا کہ موسےٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے تین خدا نہین ہین مگر مختلف تجلیات کی رو سے اسی ایک خدا مین تین شانین ظاہر ہو گئین چونکہ موسیٰ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اسلئے موسیٰ پر تجلی قدرت الٰہی اسی حد تک محدود رہی اور اگر موسیٰ کی نظر اس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

محدود اور ناقص نہ ہوتی جواب ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقون تک محدود تھی جوان کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قومون اور آئندہ زمانہ کے ساتھ اُنکی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اسلئے قدرت الٰہی کی تجلی بھی ان کے مذہب مین اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمت تھی اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی تمام دُنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اسلئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وہ صرف اُن یہودیوں کی موجودہ بداخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہین اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہین اور اگر انجیل کو تمام فرقون اور مختلف طبایع کی اصلاح مدنظر ہوتی تو اسکی یہ تعلیم نہ ہوتی جواب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دوسری طرف خود ایجاد غلطیون نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفارہ کا مَن گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحون کی کوششون کا یکلخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دوگونہ بد قسمتی مین مبتلا ہے ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہین مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی اور دوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہین بڑھا سکتی کیونکہ کفارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُسکی نظر محدود نہ تھی اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اسکے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اُسکو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنون سے نہین کہ آئندہ اُس سے کوئی روحانی فیض نہین ملیگا بلکہ ان معنون سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اُسکی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہین پہنچ سکتا

اور اسکی اُمت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اُسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جسکی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُسکی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا ⊕ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصولِ معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قایم رکھنے کیلئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قایم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مُستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمتی نہیں یعنے آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

⊕ حاشیہ۔ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گذرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کرکے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دُنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کی دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی؀ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُسکا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اور ہر کوشش کیجائے اور تاویل کیجائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کیطرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کیطرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کیطرف مُنہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائیگا۔ اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کیلئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا

؀ حاشیہ۔ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کیلئے گھڑا تھا کیونکہ ان کی پہلی آمد میں انکی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر طرح مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائینگے اور پہلی کسریں نکالینگے تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقاید سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کرینگی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دینگے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا طیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمہ حجاب اور جہل سے باہر آجائینگے۔ منہ

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اُسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کرکے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا ✝ بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے اُمّتی کا نام بھی تو موجود ہے اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کرکے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُسکو اُمّتی بنایا جائیگا اور وہی نومسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمّت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اِس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمّت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا ایسا ہی اسی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسٰے اور مسیح موعود رکھا جائیگا کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اُسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمّتی بنایا جاوے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُنکی اُمّت نے ان کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

✝ حاشیہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دُنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ پھر بعد ان کے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسٰے کی وفات کے قائل ہیں اور بعض اکابر صوفیہ بھی انکی موت کے قائل ہیں اور یہ مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

ہیں یہ باتیں کسی قیاس اور ظن سے نہیں کہتا بلکہ میں خدا تعالیٰ سے وحی پاکر کہتا ہوں اور میں اُس کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اُسی نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ وقت میری گواہی دیتا ہے۔ خدا کے نشان میری گواہی دیتے ہیں۔

ماسوا اسکے جبکہ قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کا وفات پاجانا ثابت ہے تو پھر ان کے دوبارہ آنے کا خیال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہی نہیں وہ کیونکر زمین پر دوبارہ آسکتا ہے۔

اگر کہو کہ کن آیات قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو میں نمونہ کے طور پر اِس آیت کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو قرآن شریف میں ہے یعنے یہ کہ۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ الخ اِس جگہ اگر توفّی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی انہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ موت سے پہلے اُس رفع جسمانی کی حالت میں ہی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو جائینگے اور پھر کبھی نہیں مرینگے کیونکہ قیامت کے بعد موت نہیں اور ایسا خیال بداہت باطل ہے۔

علاوہ اس کے قیامت کے دن یہ جواب اُن کا کہ اُس روز سے کہ میں مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا حال ہوا۔ یہ اِس عقیدہ کی رو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھیرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دنیا میں آوے اور اپنی اُمت کی مشرکانہ حالت کو دیکھ لے بلکہ اُن سے لڑائیاں کرے اور انکی صلیب توڑے اور اُن کے خنزیر کو قتل کرے وہ کیونکر قیامت کے روز کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی اُمت کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اور خود یہ دعوے کہ توفّی کا لفظ جب حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے

تو اسکے یہی معنے ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانا۔ مگر دوسروں کے لئے یہ معنی نہیں ہوتے یہ دعویٰ بھی عجیب دعویٰ ہے گویا تمام دنیا کیلئے تو توفّی کے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ قبض روح کرنا نہ قبض جسم۔ مگر حضرت عیسٰی کیلئے خاص طور پر یہ معنی ہیں کہ مع جسم آسمان پر اٹھا لینا۔ یہ معنی خوب ہیں جن سے ہمارے سیّد و مولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسٰے کے لئے ہی یہ معنی مخصوص ہیں۔ اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دنیا میں آئینگے یہ عجیب افترا ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے اُنکی تو بلا کو بھی اس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسٰے دوبارہ دنیا میں آجائینگے اور اگر اُن کا یہ عقیدہ ہوتا تو اِس آیت کے مضمون پر رد و کد کیوں اتفاق کیا جاتا۔ کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے اور ان سے پہلے سب رسول دنیا سے گذر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دنیا سے نہیں گذرے تھے اور ان کو اُس وقت تک ملک الموت چھو نہیں گیا تھا۔ تو اس آیت کو سُننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اِس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سنائی تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ کی میّت مطہّرہ تھی کہ شدّتِ درد فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اسی وقت تمام صحابہ کو جمع کیا اور

اتفاق حسنہ سے اُس دن کل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ مین موجود تھے تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ مینے سُنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہین مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہین اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہین ہے۔ اس کے پہلے کوئی نبی نہین گذرا جو فوت نہین ہوا۔ پھر حضرت ابو بکر نے یہ آیت پڑھی مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ* یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہین تھے۔ سو جیسے پہلے اس سے سب رسول فوت ہو چکے ہین آپ بھی فوت ہو گئے۔

تب اس آیت کو سُن کر تمام صحابہ چشم پُر آب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور اس آیت نے ان کے دلون مین ایسی تاثیر کی کہ گویا اُسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اسکے **حسّان بن ثابت** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ مرثیہ بنایا

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ۔ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ۔ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو میری آنکھونکی پتلی تھا۔ میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اس کے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اِس شعر مین حسّان بن ثابت نے تمام نبیون کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ ہمین اسکی کیا پرواہ ہے کہ موسیٰ مرگیا ہو یا عیسیٰ مرگیا ہو ہمارا ماتم تو اس نبی محبوب کیلئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھون سے پوشیدہ ہو گیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اِس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا مین آئین گے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آیت قد خلت من قبلہ الرسل پیش کر کے یہ غلطی دور کر دی اور اسلام مین یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہین۔

* جو شخص حضرت عیسیٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے باہر رکھتا ہے اُسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہے۔ اور نیز ظاہر ہے کہ اِس صورت میں حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھہرتا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اِس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کونسی تسلّی ہو سکتی تھی۔ منہ

غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسٰے موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائینگے جیسا کہ ابتدا مین ابو ہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا۔ اور اکثر باتون مین ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی کے درایت کے ایسے دھوکون مین پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ مین پڑنے کی پیشگوئی مین بھی اسکو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اس پر ایمان لے آوینگے حالانکہ دوسری قراءت اس آیت مین بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کر لینگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے:۔

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی اے عیسیٰ مین تجھے موت دونگا اور پھر بعد موت کے مومنون کی طرح اپنی طرف تجھے اٹھاؤنگا اور پھر تمام تہمتون سے تجھے بری کرونگا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفون پر غالب رکھونگا اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے تو پھر کون سے مخالف ہین جو قیامت تک رہین گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام مین فرماتا ہے

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی یہود اور نصاریٰ مین قیامت تک عداوت رہیگی پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آوینگے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

ماسوا اسکے ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے اس طور سے

بھی بیہودہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسٰے کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گذرتا ہے اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ مین کروڑہا یہودی حضرت عیسٰے سے منکر اور انکو گالیاں دینے والے اور کافر ٹھہرانیوالے دنیا سے گذر گئے ہین۔ پھر یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک یہودی اُن پر ایمان لے آئیگا۔ اس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت مین مر گئے کیا اُنکی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہین۔

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسٰی کی موت پر تھا بلکہ تمام انبیاء کی موت پر اجماع ہو گیا تھا اور یہی پہلا **اجماع** تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسٰی کی موت کے قایل تھے اور اسی وجہ سے حسان بن ثابت نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا ترجمہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین **یہ ہے** کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا مین تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے عیسٰی ہو یا موسٰی مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اور درحقیقت **صحابہ** رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اور انکو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسٰی جسکا وجود شرک عظیم کی جڑھ قرار دیا گیا ہے زندہ ہو اور آپ فوت ہو جائیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسٰے آسمان پر معہ جسم عنصری زندہ بیٹھے ہین اور اُن کا برگزیدہ نبی فوت ہو گیا تو وہ مارے غم کے مرجاتے۔ کیونکہ انکو ہرگز اس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی اور نبی **زندہ** ہو اور اُن کا پیارا نبی **قبر** مین داخل ہو جائے اللّٰھم صل علی محمد و آلہ و صحابہ اجمعین

اور خدا تعالیٰ کے اس کلام سے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسٰی معہ جسم عنصری دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی کے پاس جا بیٹھے کس قدر نافہمی اور نادانی ہے۔ کیا خدا بے عزّ وجلّ دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے اور کیا قرآن مین رَفَعَ اِلَی اللّٰہ کے معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہین کہ آسمان پر مع جسم عنصری اُٹھا لینا

اور کیا قرآن شریف مین اسکی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے اور اِس آیت کے مشابہ دوسری آیۃ بھی قرآن شریف مین موجود ہے اور وہ یہہ کہ :- یَااَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً پس کیا اِس کے معنی یہ ہین کہ اے نفس مطمئنہ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر چلا جا! اور خدا تعالیٰ قرآن شریف مین بلعم باعور کی نسبت فرماتا ہے کہ ہمنے اپنی طرف اُس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کیطرف جُھک گیا۔ کیا اِس آیت کے بھی یہی معنے ہین کہ خدا تعالیٰ بلعم باعور کو معہ جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا چاہتا تھا مگر بلعم نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کس قدر قرآن شریف کی تحریف کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ قرآن شریف مین مَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ موجود ہے اس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے ہین۔ مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہی کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اس بات کو مستلزم نہین کہ وہ معہ جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا ہو اگلی آیت مین صریح یہ لفظ موجود ہین کہ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ یعنی یہودی قتل کرنے مین کامیاب نہین ہوئے۔ مگر اُنکو شبہ مین ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے۔ پس شبہ مین ڈالنے کیلئے اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کرکے لعنتی بنایا جائے* یا خود یہودیون مین سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا جاوے۔ کیونکہ اِس صورت مین ایسا شخص اپنے تئین حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کرکے اور اپنے اہل و عیال کے پتے اور نشان دیکر ایک دم مین مخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جادو سے مجھے اپنی شکل پر بنا دیا ہے یہ کس قدر مجنونانہ توہمات ہین کیونکہ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے معنی یہ نہین کرتے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہین ہوئے مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی بعد

---

*حاشیہ یہ عجیب بات ہی کہ اسلام کے ائمہ تعبیر جہان حضرت عیسیٰ کی رویت کی تعبیر کرتے ہین وہان یہ لکھتے ہین کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو خواب مین دیکھے وہ کسی بلا سے نجات پاکر کسی اور ملک کیطرف چلا جائے گا اور ایک زمین سے دوسری زمین کیطرف ہجرت کریگا۔ یہ نہین لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیگا۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام اور دوسرے ائمہ کی کتابین اِس عقلمند پر حقیقت ظاہر ہونیکے لئے یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

مین دو تین روز تک ہوش مین آگئے اور مرہم عیسےٰ کے استعمال سے (جو آج تک صد ہا طبّی کتابون مین موجود ہے جو حضرت عیسیٰ کیلئے بنائی گئی تھی) اُن کے زخم بھی اچھے ہو گئے پھر ایک اور بد قسمتی ہے کہ وہ ان آیتون کے شان نزول کو نہین دیکھتے۔ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات دُور کرنے کیلئے بطور حکم کے تھا اُن کے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اسکا فرض تھا کہ اُن کے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرتا پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے اسکی رُوح مرنے کے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر گئے اِسلئے وُہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے اُن کے لئے نہین کھولے گئے۔ اور عیسائیون نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آج تک وہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر جان دیکر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اَوروں کو نجات دینے کے لئے اُنھون نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے اور ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونے والے مادہ سے پاک تھا خدا کی طرف اُٹھائے گئے +۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اِن دونون متخاصمین کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسیٰ کی صلیب پر جان نکلی یا وہ قتل ہوا تا اِس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وُہ بموجب حکم توریت لعنتی ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچایا گیا اور مومنون کی طرح اُس کا خدا کی طرف رفع ہُوا اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پا کر خدائے عزّ و جلّ کیطرف اُٹھایا جاتا ہے وہ بھی اُٹھائے گئے۔ اور اُن نبیون مین جا ملے جو ان سے پہلے گذر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیون کے مقدس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسیٰ کو بھی اُنھین کے رنگ مین پایا اور اُن کے ساتھ پایا کوئی نرالا

+ اگر آیۃ بل رفعہ اللہ الیہ کے یہ معنی ہین کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہمین کوئی دکھلاوے کہ قرآن شریف مین وہ آیۃ کہان ہے جو امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی جس مین یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنون کی طرح خدا کی طرف رفع ہوگا اور وہ مرنیکے بعد یحییٰ وغیرہ انبیاء کے ساتھ جا ملیں گے کیا نعوذ باللہ خدا کو یہ دھوکہ لگا کہ یہود کیطرف سے انکار تو تھا انکی رفع روحانی کا جو مومن کا بعد موت ہوتا ہے اور خدا نے کچھ اور کا اور سمجھ لیا نعوذ باللہ من ھذا الافتراء علی اللہ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ۔ منہ

جسم نہین دیکھا۔

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع روحانی سے تھا کیونکہ وہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسلمانون نے محض اپنی ناواقفیت کی وجہ سے رفع روحانی کو رفع جسمانی بنا دیا یہودیون کا ہرگز یہ اعتقاد نہین کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جاوے وہ مومن نہین بلکہ وہ تو آج تک اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع روحانی نہ ہو اور اُسکے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائین وہ مومن نہین ہوتا۔ جیساکہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے وَلَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ یعنے کافرون کیلئے آسمان کے دروازے نہین کھولے جائینگے۔ مگر مومنون کیلئے فرماتا ہے مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ یعنی مومنون کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائینگے۔ پس یہودیون کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کافر ہین اسلئے خدا تعالی کیطرف اُن کا رفع نہین ہوا۔ یہودی اب تک زندہ ہین مَر تو نہین گئے۔ ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا اسکا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہین جاتا اور اسکے جسم کا خدا تعالی کی طرف رفع نہین ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافہمی سے کہان کی بات کہان تک پہنچا دی اور ایک فوت شدہ انسان کی دوبارہ آنے کے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثون مین حضرت عیسٰی کی عمر ایک سو بیس [۱۲۰] برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وہ ایک سو بیس [۱۲۰] برس اب تک نہین گذرے۔

ایسا ہی اُنھون نے اپنی نافہمی سے قرآن شریف اور احادیث مین تناقض پیدا کر دیا کیونکہ قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثون مین **دجال** ہے شیطان قرار دیتا ہے جیساکہ وہ شیطان کیطرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ مین اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤن جب تک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہین دوبارہ زندہ ہون۔ خدا نے

کہا کہ مینے تجھے اُس وقت تک مہلت دی - سو وہ دجال جس کا حدیثوں مین ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ مین قتل کیا جائیگا - جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثین بھی یہی کہتی ہین - اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے - اس لئے سورہ فاتحہ مین دجال کا تو کہین ذکر نہین مگر نصاریٰ کے شرّ سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے اگر دجال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف مین بجائے اِس کے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا ولا الضّآلّین یہ فرمانا چاہئے تھا کہ ولا الدجّال - اور آیت اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ سے مُراد جسمانی بعث نہین کیونکہ شیطان صرف اس وقت تک زندہ ہے جبتک کہ بنی آدم زندہ ہین - ہان شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہین کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے - سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانے والے ہین اور چونکہ وہ گروہ ہے اسلئے اُسکا نام دجال رکھا گیا ہے - کیونکہ عربی زبان مین دجال گروہ کو بھی کہتے ہین - اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظون سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثون سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنون مین دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائیگا اِنہین حدیثون سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنون مین کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی - پس یہ تناقض بجز اسکے کیونکر دور ہو سکتا ہے کہ یہ دونون ایک ہی چیز ہین علاوہ اِس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اِس سے آسمان پھٹ جائین اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفون کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعوے کرے گا اور دُنیا کے تمام فتنون سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا - اسکی نسبت قرآن شریف مین اتنا بھی ذکر نہین کہ اُسکے فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے - تعجب ہو کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھہراوے اور ہمارے مخالف کسی اَور دجّال کیلئے شور مچاوین اور حضرات عیسائیون کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسٰی کو خدا بنا دیا اور دوسری طرف اسکے ملعون ہونے کا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل لغت کے اتفاق سے

لعنت ایک روحانی امر ہے اور ملعون راندہ درگاہ الٰہی کو کہتے ہین یعنی جس کا خدا کیطرف رفع نہ ہوا ور جس کے دل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اُس سے بیزار ہو جاوے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اِسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کرسکتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کے دل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ اُن سے بیزار ہو گیا تھا۔ اور عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حضرات عیسائیان انجیلون کے حوالہ سے یہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کے اِس واقعہ کو یونسؑ کے واقعہ اور اسحاقؑ کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اِس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہین کیا وہ ہمین بتلا سکتے ہین کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ مین مُردہ ہونے کی حالت مین داخل ہوا تھا۔ اور مُردہ ہونیکی حالت مین اسکے اندر رہا یا تین دن تک رہا۔ پس یونسؑ سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی زندہ کو مُردہ سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائیان ہمین بتلا سکتے ہین کہ اسحاق حقیقت مین ذبح ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا اور اگر یہ بات نہین ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحاق کے واقعہ سے کیا مشابہت۔

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم مین رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہان سے وہان چلا جا تو ایسا ہی ہو گا مگر یسوع کی تمام دعا جو اپنی جان بچانے کیلئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو انجیل کی رُو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے یہ ہرگز درست نہین ہے کہ یسوع کی یہ دعا تھی کہ مین صلیب پر مر تو جاؤن مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا باغ والی دعا صرف گھبراہٹ دور کرنے کے لئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانیکے وقت کیون کہا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اِس وقت گھبراہٹ دور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہان تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا مین صاف یہ لفظ ہین کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ جو جان بچ جانے کیلئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب

نہین رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتار اگیا جیسے کہ یہ امر کہ اسکی ہڈیان نہین توڑی گئین جس طرح کہ اور لوگون کی ہمیشہ توڑی جاتی تھین ۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اِس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے ۔

ہمارے مخالفون کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے ۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھیرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیون کے ایسی دعاوی کو جن سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے رد کرتا ہے جیساکہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ پیدا ہونا جس سے اُنکی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی یہ کہکر رد کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ پھر اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونے والے ہین تو یہ ایکی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ پیدا ہونے سے زیادہ دھوکہ مین ڈالتی تھی ۔ پس جواب دو کہ کہان قرآن شریف نے اسکی کوئی نظیر پیش کرکے اس کو رد کیا ہے کیا خدا تعالیٰ اس خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا ۔

پھر ہم بنای سابق کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور پر عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیا علیہم السلام فوت ہو چکے ہین اور کوئی زندہ نہین اسی عقیدہ پر تمام صحابہ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نص صریح کے مطابق تھا ۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعوے کرنا کہ کسی وقت اِس اُمّت کا اس بات پر اجماع ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہین اِس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہین ہوگا ۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ مین اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذّاب ہے ۔

٭ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمانپر اُٹھائے گئے تھے پس جبکہ اُٹھایا جانا ثابت نہیں اُسکی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے ۔ اوّل حضرت عیسیٰ کا آسمانپر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت کرو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے ۔ منہ

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد امت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہوگئی اور صدہا مختلف قسم کے عقاید ایک دوسرے کے مخالف انمیں پھیل گئے یہانتک کہ یہ عقاید کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئیگا ان میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاوینگے اور وہ اُن سے غصب خلافت کا انتقام لے گا۔ اور سُنّیوں کا مہدی بھی بقول انکے قطعی طور پر کسی خاص خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور وہ قطعی طور پر عیسےٰ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اسکے آئیگا۔ اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جدا جدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اس قول پر لا مہدی اِلّا عیسےٰ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیاد ہی دجّال ✲ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بیچارہ مسلمان ہو چکا اور اُسکی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجّال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلیگا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اُسکے معنی باوجود واضح ہونیکے بگاڑ دئے گئے۔ اس میں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مراد عیسائیت گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجّالی تصرفات سے رکا رہا ہے مگر اب آخری زمانہ میں اُسنے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُسکی مشکیں کھولی گئی ہیں تا جو جو حملے کرنا اس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے ✤ اور بعض حضرت عیسےٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قایل ہیں اور بعض صوفیوں کا

✤ اس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اُس کی طاقت بڑھتی گئی یہانتک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضّآلّین کی دعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

✲ ابن صیاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونیکے دجال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمّتی انسان ہے کہ جو اسی اُمت مین
سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کرکے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے مین کس قدر
اس اُمت مین اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہر ایک
اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعوےٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت مین
بہت سے اختلاف پیدا ہو جائین تو وہی اختلافات طبعاً چاہتے ہین کہ ان کے تصفیہ کے
لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے۔ جب یہودیون مین
بہت سے اختلاف پیدا ہوئے تو اُن کے لئے حضرت عیسیٰ حکم بنکر آئے اور جب عیسائیون
اور یہودیون کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی
طرف سے حکم مقرر ہوکر مبعوث ہوئے۔

اب اس زمانہ مین دُنیا اختلافات سے بھر گئی ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہین اور عیسائی
کچھ ظاہر کرتے ہین اور اُمت محمدیہ مین الگ باہمی اختلافات ہین۔ اور دوسرے مشرکین بھی
برخلاف رائین ظاہر کرتے ہین اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقاید پیدا ہو گئے ہین کہ گویا
ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اسلئے بموجب سنت اللہ کے ضروری تھا کہ ان
سب اختلافات کا تصفیہ کرنیکے لئے کوئی حکم آتا سو اُسی حکم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا
گیا یعنے باعتبار خارجی نزاعون کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھہرا اور باعتبار اندرونی جھگڑون
کے فیصلہ کرنے کے اسکو مہدی معہود کرکے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے مین سنت اللہ اس قدر
متواتر تھی کہ کچھ ضرور نہ تھا کہ حدیثون کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حکم ہوکر آئے گا
جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثون مین یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی اُمت مین سے
ہوگا وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے حکم ہوگا یعنے جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہین اُنکو دور
کرنے کیلئے خدا اُسے بھیجے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قایم کیا جائیگا۔ کیونکہ خدا اُسے
راستی پر قایم کریگا اور وہ جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہیگا۔ اور کسی فرقہ کا حق نہین ہوگا کہ اپنے عقیدہ

کے اختلاف کی وجہ سے اِس ہی بحث کری کیونکہ اُس زمانہ میں مختلف عقاید کے منقولی مسایل جنکی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائینگے۔ اور بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حکم کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اِس جگہ اِس سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنیکے لئے ہوتی ہے اُسمیں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کیلئے یہود کی کتابوں میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ اُسوقت آئے گا جبکہ الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کیلئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ الیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر اُن کا سچا مسیح آئیگا مگر اب تک نہ الیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنے ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہوگا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے کہ وہ آخر الزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسماعیل میں سے آئیگا اور اسکا مولد مکہ ہوگا اور اُسکا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُسکے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جبکہ اِس امر کیلئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سی

اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اسکو اُمتّی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا* حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نصّ قرآن ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا پس اگر بشر کا جسم عنصری کی آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسےٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سول کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آ گیا اور جس کو علم کتاب اللہ سے ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اِسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود اِن دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پا کر میری ہے اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؛

دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت

* کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اِسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ سے آسمان سے آنا سمجھ لینا یہی غلطی ہے۔ منہ

اسکی ہرگز نہ ہوتی اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آچکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے پیش کرنا کہ فلان فلان پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو! ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم اس عذر سے خدا تعالےٰ کے سامنے معذور ٹھیر جاؤ گے+۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہین اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہین جو زمین کو ہلا دینگے۔

یہ تو خدا کے نشان ہین جو مین پیش کرتا ہون۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت مین تمہارے ہاتھ مین کونسی دلیل ہے بجز اسکے کہ ایسی حدیثین پیش کرتے ہو جنکی مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثین بھی موجود ہین اور جن کے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہین۔ وہ دجال کہان ہے؟ جس سے تم ڈراتے ہو مگر لَا الضَّآلِّیْنَ والا دجال دن بدن دنیا مین ترقی کر رہا ہے اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اسکے فتنہ سے پھٹ جائین۔ پس اگر تمہارے دلون مین خدا کا خوف ہوتا تو سورہ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تمنے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنے سمجھے ہین وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیون کے نمونے یہود اور نصاریٰ مین موجود نہین ہین پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہین ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندون کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان مین ڈالا گیا۔ سو تقوےٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو کیا جیسا کہ یہود نے اور اُن کے نبیون نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل مین سے آیا؟ یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آگیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالےٰ تمہین سورہ فاتحہ مین ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بنجاؤ۔ یہود بھی تمہاری طرح کسیطرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر بوجہ اس کے کہ حَکَم کی بات کو انہون نے نہ مانا اور اُس کے نشانون سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا مواخذہ مین آگئے اور اُن کا کوئی عذر سُنا نہ گیا۔

+ اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے پھر اگر اسقدر نشانوں میں سے دو تین نشان کسی مخالف کی نظر میں مشتبہ ہیں تو اُن کی نسبت شور مچانا اور اسقدر نشانوں سے فائدہ نہ اٹھانا کیا یہی اِن لوگوں کا تقویٰ ہے کیا انبیاءؑ کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ منہ

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتوین صدی پر مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتوین صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیون مین پیدا ہو گئی تھی سو خدا تعالیٰ نے دونون قومون کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حَکَم مبعوث فرمایا۔ مگر جو مسلمانون کیلئے حَکَم مقدر تھا اُس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دو چند کی گئی یعنے چودھوین صدی یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتوین تک بگڑ گئے مگر مسلمانون کی حالت مین اِس مُدّت کے دو حِصّہ مین پُہنچ کر فتور آئے گا اور چودھوین صدی کے سر پر اُن کا حَکَم ظاہر ہو گا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ جیسا کہ ہم بیان کر چُکے ہین۔ **وحی کے اقسام ثلاثہ** مین سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کے تیسری قسم مین داخل ہے جس کا پانے والا انوار سُبحانی مین سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے اور ابھی ہم بیان کر چکے ہین کہ پہلی قسم وحی یا خواب۔ کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات مین ایک دُھواں دیکھتا ہے اور اس سے ظنّی طور پر یہ استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہو گی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہین ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دُھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دُھوئیں سے متشابہ ہو یا دُھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جسمین کوئی مادہ آتشی موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقلمند کو اس کے ظنون سے رہائی نہین بخش سکتا اور اسکو کوئی ترقی نہین دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ مین پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک اُن لوگون کی خوابین اور الہام ہین جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہین کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہین یہ تو علم الیقین کی مثال ہے لیکن جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ یہی درجہ ہے اُسکے دل پر اکثر شیطان کا تسلط رہتا ہے اور اسکو گمراہ کرنیکے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابین یا الہام پیش کر دیتا ہے جنکی وجہ سے وہ اپنے تئین قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

جیسا کہ جموّں کے رہنے والا بد قسمت **چراغدین** جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اُسکو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسےٰ نے اسکو ایک عصا دیا ہے تا دجال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اس نے دجّال ٹھیرایا۔ آخر اُس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہے مع اپنی دونوں لڑکوں کے طاعون سے جوانا مرگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اُس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لیکر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسکو ہلاک کرے چنانچہ وہ خود ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ فاتقوا اللّٰہ یا معشر الملہمین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اُسکو اگرچہ راہ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دور نہیں کرسکتی۔ اس درجہ کا نام **عین الیقین** ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اُس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ درحقیقت آگ ہی اور اُس سے اپنی سردی کو دور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جسکے ساتھ ظن جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دور کرتا ہی اس حالت کا نام **حق الیقین** ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیات الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُنکی درست ہو جاتی ہیں اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ

انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظن کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو ملتا ہے اور ہزارہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ اُنکو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جسطرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی اُن کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اُسکے بندے اُنکو شناخت کرلیں۔ پس اسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان اُنکی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہی ہلاک ہوتا ہے ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے۔ اور خدا اُنکی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُنکے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو ان کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو اُن کیلئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور اس صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُن میں کوئی دوسرا شریک اُن کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی صفات اخلاقیہ سے دلوں میں اپنی محبت جماوے ایسا ہی اُنکی صفات اخلاقیہ میں اس قدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل اُن کیطرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مرنیکے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ اُن کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا اُن کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے

دُنیا بے خبر ہے اور اُن سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اسلئے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اُسکے لئے سرد کردیا۔ اور جب ایک بدکردار بادشاہ اُن کی بیوی سے بد ارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اُس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پلید ارادہ کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے غیب سے اُسکے لئے پانی اور سامان خوراک پیدا کردیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُن کو ہلاک کردیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کردیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گو وہ نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بدذات لوگ اُنکی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مرجاتی ہے اور اُن کے لئے غیب سے کوئی آب زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے۔ اور گو محبوبین الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرت الٰہی نمایاں طور پر اُن کے شامل حال ہوتی ہے اور غیرت الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رسوا کرے اور اُسکی محبت گوارا نہیں کرتی کہ ان کا نام دُنیا سے مٹاوے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنی تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُسکے ربّ میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کرکے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اُسکی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر

ہوتے ہین اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُسکی ذات کے متعلق ہوتے ہین اور بعض اُسکے
اہل وعیال کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنون کے متعلق اور بعض اُسکے دوستون کے متعلق
اور بعض اُس کے اہل وطن کے متعلق۔ اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے
غرض کوئی نشان ایسا نہین ہوتا جو اس کیلئے دکہلایا نہین جاتا۔ اور یہ مرحلہ دقت طلب
نہین اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہین کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ میسر درجہ
نصیب ہوگیا ہے جو بیان ہوچکا ہے تو دُنیا ہرگز اِس کا مقابلہ نہین کرسکتی۔ ہر ایک جو
اُس پر گریگا وہ پاش پاش ہوجائیگا اور جس پر وہ گرے گا اُسکو ریزہ ریزہ کردیگا کیونکہ اُس کا ہاتھ
خدا کا ہاتھ اور اُس کا مُنہ خدا کا مُنہ ہے اور اُسکا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہین پہنچ
سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگون کے پاس (جو مالدار ہین) ہوتے ہین لیکن
اگر وہ گستاخی کرکے بادشاہ کا مقابلہ کرین جس کے خزائن مشرق و مغرب مین پڑے ہوئے
ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلّت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہون گے اور وہ تھوڑے
سے درہم و دینار اُن کے بھی ضبط کئے جائینگے ؀

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزت کسی کو نہین دیتا مگر اُنہین کو جو اُسکی محبت مین
کھوئے گئے ہین۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسیکو نہین بخشتا مگر اُنہین کو جو اُسکے
لئے بمنزلہ اُسکی توحید اور تفرید کے ہین اور ایسے اُسکی دوستی مین محو ہوئے ہین جو اب بمنزلہ اسکی
صفات کے ہین وہ اُنکو نور دیتا ہے اپنی نور مین سے اور علم دیتا ہے اپنے علم مین سے تب وہ
اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہین اور
اُسکی رضا کو ایسا چاہتے ہین جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدون
اور رکوع اور قیام سے ہوسکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستار
الٰہی کہلا سکتے ہین بلکہ پرستش اُس سے ہوسکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے

کہ اُس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اول خدا کی ہستی پر پُورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزش محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اُسکی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اسکا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جبتک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اُسکی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اُسکی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا اُسکے حاصل ہونیکی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکّل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسکی یاد کو سمجھے۔ اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لاوے۔ اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اس حد تک کوشش کرے کہ اُسکی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نکرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں۔ مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کیلئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کیلئے انسان مامور ہے

اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جنکی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں

اے گرفتار ہوا در ہمہ اوقات حیات	با چنین نفس سیہ چون سدت زو عونے
گر تو آن صدق بورزی کہ بورزید کلیم	عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب اُن کا وجود مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ انکو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے دُنیا اُن کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُن کو مدد دیتا ہے۔ ہزارہا نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو اُنکی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی ذلت کیساتھ ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا حلیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذا پر

کمربستہ ہے خدا اُس کے استیصال کیلئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ایک مادہ شیر (جبکہ کوئی اُسکے بچہ کو مارنے کے لئے قصد کرے) غضب اور جوش کے ساتھ اُس پر حملہ کرتی ہے اور نہین چھوڑتی جب تک اُسکو ٹکڑے ٹکڑے نہ کردے۔ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت مین ہی شناخت کئے جاتے ہین۔ جب کوئی اُن کو دکھ دینا چاہتا ہے اور اُس ایذا پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُس پر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ مین اُسکو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کردیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے۔ جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرم شب چراغ کی روشنی مین کوئی اشتباہ نہین ہوسکتا اسی طرح وہ نور جو اُنکو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو اُن کیلئے ظاہر کئے جاتے ہین اور وہ روحانی نعمتین جو اُن کو عطا ہوتی ہین ۔ اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہین ہوسکتا اور اُنکی نظیر کسی فرد مین پائی نہین جاتی۔ خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دل ہوجاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بنجاتی ہین جسکی تہ تک دُنیا نہیں پہونچ سکتی۔

اور یہ سوال کہ کیون خدا اُن سے ایسا تعلق پکڑ لیتا ہے؟ اِس کا یہ جواب ہے کہ خدا نے اِنسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہین رہ سکتا اور خلاء یعنی خالی رہنا اُس مین محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہوجاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُسکی آرزوؤن اور دنیا کی محبت اور اُسکی تمناؤن سے بالکل خالی ہوجاتا ہے اور سفلی محبتون کی آلایشون سے پاک ہوجاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہوچکا ہے خدا تعالیٰ تجلیات حسن وجمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کردیتا ہے تب دُنیا اُس سے دشمنی کرتی ہے کیونکہ دُنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اس لئے وہ راستباز سے پیار نہین کرسکتی۔ مگر خدا اُسکو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت مین لے لیتا ہے اور اُسکی لئے ایسی ایسی طاقت الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اُسکا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابین نہایت صاف ہوتی ہین اور پیش گوئیان انکی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہین اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہین۔ اور اِس قدر اُنکی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر رہے۔ ایسا ہی اُنکو معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیت مین تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہین اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارف صحیحہ اُنکو سوجھتے ہین جو دوسرون کو نہین سوجھ سکتے۔ کیونکہ وہ رُوح القدس سے مدد پاتے ہین اور جس طرح اون کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اِسی طرح اُنکو ایک زبان عطا کی جاتی ہے۔ اور اُن کے معارف حال کے چشمہ مین سے نکلتے ہین نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخین اُن مین پائی جاتی ہین اور اِسی کے مقابل پر تمام قسم کی نُصرت بھی اُنکو عطا ہوتی ہے۔ اُن کے سینے کھولے جاتے ہین اور اُن کو خدا کی راہ مین ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہین ڈرتے اور آگ مین جل جانے سے خوف نہین کرتے۔ اِن کے وجود سے ایک دُنیا سیراب ہوتی ہے اور کمزور دل قوّت پکڑتے ہین۔ خدا کی رضاجوئی کے لئے اُن کے دل قربان ہوتے ہین وہ اُسی کے ہو جاتے ہین اسی لئے خدا اُنکا ہو جاتا ہے اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہین تو خدا اُسی طرح اُن کیطرف جھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان مین خدا اُن کی پاسداری کرتا ہے درحقیقت خدا کے لوگون کو کوئی شناخت نہین کر سکتا۔ مگر وہی قادر خدا جسکی دِلون پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اُسکی طرف آگیا اُس کیلئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُسکی مدد کے لئے ہر ایک راہ مین کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اُسکے لئے وہ قدرتین دکھلاتا ہے جو دُنیا پر مخفی ہین۔ اور اُس کے لئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی خویش اپنے خویش کیلئے ایسی غیرت دکھلا نہین سکتا اپنے علم مین سے اُسکو علم دیتا ہے اور اپنی عقل مین سے اُسکو عقل بخشتا ہے اور اُسکو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے

تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مر کر ایک نیا تولد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئی وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُن کو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک اُن کے مونہہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُنکی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور اُن کا آج کا دن کل کے دن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبتانہ تعلق اُن کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور اُنکی شدت محبت اور توکل اور تقویٰ کی وجہ سے اُنکی دعائیں رد نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اس لئے خدا بھی اُنکی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں۔ دُنیا اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور ان کے بارہ میں سرسری رائیں نکالنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست اُنکی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ اغیار کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُنکی پوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذبات محبت میں وہ سرمست ہیں وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔ وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانے والے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنے والے سب سے زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈھنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنے والے۔ سب سے زیادہ اپنے رب عزیز سے محبت کرنیوالے ہیں اور تعلق باللہ میں اُنکا اُس جگہ تک قدم ہے جہاں تک انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اسلئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ اُن کی طرف دوڑتا ہے کہ گویا وہ اور ہی خدا ہے۔ اور وہ کام اُن کے لئے دکھلاتا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کیلئے اُس نے دکھلائے نہیں ؎

باب چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنے اِس بات کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم مین داخل فرمایا ہے



خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کی راہ مین مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ مین جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا۔ مگر مین نے کسی حصۂ عمر مین بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلّق نہ پایا گویا رومی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے: ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفتِ خوشحالان و بدحالان شدم
ہر کسے از ظنِّ خود شُد یارِ من — واز درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز مین میرے ساتھ کمی نہین رکھی اور اِس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہین کہ مَیں اُسکا شکر ادا کر سکون تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ مین دُنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اُس زمانہ میں بھی جبکہ مین اِس دنیا مین ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایام ابھی تھوڑے تھے بس اِس تپشِ محبت سے خالی نہین تھا جو خدائے عزوجل سے ہونی چاہئے اور اسی تپشِ محبت کی وجہ سے مین ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہین ہوا جس کے

عقاید خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدائے عزّوجل کی توہین ہے ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اُسکو خدا ٹھیرایا گیا۔ اور اسی کو خالق السمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دُنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہو سکتی ہے اُس کے ساتھ ذلت جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلتیں کیوں جمع ہو گئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اِس کو کوڑے لگے۔ اور اسکے مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا٭ کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کیطرح مرجاتا ہے؟ اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اُسکی عصمت اور اُسکی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہو سکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریت ظاہر کرتا پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مرگیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا اور یہ کہنا کہ اُس نے عمداً اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا۔ تا اُسکی اُمّت کے گناہ بخشے جائیں اس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا جس شخص نے تمام رات اپنی جان بچانے کیلئے رو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی۔ اور پھر گھبراہٹ اِس قدر اُس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہکر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدت بیقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اُسکی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھیرایا جاتا ہے پھر وہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا تو پھر اُس نے کس کے آگے رو رو کر دعا کی۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اُن تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست

٭ یہ بات کہ اُس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہوگیا تھا اِس دلیل سے رد ہو جاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دعا کی کہ وہ پیالہ اُس سے ٹل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اگر وہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اُس نے کیوں دعائیں کیں۔ اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے خوش ہو کر ایسا کام کیا تھا تا دنیا مسیح کے خون سے نجات پاوے تو یہ وہم اس دلیل سے رد ہو جاتا ہے کہ اگر در حقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُسدن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہو گیا اس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب دینے پر سخت ناراض تھا جسکی وجہ سے چالیس برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ طرح طرح کے

خدا ہے جو اُن سے الگ اور اُن پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا۔
پھر جس غرض کیلئے خودکشی اختیار کی گئی وہ غرض بھی تو پوری نہ ہوئی* ۔ غرض تو یہ تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچوں سے باز آجائیں۔ مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ اس خودکشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رو بخدا بھی تھے مگر بعد اسکے جیسی جیسی خودکشی اور کفارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اُسی قدر دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچ اور دُنیا کی خواہش اور شراب خواری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجایز تعلقات عیسائی قوم مین بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رو دریا پر جو ایک بند لگایا گیا تھا وہ بند یکدفعہ ٹوٹ جائے۔ اور ارد گرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کردے یہ بھی یاد رہے کہ صرف گناہ سے پاک ہونا انسان کیلئے کمال نہین ہزارون کیڑے مکوڑے اور چرند و پرند ہین کہ کوئی گناہ نہین کرتے۔ پس کیا اِن کی نسبت ہم خیال کرسکتے ہین کہ وہ خدا تک پہنچ گئے ہین۔ پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے روحانی کمالات کے حاصل کرنیکے لئے کونسا کفارہ دیا۔ انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے دو چیزون کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہین ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونون قوتین اسکی فطرت کے اندر موجود ہین۔ ایک طرف تو جذبات نفسانی اُسکو گناہ کی طرف مایل کرتے ہین اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اُسکی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے مگر اُس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہون کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اُسکی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حُسن اور خوبی کا تمہین علم نہین تم اُس پر عاشق نہین ہوسکتے۔ پس خدائے عزوجل کی خوبی اور حُسن و جمال کی معرفت اُسکی محبت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہین مگر سُنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگون کو نبیون

* افسوس کہ قرون ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہوگیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور ابتک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں اُن پر موت نہیں آئی اور اس طرح پر ان نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح اُنکی موت کا ذکر ہے مثلاً آیت

کی معرفت ملتی ہے اور انکی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہین اور جو کچھ اُن کو دیا گیا وہ انکی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہین۔

مگر افسوس کہ عیسائی مذہب مین معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی پر مُہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانون کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ پھر تازہ بتازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصون کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کو ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا مدار قصون اور کہانیون پر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب جسکی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے اُن کے نزدیک اِس جہان کا ذرہ ذرہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہین پس ہندوؤن کو اُس خدا پر ایمان نہین جس کے بغیر کوئی چیز ظہور مین نہین آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قایم نہین رہ سکتی۔ اور کہتے ہین کہ اِن کا پرمیشر کسی کے گناہ معاف نہین کر سکتا گویا اُسکی اخلاقی حالت انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہگارون کے گنہ معاف کر سکتے ہین اور اپنے نفوس مین ہم یہ قوت پاتے ہین کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے فعل پر سخت نادم ہو اور آئندہ کیلئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور تذلل اور انکسار سے ہماری سامنے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اس کے گناہ معاف کر سکتے ہین بلکہ معاف کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ پرمیشر جو خدا ہونے کا دعوے کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہگار ہین اور اُنکو گناہ کرنے کی طاقتین بھی اُسی کی طرف سے ہین اسمین یہ عمدہ خلق نہین اور جب تک کروڑ ہون سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہین ہوتا۔ ایسے پرمیشر کے ماتحت رہکر کیونکر کوئی نجات پا سکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

غرض مینے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونون مذہب راستبازی کے مخالف ہین اور خدا تعالیٰ کی راہ مین جس قدر اِن مذاہب مین روکین اور نومیدی پائی جاتی ہے مین سب کو

اِس رسالہ مین لکھ نہین سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک روحین تلاش کرتی ہین اور جسکو پانے سے انسان اسی زندگی مین سچی نجات پاسکتا ہے اور اُس پر انوار آلہی کے دروازے کھل سکتے ہین۔ اور اُسکی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اُس خدا کی طرف یہ دونون مذہب رہبری نہین کرتے اور ہلاکت کے گڑھے مین ڈالتے ہین ایسا ہی اِن کے مشابہ دنیا مین اور مذاہب بھی پائے جاتے ہین مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد لاشریک تک نہین پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی مین چھوڑتے ہین۔

یہ وہ تمام مذاہب ہین جن مین غور کرنے کیلئے مین نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا اور نہایت دیانت اور تدبر سے اُن کے اصول مین غور کی۔ مگر سب کو حق سے دُور اور مہجور پایا۔ ہان یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤن کو پورا کرنیوالا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ ہر ایک بات مین کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تعبد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اِس لئے وہ اس بات پر راضی نہین ہو سکتا کہ وہ خدا جسکی شناخت مین اُسکی نجات ہے اُسکی شناخت کے بارے مین صرف چند بیہودہ قصّون پر حصر رکھّے اور وہ اندھا رہنا نہین چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پُورا علم پاوے گویا اُسکو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اُسکی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چھپ گئی ہے اور جو لوگ دُنیا کی لذات کو چاہتے ہین اور دُنیا سے محبّت کرتے ہین وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہین اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہین کیونکہ دُنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگون ہین۔ لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ جو شخص دُنیا کی بُت سے رہائی پاکے اور دائمی اور سچّی لذّت کا طالب ہو وہ صرف قصّون والے مذہب پر خوش نہین ہو سکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلّی پا سکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام مین اپنی تسلّی پائیگا اِسلام کا خدا کسی پر

اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اُسکی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اُس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دُنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی اُن کو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعوےٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اُسکے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُسکی ڈالدی جاتی ہے اور ایک قوّت جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے۔ اور ایک نور اُسکو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کیساتھ ہوتا ہے جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے

محبت کرتا ہے اور تمام وُ بنا پر اُس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اسکے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنے ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اُسکا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے اور عیسے ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام

نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہین - بلکہ یہ تمام استعارات ہین محبت کے پیرایہ مین - ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام مین بہت ہین جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت مین ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہین رہتا تب اسی فنا کی حالت مین ایسے الفاظ بولے جاتے ہین - کیونکہ اس حالت مین ان کا وجود درمیان نہین ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا یعنے ان لوگون کو کہ کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دیگا - اب دیکھو اس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰہ کی جگہ یَا عِبَادِیْ کہدیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہین نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے مگر یہ استعارہ کے رنگ مین بولا گیا ؎

ایسا ہی فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہین وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہین یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھون پر ہے - اب ان تمام آیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھیرایا گیا - مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہین ہے -

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو - پس اس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے -

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیون کا ایک قول بطور حکایت عن الیہود قرآن شریف مین ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے پیارے ہین - اس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ رد نہین کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہین کیون عذاب دیتا ہے اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہین کیا - اس سے معلوم ہوا کہ یہودیون کی کتابون مین خدا کے پیارون کو

بیٹا کر کے بھی پکارتے تھے۔

اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔+ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُسکے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اُسکا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اُس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اُسکی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہمنے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُن کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا اون کو روحانی تعلق ہوجاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا اُن پر زمانہ گذرتا جاتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔ اور ان تمام امور میں خدا اُن کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں اُنکی لذت اور یہی اُنکا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کیلئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کیلئے اپنے عظیم الشان

+ اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجالانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول ہونے کیلئے پیروی کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اسکی اطاعت کیلئے حکم دیا تو جو شخص اس حکم کو پاکر پیروی نہیں کرتا اُسکو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں دی جاتی۔ منہ

نشان ظاہر نہین کرتا اور کسیکو آیندہ زمانہ کی عظیم الشان خبرین نہین دیتا۔ مگر انہین کو جو اُس کے
عشق اور محبت مین محو ہوتے ہین اور اُسکی توحید اور جلال کے ظاہر ہونیکے ایسے خواہان ہوتے ہین جیسا کہ وہ
خود ہوتا ہے یہ بات اُنہین سے مخصوص ہے کہ حضرت الوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہین
اور غیب کی باتین کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہین اور یہ خاص عزت دوسرے
کو نہین دی جاتی۔

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگون کو بھی کبھی سچی خوابین آجاتی ہین۔ بعض
مرد یا عورتین دیکھتے ہین کہ کسی کے گھر مین لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض
کو دیکھتے ہین کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے
ہین تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہین۔ تو مین اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہون کہ ایسے
واقعات کچھ چیز ہی نہین ہین اور نہ کسی نیک بختی کی اِن مین شرط ہے بہت سی خبیث طبع اور
بدمعاش بھی ایسی خوابین اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہین۔ لیکن وہ امور جو خاص
طور کے غیب ہین وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندون سے مخصوص ہین۔ وہ لوگ عام لوگونکی
خوابون اور الہامون سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہین۔ ایک یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات
نہایت صاف ہوتے ہین اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگون کے مکاشفات اکثر مکدّر اور
مشتبہ ہوتے ہین اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے دوسرے یہ کہ وہ عام لوگون کی نسبت
اِس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہین کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک
بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے اُن سے ایسے عظیم الشان نشان
ظاہر ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص اُنکی نظیر پیش نہین کر سکتا۔ چوتھے ان کے نشانون مین
قبولیت کے نمونے اور علامتین پائی جاتی ہین اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن مین
نمودار ہوتے ہین اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانونکے ذریعہ سے اُن مقبولونکی عزت اور قرب کو دنیا
پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور انکی وجاہت دلون مین بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق

نہین انمین یہ بات پائی نہین جاتی - بلکہ انکی بعض خوابون یا الہامون کی سچائی ان کے لئے ایک بلا ہوتی ہے - کیونکہ اس سے ان کے دلون مین تکبّر پیدا ہوتا ہے اور تکبّر سے وہ مرتے ہین اور اُس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہین جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے - اے شاخ یہ مانا کہ تو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہین مگر جڑھ سے الگ مت ہو کہ اس سے تو خشک ہو جائیگی اور تمام برکتون سے محروم کیجائیگی - کیونکہ تو جزو ہے کُل نہین ہے اور جو کچھ تجھ مین ہے وہ تیرا نہین بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے - ؞

اب مین بموجب آیہ کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ اپنی نسبت بیان کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ مین داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہین بلکہ شکم مادر مین ہی مجھے عطا کی گئی ہے - میری تائید مین اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہین کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء ہے اگر مین اُن کو فرداً فرداً شمار کرون تو مین خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہون کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہین - اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مین اسکو ثبوت دیسکتا ہون - بعض نشان اس قسم کے ہین جن مین خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنون کے شر سے محفوظ رکھا اور بعض نشان اس قسم کے ہین جن مین ہر محل مین اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتین اور حاجتین اُس نے پوری کین - اور بعض نشان اس قسم کے ہین جن مین اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَكَ کے میرے پر حملہ کرنیوالون کو ذلیل اور رسوا کیا - اور بعض نشان اس قسم کے ہین جو مجھ پر مقدمات دائر کرنے والون پر اُس نے اپنی پیشگوئیون کے مطابق مجھ کو فتح دی - اور بعض نشان اس قسم کے ہین جو میری مدت بعثت سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدت دراز کسی کاذب کو نصیب نہین ہوئی - اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہین یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے - اور بعض نشان اس قسم کے ہین جنمین دوستون کے حق مین میری دعائین منظور ہوئین اور بعض نشان اس قسم کے ہین جو شریر دشمنون پر

ﷺ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشار روحانیت ظہور مین آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابون کے دیکھنے مین ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہین اور روحانی

میری بددعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دُعا سے بعض خطرناک بیمار وں نے شفا پائی اور اُنکی شفا کی پہلی خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اِس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں ان کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اِس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لیکر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دُنیا نے دیکھ لئے ہیں اور میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ایک مکار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اُسکو میرا افترا خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو اُسکو بہرحال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شایع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شایع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جنمیں سے بعض اُس نے اِس کتاب میں لکھے ہیں

٭ ہر ایک منصف مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فیض رحمانی میں اُسکو شایع کر دیا اور پھر اس مباہلہ سے صرف چند روز بعد فوت ہوگیا اور کس طرح چراغدین جموں والے نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا ہلاک کرے اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہوگیا۔ منہ

یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افترا ہے اور مین اُسکو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مفتری اور کافر اور بیدین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اُس کو عذاب مین مبتلا کر۔ آمین

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ اگر اس دُعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخبارون مین درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر مین خدا کی طرف سے نہیں ہون۔ اِس مباہلہ مین کسی میعاد کی ضرورت نہیں یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کر لیں۔

اب چند الہام الٰہی ذیل مین مع ترجمہ لکھے جاتے ہین✤ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اِن تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ مین (جسکو شایع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شایع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مینے غور سے دیکھ لیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنے اِس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبد الحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے

اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل مین لکھتے ہین اور وہ یہ ہین

✤ اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سَو سَو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اِسوجہ سے انکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اسکی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے انکی قرأت مختلف طور پر کیجاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا احمد بارک اللّٰہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا

ولکنّ اللّٰہ رمیٰ۔ الرّحمٰن علّم القراٰن۔ لتنذر

بلکہ خدا نے چلایا خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔ تا کہ تو اُن

قوماً ما اُنذر اٰباء ھم ولتستبین سبیل

ان لوگوں کو ڈراوے جنکے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جاوے یعنی معلوم

المجرمین۔ قل انّی اُمرت وانا اوّل المؤمنین

ہو جاوے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانیوالا ہوں

قل جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان

کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا

زھوقا۔ کُلّ برکۃٍ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ہر ایک برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے

فتبارک من علّم وتعلّم۔ وقالوا ان ھذا الّا

پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جسنے تعلیم پائی۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی

اختلاق۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون

طرف سے بنائے ہیں۔ اُن کو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر انکو لہو ولعب کے خیالات میں چھوڑ دے

قل ان افتریتہٗ فعلیّ اجرام شدید

اُن کو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لایق ہوں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ؕ
اور اُس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ
خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ
تا اُس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی اُن کو بدل نہیں سکتا۔

یَقُوْلُوْنَ اَنّٰی لَکَ ھٰذَا اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ
اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے

وَاَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ؕ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ
اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو کیا تم ایک فریب میں دیدہ و دانستہ

وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ؕ ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ؕ
پھنستے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے

مِنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ مَھِیْنٌ جَاھِلٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۔
بھلا اس شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے۔

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ
ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ ؕ
پھر اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں

وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؕ ھٰذَا مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّکَ یُتِمُّ
اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں۔ یہ مرتبہ تیرے رب کی رحمت سے ہے وہ اپنی

نعمته علیک - فبشر و ما انت بنعمة ربک بمجنون

نعمت تیرے پر پوری کریگا پس تو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے

لک درجة فی السماء وفی الذین ھم یبصرون -

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور ایک مرتبہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں -

ولک نری آیات ونھدم ما یعمرون - الحمد للہ الذی

اور تیرے لئے ہم نشان دکھائینگے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھاوینگے - اس خدا کی تعریف ہے جس نے

جعلک المسیح ابن مریم لا یسئل عما یفعل وھم

تجھے مسیح ابن مریم بنایا وہ ان کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے اور لوگ اپنے کاموں سے

یسئلون † - وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا

پوچھے جاتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے

قال انی اعلم ما لا تعلمون - انی مھین من اراد

اس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے میں اس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری اہانت

اھانتک - انی لا یخاف لدی المرسلون - کتب اللہ

کا ارادہ کرے گا میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے خدا نے لکھ چھوڑا

لاغلبن انا ورسلی وھم من بعد غلبھم سیغلبون †

ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونیکے بعد جلد غالب ہو جاینگے -

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون -

خدا ان کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکوکار ہیں -

اریک زلزلة الساعة - انی احافظ کل من فی الدار

قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤنگا اور میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگہ رکھونگا

قال یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا - اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی
مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے

† خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا - فاجاءہ المخاض الی جذع النخلة

† اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ جاء الحق وزھق

اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ حق آیا اور باطل بھاگ

الباطل ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ؕ

گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔

بشارۃ تلقاھا النبیون ؕ انت علی بینۃ من ربک ؕ

یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے

کفیناک المستھزئین ؕ ھل انبئکم علی من تنزل

وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں انکے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر شیطان

الشیاطین۔ تنزل علی کل افاک اثیم۔ ولا تیئس

اترا کرتے ہیں ہر ایک کذاب بدکار پر شیطان اترتے ہیں اور تو خدا کی

من روح اللہ ؕ الا ان روح اللہ قریب ؕ الا ان نصر

رحمت سے نومید مت ہو خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے خبردار ہو کہ خدا کی مدد

اللہ قریب ؕ یاتیک من کل فج عمیق ؕ

قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچیگی کہ وہ راہ

یاتون من کل فج عمیق ؕ

لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئینگے گہری ہو جائینگی اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئینگے کہ جن راہوں پر وہ چلینگے

ینصرک اللہ من عندہ ؕ ینصرک رجال نوحی الیھم

خدا اپنی طرف سے تیری مدد کریگا تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم اپنی

من السماء ؕ لا مبدل لکلمات اللہ ؕ قال ربک

طرف سے الہام کرینگے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب فرماتا ہے

انہ نازل من السماء ما یرضیک ۔ انا فتحنا لک

کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا ۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو

فتحًا مبینا ۔ فتح الولی فتح وقربناہ نجیا ۔

عطا کرینگے ۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنالیا

اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا

وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اسکو لے لیتا ۔

لنالہ ۔ انار اللہ برھانہ ۔ کنت کنزا مخفیا

خدا اسکی حجت روشن کریگا ۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا

فاحببت ان اعرف ۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا

پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور

منک ۔ اذا جاء نصر اللہ وانتھی امر الزمان الینا

میں تجھ سے ۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کریگا

وتمت کلمۃ ربک ۔ الیس ھذا بالحق ۔ ولا تصعر

تب کہا جائیگا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہیئے کہ تو مخلوق الہی کے ملنے کے وقت

لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ۔ ووسع مکانک

چین بر جبین نہ ہو اور چاہیئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے ۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکان کو وسیع کرے

وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم

اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق کا ہے

واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ۔ اصحاب الصفۃ

اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہو کر

وما ادرٰک ما اصحاب الصفّۃ۔ ترٰی اعینھم

اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے تو دیکھیگا کہ انکی آنکھوں سے

تفیض من الدمع۔ یصلّون علیک۔ ربّنا اننا سمعنا

آنسو جاری ہونگے وہ تیرے پر درود بھیجینگے اور کہینگے کہ اے ہمارے خدا

منادیا ینادی للایمان۔ وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔

ہمنے ایک منادی کرنیوالیکی آواز سنی ہے جو ایمان کیطرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ انک باعیننا۔

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی تو میری آنکھوں کے سامنے ہے

سمّیتک المتوکل۔ یرفع اللہ ذکرک۔ ویتمّ نعمتہ

مینے تیرا نام متوکل رکھا خدا تیرا ذکر بلند کریگا اور اپنی نعمت دنیا

علیک فی الدنیا والاخرۃ۔ بورکت یا احمد۔

اور آخرت میں تیرے پر پوری کریگا۔ اے احمد تو برکت دیا گیا

وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ شانک عجیب۔

اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا تیری شان عجیب ہے

واجرک قریب۔ الارض والسماء معک کما ھو معی۔

اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں

انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔

تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مینے تجھے اپنے لئے چنا

سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک

خدا نے پاک بڑا بابرکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کریگا

ینقطع اٰباءُکَ ویبدء منک ✝

تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب

اور خدا ایسا نہین کہ تجھکو چھوڑ دے جبتک کہ پاک اور پلید مین فرق کر کے نہ دکھلاوے

اذا جآء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا

اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئیگی اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا تب کہا جائیگا

الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔ اردتُ ان استخلف فخلقتُ

کہ یہ وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ مین نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤن سو مینے

اٰدم۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔

اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا۔ پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان

یُحیی الدّین ویقیم الشریعۃ۔ یا اٰدم اسکن انت

ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسون کے درمیان کا خط ہوتا ہے دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا۔ اے آدم

وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ

تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت مین داخل ہو۔

✝ حاشیہ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دُنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اس نواح مین بیاسی ۸۲ گانو اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اس سے وہ والیان ملک کے رنگ مین بسر کرتے تھے۔ اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھون کے زمانہ مین چند لڑائیون کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ گانو اُنکے قبضہ مین رہے اور پھر دو گانو اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گانو رہ گئے

یا احمد اسکن انت وزوجک الجنّۃ۔ نصرت

اے احمد تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ تجھے مدد دی جائیگی

وقالوا لات حین مناص۔ ان الذین کفروا

اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے

وصدّوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس

اور خدا کے راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی نے رد کیا

شکر اللہ سعیہ۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر

خدا اُس کی کوشش کا شکر گذار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنیوالی ہیں

بقیہ حاشیہ اور اس طرح پر دُنیوی شوکت جو کسی کیسا تھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہو گئی۔ بہر حال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دُنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزتوں کا بجز بیجا مشیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اسلئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لیگا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہو گا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائیگا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کیطرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائیگی۔ اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان بغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے ان الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا رد لکھا ہے خدا اسکی اس کوشش کا شکر گذار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ

سیہزم الجمع و یولون الدبر۔ انک الیوم لدینا

یہ سب لوگ بھاگ جائینگے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ

مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین

امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے۔

وانک من المنصورین۔ یحمدک اللہ و یمشی الیک۔

اور تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا۔ خلق آدم فاکرمہ

وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اُسکو عزت دی

بقیہ حاشیہ رجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں ہی اُسکو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کیساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور انکے والد کا نام مرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قایم۔ میرزا محمد قایم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الہ دین۔ میرزا الہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبد الباقی۔ میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ

حاشیہ در حاشیہ میری خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سلمان منا اھل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت میں یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض امہات

جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الانبیاءِ۔ بُشْریٰ لکَ یا احمدیْ

یہ رسول خدا ہے تمام نبیون کے پیرایہ مین یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اِس مین موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد ۔ میری

اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ انّی ناصِرُکَ۔

مراد اور میرے ساتھ ہے ۔ تیرا بھید میرا بھید ہے ۔ مین تیری مدد کرون گا۔

انی حافظک۔ انّی جاعِلُکَ للناس اماماً۔ اکان

مین تیرا نگہبان رہون گا۔ مین لوگون کیلئے تجھے امام بناؤن گا تو ان کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو

للناسِ عجباً۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ لا یُسْئل عمّا یفعل

ہونگے۔ کیا ان لوگون کو تعجب آیا کہ خدا ذو العجائب ہے ۔ وہ اپنے کامون سے پوچھا نہین جاتا

وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ وَتِلْکَ الایّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النّاس۔

اور لوگ پوچھے جاتے ہین ۔ اور یہ دن ہم لوگون مین پھیرتے رہتے ہین۔

وقالوا اِن ھٰذا الا اختلاق۔ قُل ان کنتم تحبّون

اور کہین گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے ۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو

اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ اذا نصر اللّٰہ المؤمن

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے

جعل لہ الحاسدین فی الارض۔ ولا رادّ لفضلہ۔

تو زمین پر اسکے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے ۔ اور اُسکے فضل کو کوئی رد نہین کرسکتا

فالنّار موعدھم۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

پس جہنم اُن کے وعدہ کی جگہ ہے ۔ کہہ خدا نے یہ کلام اوتارا ہے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑدے

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا انؤمن

اور جب اونکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے کہتے ہین کیا ہم

كَمَا اٰمَنَ السُّفَهَاءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَا

بے وقوفون کی طرح ایمان لائین خبردار رہو کہ درحقیقت وہی لوگ بیوقوف ہین مگر اپنی نادانی پر

يَعْلَمُوْنَ ۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ

مطلع نہین اور جب اونکو کہا جاے کہ زمین پر فساد مت کرو

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۔ قَدْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا

کہتے ہین کہ بلکہ ہم اصلاح کرنے والے ہین۔ کہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر

تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اَمْ تَسْئَلُهُمْ مِنْ خَرْجٍ فَهُمْ

مومن ہو تو انکار مت کرو کیا تو ان سے کچھ خراج مانگتا ہے پس وہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۔ بَلْ اٰتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ فَهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْن

اس چٹی کے وجہ سے ایمان لانیکا بوجھ اٹھا نہین سکتے بلکہ ہمنے اُن کو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہین

تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ ۔ اَنْتَ فِيْهِمْ بِمَنْزِلَةِ مُوْسٰى ۔ وَاصْبِرْ

لوگون کے ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان مین بمنزلہ موسی کے ہے اور ان کی

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔

باتون پر صبر کر۔ کیا تو اس لئے اپنے تئین ہلاک کریگا کہ وہ کیون ایمان نہین لاتے

لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ وَلَا تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہین اور ان لوگون کے بارہ مین جو ظالم ہین مجھ سے گفتگو مت کر

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ۔

کیونکہ وہ سب غرق کئے جائینگے۔ اور ہماری آنکھون کے روبرو کشتی تیار کر۔ اور ہمارے اشارہ سے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

وہ لوگ جو تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیتے ہین وہ خدا کے ہاتھ مین ہاتھ دیتے ہین یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھ پر ہے

واذ یمکربک الذی کفر۔ اوقد لی یا ھامان۔

اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھ کو کافر ٹھیرایا

لعلی اطلع علیٰ الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین

اور کہا کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اسکو جھوٹا سمجھتا ہوں

تبت یدا ابی لھب وتب۔ ماکان لہ ان یدخل

ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُسکو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں

فیھا الا خائفا۔ وما اصابک فمن اللہ۔ الفتنۃ ھٰھنا

دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے رنج پہنچیگا وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا

فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ

پس صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا وہ فتنہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہوگا۔

لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم۔

تا وہ تجھ سے محبت کرے وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے

شاتان تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا

دو بکریاں ذبح کی جائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو

ولا تحزنوا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ

اور اندوہگین مت ہو کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک

علیٰ کل شیء قدیر۔ وان یتخذونک الا ھزوا۔

چیز پر قادر ہے اور تجھے اونہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے

اھٰذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم

وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جسکو خدا نے مبعوث فرمایا۔ انکو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں

✤ مکفّر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اُس نے استفتا لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا علیہ ما یستحقہ۔ منہ

اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی تھی جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی یہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دیدی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن

میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے - اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے

لا یمسّہ الا المطھّرون - قل ان ھدی اللہ ھو

کسی دوسری کتاب میں نہیں اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں کہہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے

الھدیٰ - وقالوا لولا نزّل علیٰ رجل من قریتین

اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے

عظیم ✣ - وقالوا انّیٰ لک ھٰذا ان ھٰذا لمکر مکرتموہ

کسی ایک شہر کا باشندہ ہو - اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا - یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے

فی المدینۃ - ینظرون الیک وھم لا یبصرون -

مل کر بنایا ہے - یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا

قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ عسیٰ

ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے خدا آمادہ

ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم

ہے تا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے

للکافرین حصیرا - وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین -

کی طرف عود کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے - اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے

قل اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون -

انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور میں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لوگے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے

لا یقبل عمل مثقال ذرّۃ من غیر التقویٰ ان اللہ مع

کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے

✣ یعنی اس شخص کو مہدی موعود ہونیکا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے - کیوں مہدی معہود مکہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو سرزمین اسلام ہے - منہ

الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ قل ان افتریتہ
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری
فعلیّ اجرامی۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔
گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں
الیس اللہ بکاف عبدہ۔ ولنجعلہ ایۃ للناس
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان
ورحمۃ منّا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ
اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا یہ وہی امر ہے جس میں تم
تمترون۔ سلام علیک جعلت مبارکا۔ انت مبارک فی الدنیا
شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا تو دنیا اور آخرت میں
والاخرۃ۔ امراض النّاس وبرکاتہ۔ بخرام کہ وقت
مبارک ہے تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی٭
تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد
پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا

٭حاشیہ۔ یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ مریضوں پر برکت نازل ہوگی روحانی اور جسمانی دونو قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے روحانی طور پر اسلئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میری ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے انکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنیکے بعد اُن کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگوں کو اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربُّ الافواج اِس طرف

توجہ کریگا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں

یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الذین

اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھ اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے

اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ

تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

بقیہ حاشیہ پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔ میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالت یاس ظاہر ہو گئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہو گیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر میں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اس کا دم آتا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس پر سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آ کر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھیرائینگے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کرینگے کہ جو اس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل

ثلّۃ من الاوّلین و ثلّۃ من الاٰخرین - میں اپنی
ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا
چمکار دکھلاؤں گا - اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو
اُٹھاؤں گا - دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو
قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں

بقیہ حاشیہ کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائیگا - اسی حالت میں مینے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونیکے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کیلئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مینے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مینے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا فی الفور اسکو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی - مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا ٭

پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوگئے اُنہوں نے میری طرف دعا کے لئے التجا کی - مینے اپنے بیت الدعا میں جاکر ان کیلئے دعا کی اور دُعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اسوقت دعا کرنا عبث ہے تب مینے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی

سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔

اور تفرید۔ پس وہ وقت آ تا ہے کہ تو مدد دیا جائیگا اور دنیا میں مشہور کیا جائیگا

انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ ✠

تو مجھ سے بمنزلہ میری عرش کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق۔ نحن اولیاءکم

تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولّی اور

بقیہ حاشیہ تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میری لئے اسکو اچھا کردے یہ لفظ میرے مُنہ سے نکل گئے۔ مگر بعد میں میں بہت نادم ہوا کہ ایسا میں نے کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ وحی ہوئی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنی کسکو مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ میں اس وحی کو سُن کر چپ ہو گیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہوگا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر میں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائیگی چنانچہ اُسی دن بلکہ اُسی وقت لڑکے کی حالت رو بصحت ہو گئی گویا وہ قبر میں سے نکلا میں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیاء موتےٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہ تھے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیاء موتےٰ بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فایدہ نہ ہوا تب اسکی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا برّق طفلی بشیر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھولدیں تب اُسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اور ایک مرتبہ میں خود بیمار ہو گیا یہاں تک کہ قرب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورۃ یٰس

✠ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اسلئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ

فی الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ - اذا غضبتَ غضبتُ -

متکفل دنیا اور آخرت مین ہین جس پر تو غضبناک ہو مین غضبناک ہوتا ہون

وکلما احببتَ احببتُ - من عادیٰ ولیًّا لی فقد اٰذنتہ

اور جس سے تو محبت کرے مین بھی محبت کرتا ہون - اور جو شخص میری ولی سے دشمنی رکھے مین لڑنے کیلئے اسکو

للحرب - انّی مع الرسول اقوم - والوم من یلوم -

متنبہ کرتا ہون مین اِس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا - اور اُس شخص کو ملامت کرونگا کہ اسکو ملامت کرے گی

واُعطیک ما یدوم - یأتیک الفرج - سلام علیٰ ابراھیم -

اور تجھے وہ چیز دونگا جو ہمیشہ رہیگی کشائش تجھے ملیگی اس ابراہیم پر سلام

بقیہ حاشیہ سنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب مین صبح اُٹھا تو بالکل شفا تھی اور ساتھ ہی یہ وحی الٰہی ہوئی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بشفاء من مثلہ یعنی اگر تم اِس رحمت کے بارہ مین شک مین ہو جو ہمنے اپنے بندہ پر نازل کی تو اس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو - اسی طرح بہت سی ایسی صورتین پیش آئین جو محض دعا اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیمارون کو اچھا کر دیا جن کا شمار کرنا مشکل ہے - ابھی ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے دن سے جو پہلی رات تھی میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب مین تھا - ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دوسری رات مین اوس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی مین اپنی بوٹیان توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا اور ایک سخت خارش بدن مین تھی - اس وقت میرا دل دردمند ہوا اور تب معًا دعا کے ساتھ مجھے کشفی حالت مین معلوم ہوا کہ اس کے بستر پر چوہون کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہین اور وہ اُسکو کاٹ رہے ہین اور ایک شخص اُٹھا اور اوس نے تمام وہ جانور اکٹھے کرکے ایک چادر مین باندھ دیئے اور کہا کہ اِسکو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی

صافیناہ ونجیناہ من الغم تفرّدنا بذٰلک۔ فاتخذوا

ہمنے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی ہم اس امر میں اکیلے ہیں سو تم

من مقام ابراھیم مصلّی۔ انّا انزلناہ قریبا من القادیان

اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو ہمنے اسکو قادیان کے قریب اتارا ہے

وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللّٰہ ورسولہ

اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا ہے اور ضرورت کیوقت اترا ہے خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی

وکان امر اللّٰہ مفعولا۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح

اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح

بقیہ حاشیہ اور میں نہیں جانتا کہ پہلے کشفی حالت دور ہوئی یا پہلے مرض دور ہو گئی اور لڑکا آرام سے فجر تک سویا رہا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھکو عطا فرمایا ہے اسلئے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اسکو شرمندہ کریگا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھکو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانے کیلئے عطا کیگئی ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائیگا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔

اور اگر کوئی چالاکی اور گستاخی سے اس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس۲۰ بیمار میرے حوالہ کئے جائیں اور بیس۲۰ اسکے حوالے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصہ میں آئیں شفا یابی میں صریح طور پر فریق ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھیگا اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا۔ افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجایش نہیں ورنہ نظیر کے طور پر بہت سے عجیب واقعات بیان کئے جاتے۔ منہ



ابن مریم۔ لا یُسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ آثرک اللہ

ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کامون سے پوچھا نہین جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہین خدا نے

علٰی کلّ شیءٍ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا

تجھے ہر ایک چیز مین سے چُن لیا دنیا مین کئی تخت اُترے پر تیرا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ یریدون ان یطفؤا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ارادہ کرینگے کہ خدا کے نور کو بجھاوین

نور اللہ۔ الا ان حزب اللہ ہم الغالبون۔ لا تخف

خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی ۔۔ کچھ خوف مت کر

انک انت الاعلٰی۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ

تو ہی غالب ہوگا کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب مین کسی سے

المرسلون۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم

نہین ڈرتے دشمن ارادہ کرینگے کہ اپنے مُنہ کی پھونکون سے خدا کے نور کو بجھا دین

واللہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ نُنزّل علیک

اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کرین ہم آسمان سے تیرے پر

اسرارًا من السماءِ۔ ونمزّق الاعداء کلّ ممزّق۔

کئی پوشیدہ باتین نازل کرینگے اور دشمنون کے منصوبون کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے

ونری فرعون وہامان وجنودہما ما کانوا یحذرون۔

اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ باتین دکھاوینگے جن سے وہ ڈرتے

فلا تحزن علی الذی قالوا۔ ان ربک لبالمرصاد۔

ہین۔ پس اُنکی باتون سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا انکی تاک مین ہے

ما اُرسل نبی الا اخزی به الله قوماً لا یؤمنون ۔

کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنیکے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رسوا نہیں کیا جو پیر ایمان نہیں لائے تھے

سننجیک ۔ سنعلیک ۔ ساکرمک اکراماً عجباً ۔ اُریحک

ہم تجھے نجات دینگے ہم تجھے غالب کرینگے اور میں تجھے ایسی بزرگی دونگا جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے میں تجھے آرام

ولا اُجیحک واُخرج منک قوماً ۔ ولک نری آیات

دونگا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھا دینگے

ونھدم ما یعمرون ۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یُضاع

اور ہم اُن عمارتوں کو ڈھا دینگے جو بنائی جاتی ہیں ۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضایع نہیں

وقتہ ۔ کمثلک دُرٌّ لا یضاع ۔ لک درجۃ فی السماء

کیا جائیگا ۔ اور تیرے جیسا موتی ضایع نہیں ہو سکتا ۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے ۔

وفی الذین ھم یُبصرون ۔ یُبدی لک الرحمٰن شیئاً

اور نیز اُن لوگوں کی نگہ میں جنکو آنکھیں دی گئی ہیں ۔ خدا ایک کرشمہ قدرت تیرے لئے ظاہر کریگا ۔

یخرون علی المساجد یخرون علی الاذقان ۔ ربنا اغفر لنا

اس سے منکر لوگ سجدہ گاہوں میں گر پڑینگے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے

ذنوبنا انا کنّا خاطئین ۔ تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا

گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور پھر تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم سب میں سے

وان کنا لخاطئین ۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ

تجھے چن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے تب کہا جائیگا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں

لکم وھو ارحم الراحمین ۔ یعصمک اللہ من العدا

خدا نے تمہارے گناہ بخش دئے اور وہ ارحم الراحمین ہے خدا تجھے دشمنوں سے شر کے بچائیگا

ویسطو بکل من سطا ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون ؕ

اور اس شخص پر حملہ کریگا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہ پر قدم رکھا ہے

الیس اللہ بکاف عبدہٗ ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر ؕ

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے ای پہاڑو اور اے پرندو میرے اس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو

سلامٌ قولاً من رب رحیم ۔ وامتازوا الیوم ایہا

تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے اور اے مجرمو آج تم الگ

المجرمون ۔ انی مع الروح معک و مع اھلک ؕ لا تخف

ہو جاؤ میں اور روح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ مت ڈر

انی لا یخاف لدیّ المرسلون ؕ ان وعد اللہ اتیٰ ۔

میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے خدا کا وعدہ آیا

ورکل ورکی فطوبیٰ لمن وجد ورءیٰ ؕ امم یسّرنا لھم

اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ جو پایا اور دیکھا بعض نے ہدایت پائی

الھدیٰ ؕ و امم حق علیھم العذاب ؕ و قالوا لست مرسلاً ؕ

اور بعض مستوجب عذاب ہو گئے اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں

قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہٗ علم الکتاب ؕ

کہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں

ینصرکم اللہ فی وقت عزیز ؕ حکم اللہ الرحمٰن لخلیفۃ

خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا ۔ خدائے رحمٰن کا حکم ہوا کہ خلیفہ کیلئے

اللہ السلطان ۔ یُؤتیٰ لہ الملک العظیم و تفتح علیٰ یدہٖ ٭

جسکی آسمانی بادشاہت ہو اس کو ملک عظیم دیا جائیگا اور خزینے اس کے لئے

٭ یہ کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر وہ کنجیاں ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہوا خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ انکو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں آخر بعض بادشاہ انکی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا۔ منہ

لتخرّن ذالک فضل اللّٰہ وفی اعینکم عجیب۔ قل یا ایھا

گر جائینگے یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب کہہ دے

الکفّار انّی من الصادقین۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی حین

منکرو میں صادقوں میں سے ہوں پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو

سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حجّۃ قائمۃ وفتح

ہم عنقریب انکو اپنے نشان انکے اردگرد اور انکی ذاتوں میں دکھائینگے اُسدن حجت قایم ہوگی اور کھلی کھلی فتح

مبین۔ ان اللّٰہ یفصل بینکم ان اللّٰہ لایھدی من ھو مسرف

ہو جائیگی خدا اُس دن تم میں فیصلہ کر دیگا خدا اُس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور

کذّاب۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک وقطع

کذاب ہے اور ہم وہ بھار تیرا اُٹھا لینگے جس نے تیری کمر توڑ دی اور ہم اس

دابر القوم الذین لایؤمنون۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انّی عامل

قوم کو جڑھ سے کاٹ دینگے جو ایک حق الامر پر ایمان نہیں لاتے۔ انکو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کیلئے عمل

فسوف تعلمون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

میں مشغول رہو اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کسکی عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے خدا انکے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار

ھل اتٰک حدیث الزلزلۃ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔

کیا تجھے آنیوالے زلزلہ کی خبر نہیں ملی یاد کر جبکہ سخت طور پر زمین ہلائی جائیگی

واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا یومئذ

اور زمین جو کچھہ اسکے اندر ہے باہر پھینک دیگی اور انسان کہیگا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا آگئی

تحدّث اخبارھا بان ربک اوحٰی لھا احسب النّاس

پیدا ہو گئی اُس دن وہ اپنی باتیں بیان کریگی کہ کیا اُسپر گذرا خدا اُسکے لئے اپنے رسول پر وحی نازل کریگا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے کیا لوگ

✱ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ حق کھل جائیگا اور تمام جھگڑے طے ہو جائینگے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا زمین بگڑ گئی ہے اب آسمان اس کے ساتھ جنگ کریگا۔ منہ

ان یترکوا و ما یاتیھم الا بغتۃ ط یسئلونک احق ھو ط

خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئیگا ضرور آئیگا اور ایسے وقت آئیگا کہ وہ بالکل غفلت میں ہونگے اور ہر ایک [illegible]

قل ای و ربی انہ لحق ولا یرد عن قوم یعرضون ط

کہو خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے

الرحی ید ور وینزل القضاء ط لم یکن الذین کفروا من

یعنی کوئی مقام انکو پناہ نہیں دیسکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائینگے جو اس سے باہر ہو جائیں

اھل الکتٰب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ ط

[illegible] ایک چکی گردش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے حق کے منکر ہوگئے وہ بجز اس نشان

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا - اریک زلزلۃ

عظیم کے باز آنے والے نہ تھے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا میں تجھے قیامت والا زلزلہ

الساعۃ ط یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ ط لمن الملک الیوم ط

دکھاؤنگا - خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا اس دن کہا جائیگا آج کس کا ملک ہے

للہ الواحد القہار ط چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان

کیا اس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے اور میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤنگا

کی پنج بار - اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ ط انی الحافظ

اگر چاہوں تو اس دن دنیا کا خاتمہ کر دوں میں ہر ایک کو جو تیرے

کل من فی الدار - اریک ما یرضیک ط رفیقوں کو کہدو

گھر میں ہوگا اسکی حفاظت کرونگا اور میں تجھے وہ کرشمہ قدرت دکھلاؤنگا جس سے تو خوش ہو جائیگا رفیقوں کو

کہ عجایب در عجایب کام دکھلانیکا وقت آگیا ہے

کہدو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے

* اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسیقدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا انکو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دیگا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے - اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ - جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ - جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے آگئے ہوں گے جیسا کہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا واللہ اعلم - منہ

[illegible]

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک

ہم ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کرینگے جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے

وما تاخر۔✝ انی انا التواب من جاءک جاءنی سلام

ہیں اور پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنیوالا ہوں جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔

علیکم طبتم نحمدک ونصلی صلوٰۃ العرش الی الفرش

تم پر سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں عرش سے فرش تک۔ تیرے درود بہر

نزلت لک ولک نری ایات۔ الامراض تشاع والنفوس

میں تیرے لئے اترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں

تضاع۔ وما کان اللہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما

ضایع ہونگی اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے

بانفسہم۔ انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام لھلک المقام✝

دلوں کے خیالات کو نہ بدلائیں وہ اس قادیان کو کسیقدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو

انی احافظ کل من فی الدار۔ ما کان اللہ لیعذبھم

میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچالونگا کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے

وانت فیھم۔ امن است در مکان محبت سرائے ما✝

نہیں مریگا خدا ایسا نہیں ہے کہ جنمیں تو ہے انکو عذاب کرے ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کردی۔

ایک زلزلہ آئیگا اور بڑی سختی سے آئیگا اور زمین کو زیر و زبر کر دیگا

یوم تاتی السماء بدخان مبین✝ وتری الارض یومئذ خامدۃ

اس دن آسمان سے ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائیگی یعنی سخت قحط کے

✝ ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزارہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جاوے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اُس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے پس لیغفر لک اللہ کے یہی معنے ہیں۔ منہ

✝ حاشیہ اویٰ کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسیقدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جاوے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیما فاویٰ اور جیسا کہ فرماتا ہے واوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین۔ منہ ✝ یعنی اس زلزلہ سے پہلے جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامت ہے کہ کچھ دن پہلے اس سے قحط پڑیگا اور زمین خشک رہ جائیگی۔ نہ معلوم کہ معاً اس کے بعد یا کچھ دیر بعد

مصفّٰی ☩ ۔ اکرمک بعد توھینک ✻ ۔ یریدون ان لا یتمّ

آثار ظاہر ہونگے میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا وہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام ناتمام رہے

امرک ۔ واللّٰہ یابی الّا ان یتمّ امرک ۔ انی انا الرحمان ۔ ساجعل

اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے ۔ میں رحمان ہوں ہر ایک امر میں تجھ کو سہولت دونگا

لک سھولۃ فی کلّ امر ۔ اریک برکات من کلّ طرف ۔

ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤنگا

نزلت الرحمۃ علیٰ ثلٰث العین و علی الاخریین ۔ تردّ الیک

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضوؤں پر یعنی انکو سلامت رکھونگا اور

انوار الشباب ترٰی نسلاً بعیدا ۔ انا نبشرک بغلام مظھر

جوانی کے نور تیری طرف عود کرینگے اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے

الحق والعلیٰ کان اللّٰہ نزل من السماء ۔ انا نبشرک بغلام

ہیں جسکے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُتریگا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نافلۃ لک ۔ سبحٰنک اللّٰہ ورافاک ۔ وعلمک مالم تعلم

جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے

انہ کریم تمشّٰی امامک و عادیٰ لک من عادیٰ ۔ وقالوا

جنکا تجھے علم نہ تھا وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے

ان ھذا الّا اختلاق ۔ الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ۔

کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے

یُلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ ۔ کلّ برکۃ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلعم سے ہے

☩ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی تریٰ نسلاً بعیدًا قریبًا تئیس سال کی ہے ۔ منہ ✻ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے ضرور ہے جو پہلے ان سے توہین کیجائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کی جائیں اور الزام لگائے جائیں ۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سنت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی ۔ منہ

فتبارک من علّم و تعلّم۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی

پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جسنے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس

مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔✠ انی معک و مع اھلک

کی اور اسکو محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر نے جسمیں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیری مبعوث ہونیکے باعث

و مع کل من احبک۔ تیرے لئے میرا نام

میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے۔ تیرے لئے میرے نام نے اپنی

چمکا۔ روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم

چمک دکھلائی روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا پس آج نظر تیری

حدید۔ اطال اللہ بقاءک۔ اسّی برس یا پانچ چار زیادہ

تیز ہے خدا تیری عمر دراز کریگا اسّی برس یا پانچ چار زیادہ

یا پانچ چار کم۔ میں تجھے بہت برکت دوں گا یہانتک

یا پانچ چار کم۔

کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے تیرے لئے میرا نام

چمکا پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا خدا کے مقبولوں

میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انکی تعظیم

✠ حاشیہ۔ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جسمیں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے

ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلاطین کے
شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار
تیرے آگے ہے * پر تو نے وقت کو نہ پہچانا
نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

بقیہ حاشیہ پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کیطرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تہا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُنکو منصب نبوت ملا۔ اور ان کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تہا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ ونادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر

* یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بنکر پھر مرتد ہو گیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا تو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ

رب فرق بین صادق و کاذب ۔ انت تری کل مصلح

اے خدا سچے اور جھوٹے مین فرق کر کے دکھلا ۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے

وصادق ۔ رب کل شیءٍ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی

اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے ۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر

وارحمنی ۔ خدا قاتل تو باد و مرا از شر تو محفوظ دارد

اور مجھ پر رحم کر ۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیری شر سے

زلزلہ آیا اٹھو نمازین پڑھین اور قیامت کا نمونہ دیکھین

یعنے وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنیوالا ہے اسوقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازین پڑھنے لگینگے

بقیہ حاشیہ

ان مین سرکش فاسق فاجر دُنیا پرست ہوتے رہے ہین اور اسی وجہ سے ان کی نسبت حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل مین اشارہ تک نہین ہے توریت مین جابجا حضرت موسیٰ کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرتکب معاصی اور مفسد قوم لکھا ہے جن کی نافرمانیون کی نسبت قرآن شریف مین بھی یہ بیان ہے کہ ایک لڑائی کے موقع کے وقت مین انہون نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون یعنی تو اور تیرا رب دونو جا کر دشمنون سے لڑائی کرو ہم تو اسی جگہ بیٹھین گے یہ حال تھا اُنکی فرمان برداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلون مین وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُن کے دلون مین ظاہر ہوئی کہ انہون نے خدا کی راہ مین بھیڑون اور بکریون کی طرح سر کٹا دیئے ۔ کیا کوئی پہلی امت مین ہمین دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہون نے بھی صدق اور صفا دکھلایا ۔ یہ تو حضرت موسیٰ کے صحابہ کا حال تھا ۔ اب حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا

+ یظہرک اللہ ویثنی علیک - لولاک لما خلقت الافلاک

خدا تجھے غالب کریگا اور تیری تعریف لوگوں مین شایع کردیگا - اگر مین تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا

ادعونی استجب لکم - دست تو دعائے تو ترحم زخدا -

مجھ سے مانگو مین تمھین دون گا تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے

زلزلہ کا دھکّا - عفت الدیار محلّہا ومقامہا -

زلزلہ کا دھکہ جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت

تتبعہا الرادفۃ - پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی -

کی جگہ سب مٹ جائینگی اُسکے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا - بہار جب دوبارہ آئیگی تو پھر ایک اور زلزلہ آئیگا

بقیہ حاشیہ اور پطرس حواری جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھین اسنے حضرت مسیح کے روبرو ان پر لعنت بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بزدلی ان پر غالب آگئی - اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کی سایہ کے نیچے وہ استقامتین دکھلائین اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح ان مین پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے ان مین اس قدر تبدیلی کردی یا تو جاہلیت کے زمانہ مین وہ حالت انکی تھی کہ وہ دُنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہین تھی جو اُن سے ظہور مین نہین آئی تھی اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہوگیا - مین سچ سچ کہتا ہون کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگون کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام مین داخل ہوئے - اس کا سبب تلوار نہین تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا

+ حاشیہ - ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت مین روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملایک کو اسکے مقاصد کے خدمت مین لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتین پیدا کی جاتی ہین پس یہ اسکی طرف اشارہ ہے - منہ

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب کہ موسم آئیگی تو اس وقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کوئی نشان ظاہر کریگا اے خدا بزرگ

ھذا۔ اخّرہ اللہ الی وقت مسمّی۔ تری نصراً عجیبا **

زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کردے۔ خدا نمونۂ قیامت کے زلزلہ کو ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کردیگا۔ تو ایک عجیب مدد دیکھیگا

ویخرّون علی الاذقان۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا انّا کنّا

اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے

خاطئین۔ یا نبی اللہ کنت لا اعرفک۔ لا تثریب علیکم الیوم

اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو آج تم پر

بقیہ حاشیہ۔ جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اسکی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا۔ اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لعلّک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی امت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اسکی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی امت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف

* اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈالدیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپکر شائع ہو چکی ہے چونکہ زلزلہ نمونۂ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لیے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی (دیکھو صفحہ

** پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونۂ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اُسکے لیے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اُس زلزلہ کے ظہور کے لیے ایک نشان ہوگا اس لیے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لیے بشارت دیگا اسیطرح اُس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی ایسا ہی اسکا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لیے اور نام بھی ہوں گے مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اُس زلزلہ نمونۂ قیامت میں کچھ تاخیر ڈالدی جائے اُس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ربّ اخّر وقت ھذا۔ اخّرہ اللہ الی وقتٍ مسمّی یعنی خدا نے دعا قبول کرکے

یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ۔ تلطف بالناس

کوئی ملامت نہیں خدا تمہارے گناہ بخش دیگا وہ ارحم الراحمین ہے ۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات

وترحم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی ۔ یاتی علیک زمن

سے پیش آ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے تیرے پر موسیٰ کے زمانہ کی طرح

کمثل زمن موسٰی ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم

ایک زمانہ آئے گا ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول

کما ارسلنا الٰی فرعون رسولا ۔ آسمان سے بہت دودھ

کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا ۔ آسمان سے بہت دودھ

بقیہ حاشیہ خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کو یہ دعا سکھلاتا ہے :۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ پس اگر یہ امت پہلے

نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی

گئی ۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا ۔ بڑا شوق

رکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا

اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واٰوینٰھما الٰی ربوۃ

ذات قرار ومعین یعنی ہم نے عیسٰی اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا

جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفا پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریم

کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے ۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا

عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے ۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جس سے ثابت

ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ

ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود کہلائیگا ۔ منہ

بقیہ حاشیہ ۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷۔ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شایع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونۂ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشان ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونۂ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخّرہ اللہ الیٰ وقتٍ مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معیّن ہو گئی ۔ منہ

اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انی انرتك واخترتك ۔ تیری
اترا ہے یعنی معارف اور حقایق کا دودھ ہمنے تجھے روشن کیا اور چن لیا اور تیری

خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے۔ واللّٰه خیر من کل شئ ۔
خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے خدا ہر چیز سے بہتر ہے

عندی حسنة هی خیر من جبل ۔ بہت سے سلام میری تیرے پر
میرے قرب میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام

ہوں۔ انّا اعطیناك الکوثر۔ ان اللّٰه مع الذین اهتدوا
ہیں ہمنے کثرت سے تجھ کو دیا ہے خدا انکے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں

والذین هم صادقون ۔ ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین هم
اور جو صادق ہیں خدا ان کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں

محسنون۔ اراد اللّٰه ان یبعثك مقامًا محمودًا۔ دو
اور نیکو کار ہیں خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جسمیں تو تعریف کیا جائیگا دو

نشان ظاہر ہوں گے۔ وامتازوا الیوم ایّها المجرمون ۔
نشان ظاہر ہو نگے اور اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ

یکاد البرق یخطف ابصارهم ۔ هذا الذی کنتم به تستعجلون ۔
خدا کے نشانوں کی برق اُنکی انکھیں اچک کر لیجائیگی یہ وہی بات ہے جس کیلئے جلد کرتے تھے۔

یا احمد فاضت الرحمة علٰی شفتیك ۔ کلام افصحت من
اے احمد تیری لبوں پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے

لدن رب کریم۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران
فصیح کیا گیا ہے تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو

دخلے نیست - رب علمنی ما ھو خیر عندک - یعصمک اللہ من

دخل نہیں اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا و یسطو بکل من سطا - برز ما عندھم من الرماح - انی

بچائے گا اور حملہ کرنیوالوں پر حملہ کریگا انہوں نے جو کچھ انکے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دئے

ساخبرہ فی اٰخر الوقت انک لست علی الحق - ان اللہ رؤف

میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تو حق پر نہیں ہے خدا رؤف و رحیم ہے

رحیم - انا النا لک الحدید - انی مع الافواج اٰتیک

ہمنے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤنگا

بغتۃ - انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب - وقالوا انی لک

میں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دونگا اپنا ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا

ھٰذا قل ھو اللہ عجیب - جاء نی اٰیل واختار و ادار اصبعہٗ

اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذو العجائب ہے میرے پاس آئیل آیا اور اُسنے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو

واشار - ان وعد اللہ اتیٰ فطوبیٰ لمن وجد و رأی - الامراض

گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا - پس مبارک وہ جو اسکو پاوے اور دیکھے طرح طرح کی بیماریاں

تشاع والنفوس تضاع —— انی مع الرسول اقوم

پھیلائی جائینگی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا - میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا -

حاشیہ - اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنی رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو میں چاہونگا کبھی کرونگا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ میں مومن کی قبض روح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں حالانکہ خدا تردد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہوجاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی میں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے ہو جاتا ہے - منہ

✝ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے - منہ

وافطر واصوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔
مین افطار کرون گا اور روزہ بہی رکہونگا اور ایک وقت مقرر تک مین اس زمین سے علیحدہ نہین ہونگا

واجعل لک انوار القدوم۔ واقصدک واروم۔ واعطیک
اور تیرے لئے اپنے آنیکے نور عطا کرونگا اور تیری طرف قصد کرونگا اور وہ چیز تجھے دونگا

ما یدوم۔ انا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا۔ نقلوا
جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کہاتے آئینگے کہی لوگ

الی المقابر۔ ظفر من اللہ وفتح مبین۔ ان ربی قوی قدیر۔
قبرون کیطرف نقل کرینگے اسدن خدا کی طرف سے کھلی کھلی فتح ہوگی میرا رب زبردست قدرت والا ہے

انہ قوی عزیز۔ حلّ غضبہ علی الارض۔ انی صادق
اور وہ قوی اور غالب ہے اسکا غضب زمین پر نازل ہوگا۔ مین صادق ہون

انی صادق ویشھد اللہ لی۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیو
مین صادق ہون اور خدا میری گواہی دیگا۔ اے ازلی ابدی خدا میری

کو پکڑ کے آ۔ ضاقت الارض بما رحبت۔ رب انی مغلوب فانتصر۔
مدد کے لئے آ زمین باوجود فراخی کے مجہہ پر تنگ ہوگئی ہے اے میرے خدا مین مغلوب ہون

فسحقھم تسحیقا۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہین
پس ان کو پیس ڈال کہ وہ زندگی کی وضع سے دور جا پڑے ہین

† حاشیہ ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنون کی رو سے اسکی طرف منسوب نہین ہو سکتے پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ کبھی مین اپنا قہر نازل کرونگا اور کبھی کچھ مہلت دونگا اس شخص کی مانند جو کبھی کہاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئین کہانے سے روکتا ہے اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابون میں بہت ہین جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہیگا کہ میں بیمار تہا۔ مین بھوکا تہا۔ مین ننگا تہا الخ۔ منہ

انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی *

تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں

خدا ابر رحمت ببارید یا نے + انا امتنا اربعۃ عشر دوابًا۔

بار بار آتا اسلئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ ۔ ہم نے چودہ چارپایوں کو ہلاک کر دیا

ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سر انجام جاہل جہنم بود *

کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے جاہل کا انجام جہنم ہے

کہ جاہل نکو عاقبت کم بود * میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔

جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا

انی امرت من الرحمٰن فاتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد

میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں اور مجھے گم گشتہ یوسف

ریح یوسف لولا ان تفندون۔ الم تر کیف فعل

کی خوشبو آئی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے

ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔

اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا کیا اس نے ان کے مکر کو الٹا کر انہیں پر نہیں مارا

وہ کام جو تمنے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا *

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا

انا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہمنے تجھ کو معاف کیا خدانے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں فراست میں پاکر تمہاری مدد کی

وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللہ

اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے انکو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

* اس کی تصریح نہیں کی گئی واللہ اعلم۔ منہ

لو جدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل عندی شہادۃ من اللہ

تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے انکو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے

فہل انتم مؤمنون۔ یاتی قمر الانبیا۔ وامرک یتاتی۔

پس کیا تم ایمان لاؤگے یا نہیں۔ نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام پورا ہو جائیگا۔

وامتازوا الیوم ایہا المجرمون بھونچال آیا اور شدت سے آیا

اور آج اے مجرمو تم الگ ہو جاؤ۔ بڑی شدت سے زلزلہ آئیگا اور اوپر کی

زمین تہ و بالا کر دی†۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔

زمین نیچے کر دیگا۔ یہ وہی وعدہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے

انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک

میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے اس زلزلہ سے بچالونگا کشتی ہے اور آرام ہے میں تیرے ساتھ

ومع اہلک ارید ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری

اور تیرے اہل کیساتھ ہوں میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ

کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی۔

سے اہل بنگالہ کی دل آزاری کیگئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کیجائیگی۔

---

†حاشیہ۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اسکے حزقیاہ بادشاہ نے فتح پائی اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے منظور محمد لدھانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کیلئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان یعنی خدا کا کلمہ عالم کباب ورڈ۔ شادی خان۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا تمام دنیا خدا کی ہی کلمہ ہو جیسا پہلے
اسکا نام کلمۃ اللہ لکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا
اب کی دفعہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا نے فرمایا۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی وہ زلزلہ جسکے لئے وہ لڑکا نشان ہوگا ہنوز اسکی ایک تو قف

الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ الحمد للّٰہ الذی اذھب

اس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔ اُس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا غم

عنی الحزن۔ واٰتانی مالم یؤت احد من العالمین۔ یٰسٓ انک

دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسیکو نہیں دی گئی اے سردار تو خدا کا

لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم

مرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنیوالا ہے

اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ

میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا

چو دورِ خسروی آغاز کردند* مسلمان را مسلمان باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا۔ تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے مسلمان بنانے لگے

ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما۔ قرب اجلک

آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھی ہوئی تھے ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔

المقدّر۔ ان ذوالعرش یدعوک۔ ولا نبقی لک من المخزیات

اب تیرا وقت موت قریب آگیا۔ ذو العرش تجھے بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑینگے

ذکرا۔ قل میعاد ربک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑینگے

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اُس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر اُداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا

اور اُداس ہو جائیگی کئی واقعات کے ظہور کے بعد پھر تیرا واقعہ

* یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور با وجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرا یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات کے خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

* خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منہ

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت دکھلانے کے

قدرت الٰہی کے کئی عجائب کام پہلے دکھلائی جائین گے پہر ظہور مین آئیگا

بعد تمھارا حادثہ آئے گا۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات

تمہاری موت کا واقعہ ظہور مین آئیگا۔ تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان چھوڑینگے

باھرات ط۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات بیّنات ط

تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھین گے۔

ربّ توفّنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ آمین

اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکو کارون کے ساتھ مجھ کو ملا دے۔ آمین۔

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب مین

چونکہ اس پُر آشوب زمانہ مین مسلمانون مین ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہین سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا بہشت مین داخل ہونیکے لئے کافی خیال کرتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ محض افترا اور ظلم کے طور پر یا اپنی غلط فہمی سے میرے پر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہین۔ جن اعتراضون سے بعض کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگون کو اس سلسلہ سے بیزار کرین اور بعض ایسے بھی ہین کہ دقائق دین کے سمجھنے سے انکی طبیعتین قاصر ہین اور انکی طبیعت مین شر نہین مگر فہم رسا بھی نہین اور نہ وسعت علمی ہے جس سے وہ خود بخود حقیقت حال دریافت کرسکین اسلئے مین نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس خاتمہ مین اُن سب کے شبہات کا ازالہ کیا جاوے ؏

کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان شبہات کے دور کرنے کیلئے توجہ کرتا کیونکہ میری بہت سی کتابوں کے متفرق مقامات میں ان بیہودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے لیکن ان دنوں میں **عبد الحکیم خان** نام ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر بباعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقائق سے محض بے خبر اور محروم تھا اور تکبر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بدقسمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معدوم کرنے کیلئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھونکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھا دے جو خدا کے ہاتھ سے روشن ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اسکے ایسے اعتراضات کا جواب لکھ دیا جاوے جو عوام کو مطلع کرنے کے لئے قابل جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر بباعث غفلت اور مشغولی دنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کر کے اُن میں سے یہ جواب معلوم کریں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جسکی وجہ سے عبد الحکیم خان ہماری جماعت سے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات اُخروی حاصل کرنے کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر **ایمان** لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے (گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکذب ہے) وہ **نجات** پائیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے **مرتد** ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے اور ارتداد کی سزا دینا اُس کو ظلم ہے مثلاً اِعال میں ہی جو ایک شخص عبد الغفور نام مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہوا اور دھرم پال نام رکھایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمربستہ ہے وہ بھی عبد الحکیم خان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائیگا کیونکہ آریہ لوگ بت پرستی سے دستکش ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے **انبیاء** علیہم السلام کا مبعوث ہونا محض بیہودہ اور لغو کام ٹھیرے گا کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مکذب اور دشمن ہو کر بھی خدا کو ایک جاننے سے نجات پا سکتا ہے تو پھر اس

صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دنیا مین بھیجے گئے* ورنہ اُن کے بغیر بھی کام چل سکتا تھا اور اُن کے وجود کی کوئی بڑی بھاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لاشریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شرک کی قسم ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لازمی طور پر ملایا گیا اور درحقیقت اس خیال کے لوگ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی سمجھتے ہین اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی مین تصور کرتے ہین کہ اُسکے ساتھ کسیکا نام نہ ملایا جائے اور ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہین۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن مین سب کے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرکے گمراہ فلسفیون کی طرح مجرد توحید کو کافی سمجھین اور اپنے تئین قرآن اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کرلین اور مکذب ہو جائین۔ تو ان کے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مرتد ہونے کے نجات پاجائینگے اور بلاشبہ بہشت مین داخل ہونگے۔

مگر یہ بات کسی ادنیٰ العقل والے پر بھی پوشیدہ نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہماری اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقون کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اسکی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اسکے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف مین مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتدا سے مسلمانون کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانین دین اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ مین عہد نبوی مین گرفتار ہو گئے تھے انکو بار بار یہ فہمایش کیگئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے لیکن انہون نے انکار کیا اور اسی راہ مین جان دی یہ باتین اسلام کے واقعات مین ایسی مشہور ہین کہ جو شخص ایک ادنیٰ واقفیت بھی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اسکو ہمارے اس بیان سے انکار نہین ہوگا۔

* اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالے اور اُنکے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائیں گے تو بجائے اس کے کہ ان کفار کو قیامت میں کوئی عذاب ہو انبیاء خود ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے جبکہ وہ اپنے سخت دشمنوں اور مکذبوں اور اہانت کرنیوالوں کو بہشت کے تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے اور اپنی طرح ہر ایک قسم کی ناز و نعمت میں انکو پائیں گے اور ممکن ہے کہ اسوقت بھی وہ لوگ ٹھٹھا کر کے نبیوں کو کہیں کہ تمہاری تکذیب اور توہین نے ہمارا کیا بگاڑا۔ اب بہشت میں رہنا نبیوں پر تلخ ہو جائیگا۔ منہ

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتدا انکی کفار کی طرف سے تھی۔ اور کفار عرب اپنی حملوں سے باز نہیں آتے تھے اس خوف سے کہ مبادا دین اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تا مظلوموں کو اُن فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں۔ مگر اسمیں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پہر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنی طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکذب اور مخالف اور دشمن رہو اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ انکو اپنا سردار اور پیشوا سمجھو تو اس سے اس قدر خونریزی کی نوبت نہ آتی بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے **کیا وجہ** کہ اُن سے لڑائیاں کی گئیں یہاں تک کے بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کیلئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ نخواہ لڑائیاں کرنا اور اُن میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ **تمام نبی** یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اسکے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں **خلاصہ** تمام امت کو سکھلایا گیا کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے **وجود** کا پتہ دینے والے اور اسکے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور **محال امر تھا** اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور انکی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت

کہہ سکتا ہے کہ اس کارخانہ پُر حکمت کا بنانیوالا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے **بہت فرق** ہے واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف **انبیاء** علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔ یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے انمیں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو ہرگز نہیں اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے **خدا کا شناخت** کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اسلئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اسکی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں

بھیجتا ہے اور اپنی وحی اُسپر نازل کرتا ہو اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اُس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے تب دُنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے پس جن لوگون کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانون ازلی کے رو سے خداشناسی کیلئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہین ہو سکتی کیونکہ ممکن نہین کہ بغیر ان آسمانی نشانون اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہین اور معرفت تک پہنچاتے ہین وہ خالص توحید جو چشمۂ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنز مخفی جس کا نام خدا ہے نبیون کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اُسکا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہی +

بعض نادانون کو جو یہ وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کیلئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہین گویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہین یہ وہم سراسر دل کوری پر مبنی ہو صاف ظاہر ہے کہ جب کہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اسکے ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانیکے میسر کیونکر آسکتی ہے اور اگر نبی کو جو جڑ توحید کی ہے ایمان لانے مین علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قایم رہے گی توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ **خدا ہے** بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیت جلشانہ کی ذات نہائت درجہ استغنا اور بے نیازی مین پڑی ہے اُسکو کسی کی ہدائت اور ضلالت کی پروا نہین اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہی کہ وہ شناخت کیا جائے اور اُسکی رحمت ازلی سے لوگ فایدہ اُٹھاوین پس وہ ایسے دل پر

جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قرب الٰہی سبحانہٗ کا حاصل کرنے کے لئے کمال
درجہ پر فطرتی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اسکی فطرت میں ہے
تجلی فرماتا ہے اور اسپر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ
خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جسکو دوسرے لفظوں میں **نبی** کہتے ہیں اسکی طرف کھینچا جاتا ہے
پھر وہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اسکے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی
روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے
لوگ بھی اسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ
کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا
ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ
بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ☩ ۔ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر
اسکے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر
کرکے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پُرجوش
دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش
کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا
دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور
تضرع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے
اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا
کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغنا ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واللّٰہ غنی عن العٰلمین۔ اور والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب
میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں انہیں کے لئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم اُن کو
اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں۔ سو خدا کی راہ میں سب سے اول قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے

☩ (ترجمہ) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منہ

کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں لوگ سوتے ہیں اور وہ اُن کے لئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ ان کے لئے روتے ہیں۔ اور دُنیا کی رہائی کیلئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں یہ سب اسلئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اُسکی ہستی اور اُسکی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پاویں پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مرتے ہیں اور جب انتہا درجہ پران کا درد پہنچتا ہے اور اُنکی دردناک آہوں سے (جو مخلوق کی رہائی کے لئے ہوتی ہیں) آسمان پُر ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے پس اسمیں شک نہیں کہ توحید اور خدادانی کے متاع رسول کے دامن سے ہی دُنیا کو ملتی ہے بغیر اسکے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُنکو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیرین شربت رکھ دیے۔ اُنکو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا۔ پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کیلئے نشان ظاہر کئے کہ اُنکو خدا دکھلا دیا اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ انکے صحبت یاب ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس **عالی مرتبہ کا نبی** ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں*۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا **وہ توحید** جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اسکو دنیا میں لایا اوس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی

* حاشیہ * یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں ابتک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ ابتک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں اُسکا دین زندہ ہے اُس کی پیروی کرنیوالا زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملجاتا ہے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اُس سے اور اُس کے دین سے اور اسکے محب سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اُسکا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

ہیں اسکی جان گداز ہوئی اسلیئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا اسکو **تمام انبیا** اور تمام **اولین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اسکی مرادیں اسکی زندگی مین اسکو دیں ۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذریت شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اسکو دیگئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو اسکے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہمنے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اسکا چہرہ دیکھتے ہین اسی **بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہین جب تک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہین ۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہین کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قایم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائیگا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اسکا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبد الحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہین ۔ ہم بارہا لکھ چکے ہین کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے ۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کیساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جلشانہ کی اسکے دل میں جاگزین ہو کہ جسکے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اسکی راحت جان ہو جسکے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اسکی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے

کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہوسکتی؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے۔ جسکو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کرسکتیں اور کوئی برہان عقلی اسکے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اِس عالم کی صنعتوں پر نظر کرکے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اِس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔ اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اس لئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کرسکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخر کار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُنکو فایدہ نہیں پہنچا سکتا اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فایدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُنکو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جلشانہ پر کوئی برہان یقینی عقلی اُن کو ملزم کرتی تو وہ سخت بیحیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پاسکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اس کو میسر نہیں آئیگا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے توحید بھی میسر آسکتی ہے اور اسی سے انسان نجات پاسکتا ہے ایسے نادان تو جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُسکی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قایل کردیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں بات یہی سچ ہے کہ جبتک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا۔ شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُسکے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قایل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے ۔

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اس کی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جنکی جڑھ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اُسکے صفات جمالیہ و جلالیہ پر یقین آجاتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اُسکی ذات اور جمیع صفات میں واحد لاشریک جانتا ہے اور اُسکی خوبیوں اور روحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اُسکی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اُسکی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈالکر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھنچا جاتا ہے یہانتک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر روح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحن سینہ اُسکا محبت آلہی سے بھر جاتا ہے اور خدا اُسکے وجود کے مشاہدہ سے اُس کے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے تب اس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو توحید حاصل ہو گئی ہے پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سرچشمہ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی ۔

اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کیلئے علت موجبہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اسکے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جسمیں مغز نہیں اور اُسکے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جسمیں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائیگا یقیناً سمجھو کہ اُس کا دل مجذوم ہے اور وہ اندھا ہی اور اسکو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہی کہ خدا موجود ہے* مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین ہی نہیں

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اسکے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اسکی نجات ہو جائیگی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور در حقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں انکی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہلانیکے اِن لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری ذلت اور اہانت ہو۔ مگر اپنی بد قسمتی سے آخر نامراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے اُن لوگوں نے میرے پر کفر کا فتوے تیار کیا اور قریباً دو سَو مولوی نے اُس پر مُہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھیرایا گیا اور اُن فتووں میں

* حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہی تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہو بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہو اور یہ ایک سرّ ہو جسکی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی خاصیت اکثر و اغلب طبعی پر یہی ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پالیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

یہان تک تشدد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا کہ یہ لوگ کفر مین یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہین اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیئے کہ ان لوگون کو مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہین کرنا چاہئیے اور ان لوگون کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہین کرنا چاہئیے اور ان کے پیچھے نماز درست نہین کافر جو ہوئے۔ بلکہ چاہئیے کہ یہ لوگ مساجد مین داخل نہ ہونے پاوین کیونکہ کافر ہین مسجدین ان سے پلید ہو جاتی ہین اور اگر داخل ہو جائین تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہئیے اور ان کا مال چرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہین کیونکہ مہدی خونی کے آنے سے انکاری اور جہاد سے منکر ہین۔ مگر باوجود ان فتوون کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دنون مین یہ فتویٰ ملک مین شایع کیا گیا ان دنون مین دس آدمی بھی میری بیعت مین نہ تھے۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہین اور حق کے طالب بڑے زور سے اس جماعت مین داخل ہو رہے ہین۔ کیا مومنون کے مقابل پر کافرون کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے پھر اس جھوٹھ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہین کہ گویا ہمنے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھیرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر مین کوئی سبقت نہین ہوئی۔ خود ہی انکے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان مین شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہین اور نادان لوگ ان فتوون سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دیسکتا ہے کہ پہلے ہمنے ان لوگون کو کافر ٹھیرایا تھا اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگون کے فتوائے کفر سے پہلے شایع ہوا ہے جس مین ہمنے مخالف مسلمانون کو کافر ٹھیرایا ہو تو وہ پیش کرین ورنہ خود سوچ لین کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیراوین آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاوین کہ گویا ہمنے تمام مسلمانون کو کافر ٹھیرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے؟۔ اور پھر جبکہ ہمین اپنے فتوون کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے

کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے تو اس صورت مین کیا ہمارا حق نہتا کہ بموجب انہین کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے ۔

غرض ان لوگون نے چند روز تک اس جہوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہین اور پہر جب وہ خوشی باسی ہو گئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک مین پھیلا دیا تو پہر کسی اور منصوبہ کی تلاش مین لگے ۔

تب انہین دنون مین میری پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کیفینے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا بلکہ بعض نے ان مین سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیون گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے کو نہین پکڑتی مگر اس آرزو مین بہی خائب اور خاسر رہے اور پہر کچہ دنون کے بعد ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پر دایر کیا ۔ پہر کیا کہنا تہا اس قدر خوشی ان لوگون کو ہوئی کہ گویا پہولے اپنے جامہ مین نہ سماتے تہے اور بعض مسجدون مین سجدے کر کے میرے لئے اس مقدمہ مین پہانسی وغیرہ کی سزا مانگتے تہے اور اس آرزو مین انہون نے اسقدر سجدے رور رکیے تھے کہ انکی ناکین بھی گہس گئین مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو پہلے شایع کیا گیا تہا بڑی عزت سے مین بری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیون پر نالش کرو ۔ مختصر یہ کہ اس آرزو مین بہی ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے زیر اثر نامراد ہی رہے ۔

پہر کچہ دنون کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور مین میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویون نے اسکی تائید مین آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت مین جا کر گواہیان دین اور ناخنون تک زور لگایا اور ان کو بڑی امید ہوئی کہ ابکی دفعہ ضرور کامیاب ہون گے اور انکو جہوٹی خوشی پہنچانے کیلئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اس مقدمہ مین اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھکو بعوض قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اسکی اولاد کے ماتم مین مبتلا کریگا ۔ چنانچہ یہ کشف مینے اپنی جماعت کو

سُنا دیا اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس۲۵ دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُس کو اس حرکت سے روک دیا لیکن تاہم اُس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا‡ اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنا تھی وہ پوری نہ ہو سکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمان میں پہلے سے چھپ کر شائع ہو چکی تھی میں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوزہ کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اُس نے بے جا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ میں مواہب الرحمان میں شایع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اسکے کذاب ہونے پر مہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کیساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو اسکے ہر ایک حملہ سے اس کو بچا تا ہے۔ اگر بد قسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچائیگا۔ اور ہر ایک مرتبہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا۔✱ یہ ہیں خدا کے اقتداری نشان کہ ایک طرف تمام دُنیا ہماری ہلاک کرنے کیلئے جمع ہے اور ایک طرف وہ قادر خدا ہے کہ ان کے ہر ایک حملہ سے مجھے بچاتا ہے۔

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغدین جموں والا جو میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور بعد ارتداد بیٹے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا میں اسکی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر شایع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائیگا۔ تو بعض مولویوں نے محض میری ضد سے اسکی رفاقت اختیار کی اور اس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح

اپیلانٹ مستغاث علیہ نے کرم دین رسپانڈنٹ مستغیث کے حق میں استعمال کیے تھے جو موجب ازالہ حیثیت عرفی سمجھے گئے یعنی کذّاب اور لئیم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرم دین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرم دین اُن الفاظ کا مستحق تھا۔ منہ

‡ ڈویژنل جج امرتسر نے جو ایک انگریز تھا پوری تحقیق سے اس مقدمہ میں کام لیا اور جیسا کہ شرط انصاف ہے وہ فیصلہ کیا جو کامل تحقیقات اور عدالت کی رو سے چاہیے تھا اور اپنے فیصلہ میں اپنی الفاظ میں لکھا کہ جو الفاظ

✱ یہ تمام پیشگوئیاں وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہی ہیں ہمارے مخالفوں کو خدا کے سامنے یہ جواب دینا ہو گا کہ وہ کیوں ان سب نشانوں کو بھول گئے۔ منہ

رکھا اور اسمین مجھے دجال قرار دیا اور اپنا یہ الہام شایع کیا کہ مین رسول ہون اور خدا کے مرسلون
میں سے ایک مرسل ہون اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا مین اِس عصا سے اِس دجال کو
(یعنی مجھکو) قتل کرون چنانچہ منارۃ المسیح مین قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجال ہے
اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسیٰ نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا
لوگوں نے سنا ہوگا کہ یہ شخص ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونو بیٹون کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی
کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اُسنے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ
اُس نے لکھا جسمین اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونون میں سے جو جھوٹا
ہے وہ ہلاک ہو خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ
چراغدین مع اپنے دونو بیٹون کے اُسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔
یہ ہین میرے مخالف الہامون کا دعوے کرنیوالے جو مجھے دجال ٹھیراتے ہین کوئی شخص ان کے
انجام پر غور نہین کرتا۔ القصہ حضرات مولوی صاحبان چراغدین کا ساتھ دیکر بھی اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے
پھر بعد اسکے ایک اور چراغدین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خان یہ شخص بھی مجھکو دجال
ٹھیراتا ہے اور پہلے چراغدین کیطرح اپنے تئین مرسلین مین سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہین کہ
پہلے چراغدین کی طرح میرے قتل کرنے کیلئے اسکو بھی حضرت عیسیٰ نے عصا دیا ہے یا نہین ☩
تکبر اور غرور مین تو پہلے چراغدین سے بھی بہت بڑھکر ہے اور گالیان دینے مین بھی اُس سے
زیادہ مشق ہے اور افترا مین اس سے بڑھکر قدم ہے اِس مشتعل طبع مشت خاک کی ارتداد سے
بھی ہمارے مخالف مولویون کو بہت خوشی ہوئی گویا ایک خزانہ ملگیا مگر ان کو چاہئے کہ اتنا

☩ حاشیہ حضرت عیسیٰ نے جو میرے قتل کرنیکے لئے چراغدین کو عصا دیا معلوم نہین کہ یہ جوش اور غضب کیون انکو دل مین پیدا ہوا۔
اگر اسلئے ناراض ہوگئے کہ میں نے انکا مرنا دنیا مین شایع کیا ہے تو یہ انکی غلطی ہے یہ تو مین نے شایع نہین کیا بلکہ اُس نے شایع کیا ہے جسکی
مخلوق ہماری طرح حضرت عیسیٰ بھی ہین اگر شک ہے تو آیت دیکھیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
اور نیز یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور تعجب کہ جسکو تیرے ہلاک کرنیکے لئے عصا دیتے ہین وہ آپ ہی
ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سُنا ہے کہ دوسرے چراغدین یعنی عبد الحکیم خان نے بھی میری موت کے بارے مین کوئی
پیشگوئی کی ہے [illegible] منہ

خوش نہ ہوں اور پہلے چراغدین کو یاد کریں وہ خدا جس نے ہمیشہ انکو ایسی خوشیوں سے نامراد رکھا ہے وہی خدا اب بھی ہے اور اُسکی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغدین کے انجام سے خبر دی تھی اسی طرح اُس علیم خبیر نے اس دوسرے چراغدین یعنی عبدالحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں - اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد سے اس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بد قسمتی سے مرتد ہوتا ہے تو اُسکی جگہ ہزار آتا ہے -

اور پھر ماسوا اسکے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جسمیں سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مرتد ہو گئے تھے پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بدقسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا - پس عبدالحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اسکو سلسلہ حقہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں ہاں یہ لوگ چند روز کے لئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں - مگر وہ خوشی جلد زایل ہو جاتی ہے -

یہ وہی عبدالحکیم خان ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُنکے دعوی مسیح موعود ہونے سے **منکر** تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مرجائیگا چنانچہ وہ طاعون سے مرگیا - مگر اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا ؟ !

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اسکے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے اور اُنکی اطاعت کیجائے میسر نہیں آ سکتا اور صرف توحید خشک بجز اطاعت

رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اُس مُردہ کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کیساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیاتِ ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) قولہٗ تعالیٰ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الجزو ۱۸ سورۃ نور (ترجمہ) کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور یہ مسلّم اور بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہے اور اس مقام میں جس طرح خدا اپنی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے ایسا ہی رسول کی اطاعت کیلئے حکم فرماتا ہے سو جو شخص اُسکے حکم سے مُنہ پھیرتا ہے وہ ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

(۲) قولہٗ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ و رسولہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم (الجزو ۲۶ سورۃ حجرات)

ترجمہ اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو یعنے ٹھیک ٹھیک احکام خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو خدا سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کر کے (جو در اصل وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اُس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) قولہٗ تعالیٰ من کان عدوًّا للّٰہ و ملٰئکتہ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللّٰہ عدوٌّ للکافرین (الجزو ۱ سورۃ بقرہ)

ترجمہ یعنی جو شخص خدا اور اُسکے فرشتوں اور اسکے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشک کا تو قایل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا مکذب ہے، وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہٰذا بموجب منشاء اس آیت کے خدا
اُسکا دشمن ہے اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔

(۴) قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ والکتاب الذی نزل
علیٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔ ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ ورسلہ
والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ الجزو ۵ سورۃ نساء

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ اور اُسکے رسول پر اور اُسکی اُس کتاب پر
جو اس رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف پر اور اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل
ہوئی یعنی توریت وغیرہ پر اور جو شخص خدا پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور آخرت
کے دن پر ایمان نہیں لائیگا وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) قولہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون
لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً۔ الجزو ۲۲ سورۃ الاحزاب

ترجمہ کسی مومن یا مومنہ کو جایز نہیں ہے کہ جب خدا اور اُسکا رسول کوئی حکم کرے تو ان کو اس
حکم کے رد کرنے میں اختیار ہو اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ حق سے
بہت دور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب رہا۔ کیونکہ نجات اہل حق کیلئے ہے

(۶) قولہ تعالیٰ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً
فیہا ولہ عذاب مہین۔ الجزو ۴ سورۃ نساء

ترجمہ جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اُسکی حدوں سے باہر ہو جائے خدا اُس کو
جہنم میں داخل کریگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیگا اور اس پر ذلیل کرنیوالا عذاب نازل ہوگا۔

اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اس سے بڑھکر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزوجل
فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اسکے لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے مگر میاں عبدالحکیم
کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا مکذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پر قائم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں

جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو توحید کا چشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(۷) قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (الجزو ۵ سورۃ نساء)

ترجمہ یعنے ہر ایک نبی ہمنے اِس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اُسکی اطاعت کیجائے اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشا اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہو پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے +

(۸) قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین الجزو ۳ آل عمران ترجمہ ان کو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو پس آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گنہ بخش دے اور خدا غفور و رحیم ہے ان کو کہہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے مونہہ پھیرلیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ ان آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

(۹) قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولٓئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٓئک سوف یؤتیھم اجورھم (الجزو ۶ سورۃ نساء)

ترجمہ وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ ڈالدیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاینگے اور بعض پر نہیں یعنی صرف خدا کا ماننا یا صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لاویں یا

سب نبیوں پر ایمان لاویں اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین مذہب اختیار کر لیں وہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور خدا اور اُس کے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لاویں مگر اُس کے رسولوں پر ایمان نہ لاویں اور نہ یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لاویں اور بعض سے برگشتہ رہیں ان لوگوں کو خدا اُن کا اجر دیگا۔

اب کہاں ہیں میاں عبد الحکیم خان مرتد جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا ہے۔ اگر اب آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے اس میں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اُس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اُس آگ کو باہر نکالتا ہے پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اُسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے ✠

(۱۰) قولہ تعالیٰ یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللّٰہ علیما حکیما (الجزو ۶ سورۃ نساء) ترجمہ اے لوگو تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اس رسول پر ایمان لاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا

✠ حاشیہ۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد۔ منہ

کیا پرواہ ہے زمین و آسمان سب اُسی کا ہے اور سب اسکی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے*

(۱۱) قولہ تعالیٰ کلّما اُلقی فیھا فوج سئلھم خزنتھا الم یأتکم نذیر قالوا بلیٰ قد جاءنا نذیر فکذّبنا وقلنا ما نزّل اللّٰہ من شیٍٔ الجزو ۲۹ سورۃ الملک

ترجمہ اور جب دوزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑیگی تو جو فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں وہ دوزخیوں کو کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں آیا تو تھا مگر ہمنے اُس کی تکذیب کی اور ہمنے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں اُتارا۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں اسلئے پڑینگے کہ وہ وقت کے نبیوں کو قبول نہیں کرینگے*

(۱۲) قولہ تعالیٰ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ ثم لم یرتابوا۔ الجزو ۲۶ سورۃ حجرات

ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اس کے ایمان پر قایم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے۔ دیکھو ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونو پر ایمان لاتے ہیں پھر بغیر ایمان بالرسول کے نجات کیونکر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانیکے صرف توحید کس کام آسکتی ہے*

(۱۳) قولہ تعالیٰ۔ وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الّا انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ۔ (الجزو ۱۰ سورۃ توبہ) ترجمہ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور اُسکے رسول سے منکر ہیں۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے اُن کے اعمال ضایع ہو جاتے ہیں۔ خدا اُن کو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر جب اعمال ضایع ہوئے تو نجات کیونکر ہوگی*

(۱۴) قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات واٰمنوا بما نُزّل علیٰ محمد وھو الحق من ربھم کفّر عنھم سیّاٰتھم واصلح بالھم۔ الجزو ۲۶ سورۃ محمد

* یہ تمام آیات اُن لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت اُنکو پہونچ گئی اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر رہے اور نہ اُنکو دعوت پہونچی اُنکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اُنکے حالات کا علم خدا کو ہے اُس سے وہ وہ معاملہ کریگا جو اُس کے رحم اور انصاف کا مقتضا ہے۔ منہ

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دیگا اور ان کے دلوں کی اصلاح کریگا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ اُن کے گناہ بخشتا ہے اور ان کے تزکیہ نفس کا خود متکفل ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدبخت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے سعدیؒ نے سچ کہا ہے :-

محال ست سعدی کہ راہ صفا	تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ
بروز مہر آں شاہ سوئے بہشت	حرام ست بر غیر بوئے بہشت

(۱۵) قولہ تعالیٰ - الم یعلموا انہ من یحادد اللّٰہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالداً فیہا ذٰلک الخزی العظیم الجزو نمبر ۱۰ سورۃ توبہ

ترجمہ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اسکو جہنم میں ڈالیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیگا یہ ایک بڑی رسوائی ہے اب تبلادیں میاں عبد الحکیم خان کہ انکی کیا رائے ہے کیا خدا کے اس حکم کو قبول کرینگے یا بہادری سے ان آیتوں کے وعید کو اپنے سر پر لیں گے ۔

(۱۶) قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین (الجزو نمبر ۳) ترجمہ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اسکی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار

ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور مین بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمت کے لئے ہی کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلاوین میاں عبد الحکیم خان نیم مُلا خطرہ ایمان کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کریگا جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قایل ہیں۔

علاوہ اسکے توریت استثناء باب ۱۸ مین ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس آخر الزمان نبی کو نہیں مانیگا مین اس سے مطالبہ کرونگا پس اگر صرف توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟ کیا خدا اپنی بات کو بھول جائیگا اور یہی نہیں بقدر کفایت قرآن شریف مین بھی یہ آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن شریف اس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم ✠ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا ہے۔

✠ حاشیہ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جب انسان سچے دین پر ہو تو اعمال صالحہ بجا لانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پاتا ہے۔ اسی طرح سنت الٰہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس حد تک ٹھیرایا نہیں جاتا جس حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اسکی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا ہے تب عنایت الٰہی اُسکے وجود مین اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الٰہی اس مرتبہ تک اُسکو علم اور عمل اور معرفت مین ترقی بخشتی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دوسرے مقام مین بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهدِيَنَّهُم سُبُلَنَا یعنے جو لوگ ہماری راہ مین مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور اُن کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بجا لاتے ہیں تب عنایت حضرت احدیت ان کا ہاتھ پکڑتی ہے اور جو کام اُن سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتی ہے۔ منہ

اب اس آیت سے کہ جو پنج وقت نماز مین پڑہی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا روحانی انعام جو معرفت اور محبت الٰہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ ہمین معلوم نہین کہ میان عبدالحکیم خان نماز بھی پڑہتے ہین یا نہین اگر پڑہتے ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ ان آیات کے معنون سے بے خبر رہتے مگر جب ان کے نزدیک صرف توحید ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے نماز تو رسول کا ایک طریق عبادت بتلایا ہوا ہے جسکو رسول کی متابعت سے کچھہ غرض نہین اسکو نماز سے کیا غرض ہے اس کے نزدیک تو موحد برہمو بھی نجات یافتہ ہین کیا وہ نماز پڑہتے ہین اور جبکہ اُسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پا سکتا ہے ✣ اور ایسا آدمی بھی نجات پا سکتا ہے جو یہودی یا نصاریٰ یا آریوں مین سے موحد ہے گو اسلام کا مکذب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے تو پھر اسکی بھی رائے ہوگی کہ نماز لاحاصل اور روزہ بے سود ہے۔ مگر ایک مومن کے لئے تو صرف یہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رسل ہین اور ہر ایک کو انکی پیروی سے حصہ ملتا ہے۔

پھر سورہ بقرہ کے شروع مین یہ آیات ہین:- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ - یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے متقیون کیلئے ہدایت نامہ ہے۔ اور متقی وہ لوگ ہین جو خدا پر (جسکی ذات مخفی در مخفی ہے) ایمان لاتے ہین اور نماز کو قائم کرتے ہین اور اپنے مالون مین سے خدا کی راہ مین کچھہ دیتے اور اُس کتاب پر ایمان لاتے ہین جو تیرے پر نازل ہوئی اور نیز اُن کتابون پر ایمان لاتے ہین جو تجھ سے پہلے نازل ہوئین وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین اور وہی ہین جو نجات پائینگے۔

✣ عبدالحکیم خان کے نزدیک جہانتک اسکی عبارت سے سمجھا جاتا ہے ارتداد کے لئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی رائے مین اسلام کی سچائی کے کافی دلایل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقانیت پر اُسکو تسلّی حاصل نہیں ہوئی مگر اُسکو بیان کرنا چاہیئے تھا کہ کس حد تک اتمام حجت اُسکے نزدیک ہے۔ منہ

اب اٹھو اور آنکھ کھولو اے میاں عبد الحکیم مرتد! کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں فیصلہ کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اُسکی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہو سکتا پس جب کہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو وابستہ کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ ان آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے متشابہات کی طرف دوڑیں۔ متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات مندرجہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اُس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے ٭ اور ان کو اُس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کیلئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

٭ حاشیہ۔ جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادی (۳) علت صوری (۴) علت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں پس الٓمّٓ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں انا اللہ اعلم یعنی کہ میں جو خدائے عالم الغیب ہوں میں نے اس کتاب کو اُتارا ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اس لئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے۔ اور علت مادی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یعنی وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہین وہی ہدایت کے سر پر ہین اور وہی نجات پاوینگے
ان آیات سے یہ تو معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اُسکی ہدایات نماز وغیرہ کے بجا لانیکے
نہین ملسکتی - اور جھوٹے ہین وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈتے
ہین مگر یہ عقدہ قابل حل رہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے راستباز ہین کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی
ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہین اور اپنے مالون مین سے خدا کے راہ مین کچھ دیتے ہین اور
قرآن شریف اور پہلی کتابون پر ایمان بھی رکھتے ہین تو پھر یہ فرمانا کہ ھدًی للمتقین یعنی انکو
یہ کتاب ہدایت دیگی اس کے کیا معنی ہین وہ تو ان سب باتون کو بجا لا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ
ہین اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے -

اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی
کے محتاج ہین جسکی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اسمین دخل نہین - استقامت سے
مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل مین رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاوین اور ایسے طرز
اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ ان مین لذّت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محسوس نہ ہو اور
ان کے بغیر جی ہی نہ سکین گویا وہ اعمال روح کی غذا ہو جائین اور اُسکی روٹی بن جائین اور اُس کا
آب شیرین بن جائین کہ بغیر اُس کے زندہ نہ رہ سکین غرض استقامت کے بارے مین ایسے حالات پیدا ہو جائین
جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہین کر سکتا بلکہ جیسا کہ روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے
وہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے -

بقیہ حاشیہ اور اسمین کچھ شک نہین کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علتہ صوری کی کمال کیطرف اشارہ
کرتا ہے - یہ فقرہ لاریب فیہ - یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک و شبہ سے پاک ہے اور اسمین کیا شک ہے کہ
جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرّا ہونے مین بے مثل و بے مانند ہے اور لاریب ہونے مین
اکمل و اتم ہے اور علتہ غائی کی کمال کیطرف اشارہ کرنیوالا یہ فقرہ ھدًی للمتقین یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کیلئے ہے اور جہانتک
انسانی سرشت کیلئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہو سکتی ہے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے - منہ

اور ترقی سے مراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اسکے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہی کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانیکے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اُس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے اِسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی اس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے ہاں راستبازوں کو اسی آیت ھدًی للمتقین میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کر لیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک انکو پہنچا دیگا۔ اور ان کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دیگا قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اسکی طرف آتے ہیں اُن کو اُس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہی جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانیکے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرہ ذرہ اس عالم کا گواہ ہے مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوار الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رویت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرے۔

• اسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس سعی کے جس قدر ارکان حمد و ثنا حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں۔ وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک خوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق وشوق اور پھر ایک کدورت سے خالی حضور اسکی نماز مین پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جبتک نماز مین یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہین جو نماز کو کھڑی کرتے ہین اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے پس آیت یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنی ہین کہ جہان تک اُن سے ہو سکتا ہے نماز کو قایم کرنیکے لئے کوشش کرتے ہین اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہین مگر انسانی کوششین بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہین اسلئے اُس کریم ورحیم نے فرمایا ھدًی للمتقین یعنے جہان تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت مین کوشش کرین پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہین تو مین اُن کو فقط اُنہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑون گا بلکہ میں آپ اُن کی دستگیری کرون گا۔ تب اُنکی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائیگی اور ایک اور کیفیت انمین پیدا ہو جائیگی۔ جو انکے خیال و گمان مین بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اسلئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہان تک ان سے ہو سکا اسکے احکام کے مطابق عمل مین مشغول رہے غرض نماز کے متعلق جس ترابہ ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھلجائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمال باری کی میسر آجائے جو لذات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دنیوی رزایل اور انواع واقسام کی معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دل کو متنفر کر دے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات۔

ایسا ہی مالی عبادت جسقدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ مین سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت مین فرمایا ہے ومما رزقنٰھم ینفقون اور جیساکہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبون لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت مین انسان صرف اسی قدر بجا لاوے کہ اپنے

اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسویٰ سے بکلّی دست بردار ہو جاوے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اسکا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہانتک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنیکے لئے طیار ہو کیونکہ وہ بھی مما رزقنٰھم میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اُسکے قول مما رزقنا سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جسمیں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے ٭

غرض اس جگہ بھی ھدًی للمتقین فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اسکی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اسکی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف مما رزقنٰھم ینفقون تک اپنا اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قوتیں طاقت نہیں رکھتیں لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانے والوں کیلئے اگر وہ مما رزقنٰھم ینفقون کی حد تک اپنا صدق ظاہر کرینگے بموجب آیۃ ھدًی للمتقین کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اُسکو پہنچادیگا اور کمال یہ ہے کہ اسکو یہ قوت ایثار بخشی جائیگی کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ لیگا کہ جو کچھ اُسکا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسیکو محسوس نہیں کرائیگا کہ یہ چیزیں اسکی تھیں جس کے ذریعہ سے اُس نے نوع انسان کی خدمت کی مثلاً احسان کے ذریعہ سے کبھی انسان کسیکو محسوس کراتا ہے کہ اس نے اپنا مال دوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ تبھی محسوس کریگا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا پس جب بموجب آیت ھدًی للمتقین کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر ایمان لانے والے کو اس مقام سے ترقی بخشیگا تو وہ یہانتک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لیگا کہ محسوس کرانیکی مرض بھی اسکے دل میں سے جاتی رہے گی اور نوع انسان کے لئے ایک مادری ہمدردی اُس کے دل میں پیدا ہو جائیگی بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر۔ اور کوئی چیز اسکی اپنی نہیں رہیگی۔ بلکہ سب خدا کی ہو جائیگی اور یہ تب ہوگا کہ جب وہ سچے دل سے قرآن شریف اور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیگا۔ بغیر اسکے نہیں۔ پس کس قدر گمراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر متابعت

٭حاشیہ۔ اسکا سبب یہ ہے کہ بباعث ضعف بشریت انسان کی فطرت میں ایک بخل بھی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونیکا بھی اُس کے پاس ہو تب بھی ایک حصہ بخل کا اُس کے دل میں رہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے لیکن جب بموجب آیت ھدًی للمتقین کے ایک بھی قوت اسکو شامل حال ہو جاتی ہے تو پھر ایسا انشراح صدر ہو جاتا ہے کہ تمام بخل اور سارا شُحِ نفس دور ہو جاتا ہے تب خدا کی رضا جوئی ہر ایک مال سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ زمین پر فانی خزانے جمع کرے بلکہ آسمان پر اپنا مال جمع کرتا ہے۔ منہ

قرآن شریف اور رسول کریمؐ کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھیراتے ہین بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ ایسے لوگ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہین نہ دنیا کے لالچون اور خواہشون سے پاک ہو سکتے ہین چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کرین اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہین - اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابون پر ایمان لانے کے بارے مین انسانی کوشش صرف اس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرکے اسکی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اسکی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان مین طاقت نہین لیکن خدا تعالیٰ نے آیۃ ھدًی للمتقین مین یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اسکی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائے گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اسکی آنکھ کھولیگا اور اپنے مکالمات مخاطبات سے مشرف کریگا† اور بڑے بڑے نشان اسکو دکھلائے گا یہان تک کہ وہ اسی دنیا مین اسکو دیکھ لیگا کہ اُس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلّی پائیگا - خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو مین تیرے پر بھی نازل ہونگا - اسی بنا پر حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے اس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ مین میری زبان پر بھی جاری ہو گیا - لیکن افسوس کہ لوگ اس بات کو نہین سمجھتے کہ مکالمات الٰہیہ کیا شئے ہین اور کس حالت مین کہا جائیگا کہ خدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القا کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہین. اور ان کو شیطانی اور رحمانی الہام مین تمیز نہین - پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کیلئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جاوے اور شیطان کا کوئی حصہ اسمین نہ رہے کیونکہ جہان مردار ہے ضرور ہے کہ وہان کتّے بھی جمع ہو جائین اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کلّ افّاکٍ اثیم مگر جس مین شیطان کا حصہ نہین رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دور ہوا کہ گویا مر گیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آگیا اُس پر شیطان حملہ نہین کر سکتا

† درحقیقت کمال متابعت یہی ہے کہ وہی رنگ پکڑ لے اور وہی انوار دل پر وارد ہو جائین - دخلتُ النار حتّٰی صرتُ نارًا - منہ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں انہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں ✤

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذّت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اسلئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اُسکو جواب ملجاتا ہے پھر بعد اسکے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اس کے پردہ میں جواب ملجاتا ہے اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اسلئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں نہ شیطان کی طرف سے اسکا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اس کے شیطان گونگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گونگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے اسکو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا اور اسکا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پُرشوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ مخنثوں کی طرح اُسکی آواز دھیمی ہے انہیں علامات سے شیطانی وحی

✤ یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب بھی ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے (۱) اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اسکو ہلاک کریں گے اور فلاں شخص جسنے صدق دکھلایا ہم

کو شناخت کر لو گے - لیکن خدا تعالیٰ گونگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور اُس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندی آواز ہوتی ہے اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مشتبہ رنگ میں ہوتا ہے اسمیں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اسمیں بھی کمزوری اور بزدلی ٹپکتی ہے مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدائی جلال اور عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اس سے بُو آتی ہے اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اُسکو مرد میدان کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اُسکو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا جاوے یا اُسکو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دکھ جو دنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کیجائے یا آتش سوزان میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہیگا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اُسکو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کر دیتا ہے اور جان اور عزت اور مال اُسکی نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دنیا اسکو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے اور توکل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانیوالے یہ قوت نہیں پاتے وہ بزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بزدل ہے -

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر جو عبد الحکیم خان کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جسکی وجہ سے اُسکو یہ خیال گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو بباعث کمی علم اور کمی تدبر کے اُس سے ظہور میں آئی اور وہ آیت یہ ہے - انّ الذین امنوا والذین ھادوا والنصارٰی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) اور ہم نے کل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس لئے استعمال نہیں کیا کہ انمیں بھی بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور انکا وجود محض ابتلا کے لئے ہوتا ہے اور بعض ربانی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلف جائز ہوتا ہے - اور نیز یاد رہے کہ شیطانی الہام فاسق اور ناپاک آدمی سے مناسبت رکھتا ہے مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف اُنکو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں - منہ

والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٭ (ترجمہ) یعنی جو لوگ اسلام مین داخل ہو چکے ہین اور جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہین جو شخص اُن مین سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیگا اور اعمال صالحہ بجا لائیگا خدا اُسکو ضایع نہین کریگا اور ایسے لوگون کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن کو کچھ خوف نہین ہوگا اور نہ غم ٭ ٭

یہ آیت ہے جس سے بباعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی کچھ ضرورت نہین۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفس امّارہ کے پیرو ہو کر محکمات اور بیّنات قرآنی کی مخالفت کرتے ہین اور اسلام سے خارج ہونیکے لئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈھتے ہین۔ اُن کو یاد رہے کہ اس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہین اُٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اللہ کے نام کی قرآن شریف مین یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن مین بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابین بھیجین اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ اور یوم آخر قرآن شریف کی رو سے یہ ہے جسمین مُردے جی اُٹھین گے اور پھر ایک فریق بہشت مین داخل کیا جائیگا جو جسمانی اور روحانی نعمت کی جگہ ہے۔ اور ایک فریق دوزخ مین داخل کیا جاوئیگا جو روحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر وہی لوگ ایمان لاتے ہین جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہین۔ پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے تصریح ایسے معنی کر دیئے جو اسلام سے مخصوص ہین تو جو شخص اللہ پر ایمان لائیگا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور کسیکا

٭ اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک وغیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائینگے اور وہ آیت یہ ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ حالانکہ

اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے۔ اور ہم اِس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنے ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغایر اور مخالف ہوں ہمنے اوّل سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا۔ اور بار بار دیکھا اور اُس کے معانی میں خوب تدبّر کیا ہے ہمیں بدیہی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن شریف میں جس قدر صفات اور افعال الٰہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھہرایا گیا ہے مثلاً کہا گیا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ایسا ہی اِس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اُتارا۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی اصطلاح میں اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اوسکا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائے گا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اِس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ من اٰمن بالرحمٰن یا من آمن بالرحیم یا من آمن بالکریم بلکہ یہ فرمایا کہ من آمن باللّٰہ اور اللہ سے مُراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اُسکی یہ ہے کہ اُس نے قرآن شریف کو اوتارا۔ اِس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف پر بھی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر انّ الذین اٰمنوا کے کیا معنی ہوئے تو یاد رہے کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اُن کا ایمان معتبر نہیں ہے جبتک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اُس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ صدہا آیتوں میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے نبی پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بیخبر رہا ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

برخلاف اسکے یہ بتلادے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی کچھ ضرورت نہیں اور طرفہ یہ کہ اس آیت مین توحید کا ذکر بھی نہیں اگر توحید مراد ہوتی تو یون کہنا چاہیئے تہا کہ من اٰمن بالتوحید۔ مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے کہ من اٰمن باللہ۔ پس اٰمن باللہ کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ قرآن شریف مین اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ جبکہ ہمین خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مفہوم مین یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن بھیجا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اسی معنی کو قبول کریں جو قرآن شریف نے بیان کئے اور خودروی اختیار نکریں *

ماسوا اسکے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنیکے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کیلئے بھی کمربستہ ہو جائے اور اسکی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے یہ دونوں باتیں محض خدا تعالےٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو رکہتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات پائیگا۔ اے عقل کے اندھے اور نادان! توحید بجز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکی تو ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک شخص روز روشن سے تو نفرت کرے اور اس سے بھاگے اور پھر کہے کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے وہ نادان نہیں جانتا کہ کیا آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ ہائے افسوس یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اسکو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی بصارتین اور بصیرتین اسکو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اسکی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی رُوحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھیراتا ہے وہ کیونکر موحد کہلا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جابجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اس کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کے رسول کا پیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں بموجب قول ان نادانوں کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جابجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر دوسری طرف گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اسکو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہوتا ہے اُسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے پس ایسا تناقض خدا کی کلام کیطرف منسوب نہیں ہو سکتا۔

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک نور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے انسان کا تو صرف یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کیطرح اپنے تئیں تصور کرے اور دعا میں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اُسکو بخشیگا۔

اخیر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور اُن معنوں کو نظر انداز کر دیں جو قرآن شریف پر نظر تدبّر ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وہ وہ

ذات ہی جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب بھی یہ آیۃ
مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا نجات کے لئے
کافی ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہی اور مستجمع جمیع صفاتِ
کاملہ حضرت عزت ہی ایمان لائے گا تو خدا اُسکو ضایع نہیں کریگا اور کشاں کشاں اُسکو اسلام
کی طرف لے آئیگا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی مین داخل ہونیکے لئے مدد دیتی ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانیوالے آخر حق کو پا لیتے ہین۔

قرآن شریف مین یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا
خدا اُسکو ضایع نہین کریگا اور حق اُس پر کھول دیگا اور راہ راست اوسکو دکھائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ضائع نہین کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ
پوری ہدایت اُسکو کر دیتا ہے چنانچہ صوفیوں نے صدہا مثالین اسکی لکھی ہین کہ بعض غیر قوم
کے لوگ جب بکمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ مین مشغول ہوئے
تو خدا تعالیٰ نے انکو ان کے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ اُنکی آنکھین کھول دین اور خاص اپنی دستگیری
سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اُن پر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ
کے ہین۔ فلھم اجرھم عند ربھم خدا تعالیٰ کا اجر جب تک دنیا مین ظاہر نہین
ہوتا آخرت مین بھی ظاہر نہین ہوتا۔ پس دنیا مین خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے
شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضایع نہین کرتا اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ
کرتی ہے۔ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنے وہ لوگ
جو درحقیقت اہلکتاب ہین اور سچے دل سے خدا پر اور اسکی کتابون پر ایمان لاتے اور عمل کرتے
ہین وہ آخر کار اس نبی پر ایمان لے آئینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہان خبیث آدمی جن کو
اہل کتاب نہین کہنا چاہیے وہ ایمان نہین لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام مین اسکی بہت سی

مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اُسکی جزا میں اسلام میں اُسکو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنیکے لئے بہت کچھ مال ساکین کو دیا تھا۔ کیا اسکا ثواب بھی مجھ کو ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کیطرف کھینچ لائے۔ پس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بموجب آیت فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ آخر اسکو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **باوانانک** کو پیش آیا۔ جب سخت بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت ممدوحہ بالا میں فرمایا ہے فلھم اجرھم عند ربھم اُس پر ظاہر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کیطرف اُسکو رہبری کی تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اور حج بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابوالخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور راستباز آدمی تھا اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسجد سے اُسکو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یوں ہی وہ نجات پا جاوینگے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے اور ابھی خدا کی راہ میں اُنکا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانیوالوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس آیت نے ابوالخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار رویا۔ رات کو حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی خواب میں آئے اور فرمایا یا ابا الخیر اعجبنی ان مثلک مع کمال فضلک ینکر بنبوتی یعنی اے ابوالخیر مجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے پس صبح ہوتے ہی ابو الخیر مسلمان ہوگیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ مین اس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالی پر ایمان لاوے اور اسکو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اُسکو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا یعنی جو شخص اس جہان مین اندہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندہا ہی ہوگا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولون کو شناخت نہین کیا اُس نے خدا کو بھی شناخت نہین کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اُسکے رسول ہین ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس یہ کس قسم کی نجات ہی کہ ایک شخص دنیا مین تمام عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکذب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالی نے اُسکو آنکھین نہ بخشین اور دل نہ دیا اور وہ اندہا ہی رہا اور اندہا ہی مرگیا اور پھر نجات بھی پاگیا یہ عجیب نجات ہی! اور ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالی جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اوسکو آنکھین بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اوسکو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہمارے سلسلہ مین ایسے ہونگے کہ وہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت مین داخل ہوئے ہین اور خدا تعالی کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اُسکی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے اور جو شخص اُسکی طرف جلدی سے چلتا ہی تو وہ اُسکی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھین کھولتا ہے پھر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اُسکی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اُسکو وحدہٗ لاشریک سمجھا اور اس سے محبت کی اور اُس کے اولیا مین داخل ہوا۔ پھر خدا نے اُسکو نابینا رکھا اور ایسا اندہا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کرسکا اسی کی موید یہ حدیث ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مرگیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا ۔

اب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں کہ جو عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی مُہر لگا دی کہ اب غالباً اسکا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ میں نے ان چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے چنانچہ میں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اسکا جواب دیتا ہوں وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۵ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ **قُل اُجرّدُ نفسی من ضروب الخطاب**۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اُسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

مین میںنے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد مین یہ لکھا کہ آنے والا مسیح مین ہی ہون۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ مین میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانون کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہون گے اسلئے مین نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانون کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ مین شایع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ مین بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور مین آئے اور زمین و آسمان دونون میری تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ مین مسیح آنیوالا مین ہی ہون ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو مین نے براہین احمدیہ مین لکھدیا تھا اور پھر مین نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت مین سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہین رہتی اسی طرح صدہا نشانون اور آسمانی شہادتون اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کیلئے مجبور کردیا کہ مین اپنے تئین مسیح موعود مان لون۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ مین پوشیدگی کے حجرہ مین تھا اور کوئی مجھے نہین جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا مینے چاہا کہ مین پوشیدہ رہون اور پوشیدہ مرون مگر اس نے کہا کہ مین تجھے تمام دنیا مین عزت کیساتھ شہرت دونگا پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیون کیا؟ میرا اس مین کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل مین میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین مین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مین اسکو جزئی فضیلت قرار

دیتا رہا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قایم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی + اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ مگر میں اُنکی پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اس روشنی سے جو مجھے دیگئی تاریکی میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنیوالا ہوں۔ جبتک مجھے اُس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اُسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

+ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنیکے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

اسجگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کیلئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دئے جاتے + کیونکہ اُسوقت ان کی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں اُنکو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اُسکی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُن کے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت سے زیادہ اُن کو نازل نہیں کیا کرتے پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو اُمّت کی اصلاح کیلئے وہ علوم دئے جائیں جن علوم سے وہ اُمّت مناسبت ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے کو اس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے

+ حاشیہ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُنکو دیا گیا اسکا یہ جواب ہے کہ واقعی طور پر مردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُن کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا کہلاتا ہے اور وہ کہلائے گا۔ منہ

کہ قطع مسافت میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دوڑنے سے اپنے سوار کا حامی اور مددگار ہو اسلئے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس غرض کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو پیاس بجھانے کیلئے پیدا کیا ہے اس لئے آگ اسکی قایم مقام نہیں ہو سکتی انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اُس میں رکھی ہیں لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے پس اس سے حضرت عیسیٰ کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اسلئے قرآن شریف کامل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنی بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جائیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اس لئے اس نے ہماری پنج وقتہ نماز میں یہی دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں اُن سب کے کمالات ہم میں جمع کر پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مراتب خاصہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس امت کے باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی امت نے پورا کیا ہے بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ

وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے اسی طرح انسانی سلسلہ نشو و نما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہان تک کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ اپنے کمال تام تک پہنچ گئیں ٭

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تہا اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تہی اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تہی اسلئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دیگئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تہے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے۔ اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں جھگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کرسکتا؟ ✠ اگر قرآن شریف کی کسی آیت میں ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہئے۔ سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے۔ ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں جو قریباً تیئیس برس سے مجھ کو تسلی دی رہی ہے اور ہزارہا خدا کی گواہیاں اور خوارق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے خدا تعالےٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اس نے دیکھا

✠ حاشیہ۔ خدا تعالےٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بہی اُن کا مقابلہ کرکے تحت الثرےٰ میں ڈالا گیا اور کُتّے کے ساتھ خدا نے اُسکی مشابہت دی وہی موسیٰ تہے جنکو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانی کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور مخفی غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ منہ

کہ ایک شخص کو محض بیوجہ خدا بنایا گیا ہے جسکی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اُس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اُس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اسوقت وہ نشان دکھائیگا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اُتر آئے گا جیسا کہ وہ فرماتا ہے یوم یأتی ربک فی ظلل من الغمام یعنی اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ کفر اور شرک نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا اب چونکہ شرک اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچگیا اور اسلام اُسکے پاؤں کے نیچے کچلا گیا اِسلئے خدا فرماتا ہے کہ میں زمین پر نازل ہونگا اور وہ قہری نشان دکھلاؤں گا کہ جب سے نسل آدم پیدا ہوئی کبھی نہیں دکھلائے۔ اِسمیں حکمت یہ ہے کہ مدافعت بقدر حملہ دشمن ہوتی ہے پس جس قدر انسان پرستوں کو شرک پر غلو ہے وہ غلو بھی انتہا تک پہنچ گیا ہے اِسلئے اب خدا آپ لڑیگا وہ انسانوں کو کوئی تلوار نہیں دیگا اور نہ کوئی جہاد ہوگا ہاں اپنا ہاتھ دکھلائے گا۔ یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہونگے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔ اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قوت اور جلال کیساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کریگا اور کہتے ہیں کہ اس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں +

بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے

جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے اور تمام دُنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کی توجہ اور دُعا بجلی کا کام کریگی اور وہ ایسی اتمام حجت کریگا کہ گویا ہلاک کر دیگا۔ غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اس بات کے قایل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ مینے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آنیوالا مسیح مین ہون تو اس صورت مین جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو۔ ہان مین صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو +

سوال (۲)

حضور عالی نے سیکڑون بلکہ ہزارون جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کیلئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبد الحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اسمین یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین مین خون کی نہرین چلادین اسکا کیا مطلب ہے

الجواب مین اب بھی کہتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبر سے نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دیکر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اس مین دو امر

ملحوظ تھے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کرکے تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا تو بجز اسکے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کیلئے تلوار اُٹھائی جاتی۔

(۲) دوسری قرآن شریف مین ان لڑائیون سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تہی کہ جو لوگ اس رسول کو نہین مانتے خدا اُن پر عذاب نازل کریگا۔ چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکہاوے۔ اسی طرح اس مضمون کی اور بہی پیشگوئیان تہین جو اپنے وقت پر پوری ہوئین اب سمجہنا چاہئے کہ وہ خط جو مینے عبد الحکیم خان کو لکہا تہا اسمین میرا یہی مطلب تہا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضروری ہے تو خدا تعالیٰ نے اس رسول کیلئے یہ اپنی غیرت کیون دکہلائی کہ کفار کے خون کی نہرین چلادین یہ سچ ہے کہ اسلام کے لئے جبر نہین کیا گیا۔ مگر چونکہ قرآن شریف مین یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے مکذب اور منکر ہین وہ عذاب سے ہلاک کئے جائینگے اس لئے ان کے عذاب کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود اُن کافرون نے لڑائیون کیلئے سبقت کی تب جن لوگون نے تلوار اُٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک ایک سہل امر تہا اور باوجود انکار کے نجات ہوسکتی تہی تو پہر اس عذاب کے نازل کرنیکی کیا ضرورت تہی جو ایسے طور سے نازل ہوا جسکی دنیا مین نظیر نہین پائی جاتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنے اگر یہ رسول جہوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کئے گئے ہین وہ پورے ہونگے ✝

اب غور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہے تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیون وعدہ دیا گیا ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اور امر ہے مگر اُس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلہ سے پیش آتا ہے اور اُس کو دکہ دیتا ہے یہ اور بات ہے سزا دینے کے لئے یہ امر شرط نہین ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے بلکہ انکار کے ساتھ مقابلہ کرنیوالے واجب القتل ہوچکے تہے اور پہر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ رعایت

✝ بعض کا لفظ اسلئے اختیار کیا گیا کہ وعید کی پیشگوئیون مین ضروری نہین کہ وہ سب کی سب پوری ہو جائین بلکہ بعض کا انجام معافی کیساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

دی گئی تھی کہ اگر مشرف باسلام ہو جائیں تو وہ سزا معاف ہو جائیگی اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام الجزو ۳
سورہ آل عمران یعنے جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے اُن کے لئے سخت عذاب
ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی منکروں کے لئے
عذاب کا وعدہ ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا۔ پس خدا تعالیٰ نے تلوار کا عذاب اُن پر
وارد کیا۔ اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے انما جزاء الذین یحاربون اللہ
ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم
وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذٰلک لھم خزی فی الدنیا ولھم
فی الاخرۃ عذاب عظیم الجزو ۶ سورۃ المائدہ یعنی سوا اسکے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں
کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کیلئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں
یا سولی دئے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلا وطن کر کے قید
رکھے جائیں یہ رسوائی ان کی دنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ پس اگر خدا تعالےٰ
کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اُسکا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکروں کو
جو موحد تھے جیسا کہ یہودی انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اس قدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے
عذابوں سے موت کی سزا دینے کیلئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیوں حکم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت
سزائیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف موحد تھے اس طرف بھی اور اُس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی
مشرک نہ تھا اور باوجود اس کے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور اُن موحد لوگوں کو محض انکار
اور مقابلہ رسول کیوجہ سے بُری طرح قتل کیا گیا یہاں تک کہ ایک دفعہ دس ہزار یہودی ایک ہی
دن میں قتل کئے گئے حالانکہ انہوں نے صرف اپنے دین کی حفاظت کیلئے انکار اور مقابلہ کیا تھا
اور اپنے خیال میں پکے موحد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔
ہاں یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بیشک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اس غرض سے

نہیں کہ تا وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ محض اس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا اِس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجب سزا ہو گئے اور پانی کی طرح اُن کا خون زمین پر بہایا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحد تھے وہ محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ٹھیرے۔

سوال (۳)

جناب عالی عبد الحکیم کو جو آپ نے خط تحریر فرمایا ہے اُس میں لکھا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اس کا مطلب بھی سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اسکا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اِس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بنجاتے ہیں پہلے تو صحیفۂ فطرت اور قانونِ قدرت پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑکر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطر وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اُسکو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنیکے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل منجون کے ہے اور خدا پر اُسی وقت تک ایمان قایم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اسی واسطے میں نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جسکی بنیاد صرف صحیفۂ فطرت ہے اور جسکی بنا مجرد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑکر اور رسول کے معجزات کو چھوڑکر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

وہ ایک دیوار ریگ ہے۔ وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنیکے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہین ہوتا اور اسکا انجام بد نہین ہوتا۔ ہان جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اُس کو شناخت نہین کیا اور اُسکے انوار سے مطلع نہین ہوا اُسکا ایمان بھی کچھ چیز نہین اور آخر ضرور وہ مرتد ہوگا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبد اللہ ابن ابی سرح اور عبید اللہ بن جحش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مُرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ مین اور جمون والا چراغ دین اور عبد الحکیم خان ہمارے اس زمانہ مین مرتد ہوئے

سوال (۳۴)

پہلی کتابون ازالہ اوہام وغیرہ مین لکھا ہے کہ یہ بھی کچھ کوئی پیشگوئیان ہین کہ زلزلے آئینگے مری پڑیگی۔ لڑائیان ہونگی قحط پڑینگے لیکن اب کئی تحریرون مین دیکھا گیا ہے کہ انہین پیشگوئیون کو جناب والا نے عظیم الشان پیشگوئیان قرار دیا ہے +

الجواب یہ بات صحیح نہین ہے کہ مینے انہین پیشگوئیون کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اسکی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اسکے حالات خاصہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس ملک مین طاعون اور زلزلون کی خبر دی تھی وہ ملک ایسا ہے کہ اکثر اسمین طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اسمین زلزلے بھی آتے رہتے ہین اور قحط بھی پڑتے ہین اور لڑائیون کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور حضرت مسیح کی پیشگوئی مین نہ کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یعنی طاعون کا۔ اس صورت مین کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیون کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہین دیکھ سکتا ✱ مگر جس ملک کے لیے

✱ **حاشیہ** ہان ممکن ہے کہ اصل پیشگوئیون مین تحریف ہو گئی ہو جبکہ ایک انجیل کی بیسیون انجیلین بنگئی ہین تو کسی عبارت مین تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعید از عقل ہو سکتا ہے مگر ہمارا موجودہ انجیلون پر اعتراض ہے اور خدا نے ان انجیلون کو محرف مبدل قرار دیکر ہمین ان اعتراضونکا موقع دیا ہے۔ منہ

✱ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیون مین جو انجیلون مین پائی جاتی ہین صرف معمولی اور نرم لفظ ہین کسی شدید اور ہیبت ناک زلزلہ یا ہیبت ناک طاعون کا اُنمین ذکر نہین ہے مگر میری پیشگوئیون مین ان دونون واقعات کی نسبت ایسے لفظ ہین جو ...... انکو خارق عادت قرار دیتے ہین۔ منہ

میںنے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے وہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہیگا اور سخت تباہی آئیگی اور وہ تباہی زمانہ دراز تک رہیگی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق یہ سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائیگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مکھی پر آئی دو ہزار برس تک اسکی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا چنانچہ انگریز محققوں نے بھی یہی گواہی دی ہے پس اس صورت میں میرے پر اعتراض کرنا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شوخی اور شرارت اور مرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے اب سانفرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا ان کو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپ کی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں

الجواب میںنے کبھی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اور امر کا اسمیں دخل نہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اُس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسیکو مبعوث فرماتا ہے

اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے تب اسکا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سوسان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونیکا ان کے گذشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنیکے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ میں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دوسری آفات بھی آئیں گی اور ایک دنیا ان سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اسمیں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی خطہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوح ؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اسکو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف بھی فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں جوئیں برسیں

مینڈکین برسین خون برسا اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ ملک مصر کے دور دور کے باشندون کو حضرت موسیٰ کی خبر بہی نہ تہی اور نہ اُن کا اس مین کچہہ گناہ تہا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریون کے پہلوٹہو بچے مارے گئے اور فرعون ایک مدت تک اِن آفات سے محفوظ تہا اور جو محض بے خبر تہے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین جن لوگون نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تہا ان کا تو بال بینگا بہی نہ ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گذرنے پر تہی۔ تو طیطوس رومی کے ہاتہہ سے ہزارون یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بہی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تہا ؛

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط مین غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکہہ دینے والے تہے مدت تک عذاب سے بچے رہے خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اُسکی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتین آسمان سے نازل ہوتی ہین جنہین اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہین جن کا اس تکذیب سے کچہہ تعلق نہین پہر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہین اور سب سے آخر بڑے شریرون کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت مین اشارہ فرماتا ہے انّا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہین اس میرے بیان مین اُن بعض نادانونکے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہین کہ تکفیر تو مولویون نے کی تہی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگڑہ اور بہاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے اُن کا کیا قصور تہا اونہون نے کونسی تکذیب کی تہی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین مین ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائین نازل ہوتی ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُسکے لشکر کے غرق کیا یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کر سکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بنجائیں۔ صرف آپکے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبد الحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او كذب باٰياته یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنیوالا دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنے

* ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے اسپر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اسلئے میری تکفیر کیوجہ سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تہی کہ آخری زمانہ مین میری اُمت مین سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تہی کہ مین معراج کی رات مین مسیح ابن مریم کو اُن نبیون مین دیکہہ آیا ہون جو اس دنیا سے گذر گئے ہین اور یحیےٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان مین اُن کو دیکہا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکہہ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان مین ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہین مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانون کو رد کرتا ہے اور مجہہ کو باوجود صدہا نشانون کے مفتری ٹہیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو مین بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹہیرا کیونکہ مین اُنکی نظر مین مفتری ہون اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنّا۔ قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنے عرب کے دیہاتی کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہین لائے ہان یون کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابہی تمہارے دلون مین داخل نہین ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالون کا نام مومن نہین رکہتا۔ پہر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہین جو کُھلے کُھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہین اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان مین ظاہر ہوئے پہر بھی میری تکذیب سے باز نہین آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہین کہ اگر مین مفتری نہین اور مومن ہون تو اس صورت مین وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھ کو کافر ٹہیرا کر اپنے کفر پر مُہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے پہر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجہے کافر ٹہیرایا اور میرے پر کفر کا فتوےٰ لکہا گیا اور انہین کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہی اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اب اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگون مین تخم دیانت

اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو انکو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارہ میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شایع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کی مکذّب نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائینگے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانٍ وھو مؤمن وما سرق سارق وھو مؤمن یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسیکو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتوے مجھے دکھلا دیں میں قبول کر لوں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شایع کر دیں بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت اُن میں نہ پائی جائے*

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ شخص جو خدا کیطرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے بھیجا گیا ہوں اور انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے کہ اوّل اپنے نبیوں اور مرسلوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کی بہت سے حصہ میں اُن کا نام پھیل جاتا ہے اور اُن کے دعوے سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حجت کر دیتا ہے

* جیساکہ میں نے بیان کیا کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنھوں نے مجھکو کافر ٹھہرا دیا ہے جبکہ میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے انکی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے انکو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ منہ

اور دنیا مین خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ یکدم مین آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولون کو شہرت دی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سعید لوگون کے دلون مین ڈالتے ہین کہ جن راہون کو تمنے اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہین تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش مین لگ جاتے ہین اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے امام وقت کی خبر ان لوگون کو پہنچ جاتی ہے بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنون مین ایک نامی آدمی کا ایک دعوےٰ بڑی آسانی کے ساتھ تمام دنیا مین شہرت ہو سکتی ہے تو گویا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہے وہ اس دنیا مین شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہین اور خدا انکی شہرت پر قادر نہیں ہوتا۔* مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے میری اتمام حجت کیلئے اور اپنے نبی کریم کے اشاعۃ دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہین کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے چنانچہ میرے وقت مین ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور بری اس قدر بڑھ گئے ہین کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہین بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہین اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو تھوڑی مدت مین تمام دنیا کا سیر کر کے آسکتا ہے ماسوا اسکے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھاپون کی کلین ایجاد ہو گئی ہین کہ جس کسی ضخیم کتاب کے چند مجلد سو برس مین بھی نہین لکھے جا سکتے تھے اسکی کئی لاکھ نسخے ایک دو برس مین لکھ سکتے ہین اور تمام ملک مین شایع ہو سکتے ہین اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کیلئے بھی اس قدر آسانیان ہو گئی ہین کہ ہمارے ملک مین آج سے سو برس پہلے اُن کا نام و نشان نہ تھا اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب بباعث کثرت مدارس کے جو دیہات مین بھی قایم کئے گئے ہین اس قدر استعداد علمیت لوگون کو حاصل ہو گئی

* آج سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ مین خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے یہ اُسی زمانہ کا الہام ہے کہ جبکہ مین ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھکو جانتا بھی نہیں تھا اور وہ الہام یہ ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے پس وقت آگیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دیجائیگی اور دنیا مین تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائیگا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے پھر جسپر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی شہرت حاصل کرے۔

ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں - اور میری طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے کہ مینے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر لاہور جالندھر سیالکوٹ اور دہلی اور لدھیانہ وغیرہ میں بڑی بڑی مجمعوں میں خود جاکر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزارہا انسانوں کے روبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور اسّی کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں جنکی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شایع کی ہیں اور اسی مقصد کیلئے کئی لاکھ اشتہار شایع کیا ہے* اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی ہدایت سے تین لاکھ سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آجتک توبہ کر چکے ہیں اور اس قدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں - اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہانتک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیش گوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کیلئے امریکہ کے نامی اخباروں میں شایع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ مینے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں -

* حاشیہ - افسوس کہ ہماری جماعت کی ایمانداری اور اخلاص پر اعتراض کرنیوالے دیانت اور راستبازی سے کام نہیں لیتے اس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی استقامت کے وہ نمونے دکھائے ہیں جنکی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خدا ترس اور منصف مزاج کو مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی استقامت پر نظر انصاف ڈالنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا اس سے بڑھکر کوئی شخص دنیا میں استقامت کا نمونہ دکھا سکتا ہے مولوی صاحب موصوف ایک جلیل الشان فاضل علوم عربیہ میں تھے اور تمام عمر حدیث اور تفسیر کے درس میں بسر کی تھی اور انکو الہام بھی ہوتا تھا اور پچاس ہزار کے قریب ان کے مرید اور شاگرد تھے -

* ایکدفعہ سولہ ہزار اشتہار حقانیت اسلام کے بارہ میں انگریزی میں ترجمہ کرا کر ممالک یورپ اور امریکہ میں بھیجنے شایع کیا تھا جو کئی انگریزی اخباروں میں بھی شایع ہو گیا تھا اور وہ اشتہارات ان مقامات یورپ اور امریکہ میں پہنچائے گئے تھے جہاں لوگ اسلامی خوبیوں سے بے خبر تھے اور ایک انگریز امریکہ کا رہنے والا وب نام جو ابھی ان دنوں میں مسلمان نہیں ہوا تھا اسکو بھی وہ اشتہار پہونچے تھے جن کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور ابتک مسلمان ہے - منہ

سوال (۸)

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدار نجات نہین ہو سکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناجی نہین بنا سکتا لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرداز ہین کہ عبد الحکیم خان نے جو آیات لکھی ہین ان کا کیا مطلب ہے مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور جیسا کہ یہ آیت بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ - اور جیسا کہ یہ آیت تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ -

الجواب واضح ہو کہ قرآن شریف مین ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہین ہے کہ بغیر اسکے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ خدائے واحد

بقیہ حاشیہ: اور دنیوی عزت بھی بہت رکھتے تھے یہانتک کہ ریاست کابل کے امیرون کی نظر مین ایک بزرگوار اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنمنٹ انگریزی اور ریاست مین جاگیر رکھتے تھے انہون نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی ان کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کرین پر انہون نے کہا کہ مین نادان نہین - مین بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہون - مین ان کو ترک نہین کر سکتا مگر جان کو ترک کرون گا - امیر نے کئی دفعہ اُن کو سمجھایا کہ آپ بزرگوار ہین لوگ شورش کرتے ہین مصلحت وقت سمجھ لین انہون نے کہا کہ مین دین کو دُنیا پر مقدم رکھتا ہون مین اپنا ایمان ضایع کرنا نہین چاہتا - مین جانتا ہون جس سے مینے بیعت کی ہے وہ حق پر ہے اور تمام دُنیا سے بہتر ہے اور آنیوالا مسیح یہی ہے اور عیسیٰ مر گیا تب مولویون نے شور مچایا کہ کافر ہو گیا کیون قتل نہ کیا جاوے مگر امیر نے پھر بھی قتل کرنے مین تاخیر کی - آخر یہ بحث پیش کیگئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہین کہ اب غیر قومون سے تلوار کے ساتھ دین کیلئے لڑنا نہین چاہئے چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے مدد دیگا اب جہاد حرام ہے اور پھر وہ نہایت بے رحمی سے سنگسار کئے گئے اور اُن کے عیال گرفتار کر کے کسی دور دراز گوشہ میں پہنچا دئے گئے اور کابل مین پہنچا دئے گئے اور اُن کی جماعت کے آدمی اس سلسلہ مین داخل ہو گئے - اب حیا اور شرم سے سوچنا چاہئے کہ ایک فاضل جلیل سے جو دنیا اور دین مین عزت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان دیدی عبد الحکیم کیا نسبت ہے اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد سے جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا اُس نے اسلام کا کیا بگاڑا تھا یہ خیال کریں کہ یہ بھی کچھ بگاڑ دیگا اسی طرح دھرم پال جو ضلع دہلوی مین اسلام سے مرتد ہو گیا اُس نے کیا بگاڑا - ؎ در کار خانۂ عشق از کفر ناگزیر است - آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد - منہ

لاشریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے نجات نہیں ہو سکتی† اور اللہ پر پورا ایمان نہیں ہو سکتا ہے کہ اُس کے رسولوں پر ایمان لاوے وجہ یہ کہ وہ اسکی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اُسکی صفات کے بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ اسکے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے کہ وہ بولتا ہے سنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اسکے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیونکر اُن پر یقین آسکتا ہے اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس پر ایمان لانیکے کیا معنی ہوں گے اور جو شخص خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اُسکے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اُسکو نبیوں پر ایمان لانیکے لئے مجبور کریگا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیونکر سمجھ آسکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنے والے مع اُس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات اور بیّنات جیساکہ یہ آیت ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاویں اور اُسکے رسولوں پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اُسکے رسولوں سے علیحدہ کردیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ بین بین راہ اختیار کرلیں یہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکّے کافر ہیں اور ہمنے کافروں کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جنکی ہم ایک بڑی تفصیل ابھی لکھ چکے ہیں۔

† قرآن شریف میں عادۃ اللہ ہے کہ بعض جگہ تفصیل ہوتی ہے اور بعض جگہ اجمالی کلام کیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ مجمل آیتوں کے ایسے معنی کرے کہ آیات مفصلہ کے مخالف نہ ہوجائیں مثلاً خدا تعالیٰ نے تصریح سے فرما دیا کہ شرک نہیں بخشا جائیگا مگر قرآن شریف کی یہ آیت کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اس آیت سے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ شرک نہیں بخشا جائیگا۔ پس یہ الحاد ہوگا کہ اس آیت کے وہ معنی کئے جائیں کہ جو آیات محکمات بیّنات کے مخالف ہیں۔ منہ

دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنی باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ راسخ فی العلم ہیں ان لوگوں کو اُنکا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کا کلام اُن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنی کھلے کھلے ہوتے ہیں اور اُن کے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی جگہ دیکھو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اُسکے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اُسکو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سنتا ہے تو بولتا بھی ہے پس اگر اُسکا بولنا ثابت نہیں تو سننا بھی ثابت نہیں اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کرکے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور صفات باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور ان کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانیوالے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیکے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے ورنہ بغیر ان کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور ناتمام رہجاتا ہے۔ اور نیز آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ انکی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے یعنے خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسری نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا اُسکو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جیسا کہ خدا پر ایمان لانیکی تاکید ہے ایسا ہی اُسکے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنے ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض

ممکن نہین اسلئے جو قلیل ہے بہرحال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور مین لکہہ چکا ہون کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام مین اس کے اپنے بیان مین اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابین بھیجی ہین اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالین جو رسول کریم کی پیروی سے لوگون کو ملین گے کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنیوالے پہنچ سکتے ہین محض اندہے نہین پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھیرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنی کرنیکے وقت کیون اس ضروری امر کو ملحوظ رکھا جاوے۔ ہمین اس سے کچھ غرض نہین کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنون پر استعمال کرتے تہے مگر ہمین اس بات کی پابندی کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اول سے آخر تک۔ اللہ کے لفظ کو انہین معنون کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولون اور نبیون اور کتابون کا بھیجنے والا اور زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا اور فلان فلان صفت سے متصف اور واحد لاشریک ہے۔ ہان جن لوگون کو خدا تعالیٰ کا کلام نہین پہنچا اور وہ بالکل بیخبر ہین اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا لیکن یہ ہرگز ممکن نہین کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالین جو رسول کریم کی پیروی سے لوگون کو ملین گے کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہین محض اندہے نہین پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود ایسے کھلے قرآن شریف کی صدہا آیتین بلند آواز سے گواہی ہین کہ نری توحید موجب نجات نہین ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا شرط ہے پھر بھی میان عبد الحکیم خان ان آیات کی کچھ بھی پروا نہین کرتے اور یہودیون کی طرح ایک دو آیت جو مجمل طور پر واقع ہین انکے اپنے لئے معنی کرکے بار بار پیش کرتے ہین۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان آیات کے یہی معنی ہین جو عبد الحکیم پیش کرتا ہے تب تو اسلام دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے

* اگر اس مجمل آیۃ کے معنی کئے جائین تو کیا وجہ کہ اس دوسری مجمل آیت یعنی ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کی رو سے [illegible]

اور جو کچھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے احکام مثل نماز روزہ وغیرہ کے سکھلائے ہیں وہ سب کچھ بیہودہ اور لغو اور عبث ٹھیرتا ہے کیونکہ اگر یہی بات سچ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی خیالی توحید سے نجات پا سکتا ہے تو پھر نبی کی تکذیب کچھ بھی گناہ نہیں اور نہ مرتد ہونا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لاپروا کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں تب بھی چاہئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظر انداز کر کے ارتداد کا جامہ پہن لیں اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض بھی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالیٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بنا دیں ✦

ماسوا اسکے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسولوں کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ ہر ایک سرکش اور سخت منکر کو اس پیرایہ سے بھی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صحیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ اُس سے محبت کرو اُسکو واحد لاشریک سمجھو تب تمہاری نجات ہو جائے گی۔ اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا انکو اسلام قبول کرنے کی توفیق دیدیگا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے اسمیں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اُسکے رسول پر ایمان لانیکے لئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنیکے لئے کھولا جاتا ہے۔ اسلئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آریہ یا برہمو یا عیسائی یا یہودی یا سکھ یا اور منکر اسلام کج بحثی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو آخر کہہ دیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث سے تمہیں کچھ فایدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پورے اخلاص سے ایمان لاؤ۔ اس سے وہ تمہیں نجات دیگا۔ مگر اس کلمہ سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر متابعت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے بلکہ میرا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پورے صدق سے خدا پر ایمان لائیگا تو خدا اُس کو توفیق بخش دیگا اور اپنے رسول پر ایمان لانیکے لئے اُسکا سینہ کھول دیگا۔ ایسا ہی مینے تجربہ سے دیکھا ہے

کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دیدیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیا مین یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانیکے بعد مین اپنے کوٹھے پر کسی کام کیلئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ مین نے سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بہت بھوکے ہین مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے مین یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہون تا مجھے ثواب ہو مینے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے تو مشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہین ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے یہ کہہ کر مین نیچے اُتر آیا کچھ مدت کے بعد مجھے حج کرنیکا اتفاق ہوا اور مین مکہ معظمہ پہنچا اور جب مین طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنیوالے نے مجھے میرا نام لیکر آواز دی جب مینے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا اس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانون کا جو مینے پرندون کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نملا؟ پس جبکہ پرندون کو دانہ ڈالنا آخر کھینچ کر اسلام کیطرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اُس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہیگا۔ ہرگز نہین ہرگز نہین۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یاد رہے کہ اول تو توحید بغیر پیروی نبی کریم کے کامل طور پر حاصل نہین ہو سکتی جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہین کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اُسکی ذات سے الگ نہین ہو سکتین بغیر آئینہ وحی نبوت کے مشاہدہ مین آ نہین سکتین۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے رنگ مین دکھلانے والا محض نبی ہوتا ہے علاوہ اسکے اگر بفرض محال حصول اُسکا ناقص طور پر ہو جائے تو وہ شرک کی آلایش سے خالی نہین جبتک کہ خدا اسی مغشوش متاع کو قبول کرکے اسلام مین داخل نکرے کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اُسکے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہے جسمین

اپنے فخر اور عجب کو کچھہ دخل نہین لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھہ حاصل کرتا ہی اسمین ضرور کوئی شرک کی آلائش پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھلانے کیلئے رسول بھیجے گئے۔ اور انسانون کی محض عقل پر نہین چھوڑا گیا تا توحید خالص رہے اور انسانی عجب کا شرک اسمین مخلوط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفہ ضالہ کو توحید خالص نصیب نہین ہوئی کیونکہ وہ رعونت اور تکبر اور عجب مین گرفتار رہے اور توحید خالص نیستی کو چاہتی ہے اور وہ نیستی جبتک انسان سچے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھہ دخل نہین یہ محض انعام الٰہی ہی حاصل نہین ہو سکتی مثلاً ایک شخص تمام رات جاگ کر اور اپنے نفس کو مصیبت مین ڈالکر اپنے کھیت کی آب پاشی کر رہا ہے اور دوسرا شخص تمام رات سوتا رہا اور ایک بادل آیا اور اُسکے کھیت کو پانی سے بھر دیا اب مین پوچھتا ہون کہ کیا وہ دونون خدا کا شکر کرنے مین برابر ہونگے؟ ہرگز نہین۔ بلکہ وہ زیادہ شکر کریگا جس کے کھیت کو بغیر اُسکی محنت کے پانی دیا گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام مین بار بار آیا ہے کہ اُس خدا کا شکر کرو جس نے رسول بھیجے اور تمہین توحید سکھائی۔

سوال (۹)

جن لوگون نے نیک نیتی کے ساتھ آنحضرتؐ کا خلاف کیا کرتے ہین یعنی آنجناب کی رسالت سے منکر ہین اور توحید الٰہی کے قایل ہین نیک عمل بجا لاتے ہین اور بد عملون سے پرہیز کرتے ہین اُنکی نسبت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب۔ انسان کی نیک نیتی تسلّی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب مین تسلّی نہین مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کھلے کھلے طور پر ایک انسان کو خدا بنا رہے ہین اور انسان بھی وہ کہ جو تختہ مشق مصائب ہے* اور آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہین لاتے کیونکہ اُن کے نزدیک وہ خالق نہین تا مخلوق پر نظر کرکے خالق کی شناخت ہو اور ان کے مذہب کی رو سے خدا تعالیٰ معجزات نہین دکھلاتا اور نہ وید کے زمانہ مین دکھلائے تا معجزوں کے ذریعہ سے پرمیشر کا ثبوت ملے

* کیا کوئی کانشنس یا نورِ قلب اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک عاجز انسان جو گذشتہ نبیوں سے بڑھکر ایک ذرہ بھر کوئی کام دکھلا نہیں سکا بلکہ ذلیل یہودیوں سے ماریں کھاتا رہا وہی خدا اور وہی زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا اور مجرموں کو سزا دینے والا ہے اور کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ خدائے قادر باوجود اپنی بے استہا طاقتوں کے کسی مددگار [illegible] سمجھ نہیں آتا کہ عیسیٰ کیسا خدا تھا کہ جو اپنی مخلصی کے لئے تمام رات رو رو کر دعا کرتا رہا تعجب کہ جبکہ تینوں خدا اسکے اندر تھے تو وہ چوتھا خدا کون تھا جس کی جناب میں اس نے رو رو کر ساری رات دعا کی اور پھر وہ دعا قبول بھی نہ ہوئی ایسے خدا پر کیا امید رکھی جا سکتی ہے جس پر ذلیل یہودی غالب آگئے اور اسکا پیچھا نہ چھوڑا جبتک صلیب پر نہ چڑھا دیا۔ آریوں کا تو گویا کوئی خدا ہی نہیں انادی جو ہوئے کیا۔ پس ایسا [illegible] انسان کو کچھ تسلی دے سکتی ہے مگر اسلام وہ خدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی فطرت اور تمام انبیاء کا اتفاق ہے جو اسلام کے کامل پرستاروں پر اپنی طاقتیں ظاہر کرتا ہے۔ منہ

اور ان کے پاس اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ صفات جو پرمیشر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں
فی الحقیقت اُسمیں موجود ہیں جیسے کہ علم غیب اور سُننا اور بولنا اور قدرت رکھنا اور دیالو ہونا۔
پس انکا پرمیشر صرف فرضی پرمیشر ہے یہی عیسائیوں کا حال ہے اُن کے خدا کے الہام پر بھی
مہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے پرمیشر یا خدا پر ایمان لانے سے تسلی کیونکر ہو اور جو شخص اپنے خدا
پر کامل الیقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت کر سکے اور کیونکر گناہ سے خالی ہو سکے۔ خدا نے اپنے رسول
نبی کریم کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی
روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے منہ پھیرتا ہے اُسکی خیر نہیں ہم اُسکو نیک نیت
نہیں کہہ سکتے۔ کیا جو شخص مجذوم ہے اور جذام نے اُس کے اعضاء کھا لئے ہیں وہ کہہ سکتا
ہے کہ میں مجذوم نہیں یا مجھے علاج کی حاجت نہیں اور اگر کہے تو کیا ہم اُسکو نیک نیت کہہ سکتے ہیں ماسوا اسکے اگر فرض کے
طور پر کوئی ایسا شخص دنیا میں ہو کہ وہ باوجود پوری نیک نیتی اور ایسی پوری پوری کوشش کے
کہ جیسا کہ وہ دنیا کے حصول کیلئے کرتا ہے اسلام کی سچائی تک پہنچ نہیں سکا تو اسکا حساب خدا
کے پاس ہے مگر ہم نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں اسلئے ہم اسبات کو قطعاً محال جانتے
ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف کی رو سے کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکے
نادان اور جاہل لوگ نفس امّارہ کی تعلیم سے ایک بات سمجھ لیتے ہیں کہ صرف توحید کافی ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا
ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے اور خدا کے وجود کا اسی سے پتہ لگتا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ وہ اتمام
حجت کو کون جانتا ہے اُس نے اپنے نبی کریم کی سچائی ثابت کرنیکے لئے زمین آسمان
نشانوں سے بھر دیا ہے اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اِس ناچیز خادم کو بھیجکر ہزارہا
نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیلئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کیطرح برس رہے ہیں
تو پھر اتمام حجت میں کونسی کسر باقی ہے جس شخص کو مخالفت کرنیکی عقل ہے وہ کیوں موافقت
کی راہ کو سوچ نہیں سکتا اور جو رات کو دیکھتا ہے کیوں اسکو روز روشن میں نظر نہیں آتا۔

* اسلام ایک ایسا فطرت کے موافق مذہب ہے کہ اسکی سچائی ایک جاہل اور ناخواندہ ہندو کی بھی دو منٹ میں سمجھ میں آسکتی ہے مگر جو مذہب اسکے مقابل پر دوسری قوموں نے قبول کیا ہوا ہے وہ تمام عقائد قابل شرم اور ایک عقلمند کے سامنے کا

حالانکہ تکذیب کی راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہاں جو شخص مسلوب العقل کیطرح ہو اور انسانی قوتوں سے کم حصہ رکھتا ہے اُسکا حساب خدا کی سپرد کرنا چاہیئے اس کے بارہ میں ہم کلام نہیں کر سکتے وہ ان انسانوں کیطرح ہے جو خورد سالی اور بچپن میں مرجاتے ہیں مگر ایک شریر مکذب یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں نیک نیتی سے تکذیب کرتا ہوں دیکھنا چاہئے کہ اِس کے حواس اس لایق ہیں یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور رسالت کو سمجھ سکے اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ سکتا ہے مگر شرارت سے تکذیب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے اگر کوئی آفتاب کی روشنی کو دیکھ کر یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اُسکو معذور سمجھ سکتے ہیں اسی طرح جو لوگ دانستہ کج بحثی کرتے ہیں اور اسلام کے دلایل کو توڑ نہیں سکتے+ کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مردہ میں فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو ترک کرتا اور مردہ مذہب کو قبول کرتا ہے خدا تعالیٰ اِس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اِس بارہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے؟!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے ہزارہا نشان خدا نے محض اِسلئے مجھے دئیے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُسکی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ فلان فلان پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اپنی جہالت سے ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ مگر وہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں اور اپنے جھوٹ

+ جو شخص بے دلیل ایک انسان کو خدا بناتا ہے یا بے دلیل خدا کو خالق ہونے سے جواب دیتا ہے کیا وہ اسلام کی سچائی کے منافی دلایل پیش نہیں کر سکتا۔ منہ

اور افترا سے اپنی بات کو رنگ دیکر لوگوں کو دہوکہ دیتے ہیں انکو خدا تعالیٰ کی سنت کی خبر نہیں انکو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسیکو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے اُن کے نزدیک تو گویا یونس نبی بھی جہوٹا تہا جسکی قطعی پیشگوئی جس کے ساتھہ کوئی شرط نہ تھی پوری نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیشگوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتہم اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت وہ اپنے شرایط کے لحاظ سے پوری ہو گئی ہیں کیونکہ انکے ساتھ شرطیں تہیں ان شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ اِن لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ پوری ہو جائیں اِس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اِس بارہ میں زیادہ لکہنا نہیں چاہتا کیونکہ اسکی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتہم تو موجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اب اُس کے داماد کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سنت اللہ ہے اُسکو بھول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہو تو دو فردیں بنا کر ایک فرد میں وہ پیشگوئیاں لکہیں جو انکی دانست میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیشگوئیاں تحریر کریں جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تب انکو معلوم ہو گا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جو نہایت مصفا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جو اُنکے نزدیک مصفا نہیں

غرض یہ امر سوچنے کے لایق ہے کہ صرف دو پیشگوئیوں پر اُڑ گئنا اتنا ماتم اور سیاپا ہے مگر اس جگہ ہزارہا پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور کئی لاکہ انسان اِن کے گواہ ہیں اگر ان کو خدا کا خوف ہی تو کیوں ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اس طرح تو یہودی بھی اب تک کہتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری نہیں ہوئیں جیساکہ بارہ[1] حواریوں کے بارہ[2] تختوں کی پیشگوئی اور اُسی زمانہ میں اُن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی وغیرہ۔ +

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حجت تمام دنیا پر پوری ہو چکی ہے اور آپکے انوار سورج سے زیادہ چمک رہے ہیں پھر انکار کے ساتھہ نیک نیتی کیونکر جمع ہو سکتی ہے اور جس شخص سے یہ بد عملی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو رد کیا اُسکی نسبت ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ

+ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی تہی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچا دینگے مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی حضرت موسیٰ بہی راہ میں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل بہی راہ میں ہی مر گئے صرف اولاد انکی وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کہ بارہ تخت آگے حواریوں کو ملینگے وہ پیشگوئی بہی غلط نکلی اب موسیٰ اور عیسیٰ دونوں کی نبوت سے دست بردار ہو جاؤ۔ سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اسکا ایفا نہیں ہوتا پھر وعید کی شرطی پیشگوئیوں پر اس قدر شور مچانا کس قدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ منہ

وہ نیک اعمال بجالاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہو رہی ہے اور ہزارہا اہل کرامات و خوارق اپنے اپنے زمانہ میں حجت پوری کر گئے ہیں پس کیا اب تک حجت پوری نہیں ہوئی آخر منکر کسی حد تک معذور ہونیکے لائق ہوتا ہے نہ کہ ہزارہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان دیکھ کر اور تسلیم کو عمدہ پاکر اور خالص توحید اسلام میں دیکھ کر پھر کہتا جائے کہ ابھی میری تسلی نہیں ہوئی ۔

بالآخر ہم اس خاتمہ میں چند امور ضروریہ بیان کر کے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں ۔

ازانجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر* ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونیکے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اُسکا نافرمان ہے جس نے میرے آنیکی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو

** افسوس عبد الحکیم خان ایک ایسی کھلی کھلی ضلالت میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے اسی وجہ سے قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہر ایک امت سے بذریعہ اُن کے نبی کے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاء ظاہر ہوں تو اُن پر ایمان لانا اور انکی مدد کرنا۔ اور پھر اسپر ایک یہ دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خط اُس وقت کے عیسائی بادشاہوں کیطرف لکھے تھے یعنی قیصر اور (باقی دیکھو صفحہ ۱۷۹)

* اہل یورپ کو کیونکر ہم بے خبر کہہ سکتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کے ترجمے کر کے شایع کئے اور آپ تفسیریں لکھیں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے اور لغت عرب کی بڑی بڑی کتابیں تالیف کیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اسلام کے کتب خانے یورپ میں موجود ہیں اس قدر مسلمانوں کے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اسلئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز پر نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہونگے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہر حال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۸) مقوقس اور حبش کے بادشاہ کی طرف اُس میں اَسْلِمْ تَسْلَمْ کا لفظ ہے یعنی اسلام لا اس سے تو سلامت رہیگا حالانکہ بعض اُن عیسائی بادشاہوں میں سے موحد تھے تثلیث کے قائل نہ تھے اور یہ ثابت شدہ امر ہے اور یہودی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے پھر انکو اسلام کی دعوت کیا معنے رکھتی تھی وہ تو پہلے ہی اسلام میں داخل تھے۔ منہ

رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول
کو بھی نہیں مانتا اور اسمیں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری
قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لایق ہوگا اور
جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے
(جسکی بنا ظاہر پر ہے) اُسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُسکو باتباع شریعت کافر کے
نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلّف اللہ
نفسًا الّا وُسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم
اُسکی نسبت نجات کا حکم دیں اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اسمیں دخل نہیں اور جیسا
کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اُس کے نزدیک باوجود دلایل
عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا
ہمیں دعوے سے کہنا نہیں چاہئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن
کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلایل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے
خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے
اور اس بارے میں خدا بھی اُسکا موید رہا ہے اسلئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر
حجت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اُسی کی
گردن پر ہے اور وہی اس بات کا جواب دہ ہوگا کہ باوجود دلایل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم
اور آسمانی نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اُس پر حجت پوری نہیں ہوئی
یہ بحث محض فضول اور فرضی بکواس ہے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجہ اس
کے کہ اُس نے اسلام سے اطلاع نہیں پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائیگا بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ
کی ہتک ہے کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اُسکی اسمیں کسر شان ہے اور نیز
تخلف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اُس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کرونگا

٭ اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جن کے دین میں نہ خدا کی عظمت ہے نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ۔ وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجت پوری نہیں ہوئی ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے یا ایک آریہ جس کے نزدیک نہ خدا خالق ہے نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے وہ کس مونہہ سے کہہ سکتا ہے کہ اسلام سے اُسکا دین اچھا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلانے کے لئے نیوگ کو پیش کریگا جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اُس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ منہ

پھر بھی وہ مکذبین پر اپنی حجت پوری نہیں کر سکا اور اُنہوں نے اُسکے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے دین اسلام کیلئے ظاہر کئے اور پھر ہم دلایل عقلیہ اور نقلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزار ہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کُل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حجت نہ ہو وہ نجات پائیگا یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی اب اس کا یہ کہنا بیفایدہ ہوگا کہ میں طبیبوں کے اس اشتہار سے بیخبر تھا مجھے کیوں آتشک ہو گئی باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے ع مندے کمیں+ نانکا جد کد مندا ہو۔

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سنّت کے موافق اپنے دین قویم کی حجت پوری کر دی۔ تو اب ایسے شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حجت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اس پر اتمام حجت نہیں ہوا تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض بے خبر ہے اگر بے خبری میں مر جاوے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وہ معذور ہیں۔

از انجملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے دوسرے ہم جنسوں کی پیروی کرکے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور میں دجّال ہوں اور حرامخور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی ہے چنانچہ

+ یعنی اے نانک بُرے کاموں سے آخر برائی پیش آتی ہے۔

میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر دجال شیطان جاہل مجنون کذاب سست حرام خور عہد شکن خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں جو اسکی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں اور یہی تمام عیب ہیں جو اب تک یہودی حضرت عیسیٰ پر لگاتے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اس امت کے یہودیوں نے بھی وہی عیب میرے پر لگائے مگر میں نہیں چاہتا کہ ان تمام الزاموں اور گالیوں کا جواب دوں بلکہ میں ان تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ عبد الحکیم اور اسکے ہمجنسوں نے مجھے سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا دشمن اور کون ہوگا اور اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر میں یہی بہتر طریق سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں۔ ہمیشہ اسی طرح پر سنت اللہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ زمین پر ہو نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اس کے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور کرے تو ان کے الزاموں سے بھی میری ایک کرامت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ میں ایک ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس ۲۵ سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہوں اور ہر رات کو اپنی طرف سے دو چار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزارہا روپیہ انکا بد دیانتی سے کھا لیا ہے عہد شکنی کرتا ہوں جھوٹ بولتا ہوں اور اپنی نفس پرستی کیلئے انکا نقصان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کی عیب اپنے اندر رکھتا ہوں پھر بجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے ہر ایک منصوبہ جو میرے لئے کیا جاتا ہے خدا دشمنوں کو اسمیں نامراد رکھتا ہے اور ان ہزارہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرامخوریوں کی وجہ سے نہ میرے پر کوئی بجلی گرتی ہے اور نہ میں زمین میں دھنسایا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے مقابل پر مجھے مدد ملتی ہے چنانچہ باوجودیکہ انکے حملوں میں بچایا گیا* اور باوجود ہزاروں روکوں کے لاکھ تک میری جماعت کر دی پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے اگر اسکی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں ورنہ بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا ان کے پاس پچیس ۲۵ سال کے مفتری کی کوئی

* کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا گیا میں اس سے بچایا گیا بلکہ بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی اور قانون ڈاک کے خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا چھ ماہ قید تھی اس سے بھی میں بچایا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اسی طرح مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ میرے پر چلایا گیا آخر اس میں بھی خدا نے مجھے رہائی بخشی اور دشمن اپنے مقصد میں نامراد رہے اور اس رہائی کی پہلے سے مجھے خبر دیگئی پھر ایک مقدمہ فوجداری جہلم کے ایک مجسٹریٹ سنسار چند نام کی عدالت میں کرم دین نام ایک شخص نے مجھ پر دائر کیا اس سے بھی میں بری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دیدی پھر ایک مقدمہ گورداسپور میں اسی کرم دین نے فوجداری میں میرے نام دائر کیا اس میں بھی آخر میں بری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دی اسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھ میں ہی نامراد رہے اور خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے پچیس سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی یہ کہ ینصرک اللہ فی مواطن۔ کیا یہ کرامت نہیں؟ منہ

نظیر ہے جس کو باوجود اس مدت کے افترا کے صدہا نشان تائید اور نصرت الٰہی کے دئے گئے ہوں اور وہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فأتوا بها ان كنتم صادقين۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ مقدمہ وہ خود فیصلہ کریگا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر میں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میرے لئے ایک زبردست گواہی دے جس سے بدن کانپ جائیں اور اگر میں پچیس ۲۵ سالہ مجرم ہوں جس نے اس مدت دراز تک خدا پر افترا کیا تو میں کیونکر بچ سکتا ہوں اس صورت میں اگر تم سب میرے دوست بھی بن جاؤ تب بھی میں ہلاک شدہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہے۔ اے لوگو تمہیں یاد رہے کہ میں کاذب نہیں بلکہ مظلوم ہوں اور مفتری نہیں بلکہ صادق ہوں میرے مظلوم ہونے پر ایک زمانہ گذر گیا ہے یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے فرمائی جو براہین احمدیہ میں شائع ہوئی یعنی خدا کا یہ الہام کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا**۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر تھا صرف پیشگوئی کے رنگ میں یہ الفاظ تھے جو مخالف مولویوں نے پورے کئے سو انہوں نے جو چاہا کیا اب اس پیشگوئی کے دوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنے یہ فقرہ کہ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کھلے طور پر ظاہر ہوئے اُن سے انہوں نے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے اُن کو ذریعہ اعتراض بنا دیا۔ اسلئے میں جانتا ہوں کہ اب اس فیصلہ میں دیر نہیں آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے مامور سے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا لکھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان اپنے رسالہ ذکر الحکیم کے پینتالیس ۴۵ صفحہ میں میری نسبت یہ لکھتا ہے "مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغو بات نہیں دیکھی ایمان ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں۔ مسیح ہیں۔ مثیل انبیاء ہیں" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲

مین سطر ۱۵ سے لیکر سطر ۲۰ تک میری تصدیق مین اُسکی اپنی عبارت یہ ہے جو علی قلم سے لکھی جاتی ہے

"ایک مولوی محمد حسن بیگ میری خالہ زاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے اُنکی نسبت خواب مین مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا تو پلیگ سے ہلاک ہو جائیگا اسکی سکونت بھی شہر سے باہر ایک بلند اور کشادہ مکان مین تھی یہ خواب مینے اُس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزون کو سنا دیا تھا۔ ایک سال بعد وہ پلیگ سے ہی فوت ہوا۔" دیکھو عبد الحکیم خان کا رسالہ ذکر الحکیم صفحہ ۱۲۔

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ مین ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اُسی کتاب کے آخر مین اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال مین میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخوار اور کذاب ٹھیراتا ہے یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے ان دونو متناقض بیانات مین چند روز کا بھی فرق نہین رکھا ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اِس بات کی پروا نہین کہ ایسا کیون کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اِس شخص کی حالت ایک مختبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام مین کہتا ہے ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق مین ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہو گئی اور دوسری طرف مجھے سب کافرون سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تناقض ہوگا اور جن عیبون کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اسکو خود سوچنا چاہئے تھا کہ جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اُسکو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا* تو کیا ایک دجال کیلئے خدا نے اُسکو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اسکو معلوم ہو گئے✝ اور یہ عذر اُس کا قابل قبول نہ ہوگا کہ مجھکو شیطانی خوابین آتی ہین اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہین کہ اُسکو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابین آتی ہونگی اور شیطانی الہام بھی ہوتے ہونگے مگر یہ ہم قبول

* یہ بھی عبد الحکیم کی مختبط الحواس ہونیکی نشانی ہے کہ اِس اپنی خواب کو جس مین محمد حسن بیگ کی موت بتلائی گئی تھی اور اسکے موافق حسن بیگ مر بھی گیا تھا ایک شیطانی خواب قرار دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جوش مخالفت نے اِس شخص کی عقل مار دی ہے جس خواب کو واقعات نے سچی کرکے دکھلا دیا اور اُس کے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگا دی وہ کیونکر جھوٹی ہو سکتی ہے جھوٹی اور نفسانی خوابین تو وہ ہین جو اب اس کے مخالف آتی ہین جنپر کوئی سچائی کی مہر نہین مگر اس خواب مین شیطان کا ایک ذرہ دخل نہین کیونکہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ کے ساتھ پوری ہو گئی اور ہیبت تو خدا کا نام ہے شیطان کا نام نہین۔ ہان اس سچی خواب سے میان عبد الحکیم کی کوئی فضیلت ثابت نہین ہوتی کیونکہ حضرت یوسف کے وقت مین فرعون کو بھی سچی خواب آگئی تھی اور بڑے بڑے کافرون کو بعض وقت سچی خوابین آ جاتی ہین ہان خدا کے مقبول علم غیب کی کثرت اور ایک خاص نصرت سے شناخت کئے جاتے ہین نہ محض ایکدو خواب سے۔ منہ

✝ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک تحریر اور تقریر مین میری تائید کرتا رہا اور مخالفون کے ساتھ جھگڑتا رہا اب بیس سال کے بعد کونسی نئی بات اسکو معلوم ہوئی جو عیب اسنے لکھے ہین وہ تو وہی ہین جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کیلئے قدرت نہیں دیگئی ہاں شیطانی خوابیں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو اب میری مخالفت کی حالت میں اس کو ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں سو اسکو کوشش کرنی چاہیے کہ شیطان اس سے دور ہو جائے۔

اور منجملہ امور قابل تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے رسالہ المسیح الدجال میں دوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیشگوئیاں غلط نکلتی رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبد اللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے بعض رفیقوں کی نسبت تھی ان سب کو بیان کر کے یہ دعوے کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں مگر میں ان پیشگوئیوں کی نسبت بارہا لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکیا ہیں عبد اللہ آتھم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت بتصریح بیان کر چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے یہ لفظ نہیں تھے کہ بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان ہی ہو جائے رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے✠ سو اُسنے اُسی مجلس میں جسمیں ساٹھ یا ستر یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے پیشگوئی سُننے کے بعد آثار رجوع ظاہر کئے یعنی جب میں نے پیشگوئی سُنا کر اسکو یہ کہا کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجال کہا ہے اسکی سزا میں یہ پیشگوئی ہے کہ پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا تب اسکا رنگ زرد ہو گیا اور اُس نے اپنی زبان باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بلند آواز سے کہا کہ میں نے ہرگز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دجال نہیں رکھا۔ اس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک رئیس امرتسر کے بھی موجود تھے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان ستے بالخصوص

✠ اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیس ۲۰ مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیئے۔ منہ

عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک بہی تہا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مقدمہ کیا تہا ان سب کو حلف کیساتھ پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تہا یا نہیں اور اگر درحقیقت یہ الفاظ عبداللہ آتہم کے منہ سے نکلے تہے تو اب خود سوچنا چاہئے کہ کیا یہ شوخی اور شرارت کے الفاظ تہے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تہے میں نے تو اس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی تمام عمر میں کسی عیسائی کے منہ سے نہیں سُنے بلکہ اکثر اُنکی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ کے وقت میں اس قدر تذلل اور انکسار کے ساتھ دجال کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وہ پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس بات کا حق نرکھتا تہا کہ خدا تعالیٰ شرط کے موافق اُسکو فائدہ پہنچاتا ✠[^1] پھر بہت مدت تک بہی اُسکی زندگی نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہوگیا اُس نے بعد اس کے کوئی شوخی نہیں دکھلائی اور جو کچھ اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے* غرض نفس پیشگوئی تو اُسکی موت تہی اُسکے موافق وہ میری زندگی میں ہی مرگیا - خدا نے میری عمر بڑہا دی اور اُسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا - اب اسی بات پر زور دینا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا کس قدر ظلم اور تعصب ہے اَے نادان کیا تو یونس ؑ کے قصہ سے بہی بیخبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے یونس ؑ کی پیشگوئی میں کوئی شرط بہی نہیں تہی تب بہی توبہ استغفار سے اُسکی قوم بچ گئی حالانکہ اُسکی قوم کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تہا کہ وہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائیگی مگر کیا وہ

✠ حاشیہ - یہ نکتہ یاد رکہنے کے لائق ہے کہ عبداللہ آتہم کی نسبت بہی موت کی پیشگوئی تہی اور لیکہرام کی نسبت بہی موت کی پیشگوئی تہی مگر عبداللہ آتہم نے عجز و نیاز دکہلا دیا اسلئے اُسکی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی - اور لیکہرام نے پیشگوئی سننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اسلئے قبل اسکے کہ اُسکی اصل میعاد بہی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابہی ایک سال باقی رہتا تہا کہ وہ مارا گیا عبداللہ آتہم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکہرام سے جلالی صفت کو - وہ قادر ہے کہ کم بہی کر سکتا ہے

* ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ آتہم نے دجال کہنے سے رجوع کر لیا تہا اور پیشگوئی کا اصل موجب یہی لفظ تہا - منہ

اس پیشگوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہو گئی اگر چاہو تو درمنثور مین ان کا قصہ دیکھ لو یا یونہ نبی کی کتاب بھی ملاحظہ کرو حد سے زیادہ کیون شرارت دکھلاتے ہو کیا ایک دن مرنا نہین۔ شوخی اور بد دیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہین ہو سکتی۔

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی ہم بار بار لکھ چکے ہین کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات مین پہلے سے شایع کر چکے ہین یہ تھے ایھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک یہ الہامی الفاظ ہین اور اس مین مخاطب اس عورت کی نانی ہے جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے اور ایک مرتبہ مین نے یہ الہام مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد مین سے ایک شخص کو بمقام ہوشیارپور قبل از وقت سنایا تھا شاید اُن کا نام عبد الرحیم تھا یا عبد الواحد تھا۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے اور اس پیشگوئی مین احمد بیگ اور اُس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا* اور اس عورت کی لڑکی پر بلا آگئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے اقارب پر غالب آگیا۔ یہان تک کہ بعض نے اُن مین سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو پس خدا نے اُن کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع مین تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور اور اُن کے رفقا کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام مین لکھی گئی تھی اُسکی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دعا مین اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔

* حاشیہ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہین کبھی وہ یہ زبان پر نہین لاتے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا ہے اگر ان مین کچھ دیانت ہوتی تو یون بیان کرنا چاہئے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصون مین سے ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگون مین سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہین آنے دیتا۔ منہ

اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ اتنی مدت میں ایسا ہو سو خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے اس پر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہٖ اُس کو ملحوظ رکھے اس لئے پیشگوئی میں جو عربی میں شائع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں پورا کیا جائیگا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے کہ انکو کسی کے عجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے تمام اہل سنت بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا کسی کے لئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اِس بلا کو صرف اپنے علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے مرسل پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلائے مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے اور دُنیا کی تمام قومیں اِس بات پر اتفاق رکھتی ہیں کہ آنے والی بلائیں خواہ وہ پیش گوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائیں اور خواہ صرف خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہیں۔ تبھی تو لوگ مصیبت کے وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بے فائدہ کام کون کرتا ہے۔

اور تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور توبہ و استغفار سے رد بلا ہوتا ہے اور میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت ایک آنیوالی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کیلئے دعا کیجاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہمنے اس بلا کو دفع کر دیا پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفع جھوٹا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بد اندیشوں کو اِس قسم کی تکذیب کا شوق ہے اگر چاہیں تو میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پھر انکی منسوخی کی ان کو اطلاع دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیروں میں اور نیز بائیبل میں بھی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت

وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اُس کی عمر پندرہ دن رہ گئی ہے مگر وہ بادشاہ تمام رات روتا رہا تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہوا کہ ہمنے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دیا ہے یہ قصہ جیسا کہ مینے لکھا ہے ہماری کتابوں اور یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہوگے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اُسکی طرف سے جاری ہے یہانتک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کیلئے ہے وہاں بھی یہ آیت موجود ہے اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اُس کے کرنے پر وہ قادر ہے لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے وعید نہیں ہے۔✣

اخیر پر میں بڑے زور سے اور بڑے دعوے سے اور بڑی بصیرت سے یہ کہتا ہوں کہ جو جو اعتراض میری پیشگوئیوں پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان اور اُس کے ہمجنس مولویوں نے کئے ہیں میں دکھلا سکتا ہوں کہ اولوالعزم نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جسکی کسی پیشگوئی پر انہیں اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض نہ ہو اور صرف یونسؑ کا قصہ میں پیش نہیں کرونگا بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں یا خدا کی کلام میں اُسکی نظیر دکھلاؤنگا مگر میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ تمام لوگ ان تمام نبیوں کو جھوٹا ٹہرانے کے لئے طیار ہیں اور کیا وہ اس بات کیلئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اِس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد جیسا کہ وہ مجھے گالیاں دیتے ہیں اُن کو بھی گالیاں دینگے اور جیسا کہ مجھے کاذب ٹھیرایا ہے انہیں بھی کاذب ٹھیرا دینگے۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو ہائے افسوس کیوں تم دانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اس قدر ایمان اور تقویٰ سے دور

✣ قرآن شریف میں کفّار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے یَاتِی عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ وَنَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَھَا۔ یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی [illegible] منہ

چلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس پرواز ہوں گے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا کیونکہ خدا کذاب کے کام کو انجام تک نہیں پہنچاتا وجہ یہ کہ اس سے صادق اور کاذب کا معاملہ باہم مشتبہ ہو جائیگا۔ اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی بعض وعید کی پیشگوئیاں ضرور وقوع میں آئینگی پس اس آیت میں جو بعض کا لفظ ہے صریح طور پر اس میں یہ اشارہ ہے کہ سچے رسول جو وعید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آجائیں ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض اُن میں سے ظہور میں آجائیں جیسا کہ یہ آیت فرما رہی ہے یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اب آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ وعید کی چند پیشگوئیاں جو میری طرف سے شایع ہوئی تھیں اُن میں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی جسکی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مریگا بلکہ خدا کا غضب کسی حربہ سے اس کا کام تمام کریگا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اسکی موت کا واقعہ ہوگا اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ اُس کے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑیگی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ یہ واقعہ میری بد دعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اسکی زبان درازیاں انتہا تک پہنچ گئی تھیں پس وہ خدا جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ اُسکا غضب لیکھرام پر نازل ہوا اور اُسکو دردناک عذاب کیساتھ ہلاک کیا۔

پھر سوچنا چاہئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیارپور کے شفاخانہ میں فوت ہو گیا اور اُسکے اقارب میں اُسکی موت سے تہلکہ برپا ہوا یہ وہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت اب تک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرا۔ وہ نہیں جانتے کہ داماد میں ٹانگ تو اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اپنی جوانمرگ

مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اُسکے عزیزوں کی ہونگی وہ امر بھی وقوع میں آگیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیۃ یصبکم بعض الذی یعدکم اس پر صادق آیا یا نہیں۔ پس جبکہ میری بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت اُنکو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہو گئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوے کے کیوں یہ آیت ممدوحہ انکی مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعدکم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کیلئے طیاری تو نہیں اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کیگئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کیوجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اُسکو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اُسکے ثبوت کیلئے کافی ہے اور پھر حضرت عمرؓ کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کیلئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کیلئے جان توڑ کر کوشش کیگئی تھی۔ یہانتک کہ مؤلفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھہ روپیہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کیطرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کیوجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پس خوردہ عبد الحکیم کو بھی کھانا پڑا۔ اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بیخبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گذرتا ہوگا کہ جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کر رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبان حال کہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی

اس طور سے اس ملک میں نہیں آئے تھے۔ خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اسکی مجھے خبر دی جاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسایل یا اشتہار کے اسکو شایع کر دیتا ہوں چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کریگا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا کیونکہ اونہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں **کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا** یہ پچیس[۲۵] برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنون میں پورا ہوگا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سنے۔

یہ تو ہمنے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں۔ جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبدالحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہو سکتی اسلئے ہم محض بطور نمونہ ایک سو چالیس[۱۴۰] نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ انہیں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں اور بعض اس امت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان

* خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہانتک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

خدا تعالیٰ کے ہین جو میرے ہاتھ پر ظہور مین آئے اور چونکہ میری پیشگوئیون پر اُن پیشگوئیون
کو تقدم زمانی ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انہین کو مقدم رکھا جائے
اور یہ تمام پیشگوئیان ایک ہی سلسلہ مین نمبر وار لکھی جائینگی - اور وہ یہ ہین -

۱ - پہلا نشان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا - رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمّت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُسکے لئے دین کو تازہ کریگا - اور اب اس صدی کو چوبیسوان سال جاتا ہے اور ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ مین تخلف ہو اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیون کے مجددون کے نام بتلاوین - اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت مین مسلم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو اُن مولوی صاحبون کو یہ بھی سوچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ مین خود مجدد ہونے کا دعوے کیا ہے بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے پس اگر یہ حدیث صحیح نہین تو انہون نے دیانت سے کام نہین لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہین کہ تمام مجددین کے نام ہمین یاد ہون یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمین عالم الغیب ہونیکا دعوے نہین مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمّت ایک بڑے حصہ دنیا مین پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک مین مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک مین پس خدا کے کامون کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُسکے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے - بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم مین نبی کتنے گذرے ہین اگر تم یہ بتلا دوگے تو ہم مجدد بھی بتلا دینگے ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہین آتا اور یہ بھی اہل سنت مین متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ مین ظاہر ہوگا - اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہین یہود و نصاریٰ دونون قومین اسپر اتفاق رکھتی ہین کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو - مری پڑ رہی ہے

ہر ایک قسم کی خارق عادت تیاریان شروع ہین پھر کیا یہ آخری زمانہ نہین؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھوین صدی مین سے بھی تیئیس ۲۳ سال گذر گئے ہین پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مین ہی وہ ایک شخص ہون جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مین ہی وہ ایک شخص ہون جسکے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہون اور مین ہی وہ ایک ہون جس نے عیسائیون اور دوسری قومون کو خدا کے نشانون کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جبتک میرے اس دعویٰ کے مقابل پر انہین صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ مین ہی ہون۔ زمانہ مین خدا نے نوبتین رکھی ہین ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اُسکو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ مین یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنے آسمانی نشانون سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھا دیگا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد ۔

۲ نشان۔ صحیح دار قطنی مین یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہین ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ ترجمہ یعنے ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہین اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت مین ظاہر نہین ہوئے ان مین سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ مین رمضان کے مہینہ مین چاند کا گرہن اُسکی اول رات مین ہوگا یعنی تیرھوین ۱۳ تاریخ مین اور سورج کا گرہن اُسکے دنون مین سے بیچ کے دن مین ہوگا یعنے اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسوین ۲۸ تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت مین کبھی ظہور مین نہین آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر تھا۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہین کہ میرے زمانہ مین ہی جسکو عرصہ قریباً بارہ ۱۲ سال کا گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ مین وقوع مین آیا کر

اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جنکی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونیکا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تہا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اسلئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تہی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکہوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تہی۔

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سراسر تعصب سے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اول یہکہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرہن پہلی رات میں ہوگا اور سورج گرہن بیچ کے دن میں مگر ایسا نہیں ہوا یعنی ان کے زعم کے موافق چاند گرہن شب ہلال کو ہونا چاہئے تہا جو قمری مہینہ کی پہلی رات ہے اور سورج گرہن قمری مہینے کے پندرہویں دن کو ہونا چاہئے تہا جو مہینہ کا بیچوان دن ہے"۔ مگر اس خیال میں سراسر ان لوگوں کی نافہمی ہے کیونکہ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کے لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنے تیرھویں چودھویں پندرہویں۔ اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا کے قانون قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرہویں رات ہے اور سورج کے گرہن کے لئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنے قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرہن میں سے قمری مہینہ کے رو سے اٹھائیسواں دن بیچ کا دن ہے سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا یعنی چاند گرہن رمضان کی تیرہویں رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اس کا

نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کرلیں کہ چاند کی پہلی رات سے مراد تیرہویں^۱۳ رات ہے اور سورج کے بیچ کے دن سے مراد اٹھائیسواں^۲۸ دن ہے تو اسمیں خارق عادت کونسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونو گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں اگر کسی کا یہ دعوے ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت مہیں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے خاص کر یہ امر کسکو معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ^۱۳ سو برس میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونیکا دعوے بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کرسکتا ہے کہ اُن کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے اور جب تک یہ ثبوت پیش نکیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اُسی کو تو کہتے ہیں کہ اُسکی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر ✝

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ اہلبیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے اُنکی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ^۱۳ سو برس کے بعد ظہور میں آگیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت

✝ خدا تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرمادیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہے کہ اُسی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اسوقت مکذب کو فرار کی جگہ نہیں رہیگی اس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا کیونکہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اسلئے منکروں کو پوری پوری تکذیب کی جگہ نہ رہیگی۔ منہ

مہدی موعود ظاہر ہوگا اُس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرہویں[۱۳] رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں[۲۸] دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنی معنوں کے رو سے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کچے بہانے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول ان کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھکر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر کے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اسکے وقوع کے امیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھکر اور رو رو کر اسکو یاد دلایا کرتے تھے چنانچہ سب کے آخر مولوی محمد لکھو کے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب احوال الآخرت میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جسمیں مہدی موعود کا وقت بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔

تیرہویں چند ستیہویں+ سورج گرہن ہوسی اُس سالے ✚ اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے یہ لکھتے ہیں

در سنِ غاشی[۱۳۱۱] ہجری دو قران خواہد بود ✚ از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یعنی چودھویں[۱۴] صدی میں جب چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اس شعر میں ٹھیک سن کسوف و خسوف درج ہوا ہے

+ شعر میں ستائیسویں[۲۷] کا لفظ سہو کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا ہے ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں[۲۸] تاریخ ہے۔ منہ

فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

۳۔ تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کے طلوع ہونیکا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسکو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شایع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنیکا وقت آگیا

۴۔ چوتھا نشان ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف مین لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیان بیکار ہو جائینگی اور ایسا ہی حدیث مسلم مین ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعٰے علیھا یعنی اُس زمانہ مین اونٹنیان بیکار ہو جائینگی اور کوئی اُن پر سفر نہین کریگا۔ ایام حج مین مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیون پر سفر ہوتا ہے اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل طیار ہو جائیگی تب اس سفر پر یہ صادق آئیگا کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا

۵۔ پانچوان نشان حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت مین حج کرنا کسی مدت تک بند ہو جائیگا سو بباعث طاعون سنہ ۹۹ء ۱۹۰۰ء وغیرہ مین نشان بھی ظہور مین آگیا۔

۶۔ چھٹا نشان کتابون اور نوشتون کا بکثرت شایع ہونا جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلون کے جس قدر اس زمانہ مین کثرت اشاعت کتابون کی ہوئی ہے اسکے بیان کی ضرورت نہین ۔

۷۔ نشان کثرت سے نہرین جاری کئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ سے ظاہر ہوتا ہے پس اسمین کیا شک ہے کہ اس زمانہ مین اس کثرت سے نہرین جاری ہوئی ہین جن کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہین ۔

۸۔ آٹھوان نشان نوع انسان کی باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتون کا طریق سہل ہو جانا ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور مین آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے

۹۔ نوان نشان زلزلون کا متواتر آنا اور سخت ہونا ہے جیسا کہ آیت یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ سے ظاہر ہے سو غیر معمولی زلزلے دنیا میں آ رہے ہیں۔

۱۰۔ دسواں نشان طرح طرح کی آفات ہیں جن سے اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا ترجمہ کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے کچھ مدت پہلے ہلاک نہیں کرینگے یا کسی حد تک اسپر عذاب وارد نہیں کرینگے سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱۔ گیارھواں نشان دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ یہی لکھا ہے جسمیں خدا نے مجھے مبعوث کیا۔ کہ اُس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائینگے اور آزمائے جائینگے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جسوقت سے دائمی قربانی موقوف کیجائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کیجائیگی ایک ہزار دو سو نوے دن ہونگے☩ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے۔ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا۔ سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اسوقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی☩ کو چھوڑ دینگے اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دو سو نوے سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونیکے چھپ کر شایع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ

☩ حاشیہ۔ یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکری ذبح کر کے آگ میں جلاتے تھے اسمیں شریعت کا رمز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنی نفس کی قربانی دینی چاہئے اور نفسانی جذبات اور ہر

☩ دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔ منہ

و مخاطبہ پا چکا تھا پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جسمین میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شایع ہو گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے راہ   تاریخ بھی ۱۲۹۷ یا غفور نکلی وہ واہ

سو دانیال نبی کی کتاب مین جو ظہور مسیح موعود کے لئے ۱۲۹۰ بارہ سو نوے برس لکھے ہین اس کتاب براہین احمدیہ مین جسمین میری طرف سے مامور منجانب اللہ ہونیکا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہین جنکی نسبت مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی ۱۲۹۰ بارہ سو نوے کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال ۱۳۳۵ تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنی نہین ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ مین انجیل مین ہے اُسکا اس سے توارد ہو گیا ہے اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اسمین مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتین لکھی ہین کہ ان دنون مین طاعون پڑے گی زلزلے آئین گے لڑائیان ہونگی اور چاند اور سورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ پس اسمین کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے کیونکہ وہ سب باتین اس زمانہ مین وقوع مین آگئی ہین اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی جو بائبل مین سے استنباط کی گئی ہے اسکی موید ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش

بقیہ حاشیہ کو جلا دینا چاہئے اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات مین مبتلا ہو گئے تھے جیسا کہ ظاہر ہے پس جبکہ حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ مین اپنا نفس قربان کرنا اور جذبات نفسانیہ کو جلا دینا ہے تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی اُنکو محروم کر دیا پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اسی زمانہ مین یہود کا پورا استیصال ہوا اور اسلامی قربانیان جو حج بیت اللہ مین خانہ کعبہ کے سامنے کی جاتی ہین یہ دراصل انہین قربانیون کے قایم مقام ہین جو یہود بیت المقدس کے سامنے کرتے تھے صرف فرق یہ ہے کہ اسلام مین سوختنی قربانی نہین یہود ایک سرکش قوم تھی ان کیلئے نفسانی جذبات کو جلا دینا ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی مین کہا گیا تھا اسلام کیلئے اس نشان کی ضرورت نہین صرف ایمے

سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادہ الٰہی میں مقرر تھا کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اول سے مناسبت چاہیئے اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توأم کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم توأم کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا ایسا ہی مسیح موعود بھی توأم کے طور پر پیدا ہوگا سو الحمد للہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توأم پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا+ بہرحال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور بباعث تظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔

+ اس سے مطلب یہ ہے کہ اُس کے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ یہی ہے کہ جیسا خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل

۱۲ نشان۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے کہ +

۱۳ نشان۔ چھ ہزار برس کے آخر مسیح موعود کے ظاہر ہونیکی پیشگوئی جو بائبل سے استنباط کیگئی ہے۔

۱۴ نشان۔ میری نسبت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی جسکے اشعار میں نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں نقل کئے ہیں۔

۱۵ نشان۔ میری نسبت گلاب شاہ جمال پوری کی پیشگوئی جسکو میں نے ازالہ اوہام میں مفصل لکھ دیا ہے

۱۶ نشان۔ میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے اس خواب کو میں تحفہ گولڑویہ میں شایع کرچکا ہوں اسلئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

۱۷ نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کا الہام کہ یہ شخص حق پر ہے اور مسیح موعود بھی ہے اور اسکے ساتھ کئی متواتر خوابیں تھیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ استقامت بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کیلئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی انکو کئی مرتبہ امیر نے فہمایش کی کہ اس شخص کی بیعت اگر چھوڑ دو تو پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت کی جائیگی مگر انہوں نے کہا کہ میں جان کو ایمان پر مقدم نہیں رکھہ سکتا آخر انہوں نے اس راہ میں جان دی اور کہا کہ اس راہ میں خدا کی رضامندی کے لئے جان دینا پسند کرتا ہوں تب وہ پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھلائی کہ ایک آہ بھی اُنکے مُنہ سے نہ نکلی اور چالیس دن تک اُن کی نعش پتھروں میں پڑی رہی اور پھر ایک مرید احمد نور نام نے ان کی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ انکی قبر سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ایک بال انکا اسجگہ پہنچایا گیا جس سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ہماری بیت الدعا کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزان ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار محض ایک مفتری کا فریب تھا تو شہید مرحوم کو اتنے دور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خوابیں آئیں وہ تو میرے نام سے بھی بے خبر تھے محض خدا نے اُن کو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہو گیا تب انہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع

+ [illegible]

…کی نوبی نظیر پیش کریں ماسوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی ہے اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں تو اس وقت مسیح موعود ہونیکا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موجود ہو گیا اور بعد اس کی یہ سب علامتیں ظاہر

[illegible]

کی اور جب یہ پتہ ملگیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور مین مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بھاگے اور قریبًا دو ماہ یہان رہے اور پھر واپسی پر شریر مخبرون کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور جب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچون سے ملاقات کر لو تو کہا کہ اب مجھ کو انکی ملاقات کی ضرورت نہین مین انکو خدا کے حوالہ کرتا ہون اور جب حکم سنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا مین چالیس دن سے زیادہ مردہ نہین رہونگا۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابون مین لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس دن تک زندہ کیا جاتا اور آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہی جھگڑا ہے جو اب تک ہم مین اور ہمارے مخالفون مین حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے ہم موافق کتاب اللہ کے انکی رفع روحانی ہونیکے قایل ہین اور وہ کتاب اللہ کی مخالفت کرکے اور خدا کے حکم قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو پیرون کے نیچے رکھ کر رفع جسمانی ہونیکے قایل ہین اور مجھے کہتے ہین کہ یہ دجال ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تیس دجال آئینگے وہ نہین سوچتے کہ اگر تیس دجال آنیوالے تھے تو اس حساب کی رو سے ہر ایک دجال کے مقابل پر تیس مسیح بھی تو چاہئے تھے یہ کیا غضب ہے کہ دجال تو تیس آ گئے مگر مسیح ایک بھی نہ آیا یہ امت کیسی بدقسمت ہے کہ اس کے حصہ مین دجال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا منہ دیکھنا اب تک نصیب نہوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ مین تو صدہا نبی آئے تھے۔

غرض جس سلسلہ مین عبداللطیف شہید جیسے صادق اور ملہم خدا نے پیدا کئے جنہون نے جان بھی اس راہ مین قربان کردی اور خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقوٰے مین داخل ہے ایک پارسا طبع صالح اہل علم کا ایک جھوٹے انسان کے لئے اس قدر عاشقانہ جوش کب ہو سکتا ہے۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق ست کہ این کار بصد صدق کناند

عشق است کہ در آتش سوزان بنشاند عشق است کہ بر خاکِ مذلت غلطاند
بے عشق دلے پاک شود من نپذیرم عشق است کزین دام بیکدم برہاند

صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھہ سچائی کی گواہی دی الاستقامت فوق الکرامت مگر آجکل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہے کہ دو دو روپیہ سے اُن کے فتوے بدل جاتے ہین اور ان کی باتین خدا کے خوف سے نہین بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہین لیکن عبداللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تہا جس نے خدا کی راہ مین نہ اپنی بیوی کی پروا کی نہ بچون کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہین جو حقانی علماء ہین جن کے اقوال اور اعمال پیروی کے لائق ہین۔ جنہون نے اخیر تک خدا کی راہ مین اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس رہِ آن یگان مپرس ہر جا کہ گرد خاست سوارے دران بجو
آن کس کہ ہست از پئے آن یار بیقرار رو صحبتش گزین و قرارے دران بجو
بر آستان آنکہ ز خود رفت بہر یار چون خاک باش و مرضیِ یارے دران بجو
مردان تلخ کامی و حرقت بدو رسند حرقت گزین و فتح حصارے دران بجو
بر مسندِ غرور نشستن طریق نیست این نفس دون بسوز و نگارے دران بجو

۱۸- اٹھارھوان نشان خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی اگر یہ نبی ہمارے پر افترا کرتا تو ہم اسکو دہنے ہاتھہ سے پکڑ لیتے پہر اسکی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے۔ یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین نازل ہوئی ہے لیکن اسکے معنون مین عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف مین یہی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہین لیکن ان احکام مین دوسرے بہی شریک ہوتے ہین یا وہ احکام دوسرون کے لئے ہی ہوتے ہین جیسا کہ یہ آیت وَلَا تَقُلْ لَھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا یعنے اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ کہو اور ایسی باتین ان سے نہ کر جنمین انکی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو اس آیت کے مخاطب تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن در اصل مرجع کلام امت کیطرف ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُن کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کیطرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بت پرستوں کو جو بُت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے اُنہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خوردسالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اُسکے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہانتک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو انکی خوردسالی میں ضایع ہونے سے بچاتے ہیں پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُنکی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے *

اس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پر کچھ افترا کرتا تو ہم اُسکو ہلاک کر دیتے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے۔ اور دوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افترا کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کیطرف منسوب کر دیا کریں اُنکی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے اور اب تک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ

جو شخص خدا پر افترا کریگا اور جھوٹا دعوے نبوت کا کریگا وہ ہلاک کیا جاویگا۔ علاوہ اسکے قدیم سے علماء اسلام آیت لو تقوّل علینا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مہلت دیتا ہے اور اُسکی نصرت اور تائید کرتا ہے اس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہیے بلکہ یہ تو ایک دعوے ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کیلئے ان لوگوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملہ کرنے لگے چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوے وحی اور الہام پر پچیس✣ سال سے زیادہ گذر چکے ہیں جو آنحضرت صلعم کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تیئیس برس تھے اور یہ تیئس سال کے قریب اور ابھی معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدا افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اُسکی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہان تک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنیکے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا اگر اس مدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو ورنہ بموجب آیت لو تقوّل علینا یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اس سے پوچھے جاؤگے۔

۱۹- اُنیسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کیلئے ایک خواب دیکھا جسکی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر

✣ یہ یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اُس تاریخ سے لیا جائے جب اوّل حصّہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس ۲۷ سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصّے کے شمار کیا جائے تو تب پچیس ۲۵ سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس ۳۰ سال ہوتے ہیں۔ منہ

کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات میں جابجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں اہل فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کیطرف سے انکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھولدی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذّب بنانیکے لئے آپ کے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک ملاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دئیے کہ وہ ساکت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہونیکی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت انکے دل میں ڈالدی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں انکو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جابجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے میں جانتا ہوں کہ آتھم انہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی اُنہیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا۔* اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم ان کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں ان میں پائی نہیں جاتیں تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر نارض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سنت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں

* مَیں بارہا لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہوگئی اگر آتھم لوگوں کے روبرو جو ساٹھ یا ستر تھے دجّال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اسوقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کر لیا تو ضرور تھا کہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اسقدر رجوع کے جو اس نے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کر کے عیسائیوں کے مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ ۱۵ مہینہ کے اندر مر جاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جنکو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں ہاں جب آتھم پندرہ ۱۵ مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ ۱۵ مہینہ کے اندر مر گیا بہر حال اُسکی موت پندرہ ۱۵ مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔ اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اسلئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دست بردار ہونا پڑتا اور انجام اسکا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آگئی ہوں کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسٰی کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اسوقت آئے گا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائیگا۔ پس کیا الیاس آگیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اس بات پر اصرار تہا کہ آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر اُنکے تمام نبیوں کا اتفاق تہا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اسمیں کونسی تعجب کی جگہ ہے خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں۔ اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے۔✣

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کیلئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائینگے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کرینگے اور انکے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرینگے پس کس قدر خوف کا مقام ہے اکثر یہودیوں نے صرف اس سبب سے حضرت عیسٰی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو اُنہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جبتک ساری علامتیں اور ساری نشانیاں اُن میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک ماننا ناجائز ہے اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر اب تک اڑے رہے کہ پہلے الیاس آنا چاہیئے پھر مسیح اور خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے چاہیئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ نے

✣ حدیثوں کو خوب غور کرکے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اسقدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمتی یعنی میری اُمت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا المھدی الّا عیسٰی یعنی عیسٰی ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حَکَم موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منہ

یہ نور باطن عطا کیا تہا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تہے۔ خدا اُنکو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب مین جگہ دے۔ آمین

۲۰- بیسوان نشان۔ قریبًا تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجہے خدا تعالیٰ کیطرف سے الہام ہوا تہا کہ تو ایک نسل بعیدہ کو دیکہیگا اس الہام کے صدہا آدمی گواہ ہین اور کئی مرتبہ چہپ چکا ہے اب اسکے موافق ظہور مین آیا کہ مینے وہ اولاد دیکہی جو پیشگوئی کے وقت موجود نہ تہی اور پہر اولاد کی اولاد دیکہی اور نہ معلوم ابہی کہان تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔

۲۱- اکیسوان نشان یہ کہ عرصہ تخمینًا تیس برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا اُنکو غریق رحمت کرے اپنی آخری عمر مین بیمار ہوئے تو جس روز انکی وفات مقدر تہی دوپہر کے وقت مجہہ کو الہام ہوا والسماء والطارق اور ساتہ ہی دل مین ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہین کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑیگا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پرسی تہی تب مینے سمجہہ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جاوینگے اور کئی اور لوگون کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے اور جس پر جہوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور مین آیا اور اُس دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو درد گردہ تہی دور ہو چکی تہی صرف تہوڑی سی زحیر باقی تہی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی کے سہارے کے پاخانہ مین جاتے تہے جب سورج غروب ہوا اور وہ پاخانہ سے آکر چارپائی پر بیٹہے تو بیٹہتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا اُسی غرغرہ کی حالت مین اونہون نے مجہے کہا کہ دیکہا یہ کیا ہے اور پہر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجہے کبہی اس بات کے دیکہنے کا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت مین بول سکے اور غرغرہ کی حالت مین صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے بعد اس کے عین اُس وقت جبکہ آفتاب غروب ہو رہا تہا اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ اُن سے الہامون سے

پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اسکی اطلاع دی کہ ایسا ہونیوالا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہو گئی اور مجھے فخر کی جگہ پر اور میں اس بات کو فراموش نہیں کرونگا کہ میرے والد صاحب کے وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزاپرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا اسکو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اُسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزاپرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسکے موافق ظہور میں آیا فالحمد للہ علیٰ ذالک

۲۲-بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سُننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو ان کے حیات سے مشروط تھی اسلئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کیطرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا **الیس اللہ بکافٍ عبدہ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ جو باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا

ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر مین خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہون جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابون پر اور جس طرح مین قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہون اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہون کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہون اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتون کے نمونے پاتا ہون غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ تو مینے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضایع نہین کریگا تب مینے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُسکو سُنایا اور اُسکو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اُسکو کسی نگینہ مین کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مینے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف



مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے۔

یہ اُس زمانہ مین الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگون مین سے ایک شخص بھی مجھے نہین جانتا تھا اور مین ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گانوں مین زاویہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دیدیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنیکے لئے میرے پاس الفاظ نہین مجھے اپنی حالت پر خیال کرکے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئینگے مگر خدا تعالیٰ جو غریبون کو خاک مین سے اُٹھاتا اور متکبرون کو خاک مین ملاتا ہے اُس نے ایسی میری دستگیری کی کہ مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے٭ اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سالہا سال سے صرف لنگرخانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے

٭حاشیہ۔ اگرچہ منی آرڈرون کے ذریعہ ہزارہا روپیہ آچکے ہین مگر اس سے زیادہ وہ ہین جو خود مخلص لوگون نے آکر دیئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ منہ

یعنے اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنے مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس اللہ بکاف عبدہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اُس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

۲۳- تیئیسواں نشان - ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں اول یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مرجائیگا دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے اس کلام سے باز آجائیگا جو اُس نے شایع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ مہینے کے اندر نہیں مریگا +اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں موت کی پیشگوئی اِس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بائبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کیلئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے مگر آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجال کہنے سے ندامت ظاہر کی اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک ان میں سے زندہ ہونگے جن کے روبرو آتھم نے دجال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اس کُھلے کُھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اُس نے

+ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگئی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا حالانکہ عیسائی مذہب کی ساری بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا الٰہی اس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائیگا۔ تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شایع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو بعینہ اس دوسرے الہام کی رو سے اسکی موت کے بارہ میں شایع کیا تھا وہ پندرہ ۱۵ مہینے کے اندر مرگیا۔ سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ ۱۵ مہینے قائم رکھے جسکے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہوا۔ منہ

رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجال کے لفظ پر تہا اور اسی بنا پر پیشگوئی تہی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تہا مسلمان ہونیکا پیشگوئی مین کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بہی رحمت کے ساتہہ رجوع کیا الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تہا کہ جبتک آتہم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا کیونکہ اسلام کے انکار مین تو ساری عیسائی شریک ہین خدا اسلام کیلئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلان شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلان مدت تک مرجاویگا دنیا ایسے لوگون سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہین اور جیسا کہ مین بار بار لکہہ چکا ہون محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا مین نہیں آسکتا بلکہ اس گناہ کی باز پرس صرف قیامت کو ہوگی - پہر آتہم کی اس مین کونسی خصوصیت تہی کہ بوجہ انکار اسلام اُسکی موت کی پیشگوئی کیگئی اور دوسرون کیلئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تہی کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجال کا لفظ استعمال کیا تہا جس قول سے اُس نے ساٹھ یا ستر انسانون کے روبرو رجوع کیا جنمین سے بہت سے شرفا اور معزز تہے جو اِس مجلس مین موجود تہے پہر جبکہ اُس نے اس لفظ سے رجوع کرلیا بلکہ بعد اسکے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب مین رحم کے قابل ہوگیا مگر صرف اسی قدر کہ اُسکی موت مین چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی مین ہی مرگیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ مین تہی اُسکی رو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جہوٹا ثابت ہوا - تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بیشک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی ایسے دلون پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانون پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہین تو آتہم کے رجوع پر مین چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کرسکتا ہون اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کہائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کہاتے آئے ہین اور حضرت مسیح نے خود قسم کہائی اور ہمین اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں - آتہم اب زندہ موجود نہیں گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا کہ وہ مرچکا ہے -

---

۲۴- نشان - ۳۰ جون ۱۸۹۹ء مین مجہے یہ الہام ہوا بہلے بیہوشی پہر غشی پہر موت - ساتہہ ہی اسکی یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک

مخلص دوست کی نسبت ہے جسکی موت سے ہمیں رنج پہنچیگا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۲۴ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بودے خان اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے اول بیہوشی ہوئی پھر یکدفعہ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپایدار دنیا سے کوچ کیا اور انکی موت اور اس الہام میں صرف بیس یا بائیس دن کا فرق تھا۔

۲۵ پچیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اُس نے جہلم میں مجھ پر دائر کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔

۲۶۔ چھبیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری میں میری بریت ہے جو گورداسپور میں چندو لال اور آتما رام مجسٹریٹ کی عدالت میں میرے پر دائر تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریت ہو گی چنانچہ میں بری ہوا

۲۷۔ ستائیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کی سزایابی کی نسبت پیشگوئی ہے جسکی رو سے آخر وہ سزا پا گیا دیکھو میری کتاب مواہب الرحمان صفحہ ۱۲۹ سطر ۸ یہ تینوں پیشگوئیاں بڑی تفصیل کے ساتھ مواہب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مواہب الرحمان اُس وقت تالیف ہو کر شائع کی گئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شائع ہوئی۔ ومن اٰیاتی ما انبأنی العلیم الحکیم فی امر رجل لئیم۔ وبہتانہ العظیم واوحیٰ الیّ انہ یرید ان یتخطف عرضک۔ ثم یجعل نفسہ غرضک۔ وارانی فیہ رؤیا ثلث مرات۔ وارانی ان العدو اعد لذالک ثلثۃ حمات للتوہین والاعنات ورئیت کانی احضرت محاکمۃ کالماخوذین ورئیت ان اٰخر امری نجات بفضل رب العٰلمین۔ ولو بعد حین۔ وبُشّرتُ ان البلاء یُرَدُّ علی عدوی الکذاب المھین۔ فاشعت کلما رئیت والھمت قبل ظھورہ فی جریدۃ یسمّی الحکم

وفی جریدۃ اُخریٰ یسمّٰی البدر۔ ثم قعدت کالمنتظرین۔ وما مرّ علیّ الّا ریث
الآسنۃ فاذا ظہر قدر اللہ علٰی ید عدوّ مبین اسمہ کرم الدین۔۔۔۔۔
وقد ظہر بعض انباءہ تعالٰی من اجزاء ہذہ القضیۃ فیظہر بقیتہا کما وعد
من غیر الشکّ والشبہۃ۔ ترجمہ اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو
خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھے خبر دی۔
اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کیلئے حملہ کریگا اور انجام کار میرا
نشانہ آپ بنجائیگا۔ اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے
پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کرنیوالے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کریگا تا کہ کسی طرح اہانت
کرے اور رنج پہنچاوے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتاروں کی
طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہی اگرچہ کچھ مدت کے
بعد ہو اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب ہی میں یہ بلا رد کی جائے گی پس ان تمام
خوابوں اور الہامات کو میں نے قبل از وقت شایع کر دیا اور دو اخباروں میں شایع کیا ایک کا
نام ان میں سے الحکم ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی
باتیں ظہور میں آئینگی پس جب ایک برس گذرا تو یہ مقدمہ باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آگئیں
(یعنی اس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دایر کئے) پس اُسکے مقدمات دایر کرنے سے
پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اس کے مقدمات سے نجات پانا۔ اور
آخر اُسی کا سزا یاب ہونا٭ یہ بھی عنقریب پورا ہو جائیگا۔ اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب
کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھے کرم دین کے مقدمات سے نجات ہوئی تھی اور نہ وہ سزا یاب
ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ہے اُس پیشگوئی کا جو عربی میں اوپر
لکھی گئی ہے جسمیں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلانے کیلئے فوجداری میں مقدمات دایر کریگا
اور کئی حمایتی اُسکو مدد دینگے آخر وہ خود سزا پائیگا اور خدا مجھے اسکی شر سے نجات دیگا۔

٭ جو مقدمات کرم دین کے متعلق جہلم اور گورداسپور کی عدالت سے فیصلہ ہوئے ان کی تاریخ سے ہی ظاہر ہے کہ کرم دین کی سزا یابی اور میری بریت کی پیشگوئی ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلی میری کتاب مواہب الرحمٰن میں شایع ہو چکی تھی جو شخص چاہے۔ عدالت میں جا کر ان فیصلوں کی تاریخیں دیکھ لے اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد وغیرہ جو آتارام کی کچہری میں حاضر ہوتے تھے گواہ ہیں۔ منہ

سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جو میری عزت اور دشمن کی ذلت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان۔ آتمارام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اُس کے مر گئے۔ اس پیشگوئی کے گواہ وہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میری ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے۔

۲۹۔ اُنتیسواں نشان۔ لالہ چندو لال مجسٹریٹ اکسٹرا اسسٹنٹ گورداسپورہ کے تنزل کی نسبت پیشگوئی چنانچہ وہ گورداسپور سے تبدیل ہو کر ملتان منصفی پر چلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اُس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخکنی کرونگا حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اُسکی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اسکے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کریگا تب بھی خدا اُسکو تباہ کردیگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شایع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شایع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُسکو جواب مل گیا اور بڑی ذلت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہو گیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مرجائیگا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان۔ میری بریت کے بارہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق میں بری ہو گیا۔

۳۲ بتّیسواں نشان ٹیکس کے مقدمہ میں پیشگوئی ہے جبکہ بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی انکو آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہیئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ انہیں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تینتیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت بہنیت سزا دلانے کے فوجداری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اُسکی نسبت خدا تعالیٰ نے

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کرنیوالے نامراد رہینگے چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا اس بارہ مین خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ یعنی ہمنے تلوار کے ساتھ جنگ کیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہو گیا اور اُس کے اسباب بھی ہلاک ہوئے۔ اس جگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تہا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔

۳۴۔ چونتیسوان نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تہا اور مخالفون نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تہی تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض مین جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکہا ہوا مجھے دکہایا گیا۔ تب مینے ایک سبز رنگ اشتہار مین ہزارہا موافقون اور مخالفون مین یہ پیشگوئی شایع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہین گذرے تہے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکہا گیا۔

۳۵۔ پینتیسوان نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونیکے بعد میرے گہر مین ایک اور لڑکا پیدا ہونیکی خدا نے مجھے بشارت دی اور اسکا اشتہار بھی لوگون مین شایع کیا گیا چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُس کا نام بشیر احمد رکہا گیا۔

۳۶۔ چھتیسوان نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی چنانچہ وہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگون مین شایع کی گئی بعد اسکے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف احمد رکہا گیا۔

۳۷۔ سینتیسوان نشان یہ ہے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام مین ایک لڑکی کی بشارت دی اور اسکی نسبت فرمایا تُنَشَّأُ فی الحلیۃ یعنی زیور مین نشوونما پائے گی یعنی نہ خوردسالی مین فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اسکے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکہا گیا اور اسکی پیدایش سے جب سات روز گذرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت مین

دو نشان پورے ہوئے ۔

۳۸- اٹھتیسواں نشان ۔ یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام مبارک احمد رکھا گیا ۔

۳۹- انتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے بتلایا گیا کہ ایک اور لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ فوت ہو جائیگی چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اس کے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہو گئی ۔

۴۰- چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شایع کیا گیا اور پھر اسکے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے ۔

۴۱- اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس۲۰ یا اکیس۲۱ برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شایع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دونگا جو عمر پاوینگے اسی پیشگوئی کی طرف مواہب الرحمن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وانجز وعدہ من الاحسان یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا جو میں چار لڑکے دونگا چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں :- محمود احمد ۔ بشیر احمد ۔ شریف احمد ۔ مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں ۔

۴۲- بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے

وبشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ ہو پیدا ہونے

والا تھا اسکی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شایع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرک بغلامٍ نافلۃً لک نافلۃً من عندی یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی خدا ہماری اور اُن سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کریگا اور بالمقابل عافیت ہمارے ساتھ رہے گی لیکن بعض ٹیکہ لگوانے والے جان کا نقصان اٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اُٹھایا کہ اُنکی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اور اعضا میں خلل پیدا ہو گیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکووال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ اُنیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۴۔ چوالیسواں نشان یہ ہے کہ سردار نواب محمد علیخان صاحب* رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبد الرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مردہ کے حکم میں تھا اُس وقت میں نے اس کیلئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اسکے لئے شفاعت کرتا ہوں اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر

* نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے اپنی ریاست گاہ سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہیں اور سابقین میں سے ہیں۔ منہ

آیا اور تندرست ہوگیا۔ اور زندہ موجود ہے۔

۴۵- پینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نورالدین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے تب میں نے اُن کے لئے بہت دعا کی اور دُعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دُعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دُعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحی رکھا گیا اور اُسکے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا

۴۶- چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائیگا اور بہت مری پڑیگی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائینگے اور کئی گاؤں ویران ہو جائینگے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے پہلے اس ملک میں شایع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی چنانچہ تین لاکھ کے قریب اب تک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دور نہیں ہوگی جبتک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۴۷- سینتالیسواں نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسمی چراغدین ساکن جموں میرے مریدوں میں داخل ہوا تھا پھر مرتد ہوگیا اور رسول ہونیکا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں عیسیٰ کا رسول ہوں اور اُس نے میرا نام دجال رکھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا اس دجال کو اس عصا کے ساتھ قتل کروں۔ اور میں نے اسکی نسبت ✝ یہ پیشگوئی کی کہ وہ غضب الٰہی کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اسکو غارت کریگا چنانچہ وہ ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

✝ دیکھو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء۔ منہ

۴۸- اٹھتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائیگا چنانچہ وہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہو گیا۔

۴۹- انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے:- زلزلہ کا دھکا عفت الدیار محلھا و مقامھا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔

۵۰- پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" چنانچہ ۲۸- فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔

۵۱- اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہونگے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد اسکے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔

۵۲- باونواں نشان کہ پنڈت دیانند جو آریوں کے لئے بطور گرو کے تھا جب اُسکا فتنہ حد سے بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اسکی زندگی کا خاتمہ ہے چنانچہ اُسی سال میں وہ فوت ہو گیا۔ میں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شرمپت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع بتلادی تھی اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۵۳- ترپنواں نشان یہ ہے کہ اُسی شرمپت کا ایک بھائی بسمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شاید ڈیڑھ سال کے لئے قید ہو گیا تھا تب شرمپت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ سے دعا کی درخواست کی

چنانچہ میںنے اُسکی نسبت دعا کی تو میں بعد اُس کے خواب میں دیکھا کہ میں اُس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور اُن رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعاد قید لکھی تھی تب میں وہ رجسٹر کھولا جس میں بسمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور میں اپنے ہاتھ سے اُسکی نصف قید کاٹ دی اور جب اُسکی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئیگی اور نصف قید بسمبرداس کی تخفیف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور میں نے وہ تمام حالات اُس کے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دئیے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو میںنے کہا تھا۔

۵۴ - چوّنواں نشان - مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے قتل ہونیکی نسبت پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵ - پچپنواں نشان میاں عبد اللہ سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونیکا گواہ خود میاں عبد اللہ سنوری ہے۔

۵۶ چھپنواں نشان یہ کہ میری دہلی میں اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی کی تھی یہ الہام میںنے بہتوں کو بتایا تھا جو اب تک زندہ موجود ہیں اور اُسکی نسبت براہین میں ایک الہام ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سادات میں وہ رشتہ ہوگا - اذکر نعمتی رئیت خدیجتی +

۵۷ - مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت تکفیر کیلئے کوشش کریگا اور کافر ٹھیرانے کیلئے استفتا لکھے گا۔

۵۸ - اٹھاونواں نشان - مولوی نذیر حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ وہ فتوائے تکفیر دے گا۔

۵۹ - اُنسٹھواں نشان - شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی یعنی خواب میں میںنے دیکھا کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر میںنے اُسکو بجھایا یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ آخر میری دعا سے رہائی ہوگی یہ تمام پیشگوئی میںنے خط میں لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی بعد اس کے پیشگوئی

+ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہیں پس اس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سید ہوگی اور دوسری پیشگوئی تھی کہ اسکی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی - منہ

کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اُس نے رہائی پائی۔

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایک اور سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اس کے وہ مرض فالج میں مبتلا ہوگیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکسٹھواں نشان۔ اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی جس میں میری ایک بیٹی کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا **اے عمّی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی**۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بیوقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی جب یہ الہام ہوا تو اس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اس نے امین چند نام رکھا اور مجھ کو آکر اُس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام میںنے امین چند رکھا ہے میںنے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے عمّی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی اور ہنوز اس الہام کے میرے پر معنی نہیں کھلے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی نہ ہو کیونکہ تیری میرے پاس آمد و رفت بہت ہے اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے وہ یہ بات سن کر ڈر گیا اور اُس نے گھر میں جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھدیا وہ لڑکا اب تک زندہ ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کا بندوبست میں شامل ہے اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا اور میرے اُس لڑکے کو اسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس پیچ میں اگر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ رہ گیا اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسوقت کیوں معنے کھولے گئے تو میں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنی نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰہٰ کیا چیز ہے اور ن کیا چیز ہے اور کہٰیعص کیا چیز ہے اور آیت سبحان الذی اسرٰی کی نسبت حدیث میں ہے

کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب تک مجھے اُسکے معنی معلوم نہیں اور نیز آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابو جہل کے لئے ہے اور مَیں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اُسکا بیٹا مسلمان ہوا اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور مَیں نہ سمجھ سکا کہ وہ مدینہ ہے غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

۶۲- باسٹھواں نشان۔ قیصر رومی کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳- تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔ چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴ چوسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ جسقدر میرے پر مقدمات کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں

۶۵- پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئینگے کہ قریب ہوگا کہ میں اُن کی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے

۶۷- سڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کیجائیگی جسکا کوئی مقابلہ نہیں

۶۸- اڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں شاہد نزاع کی پیشگوئی جسکا پورا ہونا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے۔

۶۹ اُنہترواں نشان۔ حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کیلئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

۷۰ ستّرواں نشان۔ براہین احمدیہ میں بباعث تکذیب طاعون پیدا ہونیکے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی سو پچیس ۲۵ برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

۷۱- اکہترواں نشان۔ کتاب سرّ الخلافۃ کے صفحہ ۶۲ میں میں نے لکھا ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کیلئے میں نے دعا کی تھی یعنے ایسے مخالف جنکی قسمت میں ہدایت نہیں سو اُس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گذر گئے اور وہ دعا یہ تھی۔

وَخُذْ رَبِّ مَنْ عَادَى الصَّلَاحَ وَمُفْسِدًا[۵۱] ۞ وَنَزِّلْ عَلَيْهِ الرِّجْزَ حَقًّا وَدَمِّرِ

وَفَرِّجْ كُرُوبِي[۵۲] يَا كَرِيمِي وَنَجِّنِي ۞ وَمَزِّقْ خَصِيمِي يَا إِلٰهِي وَعَفِّرِ

۵۱ ترجمہ۔ اے میرے خدا جو شخص نیک کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اُسکو پکڑ اور اُسپر طاعون کا عذاب نازل کر اور اُسکو ہلاک کر۔

۵۲ اور میری بے قراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے یہ پیشگوئی

اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب اللّٰہ صائلًا ✦ علی معتدٍ یؤذی و بالسوء یجہر

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے ✦ جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

ویأتی زمان کاسرٌ کلّ ظالم ✦ وھل یھلکنّ الیوم الّا المدمّر

اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہوں گے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں

وانّی لشرّ الناس ان لم یکن لھم ✦ جزاء اھانتھم صغار یصغّر

اور میں سب بد لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر ان کے لئے انکی اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللّٰہ انّ الطعن بالطعن بیننا ✦ فذالک طاعون اتاھم لیبصروا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے ✦ پس وہی طاعون ہے جو ان کو پکڑے گی

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ ✦ تمنّیت لو کان الوباء المتبّر

اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا ✦ تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون آجائے

اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی* اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا۔ اور پھر مذکورہ بالا دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندہ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے رد میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھلائی اور چند روزہ زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص چراغ دین نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعوے کرتا تھا جس نے میرا نام دجال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے

* یہ پیشگوئی حمامۃ البشریٰ میں بھی ہے۔ منہ

عصا سے اس دجّال کو ہلاک کرون سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اسکی زندگی میں ہی شایع کیگئی تھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ کو مع اپنی دونوں بیویون کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہان گیا عیسٰی کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا اور کہان گیا اُس کا الہام انی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اسلئے آخرکار ذلّت اور رسوائی کی موت ہوتی ہے اور ان کے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا اُن کا کام تھا آخرکار طاعون کا شکار ہوگئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے میں نے کہا اُن کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئیگی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنیکے لئے آئی ہے[*] اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہو گئی جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اُس گاؤں کے بہت سے لوگ اِس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مر گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُسکی بیوی بھی طاعون سے مر گئی۔ اور اُس کا داماد بھی جو محکمہ اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مر گیا۔ اسی طرح اُسکے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

[*] یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی نظر میں بطور مباہلہ کے تھے۔ منہ

یہ عجیب بات ہو گیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجال تو میں ٹھیرا۔ مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلت اور رسوائی بھی۔ اور میاں معراجدین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ مینے کئی دفعہ اُسکو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔

سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھہ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی سنہ ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہوا اور اُسکے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بد قسمت اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قایم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہاران کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُنکا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُسکی بیوی اور اُسکی والدہ اور اُسکا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُسکے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اُسکا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

۲۷۔ بہترواں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی

شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ لودھیانوی جو اول درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبد الرحمن محی الدین لکھو والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہو گئے۔

۷۳۔ تہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب مین دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُسکو ہلاک کرے پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ مینے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمن مین لکھا ہے۔

۷۵۔ پچہترواں نشان۔ مینے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان مین جو خسوف کسوف ہوا یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک مین ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے

۷۶۔ چھہترواں نشان۔ براہین احمدیہ مین میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین تیری محبت لوگوں کے دلوں مین ڈالونگا اور مین اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کرونگا یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں مین اُس نے میری محبت بھر دی بعض نے میرے لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر بھی مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں + اور مین دیکھتا ہوں کہ اُن کے دل محبت سے پُر ہیں

+ حاشیہ۔ مین اپنی تحریر مین اس جگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ مین داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اسکو مناسب حال تھا اسلئے ذیل مین اسکو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت مین حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت مین شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین
حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہو اور مین ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں میرے بھائی و والدین آپ پر نثار ہوں خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت مین کرے۔ آمین

اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنے جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا در حقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور اُنکو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔

۷۷ ستترہواں نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فایدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا بَرّق طفلی بشیر۔ یعنے میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا تب اُسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہوگا۔

۷۸۔ اٹھترہواں نشان۔ جب چھوٹی مسجد میں نے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوچہ پر ہے تب مجھے خیال آیا کہ اسکی کوئی تاریخ چاہئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا مبارک و مبارِک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے مادہ تاریخ بنائے مسجد نکلتا ہے۔ (۱۳۰۰)

۷۹۔ اُناسی واں نشان۔ براہین احمدیہ میں اس جماعت احمدیہ کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا پھر موٹا ہوگا پھر اپنی ساقوں پر قایم ہوگا یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشو و نما کے بارہ میں آج سے پچیس [۲۵] برس پہلے کی گئی تھی ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی ان میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی

شاخون نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔

۸۰۔ اسی ان نشان۔ براہین احمدیہ مین یہ پیشگوئی ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ نور خدا کو اپنے مونہہ کی پھونکون سے بجھاوین مگر خدا اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کرین۔ یہ اسوقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اسکے حسب بیان پیشگوئی دنیا مین عزت کے ساتھہ میری شہرت ہوئی اور ہزارون نے مجھے قبول کیا تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتین بیان کرکے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے۔ اور میری تکفیر کا دنیا مین ایک شور ڈالا گیا قتل کے فتوے دیئے گئے حکام کو اکسایا گیا۔ عام لوگون کو مجھہ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کے لئے کوشش کیگئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہمجنس اپنی کوششون مین نامراد اور ناکام رہے افسوس کس قدر مخالف اندھے ہین ان پیشگوئیون کی عظمت کو نہین دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہین اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھہ پوری ہوئین کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے اگر ہے تو اسکی نظیر پیش کرو۔ نہین سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششون مین نامراد نہ رہتے۔ کس نے انکو نامراد رکہا ہے اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

۸۱۔ اکاسیوان نشان۔ براہین احمدیہ مین ایک یہ بھی پیشگوئی ہے۔ یعصمک اللّٰہ من عندہ ولو لم یعصمک الناس یعنے خدا تجھے آپ تمام آفات سے بچائیگا۔ اگرچہ لوگ نہین چاہینگے کہ تو آفات سے بچ جائے یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مین ایک زاویۂ گمنامی مین پوشیدہ تھا اور کوئی مجھہ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تہا نہ عداوت بعد اس کے جب مسیح موعود ہونیکا دعوے مینے کیا تو سب مولوی اور انکے ہمجنس آگ کیطرح ہو گئے ان دنون مین میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا اس مقدمہ مین مجھے یہ تجربہ ہوگیا کہ پنجاب کے

مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھ کو ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔ مینے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اُسکو فتح دے۔ مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سُنی نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنیوالوں کی دُعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کیلئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کیلئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعًا دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میرے جانی دشمن ہوگئے تھے پھر کس نے مجھے اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا حالانکہ آٹھ نو گواہ میرے مجرم بنانے کے لئے گذر چکے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس ۲۵ برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فبرّأه الله ممّا قالوا وكان عند الله وجيها یعنی خدا نے اُس الزام سے اُسکو بری کیا جو اُسپر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲۔ بیاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے جو بارہا میرے رسالوں میں درج ہو چکی ہے ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم انه اوى القرية یعنی خدا اس طاعون کو اس قوم سے دور نہیں کریگا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائیگا جبتک لوگ اپنے دلوں کے خیالات نہ بدلا لیں اور خدا انجام کار اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ اور فرمایا کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اس تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا اور ان میں سے ایک بھی نہ چھوڑتا اور فرمایا وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم اور خدا ایسا نہیں ہے

کہ ان سب کو عذاب سے ہلاک کر دیتا۔ حالانکہ تو انہین مین رہتا ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ انّہٗ اٰوی القریۃ اس کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گانو کو اپنی پناہ مین لے لیگا یہ معنی نہین ہین کہ ہرگز اس مین طاعون نہین آئیگی۔ اٰوی کا لفظ عربی زبان مین اُس پناہ دینے کو کہتے ہین کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہو کر پھر امن مین آجاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیما فاٰوی یعنے خدا نے تجھے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب مین تجھ کو مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین یعنے ہمنے عیسیٰ اور اسکی ماں کو بعد اسکے جو یہودیوں نے اُن پر ظلم کیا اور حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا ہمنے عیسیٰ اور اُسکی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسے پہاڑ پر پہنچایا جو سب پہاڑوں سے اونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جسمین خوشگوار پانی تھا اور بڑی آسایش اور آرام کی جگہ تھی اور جیسا کہ سورۃ الکہف مین یہ آیت ہے۔ فأووا الی الکہف ینشر لکم ربکم من رحمتہ الجزو نمبر ۱۵ سورہ کہف یعنی غار کی پناہ مین آجاؤ اس طرح پر خدا اپنی رحمت تمپر پھیلائیگا۔ یعنی تم ظالم بادشاہ کی ایذا سے نجات پاؤ گے۔ غرض اٰوی کا لفظ ہمیشہ اُس موقع پر آتا ہے کہ جب ایک شخص کسی حد تک کوئی مصیبت اُٹھا کر پھر امن مین داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان مین ہوئی۔ بعد اسکے کم ہوتی گئی یہان تک کہ اب کے سال مین ایک شخص بھی قادیان مین طاعون سے نہین مرا۔ حالانکہ اردگرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳ تراسیواں نشان۔ ایک دفعہ مین اپنے اُس چوبارہ مین بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر کہا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام بیٹھا ہوا تھا اتنے مین مجھے الہام ہوا تری فخذاً الیماً یعنی تو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ مینے حامد علی کو کہا کہ اسوقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اُس نے مجھے یہ جواب دیا

کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اُسی کی طرف اشارہ ہو میں نے اُسکو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا
ران - یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی - اور نیز الہام کے
یہ معنی ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے - بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے تا
بڑی مسجد میں جاکر نماز پڑھیں اور نیچے اُتر کر میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف
آرہے ہیں یعنی دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس برس سے
کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھیر گئے اور ایک نے اُنہیں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے
گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اس لئے ہم آئے ہیں
کہ آپ اِن کے لئے کوئی دوا تجویز کریں - تب میں نے حامد علی کو کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اس قدر
جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے شیخ حامد علی اب
تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنوں میں میرے پاس ہے - کوئی
شخص دوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضایع نہیں کر سکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور
کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ میں نے اپنی لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو میرے لئے
گواہی دے - تب وہ اپنے دل میں ضرور کہیگا کہ یہ تو ایک مکّار اور بد آدمی ہے میں نے ناحق
اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اسی طرح جس قدر میں نے اس رسالہ میں پیشگوئیاں لکھی ہیں ہزارہا
مرید میرے اُنکی سچائی کے گواہ ہیں - ایک جاہل کہیگا کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے
میں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اور کوئی گواہی نہیں کیونکہ یہ تعلق محض دین کے لئے ہوتا ہے
اور انسان اُسی کا مرید بنتا ہے جس کو اپنے دانست میں تمام دنیا سے زیادہ پارسا طبع اور متقی اور راستگو
خیال کرتا ہے پھر جب مرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مریدوں
کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹھ بولو اور کسی طرح جھوٹھ بولکر مجھے ولی بنا دو اُسکو
کیونکر اسکے مرید نیک آدمی کہ سکتے ہیں اور کیونکر دل و جان سے اُسکی خدمت کر سکتے ہیں
بلکہ اسکو تو ایک شیطان کہیں گے اور اس سے بیزار ہو جائیں گے اور میں تو ایسے مرید پر لعنت

بھیجتا ہوں جو میری طرف جھوٹی کرامتیں منسوب کرے اور ایسا مرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی کرامتیں بناتا

۸۴- نشان- ۵ر اگست ۱۹۰۶ء کو یک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بحس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ مینے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اسلئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی- دل میں گھبراہٹ تھی کروٹ بدلنا مشکل تھا- رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتتِ اعدا کا خیال آیا مگر محض دین کیلئے نہ کسی اور امر کے لئے- تب مینے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بیوقت موت میں شماتتِ اعدا ہے تب مجھ تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا- ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ان اللّٰہ لا یخزی المؤمنین یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا پس اُسی خدائے کریم کی مجھ قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افترا کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آگئی اور پھر یک دفعہ جب آنکھ کھُلی تو مینے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں تھا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اُٹھا- اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُسکی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی اور کیا بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے-

۸۵ نشان- ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مینے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آج کل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ

کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھوین دن مرگیا اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مینے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورہ یٰسٓ سنائی گئی جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مینے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ مین سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بشفاءٍ من مثلہ۔

۸۶۔ نشان۔ ایکدفعہ مجھے دانت مین سخت درد ہوئی ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مینے دریافت کیا کہ اسکا کوئی علاج بھی ہے اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا تب اُس وقت مجھے غنودگی آگئی اور مین زمین پر بیتابی کی حالت مین بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی مینے بیتابی کی حالت مین اُس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھدیا اور تھوڑی سی نیند آگئی جب مین بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔ اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۸۷ ستاسیوان نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اُس شادی کے بارے مین جو دہلی مین ہوئی تھی خدا تعالیٰ کیطرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہین دامادی اور نسب دونون طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات مین سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مین انجام دون گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہین اور نیز کیونکر مین ہمیشہ کیلئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکون گا تو مینے جناب الٰہی مین دعا کی کہ ان

اخراجات کی مجہہ مین طاقت نہین تب یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم۔ وآنچہ درکار شما باشد عطائے آن کنم۔ یعنی جو کچہہ تمہین شادی کیلئے درکار ہوگا تمام سامان اوس کا مین آپ کرونگا اور جو کچہہ تمہین وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہیگی آپ دیتا رہونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا۔ شادی کیلئے جسقدر مجہے روپیہ درکار تہا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبد الحق جناب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجہے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر مین طبابت کرتے تہے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ مجہے بطور قرضہ دیا۔ اسوقت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ نے مجہے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتہی کو اپنے دروازہ پر باندہنا۔ مینے اُن کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے پہر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا اور یا وہ زمانہ تہا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بہی میرے پر ایک بوجہ تہا اور یا وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز معہ عیال و اطفال اور ساتہہ اسکے کئی غربا اور درویش اس لنگرخانہ مین روٹی کہاتے ہین اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ و ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بہی قبل از وقت سنائی گئی تہی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکاروں کو اس سے اطلاع دیگئی تہی اور منشی عبد الحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ مین ہین مگر مین امید نہین رکہتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کرین۔ واللہ اعلم

۸۸ اٹہاسیوان نشان۔ جب دلیپ سنگہ کی نسبت اخباروں مین بار بار بیان کیا گیا تہا کہ وہ پنجاب مین آئیگا تب مجہکو کہا گیا کہ وہ ہرگز نہین آئیگا بلکہ روکا جائیگا اور مینے قریباً پانسو آدمیون کو اس پیشگوئی سے مطلع کیا تہا اور ایک اشتہار مین بہی جو وہ ورقہ تہا اجمالاً اس پیشگوئی کو لکہا تہا چنانچہ آخرکار ایسا ہی ظہور مین آیا۔

۸۹ نواسیوان نشان۔ مینے سید احمد خان کی نسبت پیشگوئی کی تہی کہ آخر عمر مین اُن کو کچہہ تکلیف پیش آئیگی اور اُنکی عمر کے دن تہوڑے باقی ہین اور یہ مضمون اشتہارات مین شایع

کردیا تھا چنانچہ اسکے بعد ایک شریر ہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خان کو آخری عمر میں بہت غم اور صدمہ اُٹھانا پڑا اور بعد اسکے تھوڑے دن تک ہی زندہ رہے اور اسی غم اور صدمہ سے اُن کا انتقال ہوگیا۔

۹۰ نوےواں نشان۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جسکی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائیگا اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور مینے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور مینے اُس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اُسکی طرف واپس بھیجدیا ہے چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اُس کے لئے کارآمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی ہی پیشی میں خارج ہوگیا۔

۹۱ اکانوےواں نشان۔ براہین احمدیہ میں جو آج سے پچیس۲۵ برس پہلے تمام ممالک میں شائع ہو چکی ہے یعنی ہر حصہ پنجاب اور ہندوستان اور بلاد عرب اور شام اور کابل اور بخارا غرض تمام بلاد اسلامیہ میں پہنچائی گئی ہے اسمیں یہ ایک پیشگوئی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنے خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب میں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے یعنی اگرچہ میں اس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والدہ بھی اور بھائی بھی لیکن روحانی طور پر ابھی میں اکیلا ہی ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں یہ دعا اس آئندہ امر کیلئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دیگا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرینگے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی پنجاب اور ہندوستان سے ہزارہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں اور میرے

لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے اگرچہ یہ درست ہے کہ انکی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جب تک انہوں نے بیعت نہیں کی غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے میں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالف اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزارہا لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا کی پیشگوئیاں اس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الٰہی ہوتی ہے کون اس بات میں مجھے جھٹلا سکتا ہے کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج کر کے شائع کی گئی اس وقت جیسا کہ خدا نے فرمایا میں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا میں اپنے خویشوں کی نگاہ میں بھی حقیر تھا کیونکہ انکی راہیں اور تھیں اور میری راہ اور تھی اور قادیان کے تمام ہندو بھی باوجود سخت مخالفت کے اس گواہی کے دینے کیلئے مجبور ہوں گے کہ میں درحقیقت اس زمانہ میں ایک گمنامی کی حالت میں بسر کرتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اس قدر ارادت اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے اب کہو کہ کیا یہ پیشگوئی کرامت نہیں ہے کیا انسان اس پر قادر ہے اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا سابق زمانہ میں سے اسکی کوئی نظیر پیش کرو۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

۹۲- بانوے واں نشان۔ وہ مباہلہ ہے جو عبد الحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جسکو آج گیارہ سال گذر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبد الحق نے مباہلہ کے لئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اسکے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی

طرف وہ اپنے تئین منسوب کرتا تہا وہ میرے خیال مین ایک صالح آدمی تہا یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو پاتا تو مین یقین کرتا ہون کہ وہ مجہے میرے دعوے کے ساتہ قبول کرتا اور رد نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پاگیا اور جو کچہ عقیدہ مین غلطی تہی وہ قابل مواخذہ نہین کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے مواخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے مگر اسمین شک نہین کہ وہ متقی اور مدد ہتباز تہا اور تبتل اور انقطاع اُس پر غالب تہا اور عباد صالحین مین سے تہا مینے اسکی وفات کے بعد ایک دفعہ اُسکو خواب مین دیکہا اور مینے اُسکو کہا کہ مینے خواب مین دیکہا کہ ایک تلوار میرے ہاتہ مین ہے جسکا قبضہ میرے ہاتہ مین اور نوک آسمان مین ہے اور مین دونون طرف اُس تلوار کو چلاتا ہون اور ہر ایک ضرب سے ہزار ہا مخالف مرتے ہین اسکی تعبیر کیا ہے۔ تب انہون نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اسکو روک نہین سکے گا اور یہ جو دیکہا کہ کبہی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبہی بائین طرف اس سے مراد دو نون قسم کے دلایل ہین جو آپ کو دئے جائینگے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلایل دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانون کے دلایل سو ان دونون طریق سے دنیا پر حجت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلایل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائینگے گویا مرجائینگے اور پہر فرمایا کہ جب مین دنیا مین تہا تو مین امیدوار تہا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا یہ الفاظ ہین جو اُن کے مُنہ سے نکلے ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

جب وہ زندہ تہے ایک دفعہ مقام خیر دی مین اور دوسری دفعہ مقام امرتسر مین اُن سے میری ملاقات ہوئی مینے انہین کہا کہ آپ ملہم ہین ہمارا ایک مدعا ہے اُسکے لئے آپ دعا کرو مگر مین آپ کو نہین بتلاؤن گا کہ کیا مدعا ہے انہون نے کہا کہ در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللہ دعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست اور میرا مدعا یہ تہا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل مین ہے خدا اُسکا مددگار ہو۔ بعد اسکے مین قادیان مین چلا آیا تہوڑے دنون کے بعد

بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جس میں یہ لکھا تھا کہ" این عاجز برائے شما دعا کردہ بود انقاشدہ وانصرنا علی القوم الکافرین فقیر راکم اتفاق می افتد کہ بدین جلدی الفاشود وایں از اخلاص شما مے بینم۔"

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اسکی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتوے دیدیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضایقہ غرض اسکے سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کیلئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی اور میں انکو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحییٰ عیسیٰ کے پہلے ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبد الحق کے لئے کسی بد دعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر میں وہ قابل رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو برا کہتا ہے وہ اپنے خیال میں اسلام کیلئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہرحال مباہلہ میں جو اُسنے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور میں جناب الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اس بات کو گیارہ برس گذر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اُسکو بیان نہیں کر سکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا جیسا کہ ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی ایسی ہی ہزارہا

نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُس کیلئے یہ نشان میری تصدیق کے لئے کافی ہیں

اور یہ حجت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیاں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہیئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کرتے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھ نہیں چکے اور کسی ٹھٹھے کو انتہا تک نہیں پہنچا دیا تو کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو گئی یا آپ کی اس سے کچھ رسوائی ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے یا محض شیطنت اور شرارت تھی یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے مطابق پندرہ مہینے کے اندر مر گیا اور اُسکی موت کی تاخیر بوجہ اُس کے رجوع کے تھی اسباب کو دنیا جانتی ہے کہ آتھم نے قریباً ستر آدمی کے روبرو دجال کہنے سے رجوع کیا لہٰذا خدا نے چند ماہ تک اسکی موت میں تاخیر ڈال دی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اُس کو اس دنیا سے اُٹھا بھی لیا کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گو تاخیر کی گئی مگر پھر بھی آتھم پندرہ مہینے کے اندر فوت ہو جائیگا چنانچہ گیارہ سال گذر گئے کہ وہ مر گیا اور میں اب تک زندہ ہوں کیا آتھم نے قریباً ستر آدمیوں کے روبرو دجال کہنے سے رجوع نہیں کیا پھر کیا ضرور نہ تھا کہ اسکو کسی قدر تاخیر دی جاتی میں اس خیال سے حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہوں کہ اس صاف اور صریح پیشگوئی کا کیوں انکار کرتے ہیں آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دلوں پر پردے ہیں وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے

اور مسلمان کہلا کر پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید لعنت اللہ علی الکاذبین سے نہیں ڈرتے کوئی انسان دروغ اور افترا سے فتحیاب نہیں ہو سکتا دروغ گو کا انجام ذلّت

اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔

عبد الحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت آلہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پورے ہوئے وہ تمام حال میری ان تمام کتابون مین بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہین جو چاہے دیکھ لے مجھے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہین مین صرف مختصر طور پر کہتا ہون کہ بمجرد اسکے کہ مین مباہلہ کر کے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت آلہی کے الہام شروع ہو گئے + اور خدا نے متواتر بشارتین مجھے دین اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مین دنیا مین تجھے ایک بڑی عزت دونگا تجھے ایک بڑی جماعت بناؤنگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلاؤن گا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولونگا چنانچہ ان پیشگوئیون کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت مین داخل ہوا جو اس راہ مین اپنی جان قربان کرتے ہین اور اُسوقت سے آجتک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحایف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگون نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے مُنہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ مین انجام کار میری عزّت اور اُنکی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزت کے ساتھ اسی دنیا مین شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزت میری جماعت مین داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جسکو اس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُسکو گو کیسا ہی دشمن ہو ماننا پڑیگا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دیکر میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبد الحق سے پوچھنا چاہئے کہ اُسکو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ یہ ایک کھلا کُھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اُسکو دیکھ لے مگر افسوس ان لوگون پر کہ نشانات کو دیکھتے ہین اور دن کو اندھے ہو جاتے ہین۔ مباہلہ کے دن سے آجتک مجھ پر فضل کی بارشین ہو رہی ہین اور جیسا کہ

+ اگر کسی کو شک ہو تو مباہلہ کے بعد جو الہام مجھے شایع کئے اُنکو میری کتابون اور اخبارون مین دیکھ لے۔ منہ

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ دیکھ مین تیرے لئے آسمان سے برساؤنگا اور زمین سے نکالونگا سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتین دین اور وہ نشان دکھلائے جو مین شمار نہین کر سکتا اور وہ عزت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤن پر گر رہے ہین۔

۹۳ ترانوان نشان۔ اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت مین ہمارے شریک تھے دخلیابی کا دعوے عدالت گورداسپور مین کیا تب مینے دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ مین ناکام رہین اسکے جواب مین خدا تعالیٰ نے فرمایا اجیب کل دعاءکَ الا فی شرکاءک یعنی مین تیری ساری دعائین قبول کرونگا مگر شرکاء کے بارہ مین نہین + تب مجھے معلوم ہوا کہ ابھی عدالت مین یا انجام کار کسی اور عدالت مین مدعی فتح پا جائینگے۔ یہ الہام اس قدر زور سے ہوا تھا کہ مینے سمجھا کہ شاید قریب محلہ کے لوگون تک آواز پہنچی ہوگی اور مین جناب الٰہی کے اس منشاء سے مطلع ہو کر گھر مین گیا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم اُسوقت زندہ تھے مینے انکو اور تمام گھر کے لوگون کو سب حال اُنکو کہدیا۔ انہون نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ مین بہت کچھہ خرچ کر چکے ہین اگر پہلے سے کہتے تو ہم مقدمہ نہ کرتے مگر یہ عذر اُن کا محض سرسری تھا اور انکو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا چنانچہ پہلی عدالت مین تو اُنکی فتح ہوگئی مگر چیف کورٹ مین مدعی کامیاب ہوگئے اور تمام عدالتون کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اس کے وہ روپیہ جو بیرونی مقدمہ کیلئے آپ قرضہ اُٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا اس طرح پر کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ مینے ان کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء نے اپنا حصہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپ کا حق شفعہ ہے روپیہ دیکر لیلو۔ مگر انہون نے اس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا اس لئے اس بات پر پچھتاتے رہے کہ کیون ہم نے الہام الٰہی پر عمل نہ کیا یہ واقعہ اس قدر مشہور ہے کہ پچاس آدمی سے قریب اس واقعہ کو جانتے ہین کیونکہ یہ الہام بہت سے لوگون کو سنایا گیا تھا جنمین سے بعض ہندو بھی ہین۔

+ اردو مین بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے۔ اس الہام مین جس قدر خدا نے اپنے اس عاجز بندہ کو عزت دی ہے وہ ظاہر ہے لیکن یہ فقرہ مقام محبت مین استعمال ہوتا ہے اور خاص شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے ہر ایک کے لیے استعمال نہین ہوتا ہے۔ منہ

۹۴- چورانواں نشان ایک دفعہ مین لدہیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی مین چلا آتا تہا اور میرے ساتہہ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اور آدمی بہی تہے جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تہوڑی سی غنودگی ہو کر مجہے الہام ہوا **نصف النصف عمالیق را** اور ساتہہ ہی دل مین ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمین ملیگا اور نیز دل مین ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچا زاد بہائی ہین جو مخالفت بہی رکہتے تہے اور قد کے بہی لمبے تہے گویا خدا نے مجہہ کو موسیٰ ٹہیرایا اور ان کو مخالف موسے جب مین قادیان مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شرکا مین سے ایک عورت امام بی بی نام مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے چنانچہ وہ چند دن کے بعد مر گئی اور ہم دونون گروہ کے سوا اُسکا کوئی وارث نہین تہا اس لئے اسکی زمین مین سے آدہی تو ہمارے حصہ مین آئی اور آدہی زمین ہمارے چچا زاد بہائیون کے حصہ مین گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بہی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵ پچانواں نشان۔ ایک دفعہ مجہے لدہیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتہہ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گانو متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چہاؤنی تہا اور بعض اور بہی تہے جو یاد نہین رہے جب صبح ہمنے ریل پر سوار ہونا تہا مجہے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تہا کہ اس سفر مین کچہہ نقصان ہوگا اور کچہہ حرج بہی۔ مینے اپنے ان تمام ہمراہیون کو کہا کہ نماز پڑہ کر دعا کر لو کیونکہ مجہے یہ الہام ہوا ہے چنانچہ سب نے دعا کی اور پہر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ مین پہنچ گئے جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیون پر سوار ہون گے پیشوائی کیلئے موجود تہے اور جب آگے بڑہے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تہے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج لیکن جب واپس آنیکا ارادہ ہوا تو

وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنیکے لئے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب جو جھجر والے ہیں تھے جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اسلئے میں نے چوغہ اوتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زادراہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جسمیں روپیہ تھا گم ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کرکے ریل پر سوار ہو گئے جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھیرتی تھی میرے ایک ہمراہی شیخ عبد الرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے اتنے میں ریل روانہ ہو گئی اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ سا اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دہوکا دیا گیا وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اسکے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا اور اس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئیگی اگر گنجایش ہوئی تو میں اسمیں بٹھادوں گا تب اُس نے اس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا کہ گنجایش ہے تب ہم آدہی رات کو سوار ہو کر لودھانہ میں پہنچ گئے گویا

یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تہا۔

۹۶- چہیانوان نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودہیانہ نے میری طرف خط لکہا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہین آپ دعا کرین کہ تا وہ کہل جائین جب مین نے دعا کی تو مجہے الہام ہوا کہ کہل جائینگے مینے بذریعہ خط اُن کو اطلاع دے دی پہر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کہل گئے اور اُنکو بشدت اعتقاد ہو گیا۔ پہر ایک دفعہ انہون نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گہڑی انہون نے خط ڈاک مین ڈالا اسی گہڑی مجہے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنیوالا ہے تب مینے بلا توقف اُنکی طرف یہ خط لکہا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے دوسرے دن وہ خط آگیا اور جب میرا خط اُنکو ملا تو وہ دریائے حیرت مین ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسیکو نہ تہی اور انکا اعتقاد اس قدر بڑہا کہ وہ محبت اور ارادت مین فنا ہو گئے اور انہون نے ایک چہوٹی سی یادداشت کی کتاب مین وہ دونون نشان تذکرہ بالا درج کر دئے اور ہمیشہ اُن کو پاس رکہتے تہے جب مین پٹیالہ مین گیا اور جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو مین وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانون کے بارہ مین کچہہ تذکرہ ہوا تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چہوٹی سی کتاب اپنی جیب مین سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میری ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیان ہین جو اس کتاب مین درج ہین۔ اور جب کچہہ مدت کے بعد اُن کی موت سے ایک دن پہلے مین انکی عیادت کیلئے لودہیانہ مین اُنکے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تہے اور بہت خون آرہا تہا اس حالت مین وہ اُٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ مین چلے گئے اور وہی چہوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ مینے بطور حرز جان رکہی ہے اور اس کے دیکہنے سے مین تسلی پاتا ہون اور وہ مقام دکہلائے جہان دونون پیشگوئیان لکہی ہوئی تہین۔ پہر جب قریب....

نصف کے یا زیادہ رات گذری تو وہ فوت ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میں یقین کہتا ہوں
کہ اب تک اُنکے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی۔

۹۷ ستانواں نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ
تخرج الصدور الی القبور اسکے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ
پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد
اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کیطرف انتقال کرینگے۔ سو بعد اسکے تمام مولویوں کے
شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتوے
دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتوے دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے
اوستاد تھے اور اُنہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری
نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں
کے قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ
لگادی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہوگئے تھے
کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ
تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگائے تھے وہ بھی اپنی
یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے۔ افسوس کہ مکہ والوں کو ان کے اس موت کی خبر نہیں ہوئی
تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر لودھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبد اللہ مولوی عبد العزیز
جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ بھی اس الہام کے
بعد گذر گئے۔ پھر امرتسر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے اسیطرح بہت سے
پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے
اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جاوے تو وہ بھی ایک رسالہ بنے گا اور اس قدر جو لکھا
گیا وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنیکے لئے کافی ہے اور اگر کوئی اس قدر پر سیر نہ ہو تو

ایک لمبی فہرست ہم دے سکتے ہیں۔

۹۸۔ اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور اُنکی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی انہوں نے دعا کیلئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے "قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اسکا بھید نہ پاوے"۔ اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دیگا مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دیگا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹۔ ننانواں نشان۔ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے چنانچہ مینے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنیکے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگر اُن دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانینگے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹماسٹر بھی ہندو ہی تھا تب مینے اُنکی اس درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنیکا وقت ہوا تو اُن دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کیلئے گیا اور ایک خط لایا جسمیں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ عـــہ بھیجے ہیں اب یہ نیا جھگڑا پیش آیا کہ سرور خان کون ہے کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں اور آریوں کا حق تھا کہ اسکا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو تب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ کی طرف جو اُس وقت ہوتی مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے

یا نہین چند روز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا جسمین لکھا تھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے تب دونون آریہ لاجواب رہ گئے۔ اب دیکھو یہ اس قسم کا علم غیب ہے کہ عقل تجویز نہین کر سکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اس پیشگوئی مین دونون طرف مخالفون کی گواہی ہے یعنے ایک طرف تو دو آریہ ہین جنکی نسبت میرا بیان ہے کہ ان کو یہ پیشگوئی مینے سنائی تھی اور ان مین سے ایک خط لا نیکے لئے ڈاکخانہ مین گیا تھا اور دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہین جو ان دنون لاہور مین ہین انہون نے میری مخالفت مین اپنی کتاب عصائے موسٰی شایع کی ہے اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا۔ ہان مین اس قدر کہتا ہون کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے ان دو طرفہ گواہون سے حلفاً پوچھنا چاہئے نہ محض معمولی بیان سے کیونکہ لالہ ملاوامل اور شرمپت وہ متعصب آریہ ہین جنہون نے میری مخالفت مین اشتہار دئے اور منشی الٰہی بخش صاحب وہی منشی صاحب ہین جنہون نے میری مخالفت مین عصائے موسٰی تالیف کرکے بہتون کو دھوکہ دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہین اور یہ پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگون کو بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی خدمت مین خط بھیجا گیا تھا اور انکا مذکورہ بالا جواب آیا تھا اسلئے کسی طرح ممکن نہین کہ وہ ہر دو آریہ اس پیشگوئی سے انکار کرین یا منشی الٰہی بخش صاحب خط کے بھیجنے سے انکار کرین اور اگر انکار بھی کرین تو یہ امر تو اب بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ سرور خان کا ارباب لشکر خان سے کوئی رشتہ ہے یا نہین۔

۱۰۰۔ سووان نشان۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اُس کے صفحہ ۲۴۱ مین درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لا تیئس من روح اللّٰہ۔ الا ان روح اللّٰہ قریب۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ یأتیک من کل فجٍ عمیق۔ یأتون من کل فجٍ عمیق۔ ینصرک اللّٰہ من عندہٖ۔ ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء۔ ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبع سفیر ہند پریس امرت سر (ترجمہ) خدا کے

فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور اس کثرت سے آئینگے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلینگے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کریگا۔ تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کرینگے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو انکی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اُس پیشگوئی کو آج تک پچیس ۲۵ برس گذر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شایع ہوئی تھی۔ اور یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا کسی وجاہت کی وجہ سے دنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور بکلی ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذ و نادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے۔ اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اسکے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنیکے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحایف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جسکا میں شمار نہیں کرسکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلایق نہ ہو یہانتک کہ مکہ تک بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سو ۲۰۰ مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دئے بلکہ واجب القتل ہونیکے بھی فتوے شایع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جابجا یہ تخم ریزی ہو گئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اس قدر فوج در فوج قادیان

مین لوگ آئے کہ یکّون کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی اس پیشگوئی کو
خوب سوچنا چاہئے اور خوب غور سے سوچنا چاہئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ
طوفان مخالفت جو اُٹھا تہا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجہ سے ایسے بگڑ گئے
تہے جو مجھے پیرون کے نیچے کچلنا چاہتے تہے ضرور تہا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششون
مین کامیاب ہو جاتے اور مجہے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور مین جانتا
ہون کہ اُن کا اِس قدر شور اور میرے تباہ کرنیکے لئے اس قدر کوشش اور یہ پُرزور طوفان جو
میری مخالفت مین پیدا ہوا یہ اس لئے نہین تہا کہ خدا نے میرے تباہ کرنیکا ارادہ کیا تہا بلکہ
اس لئے تہا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہون اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہین
ہو سکتا اُن لوگون کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکہلاوے اور اپنی قدرت کا نشان
ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا کون جانتا تہا اور کس کے علم مین یہ بات تہی کہ جب مین
ایک چہوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اِس کے ہزارون پیرون کے نیچے کچلا گیا اور
آندہیان چلین اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اس چہوٹے سے
تخم پر پہر گیا۔ پہر بہی مین ان صدمات سے بچ جاؤنگا پس وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع
نہ ہوا بلکہ بڑہا اور پہولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکہ انسان
آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہین جن کے ادراک سے انسانی طاقتین عاجز ہین وہ کسی
سے مغلوب نہین ہو سکتا۔ اے لوگو! کبہی تو خدا سے شرم کرو! کیا اسکی نظیر کسی مفتری کی سوانح مین
پیش کر سکتے ہو اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچہ بہی ضرورت نہ تہی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے
ہلاک کرنیکے لئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تہا جب ملک
مین طاعون پہیلی تو کئی لوگون نے دعویٰ کرکے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائیگا مگر عجیب
قدرتِ حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجہے مخاطب کرکے فرمایا
کہ مین تیری حفاظت کرونگا اور طاعون تیرے نزدیک نہین آئیگی بلکہ یہ بہی مجہے فرمایا کہ مین

لوگون کو یہ کہون کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمین مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلامون کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ مین اس تیرے گہر کی حفاظت کرونگا اور ہر ایک جو اس چار دیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس نواح مین سب کو معلوم ہی کہ طاعون کے حملہ سے گانؤن کے گانو ہلاک ہو گئے اور ہمارے اردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمین محفوظ رکہا۔

۱۰۱- ایکسو ایک نشان- جب مین ۱۹۰۴ء سنہ ۱۹۰۳ء مین کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم مین جارہا تہا تو راہ مین مجھے الہام ہوا اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ۔ یعنی مین ہر ایک پہلو سے تجھے برکتین دکہلاؤنگا اور یہ الہام اُسی وقت تمام جماعت کو سنا دیا گیا بلکہ اخبار الحکم مین درج کرکے شایع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی + کہ جب مین جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تہے اور ایسے انکسار کی حالت مین تہے کہ گویا سجدے کرتے تہے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگون کا ہجوم تہا کہ حکام حیرت مین پڑ گئے۔ گیارہ ۱۱ سو آدمیون نے بعیت کی اور قریباً دو ۲۰۰ سو کے عورت بعیت کرکے اس سلسلہ مین داخل ہوئی- اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تہا خارج کیا گیا- اور بہت سے لوگون نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتون سے مالا مال ہو کر قادیان مین واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲- نشان- براہین احمدیہ مین ایک یہ پیشگوئی ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی زَادَ مَجْدَکَ یَنْقَطِعُ اٰبَاءُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ دیکہو براہین احمدیہ ۴۸۹- ترجمہ خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتون والا ہے وہ تیری بزرگی زیادہ کریگا تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا + اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجہ سے بنیاد ڈالیگا۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہین ہوتی تہی اور مین ایسی گمنام کی طرح تہا

✤ راستہ مین لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیر آباد اور گجرات وغیرہ سٹیشنون پر اسقدر لوگ ملاقات کے لئے آئی کہ سٹیشنون پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا ٹکٹ پلیٹ فارم ختم ہونیکی وجہ سے لوگ بلا ٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کی وجہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرایا گیا اور نہایت نرمی سے ڈرائیورونکو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا بعض جگہ کچھ دور تک لوگ گاڑی کو کمڑے ہوئے ساتھ چلے گئے خوف تہا کہ کوئی آدمی مر جاوے ان واقعات کو مخالف اخبارون نے بہی ...

+ اس الہام مین یہ بہی اشارہ تہا کہ آبائی وجوہ معاش سب بند ہو جائینگے اور خدا تعالیٰ نئی برکتین عطا کریگا چنانچہ ہمارے والد صاحب کی وجوہ معاش کچہ تو گورنمنٹ مین ضبط ہو گئی ...

جو گویا دُنیا میں نہیں تھا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اب اس پر قریبًا تیس۳۰ برس گذر گئے۔ اب دیکھنا چاہئیے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اس وقت ہزارہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پھیلے گی پس افسوس اُن پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔ پھر اس پیشگوئی میں جس کثرت نسل کا وعدہ تھا اسکی بنیاد بھی ڈالی گئی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتہ اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُس وقت موجود نہیں۔

۱۰۳۔ ایک سوتین نشان۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور اُنہوں نے مرنیوالوں کی طرح وصیت کردی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے انّی احافظ کل من فی الدّار تب میں اُنکی عیادت کے لئے گیا اور انکو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے اُن کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوے الہام غلط ہے یہ کہہ کر میں نے اُنکی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۴۔ ایکسو چار نشان۔ ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا غشی پر غشی پڑتی تھی اور میں اُسکے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اسکے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب میں اسکے پاس آیا اور اُس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسٰے علیہ السلام کا احیاء موتیٰ بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان۔ ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر دبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے پاخانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضےٰ مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہدیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اُسوقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور در حقیقت اسکی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اس کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں بجز اُن امور کے جو اُسکے وعدہ کے برخلاف یا اُسکی پاک شان کے منافی اور اسکی توحید کی ضد ہیں اسلئے میں نے اُسحالت میں بھی اُن کیلئے دعا کرنی شروع کی اور میں نے دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دعا میں۔ میں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول کیجائے

دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں اُنکی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جسکو صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اس بنا پر دعا کرنی شروع کی۔ پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثنا میں ایک دوسرے خواب میں میں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلاتا تھا۔ جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گذرے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور اُنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں چنانچہ وہ کسی قدر سہارا سے اُٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا چند روز تک پورے تندرست ہو گئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے جس سے

معلوم ہوا کہ خدا نے اُنکی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دئیے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶- ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور مینے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب مینے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اُسوقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ مینے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُسپر دستخط کر دیئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اُسوقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُسکے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اُسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھیگا اور شک کریگا کیونکہ اُسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جسکو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض مینے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عبد اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اُس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُسکے پاس موجود ہے۔

۱۰۷- کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہانتک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس وہ **زلزلے** جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶- اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

دس لاکھہ آدمی اب تک بے خانمان ہین۔ شاید نادان لوگ کہین گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب مین نہین آئے مگر وہ نہین جانتے کہ خدا تمام دُنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اُس نے تمام دُنیا کے لئے یہ خبرین دی ہین نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیون کو ناحق ٹال دینا اور خدا کی کلام کو غور سے نہ پڑہنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چُھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہین سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلون کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ مین زلزلے آئے ایسا ہی یورپ مین بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات مین آئین گے اور بعض انمیں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہرین چلین گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہین ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہین آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائین گے کہ گویا اُن مین کبھی آبادی نہ تھی اور اُسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان مین ہولناک صورت مین پیدا ہونگی یہان تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر مین وہ باتین غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابون کے کسی صفحہ مین اُنکا پتہ نہین ملیگا تب انسانون مین اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائین گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائین گے۔ وہ دن نزدیک ہین بلکہ مین دیکھتا ہون کہ دروازے پر ہین کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتین ظاہر ہونگی کچھہ آسمان سے اور کچھہ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنی خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہین اگر مین نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤن مین کچھہ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنیوالے امان پائین گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہین ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلون سے امن مین رہوگے یا تم

اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھوگے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزایر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کیساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۱۰۸۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے یہ ہے اَرَدتُ اَن اَستَخلِفَ فَخَلَقتُ اٰدَمَ۔ یعنی مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس مَیں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مُدّت پچیّس برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اُس کو ردّ کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُسکے آگے سر جُھکانا پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علما اور اُن کے ہمجنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ مکر کا اُٹھا نہیں رکھا مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کریگا جبتک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے۔

۱۰۹ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ وَکَذٰلِکَ مَنَنّا عَلٰی یُوسُفَ

لنصرف عنه السوٓء والفحشاءؕ ولتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم فھم غٰفلون

دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہمنے اپنے نشانوں کے ساتھ اِس یوسف پر احسان کیا تاکہ جو بدی اور عیب اسکی طرف منسوب کئے جائیں گے اُن سے ہم اُس کو بچا لیں اور تاکہ تو ان نشانوں کی عظمت کی وجہ سے اس لائق ہو کہ غافلوں کو ڈراوے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ دلوں پر اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت اور امتیاز بخشتا ہے۔ اِس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یوسفؑ رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسفؑ کو بہت دکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے بڑے بڑے فریب کرینگے مگر آخر کار وہ نامراد رہیں گے اور خدا اُن پر کھول دیگا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا میں نے اسکو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر کھل جائیگا کہ ہم غلطی پر تھے جیسا کہ وہ ایک دوسرے الہام میں فرماتا ہے:۔

یخرّون علی الاذقان سجّدًاؕ ربنا اغفرلنا انّا کنّا خاطئینؕ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا وان کُنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیومؕ یغفر اللّٰہ لکمؕ وھو ارحم الراحمین۔ یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڈیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گرینگے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے اور تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھے چن لیا اور ہم خطا پر تھے۔ تب خدا رجوع کرنیوالوں کو کہیگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دیگا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امر غیب کا بیان ہے (۱) اول یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم میں سخت مخالف پیدا ہو جائیں گے اور حسد کا شعلہ ایسا اُن میں جوش ماریگا جیسا کہ یوسفؑ کے بھائیوں میں جوش مارا تھا تب وہ سخت دشمن بنجائینگے اور تباہ اور ہلاک کرنیکے لئے طرح طرح کے

منصوبے کرینگے اور یہ امر کہ قوم مین سے مخالف پیدا ہو جائینگے اور بڑی بڑی شرارت
کرینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ مین درج ہے جسکو پچیس ۲۵ برس کا عرصہ
گذر گیا ہے اور اُسوقت قوم مین سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی
شایع نہ ہوئی تھی۔ پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ مین ایسے دشمن جانی پیدا
ہو جائینگے جو پہلے اخوت اسلامی کیوجہ سے بھائیون کے طور پر تھے یہ ایک امر غیب ہے
جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ مین لکھا گیا۔ (۲) دوسرا امر غیب اِس پیشگوئی
مین یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب و خاسر رہینگے اور
بہتیرے اُنہین سے یوسف کے بھائیون کی طرح رجوع کرینگے اور اُسوقت خدا اس عاجز کو یوسف
کی طرح تاج عزت پہنائیگا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشیگا جسکی کسیکو توقع نہ تھی چنانچہ بہت سا
حصہ اِس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہین
اور درحقیقت یہ لوگ اپنے بدارادے مین یوسف کے بھائیون سے بھی بڑھے ہین۔ سو خدا نے
کئی لاکھ انسان میرے تابع کرکے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر اُن کو ذلیل کیا
اور وہ وقت آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کریگا اور بڑے بڑے مخالف
مین سے جو سعید ہین اُنکو کہنا پڑیگا کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ اور کہنا
پڑیگا کہ تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا۔

۱۱۰ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ
وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶۔ (ترجمہ) ہم ایک کثیر جماعت تجھے
عطا کرینگے یعنی ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائینگے دوم دوسرا گروہ
قہری نشانون کے بعد ایمان لائینگے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہین کہ جس قدر براہین احمدیہ کی
پیشگوئیان ہین اُن پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے ہین اور وہ اُس زمانہ کی پیشگوئیان ہین جبکہ میرے ساتھ
ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعوے باطل ہے پس اس

کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے جو اس تنہائی اور بیکسی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزارہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دینا بجز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔ علم غیب خاصہ خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھئے کہاں تک ترقی کرینگے۔

۱۱۱ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر پچیس۲۵ برس گذر گئے یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قایم ہو سکے لیکن خدا اپنے چمکدار نشانوں سے دُنیا کو اِس طرف کھینچ لیگا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائیگا۔ چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جسکی ایک مدّت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور اُنھیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دُنیا میں آرہے ہیں اور نمعلوم اور کیا کیا حملے ہونگے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اِس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قایم کر دیا ہے ورنہ باوجود اس قدر قومی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جاتے میں اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۱۲ نشان۔ ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہو گی میں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ ان کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمدورفت رکھتا تھا اس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اسکے پاس بھی میں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سُنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ[۱۵] یا سولہ[۱۶] آدمی تھے حاضر ہوئے عصر کے وقت اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا تب ہی شخص مسجد میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپکا مقدمہ خارج ہو گیا میں نے کہا کہ کس نے بیان کیا اُس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ[۱۵] آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اُسکو میں بیان نہیں کر سکتا وہ ہندو تو یہ بات کہکر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنیکا ایک موقعہ اُسکو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُسکا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا میں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کے لئے یہ کہتا رہیگا کہ کسقدر زور سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ میں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے یعنی کیا تو باور نہیں کرتا تب میں نے اُٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہو گیا کہ فرشتہ کی آواز ہے میں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اُسکو اطلاع دی مگر اُسکو باور نہ آیا صبح میں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا وہ اُس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اُس کا مثلخوان متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا میں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہو گئی میں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جاکر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اُس نے کہا کہ ایک طور سے اُنہوں نے بھی سچ کہا ہے بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو میں ایک ضروری حاجت کیلئے اُسکی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نے اُسکو مقدمہ کی

پیش ولیس کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اسکے روبرو پیش کیا جسمین موروثی اسامیون کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کہیتون سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھکر مقدمہ خارج کردیا اور انکو رخصت کردیا۔ جب مین آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کر۔ جب مینے اسکو پڑھا تو مینے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہوچکا ہے مدعا علیہم نے شرارت سے آپ کو دھوکا دیا ہے اور مین نے اُسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا انکو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کردی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤن کی جماعت اور کئی مسلمان اسکے گواہ ہین اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لیکر میرے پاس آیا تہا کہ مقدمہ خارج ہوگیا فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ خدا کے کام عجیب قدرتون سے ظاہر ہوتے ہین اِس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سنا دیا در اصل یہ سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی مین ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

۱۱۴۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے شاتان تذبحان۔ وکل من علیہا فان۔ یعنی دو بکریان ذبح کیجائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مریگا یہ پیشگوئی براہین احمدیہ مین درج ہے جو آج سے پچیس برس پہلے شایع ہو چکی ہے مجھے مدت تک اسکے معنی معلوم نہ ہوئے بلکہ اور اور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھیرایا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد الرحمن انکے تلمیذ بعد امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے تب روز روشن کیطرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونون بزرگ ہین کیونکہ شاۃ کا لفظ نبیون کی کتابون مین صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت مین ابھی تک بجز ان دونون بزرگون کے کوئی شہید نہین ہوا اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دیانت

سے محروم ہیں اُن پر شاۃ کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا اور پھر اس پر اور قرینہ یہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہونگی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہونگی اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہو سکتا اور جب صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اُسوقت بھی اُنکے بارہ میں یہ الہام ہوا تھا قُتل خیبۃ و زید ھیبۃ یعنے مخالفوں سے نومید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائیگا اور اسکا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۱۴ نشان۔ طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہوا۔ الامراض تُشاع والنفوس تُضاع یعنے مرضیں پھیلائی جائینگی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے دیکھ لے کہ مینے اس الہام کو طاعون کے پھیلنے سے پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کر دیا تھا پھر بعد اسکے پنجاب میں اس قدر طاعون کا زور ہوا کہ ہزار ہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۱۵ نشان۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنیکی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا مسیح الخلق عدوانا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہماری طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اسکے سخت طاعون پڑی اور ہزار ہا بندگان خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے گویا اُنکی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۱۶ نشان۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ عبد اللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا مینے چند ہندؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور سب کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور یہ بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں

حق پر نہیں۔ انہیں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آجکل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اُٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کرونگا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤنگا۔ اُن دنوں میں قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اُسکے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونیکے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے اُسکو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں چونکہ ہندو لوگ اُس زندہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرت اور اسلام پر سچائی کے نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے اسلئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی عجائب نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص اُنکو مل جائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہوں تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اِسی طرح لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اسکا بھائی بسمبر داس اور ایک اور شخص خوشحال نام کسی جرم میں قید ہو گئے تھے اور شرمپت نے امتحان کے رو سے نہ کسی اعتقاد سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اِس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی تب میں کئی دن اُسکے لئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اُس نے رات کے وقت یہ پوشیدہ امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہوگا کہ بسمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی جیسا کہ مینے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اُسکی خود مینے اپنی قلم سے کاٹ دی ہے مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑیگی ایک دن بھی کاٹا نہیں جائیگا اور بسمبر داس کی نصف قید رہنا صرف دعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بری نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ مثل ضلع میں واپس آوے اور انجام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو گئیں تو شرمپت حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدر توں نے

اسکو سخت حیران کر دیا اور اُس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہو گئیں۔ افسوس کہ اُس نے پھر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اور آج کل وہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھے تو ان لوگوں پر اتنی بھی امید نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں اگرچہ بظاہر یہی لاف و گزاف ہے کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہیئے مگر اس پر عمل نہیں ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شرمپت کو حلف دی جائے اور حلف میں جھوٹ کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دیگا۔ میری کئی پیشگوئیوں کی گواہیاں اسکے پاس ہیں ممکن ہے کہ پیچھا چھڑانے کیلئے یہ کہدے کہ مجھے یاد نہیں مگر حلف ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس کو یاد آجائیگا اور اگر جھوٹ بولیگا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا اُسے سزا دیگا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نشانوں کا گواہ ہے۔ میں خدائے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک

۱۱۷ نشان۔ ایکدفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلہ سانپ اسکو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آکر رو پڑا میں نے اُسکے حق میں دُعا کی تو جواب آیا قلنا یانار کونی بردًا وسلامًا یعنے ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ بعد اسکے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا۔ اور اب تک زندہ موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷ مگر یقین ہے کہ اُسکی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑیگی۔

۱۱۸ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا یسئلونک عن شانک قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر انکو اپنی لہو ولعب

مین چھوڑدے سو مینے یہ الہام اپنی اُس جماعت کو جو گورداسپور مین میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہین ہونگے سنادیا جن مین مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر بھی تھے پھر بعد اسکے جب ہم کچہری مین گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب مین لکھا ہے مینے جواب دیا کہ ہان خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اسی نے یہ مرتبہ مجھکو عطا کیا ہے تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریبًا عصر کے وقت پورا ہوگیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا موجب ہوا۔

۱۱۹ نشان۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچازاد بھائیون مین سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد مین آنے جانیکا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد مین آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ مین آگئے۔ ناچار دیوانی مین منشی خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ مین نالش کیگئی جب نالش ہو چکی تو بعد مین معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اسمین یہ مشکلات ہین کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اُسکی نسبت کسی پہلے وقت کی مثل کے رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنے امام الدین قدیم سے اسکا قابض ہے اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جسکا نام غلام جیلانی تھا اور اُسکے قبضہ مین سے نکل گئی تھی تب اُسنے امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور مین بصیغہ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہوگئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اب اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے غرض نالش کے بعد ایک پورانی مثل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدہ لاینحل ہمارے لئے پیش آگیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعوے خارج کیا جائیگا کیونکہ جیسا کہ مینے ذکر کیا ہے ایک پورانی مثل سے یہی ثابت ہوتا تھا

کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے اُس سخت مشکل کو دیکھکر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ہمین یہ بھی صلاح دی تہی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدمہ مین صلح کیجائے یعنی امام الدین کو بطور خود کچھہ روپیہ دیکر راضی کر لیا جائے لہٰذا ہمنے مجبورًا اس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان نہین تھا جو راضی ہوتا اُسکو مجھہ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تہا اور اُسکو پتہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعًا دروازہ بند ہے لہٰذا وہ اپنی شوخی مین اور بھی بڑھ گیا آخر ہمنے اِس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہان تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی بہی صورت کامیابی کی نہین تہی کیونکہ پورانی مثل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور امام الدین کی یہان تک بدنیت تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جسمین آکر ہماری جماعت کے لوگ بیٹھتے تھے وہان ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیان نکالتا تھا اور نہ صرف اِسی قدر بلکہ اُس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونیکے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازون کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیون کی طرح محاصرہ مین آجائین اور گھر سے باہر نکل نہ سکین اور نہ باہر جاسکین یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہان تک کہ ہم ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کا مصداق ہوگئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی اس لئے جناب الٰہی مین دعا کی گئی اور اُس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام علیحدہ علیحدہ وقت کے نہین بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت مین ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت سید فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر متعین بارہ مولہ کشمیر میرے پَیر دبا رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ مین نے سید صاحب کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائین چنانچہ انہون نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کیحالت طاری ہوکر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سنت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا ✝ اور جب ایک فقرہ ختم ہوجاتا تہا اور لکھا جاتا تہا تو پھر غنودگی آتی تہی اور دوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر

✝ عجیب بات ہے کہ اس الہام مین بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جسکے ہاتھ سے بروقت نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی اُسکا نام بھی فضل ہے۔ منہ

جاری ہوتا تھا یہانتک کہ کل وحی الٰہی نازل ہوکر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی اور اسمین تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے جس کا مقدمہ عدالت مین دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ مین فتح ہوگی چنانچہ مینے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الٰہی سنادی اور اس کے معنی اور شان نزول سے اطلاع دیدی اور اخبار الحکم مین چھپوادیا اور سب کو کہدیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا جسمین ہماری فتح ہوگی کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تہا اب ہم اس وحی الٰہی کو معہ ترجمہ ذیل مین لکھتے ہین اور وہ یہ ہے۔

الرحیٰ ۔ تدور وینزل القضاء ۔ ان فضل اللہ لاٰت ولیس لاحد ان یردّ ما اتی ۔ قل ای وربّی انہ لحق لایتبدّل ولایخفٰی ۔ وینزل ما تعجب منہ وحی من رب السمٰوات العلٰی ۔ ان ربی لایضل ولاینسٰی ۔ ظفر مبین ۔ وانما یوخرھم الی اجل مسمّٰی ۔ انت معی وانا معک ۔ قل اللہ ثم ذرہ فی غیّہ یتمطّٰی ۔ انہ معک وانہ یعلم السرّ وما اخفٰی ۔ لا الٰہ الا ھو یعلم کل شیءٍ ویریٰ ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنٰی ۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر ۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماء منھمر ۔ ان حِبّی قریب انہ قریب مستتر ۔

حاشیہ ۔ وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہین ہوتی بلکہ جہانتک ضرورتون کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دعا کیوقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہوجاتی ہے مادّی اسباب کا کچھ بھی اسمین دخل نہین ہوتا ۔ پس اس سے آریہ سماج والون کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادّی اسباب تک ہی محدود رکھتے ہین تبہی تو وہ نیستی سے ہستی ہونیکے قایل نہین اور ان کے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کیلئے مادّی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بھی منکر ہین ۔ منہ

(ترجمہ) چکی پھرے گی اور قضاء و قدر نازل ہو گی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائیگی جیسا کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ مین ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ حالت مین جو صورت مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان ہے یہ صورت قایم نہین رہیگی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائیگی جو ہمارے لئے مفید ہے اور جیسا کہ چکی کو گردش دیتے ہے جو مُنہ کے سامنے حصہ چکی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا ہے اور جو پیچھے کا حصہ ہوتا ہے وہ مُنہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور در پردہ باتین ہین وہ مُنہ کے سامنے آجائینگی اور ظاہر ہو جائینگی اور جو ظاہر ہین وہ ناقابل التفات اور مخفی ہو جائینگی اور پھر بعد اسکے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جسکا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئیگا اور کسیکی مجال نہین جو اسکو رد کر سکے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ مقدمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے یک دفعہ اُٹھا دیجائیگی اور ایک اور صورت ظاہر ہو جائیگی جو ہماری کامیابی کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہین۔ اور پھر فرمایا کہ کہہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اس امر مین نہ کچھ فرق آئیگا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہیگا اور ایک بات پیدا ہو جائیگی جو تجھے تعجب مین ڈالیگی۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانون کا خدا ہے میرا رب اس صراط مستقیم کو نہین چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندون سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندون کو بھولتا نہین جو مدد کرنے کے لایق ہین۔ سو تمہین اس مقدمہ مین کھلی کھلی فتح ہو گی مگر اس فیصلہ مین اُس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے تو میرے ساتھ ہے اور مین تیرے ساتھ ہون۔ تو کہہ ہر ایک امر میرے خدا کے اختیار مین ہے پھر اس مخالف کو اسکی گمراہی اور ناز اور تکبر مین چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی الٰہی کا ایک تسلی دینے کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالش کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے کہ یہ دعوے بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائیگا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے

یہ خبر پھیل گئی تھیں کہ قانون کے رو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اس وجہ سے اُسکا تکبر بہت بڑھ گیا تھا اور وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائیگا بلکہ یہی سمجھو کہ خارج ہو گیا اور شریر لوگوں نے اسکا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریباً تمام گانوئن میں مشہور ہو گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا مقدمہ اُن کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے سو اس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اس قدر ناز اور رعونت دکھلا رہے ہو ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ قادر تیری ساتھ ہے اُسکو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وہ بھی اُسکو معلوم ہیں ماحصل اس فقرہ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی ایک پوشیدہ امر ہے کہ جواب تک نہ تجھے معلوم ہے اور نہ تمہاری وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جسکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں انسان کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اُسکا معبود ہے ایک خدا ہی ہے جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جسکو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے اور وہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں سطحی طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اُسکی عمیق در عمیق شاخوں کو بجا لاتے ہیں اور کمال خوبی سے اُسکا انجام دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکی پسندیدہ راہوں کے خادم ہوتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے احمد کو یعنے اس عاجز کو اُسکی قوم کی طرف بھیجا پس قوم اس سے روگردان ہو گئی۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ تو کذاب ہے دُنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنے ایسے ایسے حیلوں سے دُنیا کمانا چاہتا ہے اور اُنہوں نے عدالتوں میں اُسپر گواہیاں دیں تا اُسکو گرفتار کرا دیں۔ اور وہ

ایک تند سیلاب کی طرح جو اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اُس پر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہی ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے۔ وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جو اُس وقت کی گئی تھی جبکہ مخالف دعوے سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائیگا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم اُن کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دکھ دینگے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی اس قدر شائع کیگئی تھی کہ بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے اسکو حفظ کر لیا تھا اور صدہا آدمی اس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اِس سے انکار نہیں کرسکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دور دراز ملک کے لوگوں تک اِسکی خبر پہنچ چکی تھی پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سُنایا جائیگا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آجائیگا وہی دن تھا جس میں پیشگوئی کی اِس بیان کے معنی کھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھا جائیگا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائیگا۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین کو خیال آیا کہ پُرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہیئے یعنی ضمیمہ جسمیں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے جب وہ دیکھا گیا تو اسمیں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا غلام مرتضےٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا اُس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اُس پر حقیقت کھل گئی اسلئے اُس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری

زمین کی بمعہ خرچہ کر دی اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوز بجز اسکے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ایک تو اسمیں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرے ایک امر مخفی کے ظاہر کرنیکا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوز مقدمہ بھی خدا کی قضا و قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے تئیں علیحدہ نہیں کر سکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ خدا بخش ڈسٹرکٹ جج کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اس قوی حجت کو پیش نہیں کیا صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عقدہ کھلا چنانچہ ہر ایک شخص جو شیخ خدا بخش کے فیصلہ کو دیکھے گا اُسپر فی الفور ظاہر ہو جائیگا کہ مدت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں کیونکہ امام الدین مدعا علیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ ثابت کرنیکے لئے پیش کیا تھا اسمیں تو صرف امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا اسمیں لکھا یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین پر ہی نالش کی تھی اور اسکی عرضی پر مدعا علیہ صرف امام الدین ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانیکے بعد میرے والد صاحب نے بذریعہ اپنے مختار کے مدعا علیہم میں اپنا نام بھی لکھوا دیا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں قابض ہیں اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہو گئے تھے اور صرف امام الدین کا نام مدعی کے عرضی دعوے پر باقی رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو اتفاقاً کسی کی مدد سے وہ مخفی حقیقت ظاہر ہو گئی اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے ایک دم میں چکی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکی کی روش سے جو حصہ چکی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے سامنے آجاتا ہے اور

جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات قبل اس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنی عرضی دعوے مین صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے اندکس پیدا ہونے سے یکدفعہ یہ وجوہات ناپدید ہو گئے اور چکی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آگئے اور جس پوشیدہ امر کیلئے اس پیشگوئی مین خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار مین ظاہر کردونگا وہ ظاہر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی نالش کا مقدمہ ایک پرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس[۴۰] برس کے گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے مین صرف امام الدین کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور تیس[۳۰] برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد اُن کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اس لئے اِن پوشیدہ باتون کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

اب سوچنا چاہئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرت الٰہی سے خبر دی گئی ہے اب جو شخص ایسی پیشگوئیون کی بھی تکذیب کریگا تو ہمین اسکو اسلام کی کچھ خبر نظر نہین آتی افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہین کرتے ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف مین کوئی پیشگوئی نہین اور علماء اسلام جواب دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیون اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اُسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتون سے یہ تنازع فیصلہ پا نہین سکتا پس جبکہ پادریون کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنیکے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہان ہیں پادری تا میرے مقابل پر آوین۔ مین بے وقت نہین آیا۔ مین اُس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیون کے پیرون کے نیچے کچلا گیا۔ اپنے آنکھون کے اندھو تمہین سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا! دین تباہ ہو گیا اور بیرونی حملون اور اندرونی بدعات نے تمام

اعضاء دین کے زخمی کر دیئے اور صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ برس گذر گئے اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے مگر تم کہتے ہو کہ اس وقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر دجّال آیا بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول **محمد عربی** صلعم جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں **وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے**۔ اُسکے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا ✥ اُسکے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ اے نادانو! تم کفر کہو یا کچھ کہو تمہاری تکفیر کی اُس شخص کو کیا پروا ہے جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو بارش کی طرح دیکھتا ہے وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اُترا تھا وہی میرے دل پر بھی اُترا ہے مگر اپنی تجلی میں اُس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور میں بھی بشر ہوں اور جس طرح دھوپ دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں۔ اسلئے ہم دونوں ان تجلیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزت نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے الگ ہو کر پھر دیکھ کہ تجھ میں کونسی عزت ہے۔ اسی طرح عیسےٰ نے ایک وقت میں تو یہ کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور دوسرے وقت قبول کیا کہ شیطان کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا اگر اُس میں حقیقی نور اور روشنی ہوتی تو یہ ابتلا اُسکو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش کر سکتا ہے۔ پس چونکہ عیسٰی انسان تھا اسلئے انسانی آزمائشیں اُسکو پیش آئیں۔ اور عیسٰی کی دعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الٰہی میں عجز و نیاز تھا یہی وجہ ہے کہ باغ والی دعا میں اس قدر وہ رویا کہ اُس کے کپڑے آنسوؤں سے بھیگ گئے۔ مگر باوجود اس کے

✥ اس کے متعلق ایک الہامی شعر ہے اور وہ یہ ہے۔ برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ منہ

عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دعا قبول نہ ہوئی لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہو گئی اور خدا نے اُسکو صلیب سے بچا لیا اور صرف یونس کیطرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا اُسکا رونا اور اُسکی روح کا گداز ہونا موت کے قائم مقام تھا ایسی دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی ✝

اس درگاہ بلند میں آسان نہیں دُعا ٭ جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

۲۰ نشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے لئے ایک نشان ظاہر کیا تھا چونکہ اس نشان کے اول گواہ مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار بدر ہیں اسلئے انہیں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب کتاب امہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۸۹۸ء میں شایع ہوئی تھی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بند کیجاوے اور اُسکے مصنف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پرس ہو۔ ان ایام میں یہ عاجز لاہور میں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی رخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا جبکہ حضور کی خدمت میں ان کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی تھے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخدمت گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ۴ مئی ۱۸۹۸ء کو شایع بھی

✝ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے سولی دئے جانیکی نسبت کوئی خواب دیکھی ہوگی اسلئے اُن کے دل میں یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر میں سولی دیا گیا تو شریعت موسوی کی رو سے لعنتی ہونیکی تہمت میری پر لگائینگے پس اسی وجہ سے انہوں نے جان توڑ کر دعا کی اور وہ دعا قبول ہو گئی اور خدا نے اس تقدیر کو اس طرح بدل دیا کہ گو صلیب پر چڑھائے گئے گو قبر میں بھی داخل کئے گئے مگر یونس کیطرح زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی [illegible] منہ

کردیا تھا جس پر انجمن والوں نے بہت شور مچایا اور اخباروں میں حضور کے برخلاف مضمون شایع کئے انہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کرنے کو گئے تو حضور نے فرمایا تھا کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی کے متعلق الہام ہوا ہے کہ ستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ۔ اور اسکے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کرینگے کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہے اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور انکا جواب دینا اس امر کو خدا تعالے کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہوگا مگر وہ ارادہ جو انجمن والوں نے کیا ہے کہ امہات المومنین کے مؤلف کو سزا دلائیں اسمیں ان کو کامیابی ہرگز نہ ہوگی اور بعد میں انکو یاد آئیگا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا اس الہام کے سننے کے ایک دو دن کے بعد جب میں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گمٹی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا۔ اور اس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سناتا تھا چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اسکی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سنائی گئی اور ہنوز میں سنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو لفٹننٹ گورنر کیطرف سے جواب آگیا ہے اور انکا میموریل نامنظور ہوا ہے اور مؤلف رسالہ امہات المومنین کسی قانون کے مواخذہ کے نیچے نہیں آسکتا۔ تب اس خبر کا سننا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں پر اسکی حمد کی۔ (راقم) حضور کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۲۱ انشان ۔ جن دنوں میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا اسوقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئینگے۔ اسلئے میں مصلحتاً باغ میں معہ عیال و اطفال اور ساکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے انہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ

تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہو گئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لیجاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا آخر میں نے توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلاوے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے اِس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نسخہ اسکے لئے مفید ہوگا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن نام ایک شخص ہمارے مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب میں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام نشان نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔ تو در منزل ماچو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت ببارید یا نہ۔ اس پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کر لے۔

۴۴ نشان۔ عرصہ تیس ۳۰ برس کے قریب گذرا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شاید اس پر چھت بھی ہے اس میں ایک خوب صورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں گذرا کہ یہ فرشتہ ہے اور اس نے مجھے بلایا یا میں خود گیا یہ یاد نہیں۔ لیکن جب میں اُسکے چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اُس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کے مقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نان لو یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے سو تیس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اُسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی دو وقت آکر

غیب سے ملتی ہے کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگرخانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں۔ اور اوسط تعداد روٹی کہانیوالوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہمانداری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ [150] سو روپیہ ماہواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اسکے علاوہ ہیں۔ اور یہ خدا کا معجزہ بیس [20] برس سے میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجاتی ہے حضرت عیسٰی کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی دعوت اسکی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳۔ نشان۔ ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا[*] اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ[†] کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کے خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے میں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بُلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اسلئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اسوقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ

[*] یاد آیا اسکا نام سوامی شوگن چندر تھا۔ منہ

[†] اس جلسہ کا نام عرصہ میں ہوتسو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ

لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنیوالے کیلئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی سے اسکی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا** خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اُس مجمع میں پڑھا گیا تو اُسکے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا۔ اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شایع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شاید بیس۲۰ کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آجتک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اُس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جنمیں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے۔ لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُرمعارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بنکر سب کو نگل گیا۔ اور آجتک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے مُنہ سے نکلی تھی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۴۳ نشان تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھہ رجوع نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی اُس کے لئے میں نے دعا کی تب

٭ مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اس لئے اس کے پڑھنے کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہذا تمام حاضرین نے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اس کے پڑھنے کے لیے ایک دن اور بڑھایا گیا یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ منہ

یہ الہام ہوا دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں الا ان نصر اللہ قریب فی شائل مقیاس دن ول یو گو ٹو امرت سر یعنی دس دن کے بعد روپیہ ضرور آئے گا پہلے اس سے کچھ نہیں آئے گا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایساہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئیگا تب تم امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی بیمنے تین ہندؤوں یعنے شرمپت۔ ملاوامل۔ بشنداس کو جو آریہ ہیں سُنادی اور انکو کہدیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئیگا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئیگا۔ اور علاوہ ان ہندؤوں کے اور بہت سے مسلمانوں کو یہہ پیشگوئی قبل از وقت سنادی اور خوب مشہور کردی کیونکہ اس پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس دن تک کچھ نہیں آئیگا اور گیارہویں دن بلا توقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئیگا۔ دوسرا پہلو یہ عجیب تھا کہ روپیہ آنے کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائیگا کہ تمہیں امرت سر جانا پڑیگا۔ پس یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریان ہر روز ڈاک خانہ میں جاکر تفتیش کرتے رہے اور ان دنوں میں ڈاکخانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو تھا۔ جب گیارہواں دن چڑھا تو ان آریوں کے لئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور وہ بہت خوشی سے اس بات کے امیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تب بعض ان میں سے ڈاکخانہ میں گئے اور غمگین صورت بنا کر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک شخص نے ۲۰ روپیہ بھیجے غرض اس دن ایک سو تیس روپیہ آئے جن سے وہ کام پورا ہو گیا جس کے لئے ضرورت تھی اور اسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرت سر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کیلئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پوری ہونیکی

ایک جماعت گواہ ہے اور اسکی اس طرح پر بھی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر
دیکھا جائے تو جس دن یہ اکیس تیس روپیہ آئے ہیں اُس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں
رجسٹر میں ایک پیسے کا منی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے اور پھر اگر
اُسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اسمیں ایک شخص پادری رجب علی
نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ ۱۸۸۴ء کا نشان ہے ۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ
کا رجسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا
ہے اور اگر متعدد گواہ انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ
پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ و صفحہ ۴۷۰ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ
دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے
تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اس مدت تک اُن کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں
کر سکتی وہ اس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۳ تھا اِس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود
علم اِس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں اُن کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے
ہیں کیوں خاموش رہے ان کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ
میں انکی نسبت درج ہیں ۔ یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں
کے بارہ میں درج ہیں سب سے اول لالہ شرمپت کھتری دوسرا لالہ ملاوامل کھتری تیسرا بشنداس
برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مراد یہی لوگ ہیں بعض جگہ
اور بھی ہیں اور اس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے
کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا ۔ پس اِس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اردو اور عربی اور
انگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اُس کی منشاء کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا
نشان ہے مگر اُن کیلئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں ۔

۲۵ نشان ۔ واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام

کی موت کا نشان ہے جس کی بنیادی پیشگوئی کا سر چشمہ میری کتابیں برکات الدعا اور
کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام
قتل کے ذریعہ سے چھ ۶ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا اور اُسکے قتل کئے جانے
کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن اور یہ اسلئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا
اِس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو عیدیں ہونگی اُس سے دوسرے دن
آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے ✻ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام نے
خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دیدی تھی اور اس
پیشگوئی کے مقابل پر اُسنے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ
الہام کیا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ خاکسار تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائیگا کیونکہ کذّاب ہے ✤
لیکھرام کا یہ الہام ۳ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبد الحکیم خان نے
۳ سالہ الہام شایع کیا ہے غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے
تھی اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جنمیں
لیکھرام نے اپنے پرمیشر کیطرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی بھی
جس میں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ ۶ سال قرار دئیے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت
پا چکی تھی چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی
اور وہ عربی کتاب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے
خبر دی ہے کہ وہ چھ ۶ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اُس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے
مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شایع ہوگئی تھی اور پھر اشتہار
۲۲ فروری ۱۸۹۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام
کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کیطرح

✤ دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۷ و ۳۱۱۔ اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ جسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ تین سال کے اندر آپ کا خاتمہ ہوگا اور آپ کی ذریّت میں سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ منہ

✻ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید الفطر تھی اور جمعہ خود اسلام میں عید کا دن ہے گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے دن مسلمانوں کی دو عیدیں ہونگی اور اُن دو عیدوں کے دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے ایک یہ کہ اُنکا لیڈر مارا گیا دوسرے یہ کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو کر اُنکے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس مین یہ اشارہ تہا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکہرام کا حال ہوگا اور یہ اُس کے قتل کیطرف اشارہ تہا چنانچہ لیکہرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان تو نمین شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانون کی عید ہوئی تہی ایسا ہی گوسالہ سامری بہی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکہرام بہی ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا کیونکہ اول قاتل نے اسکی انتڑیون کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور پہر ڈاکٹر نے اسکے زخم کو زیادہ کہولا اور بالآخر جلایا گیا اور پہر گوسالہ سامری کیطرح اُسکی ہڈیان دریا مین ڈالی گئین اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تہا اور اس زمانہ کے ان کہلونے کی طرح تھا جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی ہے اسی طرح اس گوسالہ مین سے ایک آواز نکلتی تہی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ در اصل لیکہرام بے جان تہا اور اُس مین روحانی زندگی نہین آئی تھی اور اُسکی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تہی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اُسکو نصیب نہین تہی یہ آریون کا قصور تہا کہ اُس بے جان کو جسمین روحانیت کی جان نہ تہی اور محض مُردہ تہا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیئے تھا اسلئے اس کا گوسالہ سامری کیطرح انجام ہوا۔

اِس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والون نے بہی میرے پر حملے کئے چنانچہ پرچہ اینس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵- مارچ ۱۸۹۳ء مین اخبار مذکور کے اڈیٹر نے بہی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تہا کہ اگر لیکہرام کو تہوڑی سی درد سر یا تپ آیا تو کہدیا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مینے اسکے جواب مین برکات الدعا مین لکہا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو مین سزا کے لائق ٹہیرونگا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جسمین قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکہائی دے تو پہر سمجہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ جواب برکات الدعا

کے پہلے صفحہ میں ہی شایع کیا گیا تھا چاہو تو دیکھ لو۔

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اسکے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے **عجل جسد له خوار۔ له نصب وعذاب** یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بیجان ہے اور اسمیں محض ایک آواز ہے جسمیں روحانیت نہیں اسلئے اُسکو وہ عذاب دیا جائیگا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اِس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اسکے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲ر اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملایک شداد غلاظ میں سے ہے۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے †۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائیٹل پیج برکات الدعا مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اسکے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اسکی

† حاشیہ۔ ابتک مجھے معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اسکا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا کاش اگر مجھے یاد ہوتا تو اُسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو میں اُسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا یوں کہو کہ اُسکا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اسکا مثیل ہے۔ واللہ اعلم۔ منہ

موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا مین چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی صرف پیشگوئی نہین تھی بلکہ مینے اسکے ہلاک ہونیکے لئے دعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کیطرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ برس پورے کر کے مرتا۔ مگر اسکی زبان درازیوں نے وہ مدت بھی پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل مین گرفتار ہو گیا۔ اسکے برخلاف ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہان تک کہ جب مین اس مباحثہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جاتا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا اور کمینہ طبع عیسائی اسکو منع کرتے تھے مگر وہ اس تعظیم سے باز نہین آتا تھا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس نے دجّال کہنے سے جلسۂ عام مین رجوع بھی کیا اور عیسائیون کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اسلئے خدا نے میعاد مقررہ سے زیادہ اُسکو مہلت دیدی لیکھرام وہ تھا جو اپنی شوخیون کی وجہ سے اصل میعاد بھی پوری نہ کر سکا اور عبد اللہ آتھم وہ تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اصل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور بہر حال پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا خدا نے اُسکو مہلت بھی دیدی اور پھر اپنی بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی بہر حال اُسکی موت کیلئے پندرہ مہینے قایم رہے ⁂

اور مینے سید احمد خان کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعا مین لکھا تھا کہ لیکھرام کی موت کے لئے مینے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہو گئی ہے سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہین نمونۂ دعائے مستجاب کافی ہے مگر میری اس تحریر پر ہنسی کی گئی۔ کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام مین سخت سرگرم تھا اور مینے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کر لین اشعار مین سید احمد خان کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہین جو میری کتاب برکات الدعا مین درج ہین اور اُس وقت شایع کئے

گئے جب لیکھرام زندہ موجود تھا۔

سیّد احمد خان صاحب سی ایس آئی کیطرف نظم مین ایک خط جو دعا کی قبولیت کا منکر تھا۔

رُوئے دلبر از طلبگاران نمیدارد حجاب ... می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب

لیکن آن روئے حسین از غافلان ماند نہان ... عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

دامنِ پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست ... ہیچ راہی نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم ... جان سلامت بایدت از خود رویہا سرِ بتاب

تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد ... ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہِ صواب

مشکلِ قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود ... ذوقِ آن می داند آن مستے کہ نوشد آن شراب

ایکہ آگاہی ندادندت ز انوارِ درون ... در حقِ ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سرِ وعظ و نصیحت این سخنہا گفتہ ایم ... تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخمِ خراب

از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا ... چون علاجِ مے ز مے وقتِ خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست ... سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرارِ قدرتہائے حق

قصّہ کوتہ کن ببین از ما دعائے مستجاب✣

یہ کل نقل مطابق اصل ہے اور اسمین یہ تشریح درج ہے کہ یہ دعا لیکھرام کی موت کیلئے کی گئی تھی۔ اور کتاب کرامات الصادقین مین ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہوگی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا۔ اور وہ شعر یہ ہے۔

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا

سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

✣ دیکھو صفحہ ۳ و ۴ سرورق برکات الدعا۔ منہ

یعنے مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں پہچان لے گا اور عید اُس سے قریب ہوگی یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب واقع ہوگی بعض آریہ سماج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماچار میں

واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارہ میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اِس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہئے کہ اول میری کتاب آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعا کی وہ عبارت غور سے پڑھے جسمیں مینے سید احمد خان کی طرف لکھا تھا کہ آپ سُن رکھیں کہ مینے لیکھرام کی موت کیلئے دعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائیگا پھر طالب حق کو چاہئے کہ اسکے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جسمیں مینے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میرے دعا قبول ہو چکی ہے اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہئے کہ برکات الدعا کے اخیر میں میرے اس کشف کو پڑھے جسمیں مینے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ مینے دیکھا جسکی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اُس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے ✠ اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہئے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جسمیں لکھا ہے کہ لیکھرام عید کے دنکے قریب ہلاک ہوگا اور پھر چاہئے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام کا الہام پڑھے جسمیں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے عجل جسد له خوار - له نصب و عذاب - یعنی لہ کمثلہ نصب و عذاب ترجمہ یہ گوسالہ بیجان ہے جسمیں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا یاد رہے کہ عبارت لہ نصب و عذاب کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ لہ کمثلہ نصب و عذاب سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکھرام

✠ خونی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائیگا - منہ

کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اُس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کیطرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھرام کی موت سے پہلے شایع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے

الا اے دشمنِ نادان و بیراہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

یعنی اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیگی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کل اشعار اس جگہ لکھدیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھرام پشاوری کی نعش کی وہ تصویر لکھدینگے جو خود آریہ صاحبوں نے شایع کی اور ہمیں اُس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کرکے آخر اُسنے جوانا مرگ جان دی اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں ہی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اسکی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اسکی طبیعت کو خراب کردیا اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اسمیں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کھلتے ہیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُسکے دل کو خراب کردیا اور میری نسبت بھی اُن نالایق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُسکو سنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بدصحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں اسکی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا

اور میں وضو کر رہا تھا مگر وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اُسوقت نماز کی وجہ سے میں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُسکو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اُسکو جوش دلایا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُنکی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا اِسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسکو ایک گوسالہ سے مشابہت دی بہرحال ہم اسکی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنڈت لیکھرام کی اس نعش کی تصویر دکھائیں گے جو آریہ صاحبوں نے شائع کی ہے یہ اُسوقت کی تصویر ہے جبکہ وہ مقتول ہونے کے بعد ارتھی پر رکھا گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اُسکے ساتھ تھی یہ تصویر ہمنے اس رسالہ میں اِسلئے شائع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اس حالت سے عبرت پکڑے اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے اگرچہ میں لیکھرام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اُسکے لئے دعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُسکے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے رد کرانیکے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا اور اُسکی طرف سے صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور با قرار پنڈت دیانند اُس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بُت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی

توحید قایم نہین رہی تھی اور اسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے قایم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزارہا نشانون اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی جو اب تک اوسکے معجزات ظہور مین آ رہے ہین۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے توحید کو قایم کرنیوالا تھا گندی گالیون سے یاد کیا جاوے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے؟ بازارون مین گالیان دین؟ عام مجمعون مین گالیان دین؟ ہر ایک کوچہ و گلی مین گالیان دین؟ خدا غضب مین دھیما ہے اور نہایت کریم و رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے سمجھنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو انسان ہر ایک عمدہ تعلیم کی نقل اوتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانون کی نقل نہین اوتار سکتا۔ پس اس معیار کی رو سے آج روئے زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اس کے ہم نہین کہہ سکتے کہ ہندوون کے پیشوا اور اوتار کاذب اور مکار تھے اور نہ (نعوذ باللہ) ہم انکو گالیان دیتے ہین بلکہ خدا تعالی نے ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی آبادی بستی اور ملک نہین جسمین اوس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنے کوئی ایسی امت نہین جس مین خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ نہین سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بلاد اور اقالیم کے جو سب اوسکی ہدایت کے محتاج ہین اور سب اوسکے بندے ہین پھر بھی خدا تعالی کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی تعلق رہا اور دوسری قومین اوسکی پاک و راست ہدایت سے محروم رہی ہین۔ خدا کا موجودہ قانون بھی جس کے برخلاف پاتے ہین وہ...... دوسرے ممالک مین اب بھی اپنی وحی اور الہام سے اپنے وجود کا پتہ دیتا ہے اپنے بندون کی نسبت خدا کی طرف سے یہ کشش پاتے اور طرفداری اوسکی ذات کی طرف منسوب نہین ہو سکتی یہ شخص اوسکی طرف دل اور جان سے رجوع

کرے وہ بھی اسکی طرف رجوع رحمت کرتا ہے خواہ ہندی ہو اور خواہ عربی وہ کسی کو ضایع کرنا نہین چاہتا اُسکی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہین اور ہم دیکھتے ہین کہ جسمانی طور پر بھی خدا تعالیٰ کی نعمتین ہر ایک جگہ پائی جاتی ہین ہر ایک ملک مین پانی موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت مین موجود ہے ہر ایک ملک مین اناج موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت مین موجود ہے ہر ایک ملک مین وہ نعمتین موجود ہین جیسا کہ آریہ ورت مین موجود ہین تو پھر جبکہ خدا نے جسمانی طور پر اپنے فیضان مین کسی قوم اور ملک سے فرق نہین کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ روحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے اُس کے سب بندے ہین کیا کالے اور کیا گورے اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگ دائرہ مین محدود نہین ہوسکتا اور اُسکو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وہ اشعار ذیل مین لکھتے ہین جن مین لیکھرام کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین یہ اشعار اُس کے مارے جانے سے پانچ برس پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان مین شایع ہو چکے ہین اور وہ یہ ہین اور ان کے آخر مین لیکھرام کی نعش کی تصویر چھاپی گئی ہے۔

اشعار

عجب نورے است درجانِ محمدؐ
عجب لعلیست درکانِ محمدؐ

ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آن ناکسان را
کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

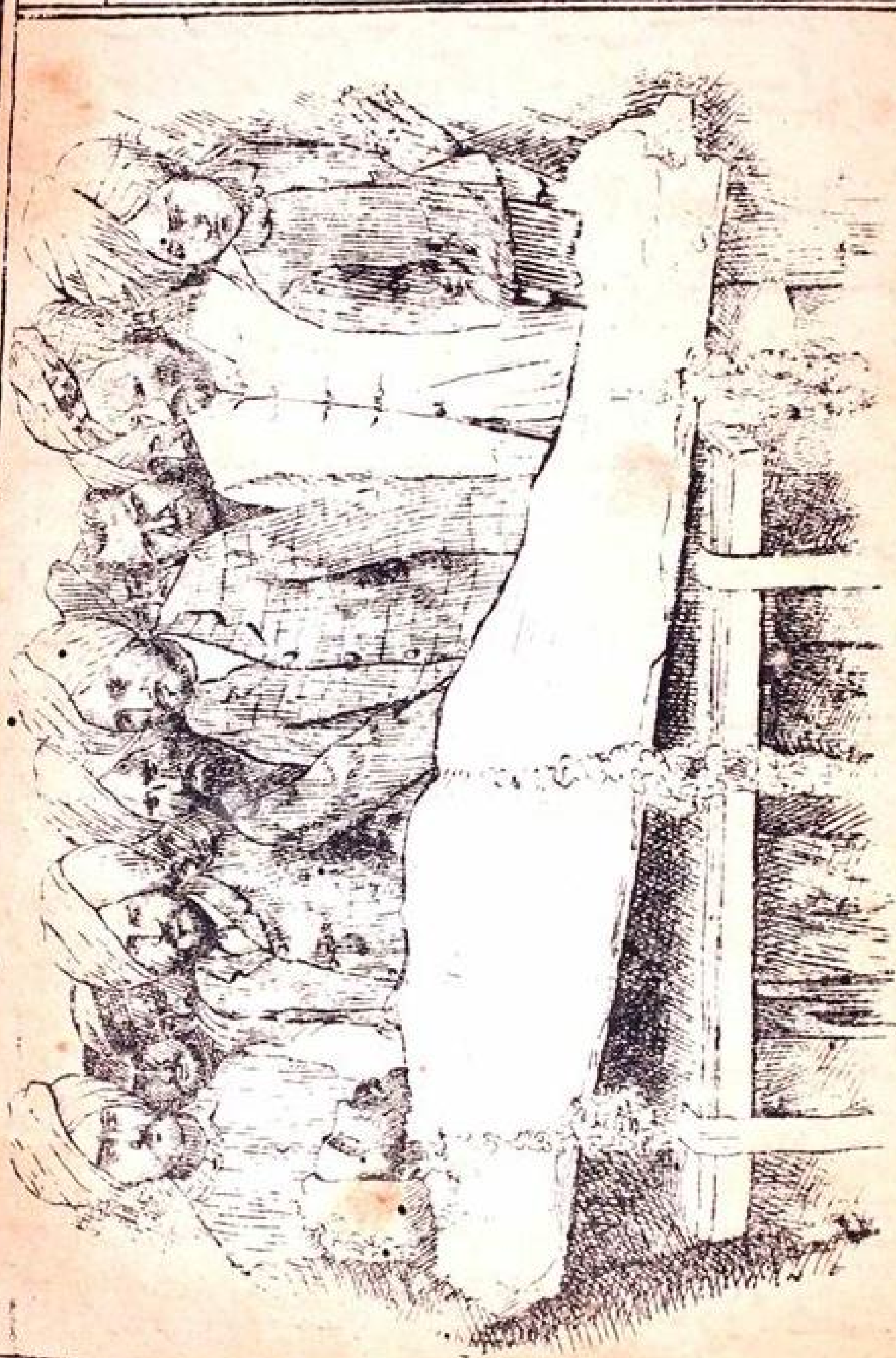
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت وشانِ محمدؐ

خدا زان سینہ بیزارست صد بار
کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آن کرمِ دنی را — کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیِ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثناخوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من — کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آن گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستانِ محمدؐ

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آن خوش مرغ از مرغانِ قدسم — کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منوّر کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان درین راہ — نباشد نیز شایانِ محمدؐ

چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را	کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
رہِ مولےٰ کہ گم کردند مردم	بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ	بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ	ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ



٭ لیکھرام نے بار بار مجھ کو لکھا تھا کہ مین کرامت دیکھنا چاہتا ہون اور اپنی کتابون مین بھی بار بار بیان کیا تھا کہ مجھ کو کرامت دکھلاؤ مگر خدا تعالیٰ جو حکیم ہے ہر ایک کے مناسب حال اسکو کرامت دکھاتا ہے پس جبکہ لیکھرام کی زبان ہمارے نبی صلعم کو گالیان دینے مین چھری کیطرح چلتی تھی اور اپنی زبان سے ہزارہا دل زخمی کر رہی تھی اسلئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اسکی بدزبانی ایک چھری مجسم ہو کر اسکے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہی خدا کا قدیمی نشان ہے جسکو وہ شخص کہتا ہے اور جب وہ زندہ تھا یہی کہتا تھا کہ مین قبول نہین کرونگا جبتک کوئی ستارہ آسمان سے نہ گرے پس ستارہ گرا اور قیامت کا نشان تھا اور قوم بھی اسکو ستارہ بیان کرتی تھی اس لئے وہ ستارہ گرا اور اسکا گرنا بحیثیت ہوا

۱۲۶ **نشان۔** لودہانہ میں ایک صاحب عباس علی نام تہے جو بیعت کرنیوالوں میں داخل تہے چند سال تک اونہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ انکی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہوا اصلہا ثابتٌ وفرعہا فی السماء اس الہام سے صرف اس قدر مطلب تہا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تہے اور ایسے ہی انہوں نے اُس زمانہ میں آثار ظاہر کئے۔ کہ اُن کے لئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی ورد نہ تہا اور ہر ایک میرے خط کو نہایت درجہ متبرک سمجہ کر اپنے ہاتہ سے اُسکی نقل کرتے تہے اور لوگونکو وعظ ونصیحت کرتے رہتے تہے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بہی دسترخوان کا ہو تو متبرک سمجہ کر کہا جاتے تہے اور سب سے پہلے لدہیانہ سے وہی قادیان میں آئے تہے ایک مرتبہ مجہ کو خدا تعالیٰ کیطرف سے دکہایا گیا کہ عباس علی ٹہوکر کہائیگا اور برگشتہ ہو جائیگا وہ میرا خط بہی اُنہوں نے میرے ملفوظات میں درج کر لیا بعد اسکے جب انکی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجہ کو کہا کہ مجہکو اس کشف سے جو میری نسبت ہوا بڑا تعجب ہوا کیونکہ میں تو آپ کے لئے مرنے کو طیار ہوں میںنے جواب دیا کہ جو کچہہ آپ کے لئے مقدر ہے وہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ میںنے مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ کیا تو وہ دعوےٰ اُنکو ناگوار گذرا۔ اول دل ہی دل میں پیچ وتاب کہاتے رہے بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت کہ جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے لدہیانہ میں میری طرف سے ہوا تہا اور اس تقریب سے چند دن اُنکو مخالفوں کی صحبت بہی میسر آگئی تو وہ پوشیدہ نفاق بر ظاہر ہو گیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے۔ اور پہر ایسے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وہ نورانیت مُنہ کی جو تہی سب جاتی رہی اور ارتداد کی تاریکی ظاہر ہو گئی اور مرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدہیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجہے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کئے جائیں دس دن تک بند رہیں پہر جو جہوٹا ہوگا مر جائے گا میںنے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمایشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمایش نہیں کی مگر مجہے اور آپ کو خدا

دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کر دے اور خدا کے نشان تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اگر آپ طالب صادق ہیں تو قادیان میں میرے ساتھ چلیں جواب دیا کہ میری بیوی بیمار ہے میں جا نہیں سکتا اور شاید یہ جواب دیا کہ کسی جگہ گئی ہوئی ہے یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو۔ پھر اسی سال میں وہ فوت ہو گئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی پس یہ خوف کا مقام ہے کہ آخر عباس علی کا کیا انجام ہوا اور اس قدر ترقی کے بعد ایک ہی دم میں تنزل کے گڑھے میں پڑ گیا۔ اور اس کے حالات سے یہ تجربہ ہوا کہ اگر کسی شخص کی نسبت خوشنودی کا بھی الہام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت تک ہوتی ہے* یعنی جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں پر جا بجا غضب ظاہر فرماتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو معًا وہ غضب رحمت کیساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت غضب کے ساتھ بدل جاتی ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بہشتیوں کے اعمال بجا لاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور در اصل قضاء و قدر میں وہ جہنمی ہوتا ہے تو آخر کار کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جاتا ہے اسی طرح ایک شخص بہشتی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جہنم میں صرف ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے آخر کار اُس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ نیک عمل بجا لانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اُس کی موت ہوتی ہے اور بہشت میں داخل کیا جاتا ہے اور اس پیشگوئی کی سچائی کا یہ ثبوت ہے جس سے کوئی مخالف انکار نہیں کر سکتا کہ وہ کتاب میر عباس علی کی جس میں اُس نے اپنے ہاتھ سے میری پیشگوئی لکھی ہے جو پوری ہو گئی وہ اب تک موجود ہے اور میں نے اُس کی وفات کے بعد اُس کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے جو سر سے پیر تک سیاہ ہیں اور مجھ سے قریبًا سو قدم کے فاصلہ

* اسی لئے ہر وقت نماز میں یہ دعا خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے اور فرض کر دی ہے کہ اس کے بدون نماز نہیں ہو سکتی کہ غیر المغضوب علیہم یعنی یاد رہو کہ ہم منعم علیہ ہو کر پھر مغضوب علیہ نہ بن جاویں پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئیے۔ منہ

پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے میں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔

۱۲۷ نشان۔ ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے ایک دن میں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنیوالوں کیطرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو میں نے اُسکو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی بعد اس کے میں نیچے اُترا اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور اُنکی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے ان سب نے میری بات سنکر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو دوسرے دن یا تیسرے دن خبر آگئی کہ اسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اس دنیا سے گذر گیا۔

۱۲۸ نشان۔ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے یہ الفاظ تھے پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُنکی دلجوئی ہوگی۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیوں کی دلشکنی کا باعث ہوا تھا کہ گویا اُن کے گھروں میں اسقدر ماتم پڑ گیا تھا اور انہوں نے

تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اسکے یہ نتیجہ ہوا کہ اُن کا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسرون نے پسند نہ کیا اور اُنکی نسبت ان افسرون کی طرف سے جو کچھ کارروائیان ہوئین ہمین اس جگہ اُسکی تفصیل کی بھی ضرورت نہین۔ خاص کر فلر لفٹنٹ گورنر کو اُنہون نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اُن ایام مین کہ بنگالی لوگ اپنے افسرون کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھا رہے تھے اور مسٹر فلر کے انتظام سے جان بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُنکی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ مینے اس پیشگوئی کو انہین دنون مین شایع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر شاکی تھے کہ اُنکی آہین آسمان تک پہنچ گئی تہین یک دفعہ مستعفی ہو گیا وہ کاغذات شایع نہین کئے گئے جنکی وجہ سے استعفا دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیون نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی اخبارون سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھ کر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیون نے فلر کی علیحدگی مین اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اُن کے خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہین کہ در حقیقت فلر کی علیحدگی سے اُنکی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہو گئی ہے اور یہ کہ اُنہون نے فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فلر کے استعفا مین جس غرض کو کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے وہ غرض بنگالیون کی بے حد خوشیون سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پورا ہونیکا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیون نے اپنی دلجوئی اس کارروائی مین خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز مین ہی شایع نہین ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخبارون نے اسکو شایع کیا تھا۔ یہان تک کہ خود بنگالہ کے بعض

نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے یہ ہے کہ **امرت بازار پتر کا** کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے ''بہ اغلب ہے کہ اسکا یعنی فلر کا جانشین (نیا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کریگا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ عین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے ہی ظاہر ہے کہ اس نے اس بارہ میں اپنے اطمینان ظاہر کی ہے کہ ضروری لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہوگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرتا رہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیش گوئی کے پورا ہونیکی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک اور سب سے زبردست دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاس سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک لمبی چھٹی کے اثناء میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سر فلر کا استعفا عین بنگالی بابوؤں کے منشاء کے مطابق ہے لکھتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اسکی یعنی فلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالا سے) ملا ہے اور اس نے اسکو قبول کیا ہے کہ شر انگیز بابوؤں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی خدا تازہ بتازہ اپنے نشان دکھلاتا جاتا ہے آہ کیسے غافل دل ہیں کہ پھر قبول نہیں کرتے ہم ان متواتر نشانوں سے ایسے یقین سے بھر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے مگر افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس آبِ زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس بد قسمتی کا اندازہ نہیں ہو سکتا ٭ کوئی قوم نہیں جنمیں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور کوئی فرقہ

نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ دس کروڑ بھی کہیں تو کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھہ فائدہ نہ اٹھایا اگر یہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے حضرت عیسیٰ بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے جاتے تو وہ ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق نہ ہوتے۔ اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی۔ مگر افسوس ان دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ انکے دل کی تاریکی بڑھ گئی اصل بات یہ ہے جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں ترقی کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی۔ پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی معمولی عذاب ان پر نازل نہ ہو بلکہ وہ عذاب نازل ہو جو ابتداء دنیا سے آج تک کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے قبول نہیں کیا اور اندھے رہے وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہو گئی

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ۞ یُوْحِیْ مُشْرِقٍ حَتّٰی رَوِیْنَا
ہمنے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا ۔ جو روشن وحی کا پانی ہی پیا تا تک کہ ہم سیراب ہو گئے

رَئَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ شَمْسًا ۞ فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا
ہمنے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا ۔ پس ہم ایمان لائے اور یقین کیساتھ تصدیق کی

تَجَلَّتْ مِنْہُ اٰیٌ فِیْ قَطِیْعٍ ۞ وَاُخْرٰی بَارَ فِیْ عَشَائِرَ کَافِرِیْنَا
اسکی ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے اور دوسری قسم کے نشان کافروں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے

۲۹ نشان۔ مولوی رسل بابا امرتسری جس نے میرے مقابل پر محض بیہودہ اور لغو طور پر رسالہ حیات المسیح لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے تو کیوں مجھہ کو طاعون نہیں ہوتی آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اُس کے عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھہ کو الہام ہوا کہ یموت قبل یومی ھٰذا

یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مر جائیگا چنانچہ وہ آیندہ جمعہ سے پہلے ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۵½ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اسکی موت سے پہلے شایع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا سلام علیک یا ابراھیم سلام علی امرک صرت فایزا۔ یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتحیاب ہو گیا۔

۱۳۰ نشان۔ مین نے اپنے رسالہ انجام آتھم مین بہت سے مخالف مولویون کا نام لیکر مباہلہ کی طرف انکو بلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور مین یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی ان مین سے مباہلہ کرے تو مین یہ دعا کرونگا کہ ان مین سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیان دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ ان مین سے رشید احمد گنگوہی نے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہین کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار مین مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے آخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویون مین سے جو باون[52] تھے آج تک صرف بیس زندہ ہین اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا مین گرفتار باقی سب فوت ہو گئے مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دعا مین تھا۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا اور جو زندہ ہین ان مین سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہین حالانکہ ابھی انہون نے مسنون طور پر مباہلہ نہین کیا تھا۔

۱۳۱ نشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ مین پڑھینگے کہ ایک دفعہ مینے بسمبر داس اور شرمپت کھتری کے بارہ مین ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اُس پر بنا تھا بری تو نہین ہوگا مگر نصف قید رہ جائیگی بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جب بسمبر داس

نصف قید بھگت کر رہا ہو گیا جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی مین بتلایا گیا تھا تو اسکے وارثون نے
خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بسمبرداس بری ہو گیا رات کا وقت تہا اور مین اپنی بڑی
مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے گیا تہا جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد مین
آکر یہ بیان کیا کہ بسمبرداس بری ہو گیا ہے اور بازار مین اُسکو مبارکباد دیان مل رہی ہین تو مجھے
یہ خبر سنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل مین بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات
پر حملہ کرینگے کہ تم نے تو یہہ خبر دی تہی کہ بسمبرداس بری نہین ہو گا اب دیکھو وہ تو بری ہو گیا
مجھے اس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہو گئی اور جب مین نماز
مین کسی رکعت کے بعد سجدہ مین گیا تو اس وقت میرا اضطراب نہایت تک پہنچ گیا تھا تب سجدہ
کی حالت مین ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّکَ
اَنْتَ الْاَعْلٰی یعنی کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔ پھر مین منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی
کس طرح پوری ہو گی۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مین بار بار اسی شرمپت سے پوچھتا تہا کہ
کیا یہ سچ ہے کہ بسمبرداس بری ہو گیا تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بری ہو گیا
ہے مجھے جھوٹھ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور اس گانو مین جس سے مین دریافت کرتا وہ
یہی کہتا تہا کہ ہمنے بہی سُنا ہے کہ وہ بری ہو گیا ہے اسی طرح قریبًا چھ ۶ ماہ گذر گئے یا کچھ کم
و بیش اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تہے جیسا کہ اُنکی قدیم سے عادت ہے۔ مگر
شرمپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہین کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اوس نے
شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی مین اوس کے روبرو نادم ہوتا تہا کہ اس قدر تاکید
سے مینے اُسکو اُسکے بھائی کے بری نہ ہونے کی خبر دی تہی اور اب یہ صورت پیش آئی
لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تہا کہ خدا کوئی نظارہ قدرت
دکھلائیگا۔ اور ممکن ہے کہ بری ہونیکے بعد پھر ماخوذ ہو جائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود
یہ خبر بری ہونے ہی ایک بناوٹ ہے۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے

کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان مین آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آگیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہین اُترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ اُنکی رسم ہی اسکو سلام کرنیکے لئے آگئے اور اُن مین بسمبر داس بھی تھا۔ تب تحصیلدار نے بسمبر داس کو دیکھ کر کہا کہ بسمبر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تُم نے قید سے رہائی پائی۔ مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے یہ سنکر تو اس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمپت کو بلایا کہ تو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبر داس بری ہو گیا اور مجھے ناحق دکھ دیا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم مین رشتون اور ناطون کے وقت ادنے ادنے باتون مین نکتہ چینیان ہوتی ہین اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہین سو اسی معذوری سے مین خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔

۲۳ نشان - مین پہلے لکھ چکا ہون کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل وعیال کے باغ مین چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جسمین پانچ ہزار آدمی کی گنجایش ہو سکتی تھی ہمنے سونیکے لئے پسند کیا اور اسمین دو خیمے لگائے اور اردگرد قناتون سے پردہ کرا دیا مگر پھر بھی چورون کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اسکے قریب ہی بعض دیہات مین نامی چور رہتے ہین جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہین۔ ایک مرتبہ رات کو مینے خواب مین دیکھا کہ مین پہرہ کے لئے پھرتا ہون جب مین چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آگے فرشتون کا پہرہ ہے یعنے تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہین تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہین پھر بعد اسکے الہام ہوا ہمن سنت درمقام محبت سرائے ما۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات مین سے ایک گانو کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ

سے ہمارے باغ مین آیا اور اسکا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ مین داخل ہوا مگر موقعہ نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت مین بیٹھ گیا۔ اور بہت سی پیاز اوس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہان سے دوڑا اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اسکو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے۔ اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اسکو پکڑا ہوا نہ ہوتا دوڑنے کے وقت ایک گڑھے مین پیر اس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح یہ سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت مین جاتے ہی سزایاب ہو گئے بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان مین سے جو باغ مین ہے جسمین ہم ون کے وقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلہ سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح یہ فرشتون کی حفاظت کا ثبوت ہمین دستیاب ہو گیا[*]

۳۳ نشان۔ مین انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہون تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیون کو بطور موہبت انگریزی مین میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۳ و ۴۸۴ وصفحہ ۵۲۲ مین یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے

I love You. I am with You. Yes, I am happy. Life of pain. I shall help You. I can, what I will do. We can, what We will do. God is coming by His army. He is with You to kill enemy. The days shall come When God shall help You. Glory be to the Lord God maker of earth and heaven.

[*] اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور تمام جماعت کے لوگ ہین کہ جو باغ مین رہتے ہین

آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِدْ یُو۔ یس آئی ایم ہیپی۔ لائف آف پین۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین واٹ آئی وِل ڈُو۔ وی کین واٹ وی وِل ڈُو۔ گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہِی اِز وِدْ یو ٹو کِل اینمی۔ دِی ڈَیز شَل کَم وَین گوڈ شیل ہیلپ یو۔ گلوری بِی ٹُو دِی لارڈ۔ گوڈ میکر آف ارتھ اینڈ ہیون۔ ‡

(ترجمہ) مین تم سے محبت کرتا ہون۔ مین تمہارے ساتھ ہون۔ ہان مین خوش ہون زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) مین تمہاری مدد کرونگا۔ مین کرسکتا ہون جو چاہونگا۔ ہم کرسکتے ہین جو چاہین گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنیکے لئے تمہارے ساتھ ہے وہ دن آتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی مین خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ مین انگریزی خوان نہین ہون اور بکلی اس زبان سے ناواقف ہون مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آیندہ وعدہ کو اس ملک کے تمام شہرت یافتہ زبانون مین شایع کرے سو اس پیشگوئی مین خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے مین اُسکو دور کرونگا اور مین تمہاری مدد کرونگا اور ایک فوج کیساتھ تمہارے پاس آؤنگا اور دشمن کو ہلاک کرونگا اس پیشگوئی مین سے بہت کچھ حصہ پورا ہوچکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت مین داخل

‡ حاشیہ۔ چونکہ یہ غیر زبان مین الہام ہے اور الہام الٰہی مین ایک سرعت ہوتی ہے اسلئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے مین کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہین ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہین چلتا۔ اسکی نظیرین قرآن شریف مین بہت پائی جاتی ہین مثلاً یہ آیت ان ھٰذان لساحران

ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اسقدر نصرت آئیگی سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آیندہ کی خبر ہے۔

۱۳۴ نشان۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۳ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی انہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے اگرچہ مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئینگے چنانچہ ڈاکخانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس[۲۱] روپے آئیں گے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی اُس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی اور نیز مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقعہ ملگیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ یک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست و یک آئے ہیں اسمیں شک نہیں مبتے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو نب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر یہ کہدیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ اُن آریوں میں سے ڈاکخانہ میں گیا۔ اور اُسکو ڈاک منشی نے اسکے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس[۲۰] روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے

نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اسکے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہہ روپیہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہوا اس مبارک دن کی یادداشت کیلئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یون نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

۱۳۵ نشان - ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے نزلت الرحمة علی ثلٰث العین وعلی الاخریین یعنے تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور انکی تصریح نہیں کی۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ ۱۵ برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۱۳۶ نشان - مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہو گئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھ الہام ہوا ردّ الیک انوار الشباب - یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے گئے بعد اسکے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

کیلئے ضروری ہے پورے طور پر میسّر آگیا ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے مَیں نے اپنا دعوے ماموریت من اللہ ہونیکا شایع کیا ہے مَیں نے اُن کیلئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کیگئیں انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کیطرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا۔ (۳) اور نیز یہ کہ کافر اُسکے دم سے مرینگے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دیگا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اُسکے سر پر موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئینگے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کریگا۔ (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑیگا۔ (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کریگا۔ (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کریگا اور اُسکی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ تلک عشرۃ کاملۃ

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو اُن کا ردزائل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا تا اسکی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مراد اُسکے لئے دو قسم کے غیبی سہارے ہین جن پر اُسکی اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک وہبی علم متعلق عقل اور نقل کیساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اسکو عطا کیا جائیگا۔ (۲) دوسری اتمام حجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہونگے اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُسکا اُترنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسکی ترقی کے لئے غیب سے سامان میسّر ہونگے اور اُن کے سہارے سے کام چلیگا۔ اور مین اس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہون کہ مینے دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ مین دیگئی ہے جسکا قبضہ تو میرے ہاتھ مین ہے اور نوک اسکی آسمان مین ہے اور میں دونوں طرف اُسکو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صدہا انسان قتل ہوتے جاتے ہین جسکی تعبیر خواب ہی مین ایک بندہ صالح نے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے اور دہنی طرف سے مراد وہ اتمام حجت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائین طرف سے وہ اتمام حجت مراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور مین آئیگا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنے اُسکی توجہ سے کافر ہلاک ہونگے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح اُس غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہین اس کشف کے معنی یہ ہین کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اُسکو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کیطرح اُسکے سر پر سے ٹپکتے ہین یہ نہین کہ انسانی سرشت کے برخلاف اسمین کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ کیا

لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اسکے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کیطرح قطرے ٹپکنے کے معنی جو میں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اس سے کڑے ہی مراد تھے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اُس سے گائیاں ہی مراد تھیں ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے پس اسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کر کے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اُسکے سر سے ٹپکتے ہیں اسکے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنیوالا اور رجوع کرنیوالا ہوگا اور ہمیشہ اُس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کی دانوں کی طرح اُسکے سر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اُسکے بدن پر میل رہ سکتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اسکے نفس پر بھی گناہوں کی میل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے اس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کیطرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور یہود کیطرح

اسرار اور حقایق سے ناآشنا ہین۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کریگا اور مسیح موعود بھی اسکے معنی خود ظاہر ہین کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہین ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دجّال خانہ کعبہ مین داخل ہو جائیگا یا یہ کہ مسلمان ہو جائیگا۔ یہ دونون باتین خلاف نصوص حدیثیہ ہین پس بہرحال یہ حدیث قابل تاویل ہے اور اسکی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ مین ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنیکے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اسکے گرد طواف کریگا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اسکے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کریگا جسکی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جسکا نام دجال ہے اور اسکی دست درازیون سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے یہ بات ظاہر ہے کہ رات کیوقت چور بھی گھرونکا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والونکو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اسکو سخت عقوبت کے زندان مین داخل کرادے تا اسکی بدی سے لوگ امن مین آجاوین۔ پس اس حدیث مین اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ مین وہ چور جسکو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنون تک زور لگائیگا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کردے ☩ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی مین اپنے نعرے

☩ حاشیہ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ مین ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہین جنہون نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے کیونکہ جس نے سورہ محمدیہ مین یہی دعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہین کہ ایسے یہودی نہ بن جائین جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا اور نہ ایسے عیسائی بنجائین جنہونے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اسکو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹون سے بڑھکر ہے اور اسکی تائید مین حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال مین لائے اس لیے آسمان پر انکا نام دجال رکھا گیا اگر کوئی اور دجال ہوتا تو اس آیت مین اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورہ فاتحہ مین بجائے ولا الضالین کے ولا الدجال ہونا چاہئے تھا اور یہی معنی واقعات نے ظاہر کئے ہین کیونکہ جب آخری فتنہ کو ڈھونڈا گیا تو نہایت زور سے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

آسمان تک پہنچائیگا اور تمام فرشتے اوس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اُسکی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سُست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائیگا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُسکی تضرعات انتہا تک پہنچ جائینگی تب خدا اُسکے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کیلئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کریگا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسّر آجائیگی۔ اِس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہونگی اور سخت زلزلے آئینگے اور تمام دنیا سے امن جاتا رہیگا یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دُعا سے نازل ہونگی تب ان نشانوں کے بعد اُسکی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود اُن کے کاندھوں پر نزول کریگا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کی ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کریگا وہ بجلی کی طرح گریگا اور طوفان کی طرح آئیگا اور ایک سخت آندھی کیطرح دنیا کو ہلادیگا کیونکہ اُسکے غضب کا وقت آگیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسرِ صلیب نہیں ہوگا ایسی قربانی کو جبتک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اُسکی فتح نہیں ہوئی اور اسی قربانی کی طرف اِس آیت کریمہ میں اشارہ ہے واستفتحوا وخاب کل جبارٍ عنید یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈالکر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد + ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑ دی جائینگی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں

ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دیگا اور بعد اس کے دُنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اُسکا پیوند نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اُسکو نہیں توڑینگے بلکہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اُس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اُسکو نابود کرے گا اُسکی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صادق اور کاذب اُسکی نظر کے سامنے ہے وہ غیر کو یہ عزت نہیں دیگا مگر اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا مسیح یہ شرف پائیگا جسکو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اُسکو ذلیل کر سکے وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا اسکا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا اور صلیبی عقیدہ کی عمر اُس کے ظہور سے پوری ہو جائیگی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہونے چلے جائیں گے جیسا کہ آجکل یورپ میں ہو رہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونیوالے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دُنیا ظلمت سے روشنی کیطرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہو گئی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کریگا یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنیکی طرف اشارہ ہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دعا سے ہلاک کیا جائیگا اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کریگا اِس کے یہ معنی ہین کہ اس کے ظہور سے دجالی فتنہ روبزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائیگا اور دانشمندون کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائینگے ۔ واضح ہو کہ دجّال کے لفظ کی دو تعبیرین کی گئی ہین ایک یہ کہ دجال اُس گروہ کو کہتے ہین جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے ۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے پس قتل کرنیکے یہ معنی ہین کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اسکا نشو و نما نہین ہوگا گویا اس آخری لڑائی مین شیطان قتل کیا جائیگا ۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مین داخل ہوگا اسکے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائیگی یہ جسمانی خیال کے لوگون کی غلطیان ہین جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہین بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ مسیح موعود مقام قرب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو ملیگا ۔ اور اسکی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملیگی گویا ایک ہی قبر مین ہین ۔ اصل معنے یہی ہین جس کا جی چاہے دوسرے معنے کرے ۔ اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہین ۔ کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہین رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب رکھتا ہے اسکی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔

اور یہ پیشگوئی کہ قتل نہین کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفا کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے ۔

۱۴۷ نشان ۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے واضح ہو کہ مینے سرمہ چشم آریہ

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر اُن کو دعوےٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کر لیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ مرلیدھر مخاطب ہیں جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی پھر بعد اسکے ہمارے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شایع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے۔

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنا برآن اپنے اوستاد اور اُن کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا پس کسی و انا کے اس مقولہ پر کہ دروغ گو را تا بدر وازہ باید رسانید عمل کرکے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنے مباہلہ کو)*

* ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کیلئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو پس کیا ماسٹر مرلیدھر اور منشی جیونداس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بد قسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا آدمی تھا اسنے اپنی فطرتی شوخی سے اُنکی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

منظور کرتا ہون اور مباہلہ کو یہان پر طبع کرا کر مشہور۔

مضمون مُباہلہ

مین نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنّف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہٰذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہون کہ مینے اوّل سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہین بلکہ کئی بار اُس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بطلان کو بروئے ستّ دھرم رسالہ ہٰذا مین شائع کیا میرے دل مین مرزاجی کی دلیلون نے کچھ بھی اثر نہین کیا اور نہ وہ راستی کے متعلق ہین۔ مین اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جانکر اقرار کرتا ہون کہ جیسا کہ ہر چہار وید مقدس مین ارشاد و ہدایت بنیاد ہے اس پر مین پختہ یقین رکھتا ہون کہ میری رُوح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنے قطعی ناش نہین ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ میری روح کو کسی نے نیست سے ہست نہین کیا (یعنی میری روح کا کوئی پیدا کرنیوالا نہین بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت مین رہا اور رہیگا ✠ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنے پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت مین موجود ہین کبھی مفقود

✠ **حاشیہ** یہ کیسا فضول فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت مین رہا اور رہیگا ظاہر ہے کہ جبکہ ارواح بقول آریہ سماج کے اپنی تمام طاقتون اور قوتون کیساتھ قدیم سے خود بخود ہین تو پھر اُن کو پرمیشر کی قدرت کے ساتھ تعلق ہی کیا ہے اِن قوتون کو نہ پرمیشر بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور نہ ان مین کسی طرح کا تصرف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریون کے اپنی اپنی وجود کے آپ ہی پرمیشر ہین اور ایک ذرہ پرمیشر کا اُنپر احسان نہین۔ پس یاد رہے کہ یہ مقولہ لیکھرام اور اسکے دوسرے ہم مذہبونکا کہ ارواح پرماتما کی انادی قدرت مین رہتی ہین اور رہین گے یہ صرف اپنے غلط مذہب کی پردہ پوشی کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کانشنس اُسکو ہر وقت ایسے بیہودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خدا اور روح

نہین ہون گے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہین مین پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہین ہون اور نہ سرب بیاپک ہون اور نہ انتریامی بلکہ اس مہان شکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہون مگر اس کے گیان اور شکتی مین ہمیشہ سے ہون معدوم کبھی نہین ہوا۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہین ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہین ایسا ہی وید کی

بقیہ حاشیہ ۔ اور انکی قوتون اور ذرات عالم اور انکی قوتون کا پیدا کرنیوالا نہین تو پھر وہ اُن کا خدا بھی نہین ہوسکتا اور یہ کہنا کہ اگرچہ ہم ارواح کو انکے تجرد کی حالت مین خدا کے بندے اور مخلوق نہین کہہ سکتے کیونکہ اس نے انکو نہین بنایا لیکن جب پرمیشر ارواح کو اجسام مین ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کاروائی سے انکا پرمیشر بنجاتا ہے یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جس پرمیشر نے ارواح اور پرمانو کو مع انکی تمام قوتون کے پیدا نہین کیا کوئی دلیل اس بات پر قایم نہین ہوسکتی کہ وہ ان کے جوڑنے پر قادر ہے اور محض بعض کا بعض سے جوڑنا اسکو پرمیشر بننے کا حق نہین بخشیگا بلکہ اس صورت مین تو وہ اس نان بائی کیطرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور آگ ہمسایہ سے اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت مین پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی ثبوت نہین کیونکہ اگر ارواح مع اپنی تمام قوتون کے قدیم سے خود بخود ہین تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح اور پرمانوؤن کا اتصال اور انفصال بھی قدیم سے خود بخود نہین جیسا کہ دہریون کا خیال ہے اسلئے آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہین پیش کر سکتے اور نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے۔ یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر فخر کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دو قسم کے دلایل قایم ہوسکتے ہین اول اس حالت مین دلیل قایم ہوتی ہے کہ جب اسکی ذات کو سرچشمہ تمام فیوض کا مان لیا جائے اور اُسی کو ہر ایک ہستی کا پیدا کنندہ تسلیم کر لیا جائے تو اس صورت مین خواہ ذرات عالم پر نظر کرین یا ارواح پر یا اجسام پر ضروری طور پر ماننا پڑیگا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔

دوسرا طریق خدا تعالیٰ کی شناخت کا اس کے تازہ بتازہ نشان ہین جو انبیاء اور اولیا

اس انصافانہ تعلیم کو بھی مین تسلیم کرتا ہون کہ مکتی یعنے نجات کرمون کے مطابق جہان تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہین صرف ایک مقررہ مدت تک ہے) بعد اس کے پرماتما کی دیا کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرمون کا بے حد پھل نہین (کرم تو محدود ہین مگر وفادار پرستار کی نیت محدود نہین ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اسکی مرضی سے نہین)

بقیہ حاشیہ

کی معرفت ظاہر ہوتے ہین سو آریہ سماج والے اُن سے ہی منکر ہین اس لئے اُن کے پاس اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہین۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یون تو بات بات مین اپنے پرمیشر کو پتا پتا کر کے پکارتے ہین جیسا کہ ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون مباہلہ مین لکھا ہے مگر معلوم نہین کہ وہ کس طور کا پتا ہے کیا اس طور کا پتا جیسا کہ ایک متبنی ایک اجنبی شخص کو اپنا باپ کہہ دیتا ہے یا ایسا پتا جو نیوگ کے ذریعہ سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ کی عورت اپنی پاکدامنی کو خاک مین ملا کر دوسرے سے اپنا منہ کالا کراتی ہے اور اس طرح پر اس عورت کا خاوند اس بچہ کا پتا بنجاتا ہے جو نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے پس اگر پرمیشر آریون کا ایسا ہی پتا ہے تب تو ہمین کلام کرنیکی گنجائش نہین لیکن اگر اس طرح کا پتا ہے کہ ارواح اور ذرات عالم معہ اپنی تمام قوتون کے اسکے ہاتھ سے نکلے ہین اور اسی سے وجود پذیر ہین تو یہ بات آریون کے اصول کے برخلاف ہے اگر پوچھو کہ کیون انکے اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریون کے اصول کے مطابق تمام ارواح پرمیشر کے قدیمی شریک ہین جو اُس سے وجود پذیر نہین ہوئین تو پھر ہم پرمیشر کو اُن کا پتا کیونکر کہہ سکتے ہین وہ تو خود بخود ہین جیسے کہ پرمیشر خود بخود۔ مگر یہ اصول غلط ہے معرفت کی آنکھ سے دیکھنے والے معلوم کر سکتے ہین کہ جیسا کہ باپ مین قوتین اور خاصیتین اور خصلتین ہوتی ہین ویسی ہی بیٹے مین بھی پائی جاتی ہین پس اسیطرح چونکہ ارواح خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہین ان مین ظلی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات مین موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بندے اسکی محبت اور پرستش کے ذریعہ سے صفوت اور پاکیزگی مین ترقی کرتے ہین وہ رنگ تیز ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ ظلی طور پر ایسے انسانون مین خدا کے انوار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے

مین ویدون کی ان سب تعلیمون کو دلی یقین سے مانتا ہون .... اور مین یہ بھی مانتا ہون کہ پرمیشر گناہون کو بالکل نہین بخشتا [عجیب پرمیشر ہے] نہ کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہین [یعنی کسی کی دعا کسی کے حق مین قبول نہین ہوتی] مین خدا کو راشی یا ظالم نہین جانتا [لفظ مرتشی ہے جس کے معنی ہین رشوت لینے والا راشی لفظ نہین ہے لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھتا ہے] اور مین وید کی رو سے اس بات پر کامل صحیح یقین رکھتا ہون کہ چارون وید صرور ایشر کا گیان ہے انمین ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہین - ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا مین پرماتما جگت کی ہدایت عام کیلئے پرکاش کیا کرتا ہے - اس سرشٹی کے آغاز مین جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتمائے ویدون کو شری اگنی - شری وایو - شری آدت - شری انگرہ جیو - چار رشیون کے آتماؤن مین الہام دیا مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رسان کی معرفت نہین بلکہ خود ہی * کیونکہ وہ

تتمہ حاشیہ ہین - صاف طور پر ہمین دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت مین خدا کے پاک اخلاق مخفی ہین جو تزکیہ نفس سے ظاہر ہو جاتے ہین مثلاً خدا رحیم ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت سے حصہ لیتا ہے - خدا جواد ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد جود کی صفت سے حصہ لیتا ہے ایسا ہی خدا ستار ہے خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے حصہ لیتا ہے پس کس نے یہ صفات فاضلہ انسان کی روح مین رکھ دی ہین اگر خدا نے رکھے ہین تو اس سے ثابت ہے کہ وہ ارواح کا خالق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود ہین تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - منہ

---

* حاشیہ - جسمانی نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہوا کے ذریعہ سے سنتا ہے اور سورج کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پھر جسمانی نظام مین یہ دو چٹھی رسان کیون مقرر کئے گئے حالانکہ خدا کا جسمانی روحانی قانون باہم مطابق ہونا چاہئے - افسوس وید کا گیان ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف پڑا ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہین بلکہ وہ ہر جگہ بھی ہے اور ذوالعرش بھی ہے - نادان اس معرفت کے نکتہ کو نہین سمجھا - یہ بات توحید قائم نہین رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے باہر ماننا پڑتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزین جو خدا کے حکم سے کام کر رہی ہین پس جبکہ یہ قانون ضروری اور مسلم ہے تو پھر جبرائیل اور میکائیل سے کیون انکار کیا جائے

آسمان یا عرش پر نہین بلکہ سرب بیاپک ہے۔ مین یہ بھی مانتا ہون کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کے پستک ہین۔ آریہ ورت بیسے ہی تمام دُنیا نے فضیلت سیکھی آریہ لوگ ہی سب کے اوستاد اول ہین آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانون کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ۵-۶ ہزار سال سے آئے ہین اور توریت - زبور - انجیل - قرآن وغیرہ کتب لائے ہین مین دلی یقین سے اُن پستکون کو مطالعہ کرنے سی اور سمجھنے سے ...... اُنکی تمام مذہبی ہدایتون کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریرین خیال کرتا ہون ..... انکی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُنکے پاس کوئی نہین ...... اور جس طرح مین اور راستی کے برخلاف باتون کو غلط سمجھتا ہون ایسا ہی قرآن اور اسکے اصولون اور تعلیمون کو جو وید کے مخالف ہین اُنکو غلط اور جھوٹا جانتا ہون [لعنۃ اللہ علی الکاذبین] لیکن میرا دوسرا فریق میرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اُسکی سب تعلیمون کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور جس طرح مین قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہون ویسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری سی محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدون کے ویدون کو غلط سمجھتا ہے†

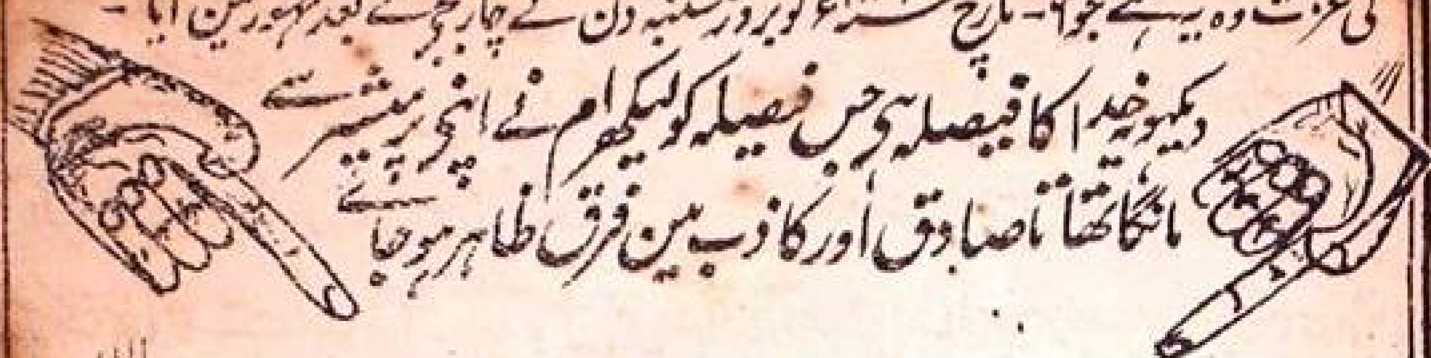
اے پرمیشر ہم دونون فریقون مین سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کیطرح کبھی تیرے حضور مین عزت نہین پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھا سد آریہ سماج پشاور
حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور۔ پنجاب

---

† حاشیہ۔ اگر مینے وید نہین پڑھے بہلا یہ تو غنیمت ہے کہ لیکھرام نے چارون وید کنٹھ کر لئے تہے اسلئے وہی بچ گیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہ سکتے ہین۔ بحث اصولون پر ہوتی ہی جبکہ آریہ سماج والون نے اپنے ہاتھ سے وید کے اصول شایع کردئے تو ان پر بحث کرنا ہر ایک عقلمند کا حق ہے اور یہ سراسر غلط ہے کہ مین وید نہین پڑھا مینے وید کے وہ ترجمے جو ملک مین شایع ہوگئے اول سے آخر تک دیکھے ہین پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریباً پچیس سال سے برابر آریون سے میرے مباحثات ہوتے رہے ہین پہر یہ کہنا کہ وید کی مجھے کچھ بھی خبر نہین کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ صاحبان کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہین تو مین دوسرا سرٹیفکیٹ دیکھنے کا مشتاق ہون بلکہ لیکھرام کا رتبہ ذرا بھی اس سے بڑھ کر نہین جو خدا نے اسکے لئے فرمایا۔ عجل جسد لہ خوار۔ منہ

اب مباہلہ کی اِس دُعا کے بعد جو پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق کی عزت وہ یہ ہے جو ۶- مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔



یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے مارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اسکے ماری جانیکا دن بتلایا گیا موت کی قسم بتلائی گئی۔ مدّت بتلائی گئی وقت بتلایا گیا۔ (۲) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اُسوقت ہر ایک کہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸ نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندون کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی مین قدر اور عزت ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عزّ وجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اسمین کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسرون کے کثرت سے انکی دُعائیں قبول ہوتی ہین اور کوئی استجابت دُعا کے مرتبہ مین ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور مین خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہسکتا ہون کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہین اگر مین سب کو لکھون تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر مین پہلے بھی لکھ چکا ہون اور اس جگہ بھی چند دعاؤن کا قبول ہونا تحریر کرتا ہون چنانچہ منجملہ انکے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولہ مین اوورسیر ہین وہ اپنے افسرون کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی انکی ترقی کے خارج تھے بلکہ انکی ملازمت خطرہ مین تھی ایک دفعہ اُنہون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ مین استعفا دیدیتا ہون تا اِس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤن مینے اُنکو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آگئے تھے کہ اُنہون نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجائے

کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے انکو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کرونگا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں اُن کیلئے دعا کی اور حضرت عزت سے انکی کامیابی چاہی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اسکے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی چنانچہ ہم ذیل میں سید ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دعا نے اُنکی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے۔

بحضور اقدس حضرت پیرو مرشد دام ظلکم

خاکسار نابکار سید ناصر شاہ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض رسان ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہو گئی۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہیئے ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے کہ انہیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دیگا۔ سو جناب والا! الحمد للہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آ گیا اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنیوالے بنگئے خدا نے حضور کی دعا سے اُن کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ ادھر یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میرے لئے بہت زور دے کر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنیوالے تھے اور دلی دوستی

اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کیلئے رزولیوشن پاس ہو گیا فالحمد للہ علی ذالک۔ جناب من مبلغ پچاس روپیہ پر سوں کی ڈاک میں حضور والا میں اس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرماوے۔ آمین

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اورسیر از مقام اوڑی علاقہ کشمیر

۱۳۹ نشان۔ ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میری پر دائر ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت ہی خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اسوقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کرونگا تب وہ خط اسکا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اُسکو اطلاع دی گئی چند دن گذرنے کے بعد اسکا پھر خط مع پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اُس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اُٹھایا ہے اس بنا پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈووکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجا ہے اسلئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دہ ہے اور میں نے اس حالت بیقراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر ابکی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کرونگا میری لئے بہت دعا کیجائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا و مہدینا حضرت حجۃ اللہ علی الارض - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کردی فالحمد للہ والمنّۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدمبوسی کیلئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لیکر حاضر ہوگا -

حضور کا ناکارہ غلام

خاکسار نظام الدین مستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاکخانہ

۱۴۰ نشان - سردار خان برادر حکیم شاہ نواز خان جو ساکن راولپنڈی ہیں میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں اُنکے بھائی شاہ نواز خان کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا چنانچہ دعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہوگیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہوگئی - قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بےفائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قایم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بری کیا گیا -

۱۴۱ نشان - میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ اُن کے عزیز دوست مسمی قاسم و رستم و لعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمی پٹھانہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہوگیا ہے دعا کیجاوے - پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کیلئے اُنکا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہوگئی کیونکہ میں نے واقعی طور پر اُنکی حالت کو قابل رحم

پایا اس لئے بہت دعا کی گئی آخر دعا منظور ہوئی چنانچہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اُسی میان نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتحیابی مقدمہ کی نسبت پہنچا جو ذیل مین لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مرشدنا و مولانا جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام۔ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ بعد ادائے آداب غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمّی قاسم و رستم و لعل وغیرہ پر دائر کیا ہُوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دعاؤن کی برکت سے ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دعاؤن کو قبول فرمایا اور سرافراز کیا اور ہماری ایمان مین ازدیادی ہوئی ہم انحکم الحاکمین کے فضلون کا شکر ادا نہین کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ
ڈاکخانہ ڈب کلان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

۱۴۲ نشان۔ میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس انکی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنے سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہین چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اول درجہ کے مخلصین مین سے ہین اِسلئے انکی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ مین غم اور فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کیطرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّوجلّ کیطرف سے وحی ہوئی کہ **آثارِ زندگی** بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہین۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو ان کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو بباعث پیشاب ذیابیطس کی بھی شکایت تھی چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اسلئے دوبارہ

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اسلئے ہوا کہ مین نے سیٹھ عبد الرحمن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہون نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگرخانہ کیلئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جسمین بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگرخانہ کیلئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص مین محو تھے اور انکا حق تھا کہ ان کے لئے بہت دعا کی جائے آخر دل نے اُن کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن مین نہایت توجہ سے دعا مین لگا رہا تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبد الرحمن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے زندہ کیا چنانچہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی امید نہ تھی اپریشن کے بعد زخم کا مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اسکے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ مین ڈالدیا تھا مگر بعد مین معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہین آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہو گئی۔ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہی مردہ کا زندہ ہونا ہے کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہین کہ کس قدر اُسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اسکی صفات مین سے ایک حیا کی صفت بھی ہے سال گذشتہ مین یعنی ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنے سرطان سے فوت ہو گئے تھے اُن کیلئے بھی مینے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ کفن[1] مین لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس[2] کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون اَن[3] المنایا لا تطیش سہامہا یعنی موتون کے تیر خطا نہین جاتے۔ جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایہا الناس[4] اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ تؤثرون[5]

الحیٰوۃ الدُّنیا- یعنی اے لوگو تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہین پیدا کیا ہے یعنی اُسکو اپنے کامون کا کارساز سمجھو اور اُسی پر توکل رکھو کیا تم دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو اسمین یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اُسکے مرنے سے نہایت درجہ کا حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اُسکی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اسکے بعد مین خاموش ہوگیا اور سمجھ لیا کہ اُسکی موت قطعی ہے چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بروز چہارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گذر گئے- وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے مین میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اُس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے اِس لئے اِس نشان کیلئے سیٹھ عبد الرحمٰن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبد الکریم کو ہم سے لے لیا تو عبد الرحمٰن کو دوبارہ ہمین دیدیا- وہی مرض اِن کے دامنگیر ہوگئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤن سے شفایاب ہوگئے فالحمد للہ علٰے ذالک میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہین کرتا تو اسکے عوض مین کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے- مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

۱۴۴ نشان- اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ ہے کہ مینے ان دنون مین ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے دکھاوے تب جیسا کہ ۳۰- اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر مین شایع ہو چکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونیوالا ہے چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور مین آیا کہ مینے کئی دفعہ ایسی منذر خوابین دیکھین جنمین صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خُسر ہین اُن کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنیوالی ہے چنانچہ ایک دفعہ مینے گھر مین بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کے موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ مینے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی

طرف چوکھٹ کیساتھ لگ کر کھڑا ہے جسمین مین رہتا ہون تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبد الحکیم خان کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بلایا ہے (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب کی بیوی ہین اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہماری گھر مین ہی رہتے ہین تب مینے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ مین عبد الحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر مین آنے نہ دون گا۔ اس مین ہماری بیعزتی ہے۔ تب وہ آنکھون کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہین ہوا یاد رہے کہ علم تعبیر مین معبّرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر مین دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر مین کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آج کل عبد الحکیم سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا دن رات منتظر ہے اِس لئے خدا تعالٰی نے اُسی کو خواب مین دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر مین داخل ہونا چاہتا ہے اور والدۂ اسحاق یعنی میر ناصر صاحب کی بیوی اُسکو بلاتی ہین اور بلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنے بعض دینی غفلتون کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالٰی کو ہے مصیبت کو اپنے گھر مین بلاتا ہے یعنی اُسکی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہون سے خالی نہین ہے اور انسانی فطرت بجز خاص لوگون کی لغزش سے محفوظ نہین رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اسمین تمام دنیا شریک ہے پس اس خواب کے یہی معنی تھے کہ اُنکی کسی لغزش نے دشمن کو گھر مین بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا۔ مینے خواب مین عبد الحکیم خان کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالٰی کا جو میرے شامل حال ہے اس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا۔ غرض جب اِس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مین دعا مین لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگون کے لاہور جانے کو تھے مینے اُن کو یہ خوابین سنا دین اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور اُنہون نے کہا کہ مین آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہین جاؤن گا جب دوسرے دن کی صبح

ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بُنِ ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کیطرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائیگا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اُس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اُن کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شایع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اُسوقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اِس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھیلنا دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیاءِ موتی۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیاءِ موتی میں اِس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا اب لوگ جو چاہیں اُنکے معجزات پر حاشیے چڑھائیں۔ مگر حقیقت یہی تھی جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دُنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اُسکی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت۔

۱۴۴ نشان ۔ مولوی اسمٰعیل باشندہ خاص علیگڈھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمربستہ ہوا اور جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اُس نے لوگوں

میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اُس کے
پاس آلاتِ نجوم کے موجود ہیں۔ میں نے اسکی نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالیٰ
کا عذاب اس کے لئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام لکھنے کے وقت اسکی زندگی میں ہی میں نے
یہ شایع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم
و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین چنانچہ قریباً
ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یکدفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا
اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میری رد میں شایع کی تھی یہ لکھا تھا کہ
جاء الحق و زھق الباطل پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کونسا ہے جو قائم
رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سولہ برس ہو گئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔

۱۵۴ نشان۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ
کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شایع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے
پر ایک بد دعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں اُن کی یہ بد دعا تھی:۔
اَللّٰھُمَّ یا ذا الجلال والاکرام یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم
ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دُعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور
جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دعا اور التجا اس
فقیر قصوری کان اللہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع
ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر
نہیں تو اُن کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ
رب العالمین انک علیٰ کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر آمین یعنی جو لوگ
ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے تو ہر چیز پر قادر ہے اور دُعا
قبول کرنیوالا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت

٭ مولوی اسمٰعیل نے اپنے رسالہ میں میری موت کے لئے بد دعا کی تھی پھر بعد اس بد دعا کے جلد آپ ہی مر گیا۔ منہ

٭ مزید تشریح کے لیے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

لکھا ہے تبًا لہٗ ولاتباعہٖ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہوجائیں۔ پس خدا تعالےٰ کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اسکی جڑھ کاٹ دی جائیگی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اسلئے اس قدر بھی اُسکو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مر گیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اِسی دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بددعا کی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ جبکہ اُس نے میرے مرنیکے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بددعا اُس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بددعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس دعا کا الٹا اثر کیوں ہوا یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا اور اُسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میری پر بددعا کی تھی تو اب سوچنا چاہئے کہ محمد طاہر کی بددعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مر گیا تھا محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اسوقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اُسکو ہلاک کیا اور اُسکا گھر ویران کر دیا اب انصافاً کہو کس کی جڑھ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی۔

* غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اسکی بددعا سے میں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ میں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو اور اس طرف میرے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی جو شخص [illegible]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَائِرَ عَلَیْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ یعنی اے نبی تیرے پر یہ بدنہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔ انہیں پر گردشیں پڑینگی۔ پس اس آیت کریمہ کی رو سے یہ سنت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بد دعا کرتا ہے وہی بد دعا اس پر پڑتی ہے یہ سنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بد دعا کے بعد مر گیا ہے یا نہیں۔ لہذا بتلاؤ کہ اس میں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مر گیا اور میرے پر بد دعا کرنے والا خود مر گیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی

۴۶ نشان۔ نواب محمد حیات خان جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں معطل ہو گیا تھا اور کوئی صورت اسکی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور میں نے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائیگا اور یہ خبر اسکو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے آخر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بری ہو گیا۔

۴۷ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پہ روپیہ کی آمدنی کم۔ اسلئے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈالدیا میں نے اسکا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھ دن سے اسقدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹری ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے

اخیر سال تک دیکھے اُسکو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُنکی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہونگے۔

۱۴۸ نشان - ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جسمیں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ :-

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوران ÷ ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونو طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اثناء میں کہ میں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا

از پئے آن محمد احسن را ÷ تارکِ روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اسکے دعوی کے تائید کے لئے خدمت بجا لاوے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہوکر میرے دعوی کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا ان کے کام میں برکت دے اور اس خدمت کا اُن کو اجر بخشے۔ آمین۔

۱۴۹ نشان - براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے **بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد** - اُس زمانہ کو

پچیس برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّوجل کی براہین احمدیہ مین شایع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنیوالے ہین جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائینگے اور اُس زمانہ مین جیسا کہ سب لوگ جانتے ہین مین ایک زاویۂ گمنامی مین مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسیکو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملیگا بلکہ مین خود اس آیندہ شان و شوکت سے محض بیخبر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ مین کچھ بھی نہ تھا بعد مین خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چُن لیا مین گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے اور مین نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور مین کوئی مالی وسعت نہین رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کین اور مین اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسان کو میرے تابع کر دیا اور زمین اور آسمان دونون مین سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے مین نہین جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیون کیا کیونکہ مین اپنے نفس مین کوئی خوبی نہین پاتا اور مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو حضرت عزت مین پڑھنا اپنی مناسب حال پاتا ہون

پسندید گانے بجائے رسند　　زما کہتران چہ آمد پسند

میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی ہر ایک جو دشمنی کے لئے اُٹھا اُسکو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانے کیلئے عدالتون مین مجھے کھینچا اُن سب مقدمون مین میرے مولیٰ نے مجھے فتح دی ہر ایک نے جو میرے پر بد دعا کی میرے آقا نے وہ بد دعا اُسی پر ڈالدی جیسا کہ لیکھرام بدقسمت نے اپنی جھوٹی خوشیون پر بھروسہ کر کے میری نسبت شایع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندون کے مرجائیگا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مرگیا اور کوئی نسل اُسکی دنیا مین نہ رہی۔ ایسا ہی عبد الحق غزنوی اُٹھا اور اُسنے مباہلہ کر کے اپنی بد دعاؤن سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اسکے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا مین

عزت کیساتھ میری شہرت ہوگئی یہان تک کہ غیر ملکون کے لوگ میری جماعت مین داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد مین پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم مین ہے* اور ایک ذرہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسکو برکت نہ ملی اور نہ بعد مین اوس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہوگیا۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اوسکو شوق ہوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بددعا کرکے قوم مین نام حاصل کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بددعا کی تھی اور وہ ہلاک ہوگیا تھا اسی طرح اپنی بددعا سے مجھے ہلاک کرے مگر اِس بددُعا کے بعد وہ آپ ہی ایسی جلدی ہلاک ہوا جسکی نظیر نہین پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہین دیتا کہ یہ کیا راز ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بددعا کرکے اُسکو ہلاک کردیا اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بددعا کرکے آپ ہی ہلاک ہوگیا۔ یہ تو اندرونی نُصرت الٰہی ہے بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل نہین آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازارون مین چلا چلا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہین ہوا اور قرآن شریف مین کوئی پیشگوئی نہین اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا اُن پر رعب ڈالا کہ اِس طرف مُنہ نہین کرتے گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف منہ کرے تو خدا اُسکو سخت ذلیل کریگا۔ اور اُس عذاب مین مبتلا کرے گا جسکی نظیر نہین ہوگی اور اُسکو طاقت نہین ہوگی کہ جو کچھ مین دکھلاتا ہون وہ اپنی فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی نشان برسائیگا اور زمین سے بھی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ یہ برکت غیر قومون کو نہین دی گئی۔ پس کیا روئے زمین مین مشرق سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے ہمنے میدان فتح کرلیا ہے کسی کی مجال نہین جو ہمارے مقابل پر آوے پس وہی بات ہے

* عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد مینے اپنے رسالہ انوار الاسلام مین بار بار مخاطب کرکے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر مین کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ رہو جو مباہلہ کا ایک اثر سمجھا جائے گا پس اسقدر تاکید پر ضرور اس نے مباہلہ کے بعد دعائین کی ہونگی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔ منہ

جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم اوفتاد۔ بخلا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہماری پیروں کے نیچے ہے۔

۱۵۰ نشان - میری کتاب نور الحق حصہ دوم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شایع کی گئی تھی طاعون کے بارہ میں یہ پیشگوئی ہے۔

اعلموا ان اللّٰہ نفث فی روعی ان ھذا الخسوف والکسوف فی رمضان آیتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان ولئن ابوا فان العذاب قد حان

دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی نور الحق حصہ دوم غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کس قدر مدت دراز طاعون سے پہلے اسمیں طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اُسکے قبضہ میں ہے یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیت غیب کے دروازے اُس پر کھولے جائیں ہاں شاذ و نادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہو سکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے اُن پر نہیں کھلتے یہ موہبت محض خدا کے برگزیدہ رسولوں کے لئے ہوتی ہے۔

۱۵۱ نشان - جب مینے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اُسکی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا مجھے کسی سے تعارف نہ تھا تب مینے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا ھزّ الیک

* مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیاً۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ (ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گرینگی چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے سب سے اول خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا پس خدانے جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا اُن کو میری طرف مایل کردیا اور اُنہوں نے بلاتوقف اڑھائی سو روپیہ بھیجدیا اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی اُن کے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔ اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ وحی الٰہی کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یہ حضرت مریم کو قرآن شریف میں خطاب ہے جب لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا۔ اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ ان کو نتائج طبع کہتے ہیں۔ یعنی طبعزاد بچے اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھیرا جو پیدا ہوا تو اُس کے

✝حاشیہ۔ متن کتاب ہٰذا میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اول خدانے میرا نام مریم رکھا اور پھر فرمایا کہ میں نے اس مریم میں صدق کی رُوح پھونکی کے بعد اسکا نام عیسےٰ رکھ دیا گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اس طرح میں خدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں اس اُمت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسےٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدانے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی رُوح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اسکا

پیدا ہونے کے وقت میں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کیلئے یعنے اسکے طبع کیلئے غذا حاصل نہیں کرسکتا تھا تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہوگیا اور پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

بقیہ حاشیہ

مصداق ہو اور خوب غور کرکے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا دیکھو سورہ تحریم الجزو نمبر ۲۸ (ترجمہ) اور دوسری مثال اس امت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہمنے اسکے پیٹ میں اپنی قدرت سے روح پھونک دی یعنی عیسیٰ کی روح۔ اب ظاہر ہے کہ بموجب اس آیت کے اس امت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ تب مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ اسمیں بھی عیسیٰ کی روح پھونک دیجائے جیسا کہ خدا نے خود روح پھونکنے کا ذکر بھی اس آیت میں فرمادیا ہے پس ضرور ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو پس اس تمام امت میں وہ میں ہی ہوں میرا ہی نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلے مریم رکھا اور بعد اسکے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہمنے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھ ہی عیسیٰ قرار دیا پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعوے نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے میں عیسیٰ بن گیا۔ خدا سے ڈرو اور اسمیں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اسوقت تو میں اس دقیقہ معرفت سے خود بیخبر تھا جیسا کہ میں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ آسمان سے آنیوالا ہے یہ میرا عقیدہ اس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افترا نہیں اور میں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں سمجھ سکا۔ منہ

مین مجھے عیسیٰ کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ اے مریم مینے تجھ مین سچائی کی روح پھونک دی گویا یہ مریم سچائی کی روح سے حاملہ ہوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر مین میرا نام عیسیٰ رکھ دیا گویا وہ سچائی کی روح جو مریم مین پھونکی گئی تھی ظہور مین آکر عیسیٰ کے نام سے موسوم ہوگئی۔ پس اس طرح پر مین خدا کی کلام مین ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اس وحی الٰہی کے ہین کہ الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔

آنکہ گوید ابن مریم چون شدی ہست او غافل ز راز ایزدی

آن خدائے قادر و رب العباد در براہین نام من مریم نہاد

مدتے بودم برنگ مریمی دست نا دادہ بہ پیران زمی

ہمچو بکرے یافتم نشو و نما از رفیق راہ حق نا آشنا

بعد ازان آن قادر و ربّ مجید روح عیسےٰ اندران مریم دمید

پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیان زاد زان مریم مسیح این زمان

زین سبب شد ابن مریم نام من زانکہ مریم بود اوّل گام من

بعد ازان از نفخ حق عیسیٰ شدم شد ز جائے مریمی برتر قدم

این ہمہ گفت است رب العالمین گر نمیدانی براہین را ببین

حکمتِ حق راز ہا دارد بسے نکتۂ مستور کم فہمد کسے

فہم را فیضانِ حق باید نخست کار بے فیضان نمی آید درست

گر نداری فیضِ رحمان را پناہ ظلمتے در ہر قدم داری براہ

فیضِ حق را با تضرّع کن تلاش ہان مرو چون توسنے آہستہ باش

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر خانہ ات ویران تو در فکرِ دگر

صد ہزاران کفر در جانت نہان زوجہ نالی بہر کفرِ دیگران

خیز و اوّل خویشتن را کن درست	نکتہ چین را چشم می باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند	او نہ بر ما خویش را رسوا کند
لعنت اہل جفا آسان بود	لعنت آن باشد کہ از رحمان بود

۱۵۲ نشان - خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ۔
انی مھین من اراد اھانتک یعنی مین اُس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلّت کا
ارادہ کریگا۔ صدہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہوگئے ہین اس رسالہ مین مفصّل
لکھنے کی گنجایش نہین۔ اُن مین سے اکثر لوگ ایسے ہین جنہون نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری
ہے طاعون سے ہلاک ہوگا خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوگئے اور اکثر لوگ
ایسے ہین کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمین خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مرجائیگا
خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہامون کے بعد خود جلد مر گئے اور بعض نے میری پر بد دعائین
کی تھین کہ وہ جلد ہلاک ہوجائے وہ خود جلد ہلاک ہوگئے مولوی محی الدین لکھوکے والیکا الہام
لوگون کو یاد ہوگا جنہون نے مجھی کافر ٹھیرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب
نازل ہونیکی نسبت الہام شایع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہوگئے اور کئی سال ہوگئے کہ وہ اس
دنیا سے گذر گئے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیان دینے مین حد سے
بڑھ گیا تھا جس نے مکّہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی بیٹھے اُٹھتے میری پر
بد دعا کرتا تھا اور لعنت اللہ علی الکاذبین اُسکا وِرد تھا اور اسی پر بس نہین کی بلکہ جیسا کہ مین ابھی
لکھ چکا ہون اسکو یہی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بد دعا کرے
تا اسکی بھی کرامت ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ مین بعض ناپاک طبع لوگون
نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونیکا دعوٰے کیا تھا اور چونکہ وہ نار استی پر تھے
اِس لئے خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دعا منظور کر کے اُن کو محمد طاہر کی زندگی مین ہی ہلاک کر دیا
پس اس قصّہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ مین بھی اِس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

مہدی پر دعا کروں تا اسکی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہو مگر اُسکو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد نہ رہا ؎ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی است۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✦ اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درد دل سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا اور میاں غلام دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انی مھین من اراد اھانتک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلت جو میرے لئے اس نے چاہی تھی اُسی پر پڑ گئی ✦

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنیوالا ہو تو اس ایک ہی مقام سے اُسکا پردہ غفلت کا دور ہو سکتا ہے ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ اس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اُسکی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنیکے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اُسکا ذکر بھی کر کے میرے پر بد دعا کی اور بد دعا کرنیکے وقت اپنی اُسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تبّاً لہٗ ولاتباعہٖ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اور میرے پیرو سب ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس ذلت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا تھا وہ داغ ذلت ہمیشہ کیلئے اُسی کو نصیب ہو گیا کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا۔ میں ابتک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام دستگیر کے مرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گذر گئے اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی بُرا معلوم ہوتا تھا اور اس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُسکو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اُسکو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اُس کے سامنے ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر کی بد دعا کو اُسی کے منہ پر مار کر اسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغ ذلت اُس پر رکھا۔ اگر میں غلام دستگیر کی بد دعا سے مر جاتا اور غلام دستگیر اب تک

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا مین ہزارون اشتہار جاری کرکے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟ تو پھر اب کیون بزرگان قوم خاموش ہین کیا ان لوگون کی یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ مباہلہ نہین۔ فرض کیا کہ یہ مباہلہ نہین مگر محمد طاہر کی ریس کرکے بددعا تو ہے جسکے مقابل میرا الہام ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک پس یہ کیا ہوا کہ اس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا اگر خدا تعالیٰ کے الہام انی مھین من اراد اھانتک نے کھلا کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بددعا کو بموجب آیۃ علیھم دائرۃ السوء غلام دستگیر پر نازل کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اسکو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اسکے مرنیکے بعد میرے پر برکت پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے اور اسکی موت کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دنیا مین عزت کے ساتھ خدا نے مجھے مشہور کر دیا۔ شاید ہمارے مخالف اب یہ کہین گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی جو محمد طاہر کی بددعا سے مر گیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر نہ تھا پس ایسی باتون کا ہم کہان تک جواب دے سکتے ہین جیا ہیے تو وہ دہریہ بنجائین اور یہ کہدین کہ غلام دستگیر کی موت بھی اتفاقی ہے۔ ظاہراً علامات تو یہی معلوم ہوتی ہین

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال	دل مین اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
اسقدر کین و تعصب بڑھ گیا	جس سے کچھ ایمان جو تھا وہ سڑ گیا
کیا یہی تقویٰ ہے یہی اسلام تھا	جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ انی مھین من اراد اھانتک صدہا جگہ پر بڑے زور سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہو رہا ہے۔ ابھی کیا بھید ہے کہ وہ قادر اس قدر میری حمایت کر رہا ہے یہی بھید ہے کہ وہ نہین چاہتا کہ اسکا محب ضائع ہو

چہ شیرین منظری اے دلستانم	چہ شیرین خصلتی اے جان جانم

چو دیدم روئے تو دل در تو بستم	نماندہ غیر تو اندر جہانم
توان بر داشتن دست از دو عالم	مگر ہجرت بسوزد استخوانم
دراُنش تن بآسانی توان داد	زہجرت جان رود با صد فغانم

۵۳ نشان ۔ مولوی محمد حسن بھین والے نے میری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئین مباہلہ کے پیچ مین ڈالدیا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہین گذرا تھا کہ بڑے دُکھ کے ساتھ اس جہان سے گذر گیا اور جوانان مرگ موت ہوئی۔ اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مباہلہ ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

۵۴ نشان ۔ پیر مہر علیشاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی مین مجھے چور کہا تھا یعنے اُس کے خیال مین مینے دوسرون کی کتابون کا مضمون چورا کر لکھا ہے اس افترا کی خدا نے اُسکو یہ سزا دی کہ عدالت مین کرم دین کے مقدمہ مین وہ خود محمد حسن بھین کے نوٹون کا چور ثابت ہوا چنانچہ عدالت مین اس بارہ مین حلفی شہادتین گذر گئین۔ تب اس پر یہی الہام انی مہین من اراد اہانتک پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔

۵۵ نشان ۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے ۱۸۸۴ء کے بعد باقی حصہ براہین احمدیہ کا تیئیس ۲۳ برس کی مدت تک چھپنے سے روک دیا تا اس کا یہ کلام پورا ہو کہ مین براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤن گا۔ کیونکہ اسمین بہت سی ایسی پیشگوئیان تھین جو ابھی اُن کا پورا ہونا معرض انتظار مین تھا اور اس مین میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور مین نہین آئے تھے اور ضرور تھا کہ اُن تمام نشانون اور تمام وعدون کا اُسی کتاب مین پورا ہونا دکھلایا جاتا تا کتاب براہین احمدیہ اسم بامسمّٰی ہو جاتی۔ اگر اُن پیشگوئیون کے پورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وہ ایک ناقص کتاب ہوتی اس لئے خدا نے جس کے تمام کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہین یہ چاہا کہ اسوقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصہ کا چھپنا اور شایع ہونا

روک دیا جائے جبتک کہ وہ پیشگوئیان پوری ہو جائین جو براہین احمدیہ مین لکھی گئی ہین کیونکہ وہ کتاب جیسا کہ اسکا نام براہین احمدیہ ہے اِس لئے تالیف کی گئی ہے کہ تا جو اسلام کی براہین ہین وہ ظاہر کرے اور براہین مین سے سب سے بڑھکر آسمانی نشان ہین جن مین انسانی طاقت کا کچھ بھی دخل نہین سو ضرور تھا کہ اسمین اِس قدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن پر اتمام حجت کرنے کے لئے کافی ہوتے جیسا کہ براہین احمدیہ مین یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اسمین تین سو نشان لکھے جائینگے سو خدا نے چاہا کہ وہ باتین پوری ہون اگرچہ مخالف لوگ اپنی جہالت سے شور ڈالتے رہے اور میرے پر یہ افترا کیا کہ گویا مینے بدنیتی سے لوگون کا روپیہ قیمت ہضم کرنیکے لئے براہین احمدیہ کا چھپنا آیندہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے لیکن براہین احمدیہ کی تاخیر طبع مین یہی حکمت تہی جو مینے بیان کی اور مین یقین رکھتا ہون کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہین کریگا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سروکار نہین وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون ۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے وقال الذین کفروا لولا نزّل علیہ القراٰن جملۃً واحدۃً ۔ کذٰلک لنثبت بہ فؤادک ۔ یعنی کافر کہتے ہین کہ کیون قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا ۔ ایسا ہی چاہیئے تھا تا وقتًا فوقتًا ہم تیرے دل کو تسلی دیتے رہین اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہین اپنے وقت پر ہی ظاہر ہون کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے سو اِس مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تیئیس برس تک نازل کیا تا اُس مدت تک موعود نشان بھی ظاہر ہو جائین سو مین یقین رکھتا ہون کہ کتاب براہین احمدیہ کی تاخیر میں بھی تیئیسوان برس ختم نہین ہوگا کہ اُسکا پانچوان حصہ ملک مین شایع ہو جائیگا ۔ اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ مین تیئیس برس کیطرف اشارہ بھی کیا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے یا احمد بارک اللہ فیک ۔ الرحمٰن علّم القراٰن ۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین ۔ اے احمد (یہ ظلی طور پر اِس عاجز کا نام ہے) خدا نے تجھ مین برکت رکھدی وہ خدا رحمان جس نے

تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسیکا تیرے پر بار منّت نہیں خدا تیرا معلّم ہے اور خدا نے تجھکو اسلئے قرآن سکھلایا کہ تا تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجّت پوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھل جائے انکو کہدے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لانے والا میں ہوں اور چونکہ پہلے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تیئیس برس تک ختم ہوئی اس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اُس مشابہت کو دکھلانے کیلئے تیئیس برس ہی تعلیم قرآن کی مدّت مقرر کی جاتی تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا۔ رومی صاحب نے بھی اسی بارہ میں فرمایا ہے

مدّتے این مثنوی تاخیر شد ۔ سالہا بایست تا خون شیر شد

۱۵۶ الشان۔ یہ نشان پہلے اس سے میں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو میں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہو گیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں کیونکہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہی میں شہید مرحوم عبد اللطیف کیلئے رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور درد گردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس دن برابر درد گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب بموت ہو گیا تھا اب کی دفعہ بھی وہی خوف دامنگیر ہو گیا میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تب میں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دعا کی اور انہوں نے آمین کہی پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کے لائق ہے کہ ابھی میںنے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا سلامٌ قولاً من ربٍّ رّحیم ۔ مینے اُسیوقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگون اور اُن سب کو جو حاضر تھے سنا دیا اور خدا علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ بجے سے پہلے مین بکلی صحت یاب ہوگیا اور اسی دن مینے آدھی کتاب تصنیف کر لی فالحمد للہ علی ذالک دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا حصہ اخیر۔

۱۵۷ نشان ۔ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دُنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ دانستہ ایک جھوٹے مکار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت مین ڈالے اور اپنے بچون کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے یون تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہین مگر مین جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہون وہ اِس وجہ سے نہین کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت اُنہون نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھکر کوئی کرامت نہین ہوسکتی۔ اِن کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتون مین نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان مین مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے اُسکی بعیت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت ہوگی ورنہ سنگسار کئے جاؤگے اُنہون نے ہر ایک مرتبہ مین یہی جواب دیا کہ مین اہل علم ہون اور زمانہ دیدہ ہون مینے بصیرت کی راہ سے بعیت کی ہے مین اُسکو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہون اور کئی دن تک اُن کو حراست مین رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھاری زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پانوں تک تھا اور بار بار سمجھایا اور ترک بعیت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ انکو ریاست کابل سے پورے تعلقات تھے اور ریاست مین اُنکے حقوق خدمات تھے مگر اُنہون نے بار بار

کہا کہ مین دیوانہ نہین مینے حق پالیا ہے۔ مینے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنے والا یہی ہے جس کے ہاتھ پر مینے بیعت کی ہے۔ تب نومید ہو کر ناک مین اُن کے رسّی ڈال کر پابزنجیر سنگساری کے میدان مین لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دین اور انکار کر دین۔ تب اُنہون نے کہا کہ ہرگز نہین ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ مین دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہین کرونگا۔ کہتے ہین کہ اُنکی اِس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیون کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور اُن کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہمنے کبھی نہین دیکھا۔ اور بہتون نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبد اللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اُس مظلوم کو پتھرون کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی اور چالیس دن تک اُنکی لاش پتھرون مین پڑی رہی اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ مین چھ دن سے زیادہ مُردہ نہین رہونگا۔ تب امیر نے اُنکی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے اُنکی مراد یہ تھی کہ چھ دن تک میری روح ایک نئے جسم کیساتھ آسمان پر اُٹھائی جائیگی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہین کہ اس راہ مین پتھرون سے کچلا جانا قبول کرین اور اپنے بچون اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کرین اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دین اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اس راہ کو نہ چھوڑین اسی طرح شیخ عبد الرحمن بھی کابل مین ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو مین بیعت کو توڑتا ہون اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسیکو اُسکی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان مین رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ مین مرنے سے نہین ڈرتے ہان جو سطحی ایمان رکھتے

ہین اور اُن کے رگ و ریشہ مین ایمان داخل نہین ہوتا وہ یہودا اسکریوطی کی طرح تہوڑے سے لالچ سے مرتد ہو سکتے ہین ایسے ناپاک مرتدون کی بھی ہر ایک نبی کے وقت مین بہت نمونے ہین سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ ہی اور ہر ایک ان مین سے میرے لئے ایک نشان ہی یہ بیشک خدا کا فضل ہے ربّ انّک جنّتی ورحمتک جنّتی وآیاتک غذائی وفضلک ردائی ۔

قصیدہ من المؤلف

انّی من الرحمٰن عبدٌ مکرّمٌ
مین رحمٰن کیطرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہون

سمٌّ معاداتی وسلمی اسلم
میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے

انّی انا البستان بستان الہدیٰ
مین وہ باغ ہون جو ہدایت کا باغ ہے

انّی صدوقٌ مصلحٌ مترحّم
مین راستگو اور مصلح ہون اور اصلاح کرنیوالا ہون

من فرّ منّی فرّ من ربّ الوریٰ
جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا

انّی انا النہج السلیم الاقوم
مین سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہون

روحی لتقدیس العلیّ حمامۃ
میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتری ہے

او عندلیبٌ غاردٌ مترنّم
یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز سے بول رہی ہے

ما جئتکم فی غیر وقت عابثا
مین تمہارے پاس بیوقت بطور لہو و لعب کے نہین آیا

قد جئتکم والوقت لیلٌ مظلم
مین اسوقت آیا جبکہ زمانہ رات کیطرح تہا

یا ایّھا الناس اترکوا اھواءکم
اے لوگو اپنی حرص ہوا کو چھوڑ دو

توبوا وانّ اللہ ربٌّ ارحم
توبہ کرو اور خدا غفور ورحیم ہے

ربٌّ کریمٌ غافرٌ لمن اتّقیٰ
رب کریم ہے وہ ڈرنیوالے کو بخش دیتا ہے

طوبیٰ لمن بعد المعاصی یندم
کیا خوش نصیب وہ شخص ہی جو گناہ کے بعد پچھتاتا ہی

یا ایہا النّاس اذکروا آجالکم — ان المنایا لا ترد و تہجم

اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو — موتیں جب آتی ہیں تو واپس نہیں ہوتیں اور ناگاہ پکڑ لیتی ہیں

یا لائمی ان المکارم کلہا — فی الصدق فاسلک نہج صدق ترحم

اے میرے ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں — صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر سلامت رہیگا

السعی للتوہین امر باطل — انّ المقرب لا یہان و یکرم

توہین کیلئے کوشش کرنا باطل ہے — جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہے خدا اسکو ذلیل نہیں کرتا

جاءتک آیاتی فانت تکذب — شاہدت سلطانی فانت تحکّم

میرے نشان تیرے پاس آئے سو تو تکذیب کرتا ہے — اور میری برہان تو نے مشاہدہ کی اور پھر تو تحکم کرتا ہے

ہل جاءک الابراء من رب الوریٰ — ام ہل رئیت العیش لا یتصرم

کیا بری ہونے کی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی — یا تو نے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کبھی منقطع نہیں ہوگی

ان کنت ازمعت النضال فاننا — نأتی کما یأتی لصید ضیغم

اور اگر تو جنگ کا ارادہ کرتا ہے — تو ہم اس طرح آئینگے جس طرح شکار کیلئے شیر آتا ہے

لا نتقی حرب العدا و نضالہم — والقلب عند الحرب لا یتجہم

ہم دشمنوں کی جنگ اور انکی تیر اندازی سے نہیں ڈرتے — اور دل لڑائی کے وقت متردد نہیں ہوتا

انظر الی عبد الحکیم و غیہ — یعوی کسرحان و لا یتکلّم

ڈاکٹر عبد الحکیم خان اور انکی گمراہی کی طرف دیکھ — بھیڑیے کی طرح چلا رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

کبر یسعّر نفسہ بضرامہ — ما مدّ ہذا الکبر الا الدرہم

تکبر اپنی ایندھن کے ساتھ انکو مشتعل کرتا ہے — اور یہ تکبر بباعث مال کے پیدا ہوا ہے

الفخر بالمال الکثیر جہالۃ — غیم قلیل الماء لا یتلوّم

مال کثیر کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے — یہ وہ بادل ہے جس میں کم پانی ہے جو ٹھہر نہیں سکتا

جہد المخالف باطل فی امرنا — سیف من الرحمٰن لا یتثلّم

مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں — یہ وہ تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی

فی وجھنا نور المھیمن لائحٌ ان کان فیکم ناظر متوسّم

ہمارے مونہہ پر خدا کا نور روشن ہے اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو

ما قلتَ یا عبد الحکیم بجنبنا الّا کخذف عند سیف بصرمٖ

اے عبد الحکیم تونے ہمارے مقابل پر جو باتیں کی ہیں تو وہ ایک وڑہ کیطرح ہے جو چلایا جاتا ہے بمقابل اس تلوار کے جو کاٹتی ہو

واللہِ لا یُخزی عزیز جنابہ واللہ لا تُعطی العلاء و تُرجم

بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوا نہیں ہوگا اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور رد کیا جائیگا

ھٰذا من الرحمٰن نبأٌ محکم فاسمع و یأتی وقتہ المتحتّم

یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے محکم ہے پس سُن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آرہا ہے

واللہ یُنقض کلّ خیط مکائد لیّن سحیل و شدید مبرم

اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائیگا خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ سخت مکر ہو

کفّر وما التکفیر منک ببدعۃ رسم تقادم عھدہ المتقدّم

مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیرا کوئی نئی بات نہیں ایک پرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے

قد کُفّرت من قبل صحب نبیّنا قالوا اُلٰئم کفرۃ و ھُم ھُم

اس سے پہلے ہمارے نبی صلعم کے صحابہ کو لوگوں نے کافر ٹھہرایا اور کہا کہ یہ لئیم اور کافر ہیں اور انکی شان جو ہے سو ہے

تب من کلام قلت واحفد تائبًا والعفو خلقی ایّھا المتوھم

جو کچھہ تونے کہا ہے اُس سے توبہ کر اور میری طرف دوڑ اور بخشنا میرا خلق ہے اے وہموں میں گرفتار

ان کنت تتمنی الوغا فنحارب بارز فانّی حاضر متخیّم

اگر تو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے باہر میدان میں آکر میں حاضر ہوں خیمہ لگائے ہوئے

نطقی کسیفٍ قاطع یُردی العدا قولی کعالیۃ القنا او لھذم

میرا نطق تلوار کاٹنے والی کے مانند ہو جو دشمنوں کو بات میری نیزہ کی نوک کیطرح ہو یا لہذم کیطرح ہو

کم من قلوب قد شققتُ غلافھا کم من صدور قد کلمتُ و اکلم

بہت دل ہیں جن کے غلاف میں نے پھاڑ دیئے بہت سینے ہیں جو سینے مجروح کئے اور کرتا ہوں

حاربت کل مکذب وباخر	الحرب دائرۃ علیک فتعلم
میں نے ہر ایک مکذب سے لڑائی کی ہے	اب آخری نوبت میں لڑائی کے چکر میں تو آگیا پس عنقریب جان لیگا۔
لی فیک من ربّ قدیر اٰیۃ	ان کنت لا تدری فانا نعلم
تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے	اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں
قد قلت دجال وقلت قد افتری	تھذی وفی صف الوغی تتجشم
تو نے کہا کہ یہ شخص دجال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے	تو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے
والحکم حکم اللّٰہ یا عبد الھوی	یبدیک یوماً ما تسر وتکتم
اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے	ایک دن وہ تجھے جتلا دیگا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے
الحق درع عاصم فیصوننی	فاحذر فانی فارس متسنّم
حق ایک سچائی والی درع ہے جو مجھے بچا لیگی	پس خوف کر کہ میں ایک سوار حملہ کرنیوالا ہوں

۱۵۸ نشان۔ واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔ کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کئے جانیکے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہو گئے اور خود امیر کابل کے گھر میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان جو اس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام انی مھین من اراد اھانتک اس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را   چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

۱۵۹ نشان۔ میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

مولوی عبد الحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جسکی عبارت یہ ہے کہ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا۔ ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جسکے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہو گئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک کہ اس الہام کو پورا ہوتا نہ سن لے اب اسکو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے دیکھو میری کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۸ یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کیگئی تھی۔ پھر اس پیشگوئی سے اڑہائی برس بعد چوتھا لڑکا عبد الحق کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جو اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبد الحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سنا تو اب ہم سنا دیتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا عبد الحق بھی لڑکے کے تولد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہو گیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبد الحق کی کوئی بد دعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بد دعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبد الحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبد الحق کے گھر میں آج تک باوجود بارہ ۱۲ برس گذرنیکے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہو جانا اور باوجود بارہ ۱۲ برس گذرنیکے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا یہ بھی قہر الٰہی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان شانئک ھو الابتر* یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبد الحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بے نصیب رہا اور بھائی مر گیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا پیدا ہونیکے اس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ کیا یہ علم

* میں نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی عبد الحق پر ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ اولاد سے بے نصیب رہیگا اس کو چاہیئے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کر کے ہماری اس پیشگوئی کو رد کر دے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ہے باوجود تیرہ ۱۳ برس گزرنے کے روز مباہلہ سے ابتک اولاد سے محروم ہے۔ منہ

غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کرکے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلان شخص اس وقت تک جیتا رہیگا اور پھر ایسا ہی ظہور مین آوے کیا دنیا مین اسکی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مفتری کی ایسی تائید کی کہ دونون پہلوؤن سے اُسکو سچا کرکے دکہلا دیا یعنے چوتھا لڑکا بھی دیدیا اور اس وقت تک اُس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ کہ یہ مباہلہ کی صدہا برکات مین سے ایک یہ برکت ہی جو مجھے دی گئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف احمد۔ مبارک احمد۔ نصیر احمد۔ اب ہم اگر عبد الحق کے ابتر ہونے کی بابت غلطی کرتے ہین تو وہ بتلادے کہ مباہلہ کے بعد اُس کے گھر مین کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہان ہین ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمین دکھلادے + اگر یہ لعنت کا اثر نہین تو اور کیا ہی اور مین بار بار لکھ چکا ہون کہ جیسا کہ عبد الحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اُسی طرح اُس کے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دنیا اور دین کی برکت نہین جو مجھے نہین ملی اولاد مین برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہو گئے مال مین برکت ہوئی کہ کئی لاکہہ روپیہ آیا۔ عزت مین برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی خدا کی تائید مین برکت ہوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔

۱۶۰ نشان۔ اِس وقت مولوی عبد الرحمن محی الدین لکھوکے والے کا اپنی قلم سے لکھا ہوا ایک خط میرے ہاتھ مین ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل جلیل مولوی حکیم نور دین صاحب نے مجھ کو دیا ہے اور مین اُس کو اپنے خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہون اس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب مذکور کی نقل ذیل مین لکھتا ہون اور بعد مین ظاہر کرونگا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان ہے اور وہ خط یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدا و مصلیا

اما بعد از عبد الرحمن محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر اخبرنی

+ اس پیشگوئی کے مطابق جو انوار الاسلام مین چھپ چکی ہی عبد الحق کے گہر مین آجتک کوئی لڑکا پیدا نہین ہوا کیونکہ انوار الاسلام دیکھ لینی

مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا۔ اِنَّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ واِنّ شانئک ھو الابتر + مرزا کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں اسمیں میرا نام نہیں اور بڑے زور ☩ دعوے کیا کہ میرے نام سے الہام نہ بخشا جائیگا۔ ہر دو الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آگیا بعدازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا۔ **مرزا صاحب فرعون** الحمد للہ علیٰ ذٰلک اب مرزا کا دعوے بھی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام

اشتہار انجام

بہت لوگ اپنی خوابوں کے نا سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب کی یہ دعا اس بنا پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین دہلوی اور اُنکی شاگرد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور ان کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے کیا وہ حقیقت میں کافر ہے خدا کے نزدیک اسکا کیا حال ہے تب اس کے جواب میں اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھیں خدا نے فرمایا اِنّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین پس ہم اس الہام کے یہ معنی کرینگے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور ان کے متبعین تکفیر میں خطا پر تھے اور استعارہ کے رنگ میں سب سے اوّل کفر کا فتوےٰ دینے والے کو فرعون قرار دیا اور جس نے استفتا لکھا تھا اس کو ہامان ٹھیرا دیا اور باقی ہزارہا مولوی وغیرہ جو پنجاب اور ہندوستان میں ان کی اس تکفیر میں پیرو ہیں اُنکو اُنکا لشکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بدقسمت نہ ہو تو یہ معنی بہت صاف تھے کیونکہ فرعون اور ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھے نابود کرنے کے درپے ہو گئے اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت ہے واذ یمکر بک الذین کفر اوقد لی یاھامان لعلی اطلع علی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ ☩

☩ حاشیہ۔ یاد رہے کہ اس وحی الٰہی میں دونوں قرأتیں ہیں کَفَرَ بھی اور کُفِّرَ بھی اور اگر کُفِّرَ کی قرأت کی رو سے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ پہلے شخص مستفتی میرے پر اعتقاد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا اور پھر بعد میں برگشتہ اور منکر ہو جائیگا اور یہی معنی مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنی جان تک بھی میرے پر فدا کر دیئے۔ منہ

☩ زور کے لفظ کے آگے لفظ سے چاہئے تھا جو کہ راقم کی تحریر میں نہیں اسلئے نہیں لکھا گیا۔ منہ

ہوا تھا اب یار ہو تے ہی یہ تعبیر دل مین آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہین اور ہامان نوردین

مجھے اہل اسلام کی خیرخواہی کیلئے اطلاع دینی ضرور تھی ؎

ہم تو بھی حق کہیں گے او نے لک بہتیں بھرلوا - اہل نفاق بلائین بریان لوکان وین بھلاوا

العبـــــد

عبد الرحمن محی الدین لکھو کے بقلمہ بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

یہ ہے خط مولوی عبدالرحمن محی الدین کا اور بعد نقل کے بجنسہٖ مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب

واپس کیا گیا مولوی صاحب موصوف اسکو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے

بقیہ حاشیہ من الکاذبین - تبت یدا ابی لھب وتب ـ ماکان لہ ان یدخل فیھا

الا خائفا ـ وما اصابک فمن اللہ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم ـ

الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبا جما ـ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً

غیر مجذوذ ـ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ وصفحہ ۵۱۱ ترجمہ یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک فرعون تجھے

کافر ٹھیرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتوے لکھ

کہ لوگ اُس فتوے کو دیکھ کر اس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تا کہ میں دیکھوں

کہ اس موسیٰ کا خدا اسکی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اسکو جھوٹا خیال کرتا ہوں ـ ابی لہب کے

دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے جن سے اُس نے فتویٰ لکھا تھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُسکو نہیں

چاہئے تھا کہ اس معاملہ مین دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کیطرف

سے ہے اس فتوے سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائیگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے

صبر کیا ـ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے یہ اُس

کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائیگی ـ اب اس

جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھیرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور

ہامان ٹھیرایا اور مولوی محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی

اِس الہام مین انہون نے اپنے خیال مین مجھہ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود اُنہون نے اِس خط مین اسکی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسی بڑے ادب سے خدا نے مجھہ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہین کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالی سے ادب سیکھین اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اسکے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام مین میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُسکو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دُنیا مین اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہین جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ مین تو الہام کی رو سے فرعون ٹھیرا اور

بقیہ حاشیہ: تاریخ سے ظاہر ہونگے پس بموجب مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے پھر اسکی تائید مین میری کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۸۵۵ مین ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے نریدان ننزل علیک اسرارًا من السماء ونمزق الاعداء کل ممزق ونری فرعون وھامان وجنودھما ماکانوا یحذرون یعنی ہم ارادہ کرتے ہین کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کرینگے اور تیرے دشمنون کو ہم پیس ڈالینگے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائینگے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالی نے اوّل المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب ۱۸۹۱ء مین چھپی ہے۔ پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہے کیونکہ انکے خط مین جسمین یہ الہام ہے ۱۳۱۲ ہجری لکھا ہے اور یہ ۱۸۹۵ء ہے پس جو مقدم ہے اسکی رعایت مقدم ہے۔ اور میان لوی محی الدین صاحب کے خط مین تصریح موجود ہے کہ اُنہون نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور انہون حکیم نوردین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے آپ موسےٰ صفات بنے ہین مگر تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو اب تک زندہ ہین اور موسٰی اس جہان سے گذر گیا چاہئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پورا کرنیکے لئے ہمین ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہوا کہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا کوئی اسکا جواب دیسکتا ہے

منہ

محی الدین صاحب قائم مقام موسیٰ ہوئے پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی ہی میں مرجاتا نہ کہ موسیٰ سے پہلے ہی ہلاک ہو جاتا محی الدین صاحب کی بددعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کے لئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام انہیں پر پڑ گئے۔ اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ جس کو انہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب تک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئیں سمجھتا تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اِس دُنیا سے گذر گیا اور اب اُسکا زمین پر نام و نشان نہیں کیا یہ موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اس جہان کو چھوڑ گیا۔ پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ ان شانئک ھو الابتر یعنے تیرا بدگو تباہ کیا جائیگا اور لاولد رہیگا اور لاولد مریگا اس الہام میں اُن کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لاولد رہنے کی طرف اشارہ تھا۔* سو الحمد للہ کہ میں اب تک زندہ ہوں میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور اُن کے اس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہو تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں اُنکی بیوی کو ایک سَو روپیہ نقد دونگا ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام اُن کا انہیں پر صادق آیا۔ مینے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اِس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام اُن کا بھی جو مباہلہ کے رنگ میں تھا اُنہیں پر پڑا۔ جو معنے اسکے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہونیوالا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قائم مقام ہے اسکی نسبت دوسرا الہام ہے کہ اِنّ شانئک ھو الابتر۔ جس کے یہ معنی ہیں دشمن اُسکی زندگی میں ہی لاولد مریگا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہیگا اور اسکی بکلّی بیخکنی کیجائیگی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب شائع نہ کرتے اور جیسا کہ اُن کے خط کی ابتدا میں ہی انکا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہل اسلام کی نظر میں ذلیل کیا جاؤں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں

* مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ ان شانئک ھو الابتر خود مر گئے اور ایک لڑکا اٹھارہ برس کا مر گیا بلکہ مینے بعض عورتوں کو انکے گھر میں بھیجکر دریافت کیا ہے کہ انکی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اِس بد دعا کے بعد اُنکے

اور میرے مرنیکے بعد مجھے مفتری اور کذاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتیں بھیجتے رہیں تو خدا تعالیٰ اُن کو اس قدر جلد ہلاک نہ کرتا لیکن اُنہوں نے تو الہام سُناکر تمام دُنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لیں اور میں اُنکی زندگی میں مع اپنے تمام فرزندوں کے مرجاؤں اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی ثابت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کی حق میں ایسی ذلت روا نہیں رکھتا اور نہیں چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جاوے کیونکہ اس صورت میں وہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خود اُنہیں کو ہلاک اور تباہ کر دیا اور اس دُعا کے بعد کوئی لڑکا اُن کے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزارہا لوگوں کو خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میں نے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک پس اس میں کیا شک ہے کہ عبد الرحمن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مجھے فرعون بنایا میری بیخکنی کے لئے پیشگوئی کی میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ سب مر جائینگی پس اگر میں پہلے اس سے مر جاتا تو اس میں کیا شک تھا کہ اسکے تمام دوست میری موت کو اُسکی کرامت بناتے اور اگر میری اولاد بھی مر جاتی تو وہ کرامتیں اُسکی مشہور ہو جاتیں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دیئے اور بموجب اپنے وعدہ انی مھین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کر اسکی ذلت ظاہر کر دی اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس کے الہام ان شانئک ھو الابتر کے بعد صرف تین بیٹے اور مجھ کو دئے بلکہ یہ بھی کیا کہ اسکی بیوی کو لاولد رکھا۔ اور اس طرح پر میری عزت کا ثبوت دُنیا پر ظاہر کیا خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندوں کیلئے کون غیرت مند ہو سکتا ہے اُس نے میری لئے غیرت دکھلائی۔ افسوس کہ عبد الرحمن محی الدین نے باوجود مولوی اور ملہم کہلانے کے خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید لا تقف مالیس لک بہ علم سے کچھ نہ ڈرا تب خدا تعالیٰ کے وعدہ انی مھین من اراد اھانتک نے اسکو پکڑ لیا پس میری لئے یہ ایک

بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنیکے لئے ایک الہام پیش کرتا تھا وہ خود ہی تباہ اور ہلاک ہو گیا چونکہ عبد الرحمن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اسکا اثر تھا اور علاوہ اسکے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اُس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اسکے قول سے لوگ ہلاک ہوں پس یہی بھید ہے کہ اسکے الہام کے بعد جس کے رو سے وہ میرے ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا خدا نے اُسی کو ہلاک کیا اور میرے پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد گویا دروازہ نسل بند کر دیا اور مجھے اسکے الہام کے بعد تین بیٹے اور دئیے کہاں گیا اُسکا الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ کون اِسمیں شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اُس کا پورا ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا اور مین ہلاک ہو جاتا اور اُسکے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا آگے اُن کا تو پیرزادگی کا خاندان تھا ہی پس اِس کرامت سے تو لکھوکے والا اسم باسمی ہو جاتا اور لاکھوں انسان لکھوکے والہ کیطرف رجوع کرتے سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں لکھہ نوں لکھہ کر دیا اور حج کرنا بھی اسکو مفید نہ ہوا اور مکہ اور مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہو گیا کیونکہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنیکے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے آخر وہ اسکو پکڑتا ہے یا اُسکے مقابل پر کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشان قدرت دکھلاتا ہے سو چونکہ عبد الرحمن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کے لئے تمام مسلمانان پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا یہ مفتری ہے کذاب ہے منافق ہے کافر ہے فرعون ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جڑ دیا کہ خدا اسکو تباہ کریگا ہلاک کریگا اسکی اولاد بھی مرجاے گی اور کوئی ان میں سے نہیں رہیگا۔ اس لئے وہ اپنے غلو سے اس لایق ہو گیا کہ خدا کا الہام اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ اسکی ذلت ظاہر کرے

سو اس سے زیادہ کیا ذلّت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اگر میں اس کے الہام مطابق فرعون تھا تو چاہئے تھا کہ میں اُسکے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وہ۔ اور نیز اسکے الہام میں یہ تھا کہ میں بے اولاد رہونگا خدا نے اُسکی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دئے پس یہ بھی اُسکی ذلّت ہے کہ اُسکے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔

اور یہ جو میں نے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذلیل کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو کبھی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ جب آتھم شرطی میعاد کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا حالانکہ اُس نے شرط الہام پوری کردی تھی کیونکہ اُس نے ساٹھ یا ستّر لوگوں کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور شرط کو پورا کر دیا تھا مگر پھر بھی جن کی طینت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے لیکھرام کے مارے جانیکا نشان دکھلایا

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہوگیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہوجاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔

۱۶۱ نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک دل میں ہو گیا کہ اُن کے کسی مرید نے قتل کیا ہے چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شایع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کی قتل کی نسبت پوچھنا چاہیئے اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔ **سلامت بر تو اے مرد سلامت** اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور اُن کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲ نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دایر ہوا اُس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دیدی کہ آخر بریّت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دایر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دیدیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا **مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت** پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کرنیکا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دیئے جس سے میں بری کیا گیا ÷ اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلّت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریّت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳ نشان۔ ایک مولوی کی کتاب نبراس تالیف صاحب نے عمرو کا حاشیہ لکھتے ہوئے

میرے حق میں ان الفاظ سے بد دعا کی کہ مرزا غلام احمد حزبہ کسّر ھم اللہ تعالیٰ یعنی خدا اِس شخص مرزا غلام احمد اور اس کے گروہ کو توڑ دے۔ سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ مولوی نور احمد مع اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی خدا یار تھے مر گیا مجھ خدا نے

۱۶۴ نشان ۔ ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔ میں نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اُسکو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک خدا تعالیٰ میرا کوئی نشان دکھائیگا۔ سو ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶- مارچ ۱۸۹۷ء کو نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظاہر ہو گیا تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اُسکا نشان نہ ملا کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۱۶۵ نشان ۔ ۱۱- اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا **کلامٌ افصحت من لدن ربٍّ کریم** یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اُسی وقت اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کیساتھ بغیر اسکے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام **خطبہ الہامیہ** رکھا گیا

لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہو گی سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مونہہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبات الہامیہ ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اسکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶ نشان - مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اسکے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُن کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تب میں نے اپنا دہنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اسکے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور اب تک

بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا نزلت الرحمۃ علی ثلث العین و علی الاخریین یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں فالحمد للہ۔

۱۶۷ نشان۔ تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نو مسلم لدھانوی کی نسبت الہام ہوا تھا ان شانئک ھو الابتر دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲ اُسوقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر سولہ یا پندرہ برس کا موجود تھا بعد اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ برس کے ایک بچہ بھی اُسکے گھر میں نہیں ہوا اور پہلا لڑکا اس کا بموجب الہام موصوف کے اس قابل نہیں کہ اُس سے نسل جاری ہو سکے۔ پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود۔ ✣

۱۶۸ نشان۔ میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہونگی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شایع کر دی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گانو ویران ہو گئے اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی مگر دوسرا حصہ اُس کا یعنی سخت زلزلے ابھی اُنکی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہئے۔

۱۶۹ نشان۔ جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تب مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہماری باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں انکی بیوی

✣ اگر سعد اللہ کو اولاد کی خواہش ہوتی تو وہ ضرور اپنے بیٹے کی شادی کرتا جو پہلے پیدا ہو چکا تھا جس کی عمر تخمیناً بیس برس کی ہے اور باوجود اسقدر عمر گذرنے اور استطاعت کے اب تک اسکی شادی نہیں ہوئی اور نہ اس کی شادی کی فکر ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو بھی قابل اولاد نہیں سمجھتا۔ پس اگر سعد اللہ کو اس پیشگوئی کی تکذیب کا جوش ہے تو اُس کو چاہئے کہ اپنے بیٹے کی شادی کر دے اور اس سے اولاد پیدا کرے یا کم از کم اس کی مردمی ثابت کرے اور یاد رکھو کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اسکو ہرگز حاصل نہیں ہوگی کیونکہ خدا کے کلام نے اسکا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو یقیناً وہ ابتر ہی مریگا جیسا کہ آثار نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔ منہ

سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اُسکی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور میں اُسکے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالےٰ کے فضل سے اُسکو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے دعا کے بعد دوسرے روز

سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائیگی۔

۱۷۰ نشان۔ مندرجہ البدر نمبر ۲۴ جلد ۲ یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے قبل از وقوع اخبار البدر میں درج ہو چکی ہے اور بعد میں ویسی ہی ظہور میں آئی اور وہ یہ رات کے وقت جو ۲۸ جون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد کی رات تھی یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹ جون ۱۹۰۳ء تھی میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا۔ سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کیگئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا جو مع ان معنوں کے جو ساتھ البدر میں ساتھ ہی قبل از وقت شائع کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ فِیْہِ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ

اِس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اُس کے ساتھ ہوگا۔ اور اُسکو فتح و نصرت نصیب کریگا کہ جو پرہیزگار ہیں یعنے جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں

اور خدا سے ڈر کر اُس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کی وہ سچی خیر خواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنیکے لئے طیار ہیں سو انجام یہ ہے کہ ان کے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے ان کیلئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

دیکھو پرچہ اخبار البدر نمبر ۲۴ جلد ۲ ❊

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہو کر وہ سزایاب ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات جو فتح پانے والے کیلئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہماری نصیب ہوئیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۷۰ نشان۔ آج کی ڈاک میں ۲۶۔ستمبر ۱۹۰۶ء کو بروز چارشنبہ موضع دولمیال ضلع جہلم سے مجھے ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک بڑے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب حکیم کرم داد صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دولمیال ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادن خان میں رہتے ہیں انہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا ایک اقرار نامہ بطور مباہلہ کے بھیجا ہے جس اقرار نامہ میں اُنکی ایک پیشگوئی میری مرنیکے نسبت ہے جس پر گاؤں کے نمبرداروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں درج ہیں سو پہلے حکیم کرم داد صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائیگا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دولمیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اس لئے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اُسکو پوری تسلی نہ ہو تو موضع دولمیال میں جا کر ہر ایک شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو چھپا سکے اب ہم ذیل میں حکیم کرم داد صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرار نامہ اور آخری نتیجہ

اس پیشگوئی کا درج کرینگے اور ہم خدائے قدیر و کریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے۔

حکیم کرم داد صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان ہماری گاؤں میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اس گاؤں کے بچے بھی جانتے ہیں ان میں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اس جگہ ہرزہ نام ایک شخص اپنے آپکو صاحب الہام اور کشف سمجھتا تھا وہ رمضان سنہ ۲۱ھ میں ایکدن صبح کیوقت پندرہ بیس آدمی اپنی مسجد کے ہمراہ لیکر حافظ شہباز صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے مقابلہ کیلئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ راقم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو۔ راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اس دعوی میں جھوٹا ہے۔ راقم۔ انکو جھوٹا سمجھنے میں آپکے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ میں صاحب الہام ہوں اور بارہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ تو مہدی آخر الزمان کے پہلے درجہ کے مخلصین میں سے ہے چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گذر گیا ہے اور میں ایک مخالف ہوں اس لئے میں اپنے الہام کی بنا پر اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے خروج مہدی کے زمانہ کا ایک نشان بھی کھلا گیا ہے کہ مشرق کیطرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جاکر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی میں نے اب تک مشاہدہ نہیں کی جو میں مرزا صاحب کو مان لوں۔ راقم۔ فقیر صاحب آپ کا یہ الہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعوی کا مصدق اور مؤید ہے پھر آپ ان کو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کے الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور پنجاب میں ہوگا ورنہ آپ پہلے درجہ کے مخلصین میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں اگر مہدی کا ظہور عرب میں مانا جاوے تو اس صورت میں آپ کا نمبر بہت پیچھے رہ جاتا ہے یا آپ مہدی کا چہرہ دیکھکر

مغرب مین جا وینگے یا آپ کی الہامی کشش مہدی کو پنجاب مین لا دیگی دونون صورتون مین آپ بہلا درجہ کو حاصل نہین کرسکتے اور جو آپ نے روشنی دیکھی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کیطرف ہی اور جناب مرزا صاحب کی تعلیم سے ممالک مغربیہ مین توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپ کو مرزا صاحب کے مخلصین مین شامل ہونا چاہئیے۔ فقیر صاحب مین شامل نہین ہوتا کیونکہ آج رات مینے دیکھا ہے کہ مین عرش کے پاس کھڑا ہون اور مجھے کہا گیا کہ اس رمضان کی ۲۷ تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک سخت آفت نازل ہوگی مین نہین سمجھتا اس آفت سی مراد موت یا کوئی ذلت ہی جس سے اس کا کام درہم برہم ہو کر اسکا نام و نشان مٹ جائیگا اور تمام دنیا اس حالت کو دیکھے گی اگر میری یہ پیشگوئی غلط نکلی تو مین ہر قسم کی سزا قبول کرنیکو طیار ہون۔ تم میری اس پیشگوئی کو اخبار بدر یا الحکم مین شایع کرادو اور مجھ سے اقرار نامہ لکھا لو اگر تم ایسا نہین کرتے تو حاضرین مجلس سمجھتے ہین کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کررہے ہو۔ راقم نے اس ملہم صاحب سے دیگر حاضرین مجلس کے کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وہ اقرار نامہ یہ ہے۔

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس مین پیشگوئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

✣ منکہ مرزا ولد فیض بخش قوم اوان سکنہ دو لمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم کا ہون۔ مین اس اقرار کو روبرو اشخاص ذیل لکھدیتا ہون کہ بیشمار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین زیارت کی اور خود عرش معلی تک سبز گنبد ہوا اور مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے مین جھوٹے ہین اور الہام کے ذریعہ مجھے جتایا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاویگا اور بڑے سخت درجہ کی ذلت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھے گی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی یعنے اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ تک قایم رہا یا ترقی کی تو مین ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہون۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگسار کریں یا قتل کرین یا کوئی اور سزا مقرر

✣ یہ اصل اقرارنامہ دستخطی فقیر مرزا جس مین معتبر اور معزز اشخاص کی گواہیان اور مہرین اور انگوٹھے لگے ہوئے ہین حکیم کرم داد صاحب نے میرے پاس بھیجدیا ہے جو بجگہ حفاظت رکھا گیا ہے تا ہر ایک شک کرنے والے کو دکھلایا جائے۔ منہ

کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے وارثان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی حجت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہٰذا میں یہ چند سطور بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کل مجھے انکار کرنے کی گنجایش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً میرے اہل شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرتناک نظارہ ہو پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاویگا ۔ المرقوم ۷ ۔ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ ہجری

العبد

فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکنہ دوالمیال ۔ ملک شیر ولد قطب سکنہ دوالمیال ۔ ملک فتح محمد بقلم خود "

نشان انگوٹھا

بقلم خود کرم بخش

حافظ شہباز بقلم خود سکنہ ایضاً　　حوالدار محمد خان سکنہ ایضاً　　ملک محمد بخش ولد جلال سکنہ ایضاً

ملک سمند خان ولد محمد خان سکنہ "　　ملک دوست محمد ولد شکور سکنہ "　　ملک اعظم سکنہ ایضاً

ملک سخی دنہ ولد ملک لال سکنہ "　　ملک خدا بخش ولد امام سکنہ ایضاً　　ملک محمد علی ولد بہاول بخش سکنہ ایضاً

ملک گھیبا ولد بختاور سکنہ "　　ملک اللہ دتہ ولد عمر سکنہ ایضاً　　ملک عبد اللہ ولد شاہ ولی سکنہ "

ملک غلام محمد ولد دولہ سکنہ ایضاً　　ملک نور محمد ولد وراب سکنہ "　　ملک مدد ولد معز اللہ سکنہ ایضاً

ملک غلام محمد ولد صوبیدار احمد جان ۔ ملک بہادر ولد کرم سکنہ ایضاً　　راجہ نمبردار دوالمیال

بہاول نمبردار دوالمیال وغیرہ ۔ باشندگان دوالمیال　　کرم داد احمدی دوالمیال عفی عنہ

(مہر)

حق و باطل میں فیصلہ ہو گیا تمام گواہوں کے روبرو

جھوٹے ملہم کو اللہ تعالیٰ دنیا سے بہت جلد اٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا الٰہی قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا اس اقرار نامہ کا مقر مسمی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کر کے ان کے نابود اور فنا ہونے کی پیش گوئی کر چکا تھا پورے ایک سال کے بعد اسی رمضان کی ۷ تاریخ ۱۳۲۲ھ میں جس میں اقرارنامہ لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے اس کی عورت بھی مر گئی اور خود اس کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا لہٰذا ہمارے اہل دِہ کو اس واقعہ سے عبرت چاہیئے اور حضرت اقدس کی صداقت پر ایمان لاویں ۔

المرقوم ۷ رمضان ۱۳۲۲ھ

راقم عاجز نے اس اقرار نامہ کو بغرض اشاعت دارالامان میں بخدمت بابو محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر البدر کے روانہ کیا اُنہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے واپس کر دیا گرد و نواح کے علاقہ میں بھی اس پیشگوئی کی شہرت ہو گئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہیئے اب کون جیتتا ہے مرزا قادیانی یا مرزا دو المیالی بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی کیلئے دعائیں مانگنے لگے۔ ایک دن ایک ہندو سار جنٹ فقیر صاحب کو سراج الاخبار پڑھ کر سنا رہا تھا کہ حکیم فضل دین سخت بیمار ہے چارپائی اُٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں اس خبر کے سُننے سے ملہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور اُس کے آثار ظاہر ہو پڑے ہیں مگر بیچارے کو کیا معلوم کہ ادھر میری تباہی کے طیاریاں ہو رہی ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ علاقہ میں طاعون نے ڈیرے لگا دئے ملہم صاحب کو اپنے الہامات پر اس قدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلہ طاعون سے محفوظ رہیگا جب دوسرا رمضان آیا تو اسکے محلہ میں طاعون شروع ہو گئی اس وقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے ایک ملہم دوسری ملہم کی بیوی تیسری لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب ۵ یا ۶ رمضان ۱۳۲۱ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی شدت ورم اور حبس دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پوری ایک سال کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنے ۷ رمضان ۱۳۲۱ھ کو ہلاک ہو گیا دو لڑکیاں جو پیچھے رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں۔ راقم کو علاج کے واسطے بلا کرلے گئے میں اُنکی حالت دیکھکر ڈر گیا۔ علاج کرانیوالوں کو کہا کہ اس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے تم اپنی ہمشیرہ کو گھر لے جاؤ وہ گھر میں لے گئے اور مریضہ کچھ دن بعد اچھی ہو گئی جو ملہم کی لڑکی تھی وہ اُسی گھر میں دوسرے روز باپ سے جا ملی اور بجائے ۲۷ رمضان کے ۷ رمضان کو حضرت مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دو لمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کتے نے

کاٹا اور یہ لڑکا اس کتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اسی دیوانے کتے نے راقم کے لڑکے عبد المجید
کو بھی کاٹا تھا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سید صاحب کو لے آئے کہ یہ کڑا
ڈالکر طاعون کو روکے گا خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت خاکسار کا
لڑکا عبد المجید بیمار ہو گیا ذرہ سی آواز اور آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ
الامان عضلات تنفس کے تشنج سے سخت دم کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب
دم ختم ہوتا ہے چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اسلئے ہر ایک یہی
کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رو سے عبد المجید کو مردہ تصور کر چکا - اودھر
مخالفوں کے طعنے کہ دیکھا بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونیکا نتیجہ ہے - الغرض
اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا تب سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے بیکسوں اور عاجزوں
کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض
اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب
کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے کو صحت بخش تا کہ یہ
مردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دعا کے بعد ان علامات منذرہ میں
تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی الحمد للہ -

اس نشان کو ہماری گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی
وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبد المجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کتے کا لڑنا* اور
پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہماری گاؤں کے لوگ
اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس ہو پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے -
اے خدا کے پیارے رسول اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مردہ کے زندہ ہونیکا
معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو آپ کی فرمانبرداری میں
موت دے اور حشر نشر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں - آمین

راقم آپکا خادم کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم

* یعنی کاٹنا - من المؤلف

۷۲ نشان۔ ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کے لئے بلایا ہے اور میں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے تب اُس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اس کے کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اُسی وقت سُنا دیا چنانچہ ان میں سے خواجہ کمال الدین بی اے پلیڈر اور اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اُسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کے لئے میرے نام آگیا جب میں گواہی کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور حلف دینا بھول گئے جب کل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا اس دوسرے حصہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب صاحب بھوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۷۳ نشان۔ چراغ دین ساکن جموّں جب میری بیعت سے مرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا تو اُس نے صرف گالیوں پر بس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعوے کیا اور عام طور پر لوگوں میں شایع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھے الہام ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز دجّال ہے تب میں نے اپنی کتاب دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء کے صفحہ ۲۳ کی حاشیہ پر وہ الہام شایع کیا جو چراغ دین کی نسبت مجھکو ہوا تھا اور وہ یہ ہے انّی اذیب من یریب اور اُردو میں اُسکی نسبت یہ الہام ہوا۔ میں فنا کر دوں گا میں غارت کر دوں گا میں غضب نازل کروں گا اگر اُس نے یعنی چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور ماموریت اللہ ہونیکے دعوے سے توبہ نہ کی یہ پیشگوئی چراغ دین کی موت سے تین برس پہلے کی گئی تھی جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے اور مجھے اس وقت یاد نہیں کہ میں پہلے بھی اس پیشگوئی کو لکھ آیا ہوں یا نہیں

اگرچہ پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اس کتاب میں گذر چکا ہے اور اس جگہ اس نشان کا مکرر لکھنا دوسری پیشگوئی کی تصریح کے لئے ضرور تھا بہرحال اس پیشگوئی سے تین برس بعد چراغدین مر گیا اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اُسکی موت ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے رسالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں یہ پیشگوئی لکھی ہے اور اس پیشگوئی کا ہم پہلو نشان چراغ دین کا خود اپنا مباہلہ ہے اسلئے ہم وہ نشان الگ طور پر اس پیشگوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

۱۴۷ نشان۔ یہ نشان چراغدین کے مباہلہ کا نشان ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جبکہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص دجّال ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہوا کہ وہ اس دجّال کو نابود کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اسکو اپنا عصا دیا ہے تا اُس عصا سے اس دجال کو قتل کرے تو اس کا تکبر بہت بڑھ گیا اور اُس نے ایک کتاب بنائی اور اُس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اسمیں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجّال ہوں اور پھر جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گذر گیا تو اُس نے مجھے دجّال ثابت کرنیکے لئے ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وہی دجال ہے جسکے آنے کی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضب الٰہی کا وقت اُسکے لئے قریب آگیا تھا اس لئے اُس نے اس دوسری کتاب میں مباہلہ کی دُعا لکھی اور جناب الٰہی میں دُعا کرکے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اس فتنہ کو دُنیا سے اُٹھا دے یہ عجیب قدرت حق اور عبرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مباہلہ اُس نے کاتب کے حوالہ کیا تو وہ کاپیاں ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ دونوں لڑکے اُسکے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہو کر مر گئے اور آخر ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو لڑکوں کی موت سے دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون جو لوگ اس وقت حاضر تھے اُن کی زبانی سنا گیا ہے کہ وہ اپنی موت کے قریب کہتا تھا کہ اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا ہے

چونکہ اسکی وہ کتاب چھپ گئی ہے جس مین وہ مباہلہ ہے اِس لئے ہم ان لوگون کے لئے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہین وہ مباہلہ کی دُعا ذیل مین لکھتے ہین اور محض اس غرض سے ہے کہ اگر اس نشان سے ایک شخص بھی ہدایت پاوے تب بھی انشاء اللہ القدیر ہمین ثواب ہوگا اور چونکہ چراغ دین کے اصل مسودہ مباہلہ پر جو اسکی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کی گئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھی جاوے اِسلئے اگرچہ ہم اسکی دوسری باتون کے مخالف ہین تاہم اسکی اس درخواست کو منظور کرکے مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھوا دیتے ہین کیونکہ وہ وصیت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضایقہ ہے کہ ہم اسکی وصیت کو مان لین اور وہ مباہلہ کی دُعا یہ ہے۔

اَلدُّعَاءُ

اے میرے خدا اے میرے خدا مین صدق دل سے گواہی دیتا ہون کہ آسمان وزمین اور ماسوا ہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے اور آسمان وزمین ماسواہما کے ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تو سبکا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سُنتا اور اُنکی حاجتین برلاتا اور آسمان وزمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرا بھی ٹل نہین سکتا اور انبیا اولیا شاہ اور گدا ملایک اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزان ہین اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین وماسواہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لایق اور کوئی معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگون نے ٹھیرائے ہوئے ہین خواہ وہ بُت ہین یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی اجسام وہ سب باطل ہین اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہین ان مین سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لایق نہین بلکہ آسمان اور زمین اور ماسواہما کے درمیان عبادت اور توکل اور محبت کے لایق تو ہی

ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے نہ اُسکا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے نہ مصاحب اور نہ کوئی مُشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزّہ ہے اسلئے تمام محامد تقدیس اور ستائش اور تعریف کے لایق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم تیرے ہی بندے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک کلام قرآن شریف فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقا وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنیکے بعد جی اُٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دئے جائینگے ۔

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدّس و تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلا کسی استحقاق محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کیلئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے اور تو نے ہی مجھ سے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنے کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے نصاریٰ اور اہل اسلام یا قرآن و انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدتہائے دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کیلئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجّت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو کل دینوں پر غالب کردیگا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق

نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہل دنیا پر ظاہر کرکے اتمام حجت کر رہا ہون لیکن ای میرے
خدا تو خود جانتا اور دیکھہ رہا ہی کہ دنیا مین ایک شخص نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت
کا دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیا مین ہون اور پیشگوئیون کے مطابق
نزول ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہین بلکہ طاعون اور زلزلے بھی میری ہی تائید مین ظاہر ہوئے ہین تاکہ
میرے مخالفون کو ہلاک اور تباہ کردین اور کہتا ہے کہ مین خدا کی مجسم قدرت ہون اور نجات
میرے ہی طریق مین محدود ہے اور جو مجھے نہین پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے
اعمال حسنہ نامقبول اور وہ دنیا مین معذب اور آخرت مین ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ ابکے
موسم بہار یا کسی اور موسم بہار مین ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جسے زمین کو انقلاب پیدا
ہوگا اور اہل دنیا مہدی کے سلسلہ مین داخل ہونیکے لئے تیار ہو جائینگے اس لئے ای میرے
خدا دنیا کے دل تذبذب مین ہین اور حق ظاہر نہین ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی مین
مبتلا ہے اور تیرے دین مین گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک
کی جارہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور
بے اثر ٹھیرایا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت
پر ایمان لانیکے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہین رہ سکتا
اور دین کے لئے اسکی کوششین عبث اور بیکار ہین اور +نیز ای میرے خدا تیرے
مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اسکی شان کی
تحقیر کیجارہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح القدس گنہگار تھا اور مین اس سے
بہتر ہون پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے
مقدسون کی عزت بچا اور اُن کی نصرت کیلئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو
دنیا پر سے اٹھا ✢ اور اہل دنیا کو حق کیطرف توجہ دلا اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور

✯ یہ غیب کی خبر جو اشتہارون کے آخری ... کی نسبت نکلا ہے کہ خدا میرے مخالفون کو طاعون اور زلزلہ اور دوسری ہلاکت سے ہلاک کریگا سو جو اشتہارین شائع ... زلزلہ سے ... مرزا غلام احمد ... پیشگوئی ... منسوخ ...

✢ یعنی اس شخص کو جو مسیح موعود ہونیکا دعوے کرتا ہے ہلاک کر۔

+ نقل مطابق اصل

مدعی نبوت کی دقیق عمیق پالیسی دریافت کرنیکے لئے انکی بصیرتون کو تیز فرما اور اہل دنیا کو
تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور انکو ہر طرح سے
امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندون کی خطائین معاف کرنا
تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہین۔ بھول چوک سے محفوظ نہین ہم تو ہر وقت
خطا کار ہین اور تیری ہی بخشش کے امیدوار۔ اس کے بعد اے میرے خدا مین یہ بھی التماس
کرتا ہون اور میری روح تیری عالی و مقدس جناب مین التجا کر رہی ہے اور میری آنکھین
تیری نصرت کی انتظار مین تیری ہی طرف ہین کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیرے ہی حکم اور
منشا کے مطابق تیرے مقدس دین و اسلام کی نصرت مین اور تیرے مقدس نبیون
کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور انکی بصیرتون
کو روشن کر اور ان کو اتباع حق کی توفیق بخش تاکہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی
کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ
مین ایک عاجز اور ضعیف انسان ہون تیری مدد کے سوا کچھ کہ نہین سکتا اور دلون پر
اثر ڈالنا اور حق کی پہچان مین انکی بصیرتون کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری
امداد میرے شامل حال نہ ہوگی تو مین ناکامیاب رہ جاؤنگا جیسا کہ جھوٹے رہجاتے ہین
پس اے میرے خدا تو اس سلسلہ کی نصرت مین اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض
کیلئے یہ جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدون پر
عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور ان کو اسکے اتباع کی توفیق عنایت کیونکہ تو قادر ہے
اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک
ذرہ حرکت کر سکے لہذا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات انہونی اور محال نہین اور
تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر مبدل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل
ہے تیرے ہی حکم سے آسمان اور زمین قایم ہین اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی

کو نمودار کردیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کیطرف کھینچ لاتا ہے تو ہی دُنیا مین انقلاب ڈالتا کسیکو شاہی تخت پر اور کسیکو تو دُہ راکھہ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل مین فیصلہ کرسکتا ہے تو ہی اس امر مین ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور ان کو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین ⁂

یہ ہے عبارت چراغدین کے مباہلہ کی جسمین وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھیرا کر اور مجھے دجال قرار دیکر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھ ایک فتنہ قرار دیکر میرے اُٹھائے جانیکی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ ای خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھادیا اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی تھر پر نہین جمائی گئی تھی کہ ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اُسکے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہین خدا کے کام۔ یہ ہین خدا کے معجزات یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ⁂

۷۵ نشان۔ ایک دفعہ پنڈت شونارائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر ہند کا ایک خط لاہور سے آنیوالا تھا جس مین اُنہوں نے یہ لکھا تھا کہ مین براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ کا رد لکھونگا جسمین الہام مین اور ایسا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُس خط کے پہنچنے سے پہلے اُسی دن بلکہ اسی ساعت جبکہ وہ لاہور مین اپنا خط لکھ رہے تھے مجھ کو اُس خط سے بذریعہ کشف اطلاع دیدی اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آگیا اور مینے اُسکو پڑھا۔ اُس وقت اُن آریوں کو جن کا کئی دفعہ ذکر آچکا ہے اس خط کے مضمون سے اُسی دن خط آنے سے پہلے مطلع کر دیا اور دوسرے دن اُن مین سے ایک آریہ ڈاکخانہ مین خط لینے کو گیا اور اُس کے روبرو ڈاک کے تھیلے سے وہ خط نکلا اور جب پڑھا گیا تو بلا کم و بیش وہی مضمون تھا جو مینے بیان کیا تھا تب وہ آریہ لوگ نہایت حیرت مین اور تعجب مین رہ گئے وہ ابتک زندہ موجود ہین اور حلف دینے سے راست راست بیان کر سکتے ہین۔

۷۶ نشان - رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں مَینے لکھا تو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مَینے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف وگزاف مشہور کی کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائے گا اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے مجھے الہام ہوا منعہ مانع من السماء یعنی ایک مانع نے آسمان سے اُسکو نظیر پیش کرنے سے منع کر دیا تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہو گیا کہ اگرچہ عوام الناس کیطرح اُردو میں بکواس کرتا رہا۔ مگر عربی رسالہ کی نظیر آجتک لکھ نہ سکا۔

۷۷ نشان - میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اُس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بنجائیگا اور مجھ کو دکھایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کیلئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین اُفتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سُنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے اور اُن کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کیلئے بنائے گئے حالانکہ اُن سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئیگا۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۶ ۴ ۷ ۴۴ جلد ۷ و الحکم نمبر ۲ جلد ۸ -

۷۸ نشان - ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کیوقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ انہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اسلئے اُن کے لئے دعا کی گئی تب منجانب اللہ الہام ہوا

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دور کر دیئے اور

انہون نے شکر گزاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ مین موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہین بلکہ اس وقت صدہا آدمیون مین یہ میرا الہام شہرت پاگیا تہا اور نواب علی محمد خان مرحوم رئیس جہجر نے بہی اپنی یادداشت مین اُسکو لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔ نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ مین جو گورداسپور مین دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تہا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولدالزنا ہین اور کذاب کے معنی ہین جو ہمیشہ جہوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ ان دنون مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجہے الہام ہوا **معنیٔ دیگر نہ پسندیم ما** جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت مین یہ معنی قایم نہین رہین گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت مین صاحب ڈویزنل جج نے ان تمام عذرات کو رد کردیا اور یہ لکہا کہ کذاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہین بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بہی مستحق ہے سو صاحب ڈویزنل جج نے وہ پر تکلف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت مین پسند کئے گئے تہے دیکہو اخبار الحکم نمبر ۲ جلد ۸ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء جس مین یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰۔ نشان۔ ایک دفعہ سنہ ۱۹۰۱ء مین مجہے الہام ہوا۔ یریدون ان یطفؤا نورک۔ یتخطفوا عرضک۔ انی معک و مع اھلک یعنی دشمن لوگ ارادہ کرین گے کہ تیرے نور کو بجہادین اور تیری آبروریزی کرین مگر مین تیرے ساتھ ہون گا اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہین اور اُن ہی دنون مین مینے دیکہا کہ مین ایک کوچہ مین ہون جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اسمین سے گذر سکتا ہے۔ مین بند کوچہ کے آخری حصہ مین جس کے آگے کوئی راہ نہ تہا دیوار کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور جو واپس جانیکی طرف راہ تھی اسکی طرف جب نظر اٹہا کر دیکہا تو کیا دیکہتا ہون کہ تین قوی ہیکل سنڈ وہان کھڑے ہین جو خونی ہین اور گذرنے کی راہ بند کر رکھی ہے ایک اُن مین سے میری طرف حملہ کرکے دوڑا اور اسکو مینے ہاتہ سے ہٹادیا پھر دوسرا حملہ آور ہوا اس کو بہی مینے ہاتہ سے ہٹادیا

پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور مین اُس کے ساتھ رگڑ کر اس کے پاس سے گذر گیا اسی اثنا مین اللہ تعالیٰ کیطرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو مین پڑھتا جاتا اور رو رہا تھا اور وہ یہ ہین رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اُسکے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر ۲۴ مین درج ہو کر شایع کی گئی بعد مین کرم دین نے جہلم مین میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت مین ظاہر کیا گیا تین وکیل اُسکے تھے آخر کار بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اُسکا خارج ہوا دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶ *

۸۱ نشان۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمھارے گھر مین پیدا ہوگی اور وہ مر جائے گی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنے غروب ہونیوالی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت مین ہی مر جائیگی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت مین ہی مر گئی دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۴ جلد ۷۔

۸۲ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہین کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی جبکہ مین کچھ آدمیون کے ساتھ جن مین بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد مین بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضل داد خان نمبردار چنگا جو میرا ہمقوم اور رشتہ مین بھی تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد مین آ کر مجھے معہ دیگر احمدیون کے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ تم لوگ مسجد مین نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے پھر فرعی مسایل کا جو احمدیون اور غیر احمدیون مین مختلف فیہ ہین ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا

* یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اسجگہ مزید تشریح کے لیے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ *

میںنے اُسکو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا اور اُس کے بہکانے سے عوام کو میںنے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اس امر کا کیا علاج ہو اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونیوالا ہے۔ تب میںنے اُسکو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو مسایل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اسیوقت مسجد سے باہر آگیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خان) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور وسط ماہ کے اندر ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا اور میںنے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سُنا کہ اس شخص کی موت بطور نشان ہوئی ہے۔ العبــــــــــــــــــــد

خاکسار محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ مباہلہ و موت فضلداد خان۔ نظام الدین درزی۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد فضل خان بقلم خود بیان مذکورہ بالا صحیح ہے

گواہ شد شاہولی خان بقلم خود بیان مذکورہ بالا صحیح ہے

۱۸۲ نشان - وہی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کریم اللہ نام جو ڈاکخانہ جات حلقہ گوجرخان کے انسپکٹر تھے ماہ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا میاں غلام نبی سب پوسٹماسٹر چنگا کے مکان پر اُترے اور میں انکو معزز اور خواندہ سمجھ کر انکے پاس گیا تب اُنہوں نے مجھے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سبک الفاظ کہنے شروع کئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے

الفاظ کے ساتھ استعمال کئے اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گانوں کے بہت لوگ جمع ہو گئے میںنے اُسکی باتوں کا مہذبانہ جواب دیا اور اُس نے حضور کی نسبت ٹھٹھا اور استہزا کرنا شروع کیا اور مجھے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے میںنے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی بیہودہ ہے میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو مسیح موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اُسکو سزا دے گا۔ میں یہ کہکر اُس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا کچھ تھوڑے دنوں کے بعد سُنا گیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سا مال عزیز اس کا چوری گیا بعد اس کے گوجر خان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اس کی شکایتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اُسکے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

العبد

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

گواہ شد نظام الدین خیاط گواہ شد شاہولی خان بقلم خود گواہ شد فضل خان بقلم خود

۸۴ النشان۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن ہے پٹیالہ سے خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر ان کو اس خط کے مضمون سے اطلاع دیجائیگی تو اندیشہ جان ہے تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور میںنے اس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ

میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ خبر خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو رد کر دیا۔

۱۸۵ نشان۔ بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے اس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اس کے ساتھ پیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا ہے میں نے اس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا تو ابھی میں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پیر پھسل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعاً اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے بھی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معاً پورے ہو جاتے ہیں دشمن کا تو دل بھی دور رہتا ہے اور جسم بھی دور۔

۸۶ نشان - ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکہایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بیقرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابا پانی یعنے مجھے پانی دو۔ یہ کشف مینے نہ صرف گہر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تہا کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تہے۔ اِس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً ۸ بجے صبح کا وقت تہا اور مبارک احمد بہی ساتھ تہا اور مبارک احمد کئی دوسرے چہوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تہا اور عمر قریباً چار برس کی تہی اُس وقت میں ایک درخت کے نیچے کہڑا تہا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے اگر اتنا اُس کے مُنہ سے نکلا کہ ابا پانی بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنواں قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تہا۔ میں نے اُسکو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُس کے مُنہ میں پانی ڈالا جب اُسکو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو مینے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے مینے بہت سا پِسا ہوا نمک پہانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا پس اس طرح پر خدا نے اُسکو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۸۷ نشان - میرے بڑے بہائی جن کا نام مرزا غلام قادر تہا کچھ مدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُنکی وفات ہونے والی تہی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تہے مگر مجھے سمجہایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور مینے اپنے خاص ہم نشینوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے دی جواب تک زندہ ہیں پھر شام کے قریب میرے بھائی

کا انتقال ہو گیا ٭

ان تمام پیشین گوئیوں میں جو اس جگہ لکھی گئی ہیں مینے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں۔ جن کے روبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں۔ اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب تریاق القلوب اور نزول المسیح وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اسمیں لکھ دوں کہ تین ۳۰۰ سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے میں بیمار ہو گیا ہوں اور آج انتیس ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے عاجز ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین ۳۰۰ سو نشان یا زیادہ اس سے لکھے جاویں گے۔ بالآخر اس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسیکا دل تسلّی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعوے کرتے ہیں تو اُس کیلئے یہ دوسری راہ کھلی ہے۔ کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شایع کرتا رہے اور دوسری طرف میں وہ تمام امور غیبیہ جو مجھے خدا تعالیٰ کیطرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے دو اخباروں میں شایع کروں اور دونوں فریقوں کے لئے شرط یہ ہے کہ جو الہام اخباروں میں درج کرائے جائیں وہ ایسے ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور ایسے امور غیبیہ ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور پھر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے اور کس فریق کی پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب ٹھیروں گا ورنہ قوم پر لازم ہو گا کہ خدا تعالےٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ جن اعتراضوں کو وہ پیش کرتے ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو

پس یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور انکی آنکھوں پر بغض اور حسد کے پردے آ گئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمانداری کا اعتراض ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ آتھم مر گیا اور اب زمین پر اُس کا نام و نشان نہیں اور اُسکا رجوع کرنا قریباً ستر آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جبکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مباحثہ میں دجال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک روتا رہا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جبکہ اُس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے روبرو رجوع کیا جن میں سے کئی اب تک بہت سے زندہ ہیں تو پھر اب تک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔

ایسا ہی محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اُس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک ٹانگ مخفی رکھ کر دوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت سو احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اسکے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں جو وارد ہونیوالی ہو گرفتار ہوں اور ایک ان میں سے اس بلا کے نزول سے مر جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اور اسکے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اس لئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کیں اور صدقہ و خیرات بھی کیا اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے میری

* اس پیشگوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونیوالی ہے* جو بھی اُس کی لڑکی ہے تو بلا نازل ہوئی کہ اسکا خاوند مرزا احمد بیگ۔ مر گیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اسوقت تک بچائی گئی جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ منہ

آئے جو اب تک موجود ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے پورا کرنے کیلئے اُس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈالدی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جابجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اُسکا ذکر کرتے ہیں کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راست گوئی کے لحاظ سے پوری طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقعہ اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اُسکو نہیں روتے یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آگئی ہے۔

ایسا ہی ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اُس کے رفیقوں کی نسبت ذلت کی خبر دی گئی تھی اُسکی کوئی ذلت نہیں ہوئی افسوس یہ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر ایک طبقہ کی ذلت علیحدہ رنگ میں ہوتی ہے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا اور پھر میں ہی گراؤں گا" تو کیا انہوں نے گرا دیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا تو جب بیس کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں میں نے لکھیں تو ان کو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو میں نے اس بات کیلئے بلایا کہ وہ میرے مقابل پر زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ ایسا ہی بہت سی اُن کی خانہ داری کی اندرونی تلخیاں اور ذلتیں ایسی ہیں جن کی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو کیا باوجود ان سب باتوں کے اُنکی کوئی ذلت نہ ہوئی۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدر ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی

ماسوا اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سے زیادہ نہیں جن کیلئے ہمارے مخالف مولوی شور مچاتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں

✤ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے "وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم" یعنی اگر یہ نبی کاذب ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائیگا اور اگر صادق ہے تو بعض پیشگوئیاں وعید کی تمہیں پہنچ جائیں گی۔ پس اس جگہ بعض کا لفظ فرمایا کل کا لفظ نہیں فرمایا اس میں یہی اشارہ ہے کہ بعض وعید کی پیشگوئیاں ٹل بھی جاتی ہیں اور اگر ایسا ارادہ نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ فرماتا وان یک صادقا یصبکم کل الذی یعدکم مگر ایسا نہیں فرمایا۔ منہ

کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ و خیرات اور دعا اور تضرع و زاری سے رد ہوسکتی ہے یہ بات ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنیکا ارادہ خدا نے فرمایا ہے خدا کے علم تک ہی محدود رہے اور کسی نبی کو اس سے اطلاع نہ دی جائے تو وہ صرف بلا کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دی جائے تو پھر وہی بلا وعید کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ پس اگر بہرحال وعید کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہرحال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے ✠ حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ و خیرات اور دعا وغیرہ سے رد ہوسکتی ہے اور اسی پر کل انبیاء کا اجماع ہے پس یہ کمینہ حملے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب ہے اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کبھی قرآن شریف ہی نہیں پڑھتے اور کیا کبھی حدیثوں کو نہیں دیکھتے کیا ان کو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصل قصہ کتاب دُرِّ منثور میں بھی مذکور ہے جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن پھر بھی توبہ کرنے سے سب لوگ عذاب سے بچائے گئے اور یونس باوجودیکہ خدا کا نبی تھا جب اس کے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیوں نہیں پوری ہوئی اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کے طور پر اس پر عذاب نازل کیا گیا اور اُس نے اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے اور پھر جبکہ اس پاک دل نبی نے اس اعتراض کی وجہ سے اتنے دُکھ اُٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرطی پیشگوئیوں کی نسبت بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے اگر ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر کچھ تقویٰ کا تخم ان کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ تو صرف دو تین ہیں اور ان کے مقابل پر وہ پیشگوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر ان کے مُنہ پر طمانچے مار رہی ہیں وہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی ہیں تو سوچنے کا مقام تھا کہ کثرت

✠ جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونے کے لائق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دیجاتی کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا رد کیجائے اور اگر وعید کی پیشگوئی رد نہیں ہوسکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا رد نہیں ہوسکتی اور یہ برخلاف معتقدات دین ہے اور بہر اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑے گا کہ بروقت نزول بلا صدقہ و خیرات اور توبہ و دعا سب لاحاصل ہے۔ منہ

کس طرف نہی گیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض اُنہوں نے ان پیشگوئیوں کی نسبت۔ یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں میں اُس کی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء ہیں اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ ہیں جنکا لکھنا موجب تطویل ہے پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ اُن لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اسقدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اُسکو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ

مانند تھے پھر گویا دعا کے ذریعہ سے نئی زندگی پائی یہی حال حضرت عیسیٰ کے پرندے بنانیکا ہے اگر وہ سچ مچ پرندے بناتے تو ایک دنیا انکی طرف اُلٹ پڑتی اور پھر کیوں صلیب تک نوبت پہنچتی اور کیا ممکن تھا کہ عیسائی لوگ جو حضرت عیسیٰ کے خدا بنانے پر حریص

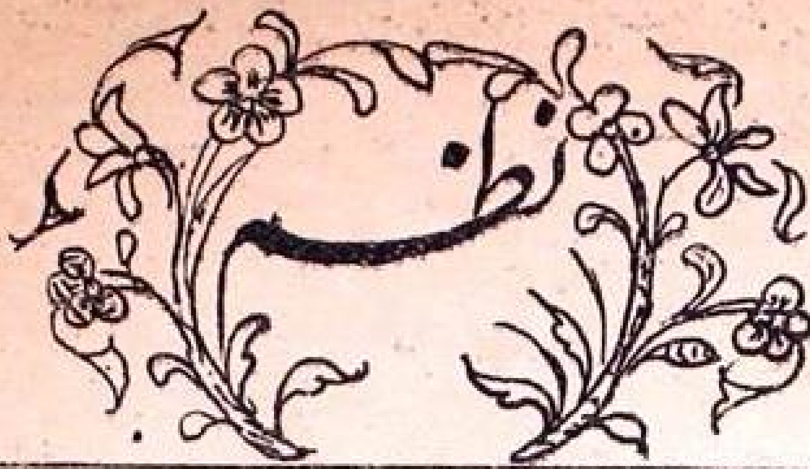
نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اُسکا برگزیدہ رسول ہو
اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے
اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آجتک بجز
میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اُسکی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے† تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس ۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اسی سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تمت

† خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی اُمت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لو کان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا۔ فالحمد للہ ۔ منہ



چون مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند — مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین — این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت — در من از جہل و تعصب قوم من افتادہ اند

سوئے من اے بدگمان از بدگمانیہا مبین — فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند

چون زمین بکشود باران صد در فسق و فساد — پس درے از بہر آن از آسمان بکشادہ اند

بقلم اخقر العباد غلام محمد کاتب امرتسری

بیکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا سچّے کا حامی ہو

اعلان

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنیوالا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا غرض میں نے اسکے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جسکے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شایع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اسکی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے" میں نے اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ہے پھر اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نورالدین** صاحب کے نام آیا اسمیں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائیگا جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی **تو اب میں بھی** اس بات میں کچھ مضایقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اسکی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شایع کروں اور در حقیقت اسمیں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر در حقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس ۲۵ برس سے دن رات خدا پر افترا کرتا ہوں اور اسکی عظمت اور جلال سے بیخوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھکر سزا کے لایق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دیگا کہ میرے آگے بھی

لعنت ہو اور میرے تیچھے بہی - مین خدا کی آنکھ سے مخفی نہین مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اسلئے مین اسوقت

دونون پیشگوئیان یعنی میان عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اُس کے مقابل پر جو خدا نے

میرے پر ظاہر کیا ذیل مین لکھتا ہون اور اسکا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہون - اور وہ یہ ہین :-

میان عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نوردین صاحب کی طرف اپنے خط مین لکھتے ہین اُنکے اپنے الفاظ یہ ہین -

مرزا کے خلاف ۱۲ - جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہین - مرزا مُسرف کذّاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا - اور اوسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے - +

اسکے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالی کیطرف سے میان عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جسکے الفاظ یہ ہین -

خدا کے مقبولون مین قبولیت کے نمونے اور علامتین ہوتی ہین - اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہین † اُن پر کوئی غالب نہین آسکتا فرشتون کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ‡ پر تونے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ✠ رب فرّق بین صادق وکاذب - انت تریٰ کل مصلحٍ وصادق ‡

---

† خدا تعالی کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہین یہ خدا تعالی کیطرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا گویا مین کاذب ہون اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور مین شریر ہون • اور خدا تعالی اسکے رد مین فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہین وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہین ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہین ہوگا اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب مین کوئی امر خارق نہ رہے - منہ

‡ اس فقرہ مین عبدالحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتون کی کھنچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتہون کے

✠ یعنی تونے یہ غور نہ کی کہ اس زمانہ مین اور اس نازک وقت مین اُمت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی •

‡ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب مین فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے - اس فقرہ الہامیہ مین عبدالحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا - پس چونکہ وہ اپنے تئین صادق ٹھیراتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہین ہے مین صادق اور کاذب مین فرق کرکے دکھلاؤن گا - منہ

+ اس مین میان عبدالحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہین کئے بلکہ پہلی کتاب مین تین سال میعاد بتائی گئی تہی - منہ

المشتہر - میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶ - اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان

[illegible]

یہ عکس ہے اُس مباہلہ کی عبارت کا جو چراغدین ساکن جموں نے اپنی ہاتھ سے لکھی تھی اور یہ اُسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا

الدعا

اے میری خدا اے میری خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
و زمین اور ما سوائہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے
اور آسمان اور زمین و ما سوائہما کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور
نافذ ہے اور تو ہی سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز سنتا اور انکی حاجتیں جانتا حاجتیں برلاتا اور آسمان
و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا اور انبیاء
اولیا شاہ اور گدا ملائکہ اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات غیرہم تیری ہی مخلوق
ہے اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیری غضب سے لرزاں
ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی اور جانی
اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیری سوا آسمان اور زمین
و ما سوائہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور کوئی بھی
معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگوں نے ٹہرائے ہوئے ہیں خواہ وہ
بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں
اُن میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ماسوائہما کے درمیان عبادت اور توکل اور

اور محبت کے لائق تو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی
باپ ہے اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے ہمسر مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون
بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع
اور جمیع عیوب سے منزہ ہے اسلئے تمام محامد اور تقدیس اور ستائش
اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تمام جسمانی اور روحانی یا ظاہری
اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم سب تیرے ہی لئے ہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغامبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم
اور تیرا ہی اور پیارا حبیب [redacted] خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک
کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں
محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان
دوزخ اور بہشت لقاء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد
جی اٹھینگے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دئے جائینگے

اب ای میری خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں نہایت ۳۷
عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتا ہوں
کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا کسی استحقاق
محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل
ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

نصرت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اسکا رنگ کے واسطے مخصوص کیا ہے اور
تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کروا دیا ہے
اور تو نے ہی مجھے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصارا پر حجت اسلام ثابت کرنے
کے جو ابتک مقرر فرمایا ہے

اور تو نے ہی مجھے اپنی محبت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے
نصارا و اہل اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد
اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدتہائی
دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کے لئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے
تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو کل دینوں پر غالب کریگا
پس ای میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیری اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی امداد سے
سرانجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق نزول ابن مریم کے اس روحانی راز کو
اہل دنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجت کر رہا ہوں

لیکن ای میرے خدا تو خوب جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص
نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا
ہے کہ خاتم الانبیاء یعنی ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول

ابن مریم کی مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میری لیئے آسمان اور زمین نے
نشان ظاہر کئے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں
تاکہ میری مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت
قدرت ہوں اور نجات میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں مانتا
وہ کافر اور مردود ہے اور [illegible] اسکے اعمال نامقبول اور وہ
دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگی اور کہتا ہے کہ اب کی محرم
بہار کے اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جو زمین کو
تہ و بالا کر دیگا اور قیامت کا نمونہ دکھائیگا اس وقت دنیا میں ایک عام
انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میری سلسلہ میں داخل ہونے کے لیئے
تیار ہو جاینگے اسلئے ای میرے خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور
حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا رہی ہے
اور تیری زمین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیری حبیب رسول اللہ
صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت
چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر کر دیا گیا اور نئے
دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یعنی مرزا قادیانی کی نبوت
اور رسالت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی
عالم، متقی، ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا اور دین کے لیئے

مقدس نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا یہ منصب بھی چھین لیا گیا ہے
اور اسکی شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ
وروح اللہ گنہگار تھا اور میں اس سے بہتر ہوں پس اے میری خدا
اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدس نبیوں
کی عزت بچا اور اپنی نصرت دین کے لیئے اپنی قدرت کاملہ ظاہر کر اور اس
فتنہ کو دنیا پر سے اٹھا اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا
اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور مدعی نبوت کی
دقیق عمیق پالیسی دریافت کرنے کیلئے انکی بصیرتوں کو تیز فرما
اور اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ
رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے
اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان
اپنی بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے
امیدوار. اسکے بعد اے میری خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح
تیری عالی و مقدس جناب میں التجاء کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت
کی انتظار [illegible] میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس مسئلہ کی صداقت کو جو تیری
ہی حکم اور منشاء کی مطابق [illegible] تیری مقدس [illegible] دین اسلام کی نصرت
میں اور تیرے مقدس نبیوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لیئے جاری کیا گیا ہے
اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور انکی بصیرتوں کو روشن کر اور انکو اتباع حق کی

بخشش

توفیق کر تاکہ تیرا معاملہ ظاہر ہو۔ اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان
پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ ای میری خدا تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے
کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں
سکتا اور دلوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں انکی بصیرتوں کو
کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میری شامل حال نہ ہوگی
تو میں ناکامیاب رہ جاونگا جیسا کہ چھوٹے رہ جاتے ہیں پس ای میری خدا
تو اس عبد کی عزت میں اپنی قدرت نمایاں ظاہر فرما اور جس غرض کے لئے یہ
جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دی اور اسکی صداقت کے دروازے غیر
معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دی اور انکو اسکی اتباع
کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ
پر تیرا ہی حکم کیا ممکن ہے کہ تیری حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت
کر سکے لہذا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیری آگے کوئی بات انہونی اور
محال نہیں اور تیری وحدت سچی اور تیرا ارادہ غیر متبدل
ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیرے ہی حکم سے
آسمان اور زمین قایم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی
کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے
اور تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسیکو شاہی تخت پر اور کسیکو تودہ
خاک پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی
اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور انکو
صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین

اعلان حق نمبر ۱

طاعون کا علاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آسمانی نشان

فی تائید مسیح الزمان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کیطرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اسکی اصل حقیقت اور علاج سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالی نے اسکا حقیقی اور قطعی اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اسلئے میرا دل و ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہے اور جس کے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں۔ تا کہ جنکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالی قریباً عرصہ ایکسال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ یہ زمانہ روحانی قیامت

حاشیہ نمبر ۱۔ میں اس جگہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالی

تنبیہ

واضح ہو کہ اشتہار چراغدین کا ...
اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی ...
کیساتھ شامل کیا جاتا ہے تا ہر ایک ...
منصف مزاج معلوم کر لے کہ یہ ...
شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ...
پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور ...
نفس امارہ کی کشش سے بغیر ...
پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو ...
اور مجھ کو دجال وغیرہ ناموں سے پکار ...
اور میرے مخالف کتاب منارۃ ...
اور اعجاز محمدی لکھی اب ہر ایک ...
منصف مزاج خود انصاف کی ...
نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہی چراغ ...
ہے جس نے میری تائید میں یہ اشتہار ...
لکھا تھا اور جس میں ... مصدق ...
میں تا خدا نے طاعون وغیرہ سے ...
اسکو محفوظ رکھا پھر جب اس ...
جامہ ارتداد پہن کر تکفیر اور ...
پر کمر باندھ لی تب پکڑا گیا اور ...
پیشگوئی کے مطابق اور ...
مباہلہ کی رو سے ہلاک ہوا ...
فالحمد للہ علی ذلک

یعنی صلح وصلاحیت کا ×زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ مین فتح اسلام اور مسیحیون کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کیطرف منسوب کیا جاتا ہی اور وہ ایسا زمانہ ہے کہ جسمین شیطانی تسلط اور دجالی نحوست دنیا سے اٹھائی جائیگی اور زمین روز روشن کیطرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی راستبازی امن وصلحکاری دنیا مین قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرینگے۔ مذہبی مخالفتین تمام دنیا سے اٹھ جائینگی اور اہل دنیا ایک ہی طریق ودین مین ہوکر صلح وصلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کرینگے اور قومین جسمانی وروحانی نعمتون سے مالا مال ہوکر نہایت امن وچین کیساتھ مین اپنی زندگی بسر کرینگی اور تمام جنگ وجدال فتن وفساد وبغض وعداوت کفر ومعصیت رنج ومصائب دنیا سے اٹھائے جائینگے۔ یہانتک کہ شیر اور بیل بھیڑیا اور بھیڑ یا ایک ہی گھاٹ سے پانی پئینگے اسکا ثبوت قرآن شریف اور کتب مقدسہ مین موجود ہے۔

اب مین اسبات کو بھی ظاہر کردیتا ہون کہ وہ متبرک زمانہ جسکی تعریف کیگئی ہی عمر دنیا مین ساتوان ہزار ہی جو سبت کی طرح خدا کی بادشاہت یعنی صلح وصلاحیت کے لئے مخصوص ومقرر ہی اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہوچکی ہی کہ یہ صدی چھٹوین ہزار کا اختتام ہے اسلئے اس روحانی قیامت کی تیاری کیلئے جو کچھ انقلاب وقوع مین آنیوالا ہے اسی صدی مین پورا کیا جائیگا۔ پس اس کامل اور عظیم الشان روحانی انقلاب کی تیاری کے واسطے خدا تعالی نے دو طرح کا انتظام فرمایا ہے۔ ایک جمالی دوسرا جلالی۔ جمالی تو یہ ہی کہ اس نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق جیسا کہ وہ ہر ایک زمانہ مین دنیا کی ہدایت وصلاحیت کیلئے اپنے بندون مین سے بعض کو مامور

×(قوم مراد ازمیں)

کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی جگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود وشاهدٍ ومشهودٍ* کے مفہوم سے ثابت ہی کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہین اور شاہد وہ لوگ ہین جو خدا تعالی کیطرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دینگے۔ اس لئے مین اپنے سچے دل سے خدا تعالی کو حاضر وناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہون کہ بلا شک وشبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالی کیطرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت ماموریت منصب امامت پر مشرف ہین اور جناب کی اطاعت غضب؟ اکی خوشنودی کا سبب اور مخالفت آپکی قہر وغضب کا موجب ہے۔ لہذا دنیا کے زیادہ

تصدیق شہادت

*(قسم ہے برجون والے آسمان کی اور یوم موعود اور شاہد ومشہود کی)

*(باوجود اس قدر علم کے پھر بھی مخالفت سے نہین ڈرتا)

مبعوث فرما رہا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی و اسم گرامی **حضرت**

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے منصب امامت عطا کر کے مامور و معبوث

فرمایا ہے تا کہ دنیا آپکے زیر سایہ ہدایت و اطاعت میں رہ کر اُس پاک روحانی تبدیلی کا نور جس کا حصول روحانی قیامت

کی تیاری کیلئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کرے اور خدا تعالی کی اُس پُرامن و بابرکت بادشاہت میں جسکا ذکر کیا

گیا ہے اور جس میں کسی ناپاک اور شریر کا گذر نہیں ہو سکتا داخل و شامل ہونیکے لائق ٹھہرے۔

اور دوسرا انتظام خدا تعالی کا جلالی اور قہری حربہ جس سے مراد **طاعون** اور **قحط** ہے تا کہ جو

لوگ اُس جمالی نظام سے اصلاح پذیر نہ ہوں اس جلالی حربہ سے ہلاک یا متنبہ کئے جائیں جیسا قدیم سے

سنتہ اللہ + چلی آتی ہے کہ ہر ایک روحانی انقلاب کیلئے پہلے مامور آتے رہے ہیں اور جب قوم اُنکی تکفیر و تکذیب میں

حد سے بڑھ جاتی تھی تو اُن پر عذاب آجاتا رہا جسکی نظیریں قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ

اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا۔ کہ جب حضرت اقدس نے تبلیغ اور حُجتہ اللہ کو دنیا پر پورا کیا اور اپنے دعوی ماموریت

کو ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دنیا اُنکی تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئی تو خدا تعالی نے

اپنی سنت قدیم کے مطابق اس زمانہ کے لوگوں کیلئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے

مخالفوں کی طرح آپکے مکذبین کیلئے بھی ایک بلا نازل فرمائی سو وہ یہی طاعون ہے۔ جو دنیا کو کھا جانیوالی

+ نقل بعینہٖ

بقیہ حاشیہ

اطمینان کیلئے میں اپنے بعض رویا اور کشوف کو بھی اختصار کیساتھ تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

پس واضح رہے ناظرین پر کہ عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہو گا کہ ایک رویا صالحہ میں اس عاجز نے دیکھا۔ کہ

ایک نور ستون کی صورت میں آیا اور اس نے مجھ کو اپنے اندر ڈھانپ لیا اور میری حالت کو بدل ڈالا۔

اور کلمہ توحید میری زبان پر جاری کر دیا چنانچہ اسکے بعد ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک میں اللہ تعالی کو مشاہدہ میں

دیکھتا رہا اور جب وہ حالت کم ہونے لگی تو ایک رات میں نے رویا کی حالت میں خدا تعالی کو دیکھا اور میں

اسمیں بالکل محو اور جذب ہو گیا اور تمام روز اُسکی لذت اور سرور میرے دل پر موجود رہا۔ اور پھر بعد اس کے آج سے

قریباً سات سال پہلے ایک رویا صالحہ میں اس عاجز نے ایک کثیر التعداد جماعت کو ایک مقام پر حضرت مسیح

علیہ السلام کی انتظاری میں کھڑے اور آسمان کیطرف تاکتے ہوئے دیکھا کہ گویا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام نزول

فرمائینگے۔ اور یہ بھی دیکھا کہ نزول مسیح کیلئے ایک مینار بنانے کی تجویز میں لگے ہوئے ہیں اور اُس وقت مجھ کو ایک

آگ کی طرح بھسم کرتی جاتی ہے دیکھو حدیث نبوی مین صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ مین اس کثرت سے طاعون پڑیگی کہ زمین مُردون سے بھر جائیگی - اور انجیل مقدس کتاب مکاشفات باب ۱۰ مین لکھا ہے کہ نزول مسیح کے زمانہ مین خلقت بُرے اور زبون پھوڑے کی آفت سے جس سے مراد طاعون ہے، ہلاک ہوگی - علاوہ اس کے قرآن کریم بڑی شدومد کے ساتھ آخری زمانہ مین قومون کے ہلاک ہونیکی خبر دیتا ہے جیساکہ فرمایا وما من قریۃٍ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابًا شدیدًا وکان ذٰلِک فی الکتب مسطورًا (سورۂ بنی اسرائیل کوع ۶) اور ایسا ہی سورۂ دخان مین فرمایا فارتقب یوم تاتی السماءُ بدُخانٍ مبینٍ یغشی الناس ھذا عذاب الیم الخ اور فرمایا یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ انا منتقمون یعنی انتظاری کر اُس دن کی کہ لاوے آسمان دھوآن ڈھانک لیگا لوگون کو یہ ہے عذاب دردونیوالا جس دن پکڑینگے ہم پکڑنا سخت تحقیق ہم بدلہ لینیوالے ہین اور اسی طرح سورہ قیامت مین فرمایا واذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ این المفر کلا لا وزر الی ربک یومئذن المستقر یعنی چاند اور سورج کو جب ایک ہی مہینے یعنی رمضان مین گہن ہوگا تو اس کے بعد لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے - اور نہ پاوینگے - سوائے اس کے کتب مقدسہ مین بھی اس زمانہ کے متعلق بہت سی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

الہامی کتاب مین لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا چراغدین یعنی اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا - اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی مجھ پر ظاہر ہوا کہ گویا دنیا مین اُس مینار کے بنانے کیلئے کوئی دوسرا شخص میرا ہمنام نہیں ہے اور پھر تقریبًا عرصہ تین سال کے بعد رویا کی حالت مین تمام دنیا کی قومین چڑیون کی صورت پر آپس مین شوروغل کرتی ہوئین مجھے دکھائی گئین - اور جب مین انکا نظارہ کر رہا تھا تو خدا تعالی کیطرف سے یہ الہام مجھپر نازل ہوا انکو کہو اس طرف چلی آوین تا کہ انکو آرام ملے) پھر اسکے بعد مینے ایک دفعہ ایک رویا صالحہ مین دیکھا کہ صلحاء لوگون کا ایک جلسہ منعقد ہوا اور اس عاجز کو اسمین شامل کیا گیا اور لوگ مجھے مبارک باد دیتے ہین اور پھر ایک دفعہ مینے دیکھا کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام کا جلسہ منعقد ہوتا ہے اور اس عاجز کو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ مین لوگون کو حضرت اقدس مسیح کی بیعت کیلئے بلند آواز سے پکارون اور جو آئے اسکو حضور پرنور کی خدمت مین حاضر کرون - اب ایک سال کا ذکر ہے کہ مینے ایک رویا صالحہ مین دیکھا کہ مغرب کیطرف سے ایک روشنی آئی جس کا طلوع لاکھون کوسون تک اور لاکھان

٭ (نقل مطابق اصل صحیح آیت یون ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابًا شدیدًا کان ذٰلک فی الکتاب مسطورًا -)

لہ (نقل مطابق اصل صحیح یون ہے فاذا برق البصر الخ)

پیشینگوئیان موجود ہین دیکھو یسعیاہ باب ۶۶ آیت ۱۵ اور ۵۰ زبور ۳ آیت اور دانی ایل ۱۲ حزقیل ۳۷ آیت ۱۵-۲۸ وحبقوق ۳ صفنیاہ ۳ میکایہ ۴ متی ۱۳ و ۲۴ آیت ۱۵-۳۱ مکاشفات ۱۵-۱۶ ان کتابون مین

اس زمانہ کا پورا اور کامل فوٹو موجود ہے۔

ہان اگر یہ سوال ہو کہ ہم کیونکر مانین کہ یہ عذاب امام الوقت کی مخالفت کے باعث ہمپر آگیا ہے تو اسکا جواب ہم آیات ذیل سے دیتے ہیں جیسا فرمایا وما نهلك القرى حتى نبعث فيهم رسولا یعنی ہم کسی بستی کو بھی ہلاک نہین کرتے جبتک کہ اُن کے درمیان کوئی رسول نہ بھیجین اور دوسری جگہ فرمایا لكل امة رسول اذا جاء رسولهم قضى بينهم بالقسط وهم لا يظلمون یعنے ہر ایک قسم کے لوگون کا فیصلہ اُسیوقت ہوتا ہے جبکہ اُن کے پاس رسول آتا ہے پس جب ایک طرف ایک رسول یعنے حضرت امام الزمان موجود ہین جو دنیا کو حق اور راستی کیطرف بلا رہے ہین اور دوسری طرف انکی تکذیب بھی بڑے زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہے اور تیسری طرف ایک ہولناک عذاب بھی دروازہ پر کھڑا ہے تو کیا سمجھ مین نہین آتا کہ یہ وہی مخالفت اور شرارت ہماری جو ایک مامور من اللہ کے حق مین کر رہے ہین عذاب کے رنگ مین متمثل ہو کر ہمارے سامنے آگئی ہے یا یون کہو کہ اس عذاب کا اصل سبب وہی تکفیر و تکذیب ہے جو دنیا کی ہلاکت کا باعث ہوئی وحاق بهم ما كانوا به يستهزءون یعنی گھیر لیا اُن کو اُس چیز نے

آسمان سے طاہر ہوا تھا۔ اور وہ روشنی سیدھی میری طرف آئی اور جسقدر نزدیک آتی تھی کم ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ جب میرے نزدیک پہنچی تو مین نے سمجھا کہ روشنی کے اندر ایک شخص ہے اس شخص کو دیکھا جس کے دونون ہاتھون مین نعلین کی صورت پر دو اشیاء پکڑی ہوئی تھین اور جب اسکو ملا تا تھا تو وہ روشنی اُن کے اندر سے نکلتی تھی چنانچہ اس شخص نے میرے قریب آکر نہایت جذبہ کیساتھ پکارا کہ بیمارون کو حاضر کرو۔ اسکے کہنے پر مین اُسکے آگے سرنگون ہو گیا اور اس نے اُس چیز کے ساتھ جو اُسکے ہاتھ مین تھی میرے سر کو مسح کیا اور مین دیکھتا ہون کہ میرے گلے مین قیدیون کی طرح لوہے کی ایک ہیکل پڑی ہے جس کو مین اپنے دونون ہاتھون سے کھول رہا ہون۔ چنانچہ اسکے چند روز بعد پھر پہلے کیطرح کشفی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا سرور میرے دل پر طاری ہوا کہ گویا مین بادشاہ ہون چنانچہ اسی سرور اور تموج کی حالت مین ایک روز کشفی طور پر مین خدا کے حضور مین پہنچایا گیا اور اسوقت مسیحی تعلیم یعنے انجیل کی حقیقت مجھ پر کھولی گئی اور مسیحیون کی غلط فہمی پر آگاہ کیا گیا اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ظاہر

(نقل مطابق اصل صحیح یون ہے وما کان ربك مهلك القرى حتى يبعث في امها رسولا)

(نقل مطابق اصل صحیح یون ہے وفاذا جاء رسولهم قضي بينهم بالقسط)

جو تھے وہ ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا کہ مخالف لوگ حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی اُس پیشگوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ مین آج سے چار سال پہلے شائع کی گئی تھی کہ ملک پنجاب مین طاعون پڑیگا ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہان ہے۔ علاوہ اسکے جب صد ہا نظیرین اسکی قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہین کہ گذشتہ زمانون مین ہر ایک مامور من اللہ کے مکذبون کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک اُمت پر جداگانہ رنگ مین عذاب آتا رہا تو اس صورت مین ہمین اس بات کے ماننے مین کہ یہ عذاب اسی مخالفت کا نتیجہ ہے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہین بلاشک و شبہ یہ خدا تعالی کا وہی جلالی اور قہری حربہ ہے جو ہمیشہ سے اس کے سچے رسولون کے مخالفون کی ہلاکت کیلئے موجود ہو جاتا رہا ہے۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوا تو علاج میں کوشش کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے **حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ ماموریت کو مانکر اور انکی اطاعت کا جوا اخلاص دل سے اُٹھا کر اور بصدق دل آپکے زیر سایہ ہدایات رہکر ایک پاک اور زندہ روحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزہ ہو حاصل کیا جاوے۔** سو جو شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کر لینگے یقیناً بفضلہ تعالی اس بلا سے نجات پا لینگے کیونکہ ابھی

بقیہ حاشیہ: کی گئی کہ گویا اب مسیح موعود علیہ السلام (یعنی اس امت کا مسیح) اپنے جلالی نزول مین نازل ہونے پر ہے۔ اور اس عاجز کو اسکے نزول کی منادی کرنے اور قومون کو اسکی بادشاہت مین شامل ہونے کی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ پھر اسکے چند روز بعد ایک رویا صالحہ مین مجھے دکھایا گیا کہ آسمان سے نصف چاند کی صورت پر نورانی اجرام تیرتے ہوئے نازل ہو رہے ہین اور مین اپنے ہاتھون کو پسار کر حضرت امام الزمان کیلئے انکو پکڑ رہا ہون چنانچہ اسی رویا کے سلسلہ مین پھر کیا دیکھتا ہون کہ ایک مقام پر نیو رہنیون کیلئے بہت سے مکانات تیار ہو رہے ہین اور اُن کی ایک طرف ایک جگہ یعنی حضرت اقدس تشریف رکھتے ہین اور آپکے گرداگرد ایک پردہ کھڑا ہے جسکی سبب حضرت ممدوح باہر کیطرف سے دکھائی نہین دیتے اور اس پردہ کے اندر سے بڑے زور کیساتھ اُن لوگون کو جو تعمیر کے کام مین مصروف ہین ڈانٹ رہے ہین کہ جلدی کرو۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ فسخ کیا جائیگا۔ اسی اثنا مین اتفاقاً ایک ایسی ہوا چلی جس سے وہ پردہ جس کے اندر حضور تشریف رکھتے تھے گر گیا اور آپ کا نورانی وجود آفتاب کیطرح چمکتا ہوا

له (خدا جانے کہ مین اس وقت تک زندہ رہونگا یا نہین)

قبولیت کا دروازہ کھلا ہے اِسلئے جو شخص بصدقِ دل توبہ کریگا قبول ہوگی لیکن ایک وقت ایسا بھی آنیوالا ہے کہ لوگ توبہ کرینگے مگر قبول نہ ہوگی۔ تو مین خدا کے آگے چلائینگی پر سنی نہ جائیگی۔ دنیا خدا کی طرف رجوع لاویگی لیکن انجام اسکا مایوسی ہوگی۔ جیسا فرمایا ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون انی لھم الذکری وقد جاءھم رسول مبین الخ (سورہ دخان) اور وہ وقت ایسا ہوگا کہ یہ بلا روئے زمین پر عام ہوگی کوئی شہر یا بستی الاماشاءاللہ اس سے خالی نہ رہیگی بلکہ دریاؤن اور جنگلون مین بھی طاعون ہوگا۔ اسوقت لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے مگر نہ پاوینگے جیسا فرمایا یقول الانسان یومئذ این المفر کلا لاوزر کیونکہ یہ غضب الٰہی کی آگ ہے جبتک اپنا کام پورا نہ کرلے اور خدا کے مخالفون سے انتقام نہ لیلے فرو نہ ہوگی اسلئے مین ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل مین موجزن ہے، خلق اللہ کو متنبہ کرتا ہون کہ قبل اسکے کہ یہ بلا عالمگیر ہوکر جنگلون اور دریاؤن کو بھی اپنے زہریلے اثر سے ہلاک کرے اور پہلے اسکے جو غضب الٰہی کی آگ دنیا کو بھسم کرنیکے لئے پورے طور پر مستعد ہو توبہ کرو اور اپنے بچاؤ کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ یہ ہے۔ اوّل خدا کو واحد مانو اور تمام شرک و کفر و معصیت سے توبہ کرو اور اپنے دلون کو تمام ظاہری و باطنی بتون اور ڈھاستہون کو توڑ کر ایک ہی خدا پر بھروسہ کرو دوم اسکے تمام انبیاء صادقین اور جملہ کتب سماوی پر عموماً اور نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم پر خصوصاً ایمان لاؤ اور اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کامل دین اسلام کی پیروی مین مشغول ہو۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے ماموریت کو بصدقِ دل قبول کرکے

بقیہ حاشیہ

نظر آنے لگا اور اس عاجز نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہے گویا کہ حضور انور کے چہرہ سے نور ٹپک رہا ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی دیکھا کہ حضور کی پوشاک سر سے پاؤن تک نہایت سفید اور براق ہے تب مین نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپ اس قدر مہربانی و محبت کیساتھ پیش آئے کہ مجھ کو کامل یقین ہوگیا کہ اب مین حضور کے نظر منظور ہوکر عطائے خدمت سے مشرف کیا گیا ہون یہان تک کہ مین کیا دیکھتا ہون کہ میری پوشاک بھی حضور کی پوشاک کیطرح سفید اور براق ہوگئی۔ اور ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توجہ اس عاجز کے حق مین یہ رویا دیکھی تھی کہ ایک تالاب ہے اور اسکے درمیان ایک پختہ منارہ ہے جس کے اندر سے ایک شعلہ روشنی کا نکل رہا ہے اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ مین اس تحقیق کیلئے کہ یہ روشنی کس چیز سے ظاہر ہورہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا۔ تو اسکے اندر اس خاکسار کو پایا۔ حاصل کلام ایسے ہی

اور جناب کے پُرامن و بابرکت سلسلہ مین داخل ہو کر اپنی روحانی زندگی کے اس کامل نور کو جو اس بلا اور عذاب الٰہی سے نجات بخش ہے حاصل کرو۔ چہارم۔ ہر ایک شخص اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے ہر ایک گناہ اور معصیت کو جس کا وہ مرتکب ہے ترک کرے اور پنجوقتی نماز اور دعا و استغفار مین مشغول ہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے اور حقوق اللہ و حقوق عباد کے ادا کرنے مین دل و جان سے مصروف ہو اور جس قدر الوسع غریبون ضعیفون و درماندگان پر رحم کرے جہانتک ہوسکے اپنی جانون اور مالون کو خدا تعالیٰ کی اطاعت مین اسکی رضامندی حاصل کرنے اور بنی نوع کی ہمدردی کے لئے وقف کرے۔ پنجم اپنے اخلاص دل سے محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور شکر گذاری ادا کرتا رہے اور کسی طرح کی نقیض امن و امور بغاوت وغیرہ کا اپنے دل مین خیال تک نہ آنے دے۔ ششم ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھین اور جماعتون کی جماعتین جنگلون اور میدانون مین نکل کر نہایت عجز اور تضرع کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اس بلا کے دفعیہ کیلئے دعا کرین۔ اور اسکے تمام انبیاء و صلحاء کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصاً اسکی جناب مین شفیع لاوین۔ ہفتم ہر ایک قوم ہر ایک گروہ اپنے سچے دل سے توبہ کرکے خدا اور اسکے کامل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام الوقت پر ایمان لاکر اپنی مخلصانہ درخواستون کے ذریعے حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام سے آفت کے دفعیہ کیلئے دعا کراوین۔ سو اگر دنیا میری اس عرضداشت کے

اور بھی بہت سی رؤیا اور کشوف ہین جنکا لکھنا موجب طوالت ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رؤیا و کشوف وغیرہ کی وساطت سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کر دیا ہے کہ مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ناصرون مین سے ایک ہون۔ جیسا کہ حضور کو ابتدائے دعوئے مسیحیت کے وقت ایک رؤیا صالحہ مین نام دکھائے گئے تھے جسکی تصدیق حدیث نبوی صلعم سے ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح موعود دو فرشتون یا مردون کے کاندھون پر ہاتھ رکھ کر نازل ہونگے۔ سو میری رؤیا و کشوف جنکا ذکر اختصار کے طور پر پہلے کیا گیا ہے اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہین کہ ان دو ناصرون مین سے جن کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی رؤیا مبارکہ مین ہے ایک کا مصداق یہ عاجز ہے اس وجہ سے کہ اول تو مجھے ایک الہامی کتاب مین لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ دوئم کشفی حالت مین خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قومون کو اسکی بادشاہت مین شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ سوم خدا تعالیٰ نے

مطابق عمل کریگی تو مین یقین کامل سے کہتا ہون کہ یہ عذاب اس خاص شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے اس خاص حصے سے جسمین پاک تبدیلی کا نمونہ قائم کیا جاوے بفضلہ تعالیٰ رفع ہوگا کیونکہ اسکا اصل سبب گناہ اور امام الوقت کی مخالفت ہے اسلئے جبتک اصل سبب دور نہ ہو اور غضب الٰہی کی یہ آگ جو مخالفت اور گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے ۔ فرو نہ ہو یہ عذاب دنیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر مین ڈرتا ہوں کہ دنیا میری اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظرانداز کر کے اس وقت کی انتظاری کرے جبکہ ومن اجابت ہاتھ سے چھوٹ جاوے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے کیونکہ ایسے وقت مین جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفون کے حق مین انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہین ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافرون اور منکرون سے تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا۔ تو خدا پر ایمان لایا۔ مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جاوے تو البتہ قبول ہوتا ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہون تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہون کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دنیا مین صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اسکا انتہا اور خاتمہ نہایت ہی سخت ہے۔ لہذا لوگون کو چاہیئے کہ اس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کرلین۔ اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کرین اور توبہ و ترک معصیت و دعا و استغفار کیساتھ اسکا دفعیہ چاہین اور اپنے اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کرین تاکہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہین کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۴

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قومون کو طاعون سے نجات کی طرف بلانے کے لئے حکم دیا۔ چہارم آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید مین اس عاجز کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پنجم حضور کیطرف سے آپ کی خدمت اور مختار کاری کا منصب عطا ہوا ششم حضور کی بیعت کے لئے قومون کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔

اب ان بین دلایل کے بعد شک کرنے کا کونسا محل ہے کہ مین حضور کے ناصرون مین سے

ایسے وقت مین ہمیشہ مومنون ہی کو نجات دیا کرتا ہی جیسا کہ فرمایا کذالک حقا علینا ننج المومنین۔
اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ ہمکو اور کل مومنون کو اس بلا سے بچا دے اور راہ راست کیطرف رہنمائی کرے۔ اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنیکی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اب مین اپنی جماعت کے روحانی بھائیونکی خدمتمین گذارش کرتا ہون کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہین ایک ایمان دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنی کامل یقین سے جان لین کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور آپکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہین اگر ہم بچین گے تو حضور ہی کے مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اسبات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہین کہ کسی امر مین ہم اپنے ہادی و مولا کی ہدایات اور انکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ ہوجائین تاکہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنین کیونکہ اس عذاب سے بچنے کیلئے امن پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہین جو اسکے اندر رہیگا یقیناً بچ جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پہ کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دنیا کو ہلاک کرکے عدم کی راہ دکھلا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہی اس لئے یہ بات سنت اللہ کے خلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسیطرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صدہا نظیرون سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانون مین حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلصین انذار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے

جن کا ذکر حدیث شریف اور رویا صالحہ مین ہے ایک کا مصداق تو ہو ہرگز نہین ہان یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک مین اپنے اندر کمالی باطنی ایسی استعداد نہین دیکھتا جس سے مین اپنے تئین عقیقی پیرایہ مین حضرت موصوف کا ناصر قرار دیسکون کیونکہ یہ عاجز ان دونون باتون مین ابھی تک بے سر و سامان اور تہیدست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدون اور تسلیون پر جو مجھے دی گئی ہین ایمان رکھتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ علاوہ ازین کامل یقین سے کہتا ہون کہ جنگ و خدمت جو میں عاجز کے حصہ مین

(نقص مطابق اصل معلوم ہوتی ہے۔ شاید کذالک حقا علینا ہو)

(یہ بات بالکل یقینی ہے کہ نجات ہوگی۔)

ا (نقل مطابق متن ہے) صحیح یوں ہے کذالک حقاً علینا (انتہی)

رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے۔ جیسا فرمایا۔ وکذالک[1] حق علینا نجی المؤمنین۔ مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح عم کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امرون میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اسکا کفارہ ہوتا رہے اور خدا تعالے اُس کے انتقام کیلئے اپنے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہان تک ہماری معلومات ہین ہر ایک امر مین اپنے ہادی امام الزمان علیہ السلام کی خلاف ورزی سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ عذاب مخالفین کیلئے ہلاکت اور ہمارے لئے تنبیہ اور عبرت ہے۔ سو ہر ایک بھائی کو چاہئے کہ دوسرون کے نظارہ سے اپنے لئے عبرت حاصل کرے[2] اور اس عذاب سے بچنے کی کوشش مین لگا رہے کیونکہ یہ بات مجھ پر کھولی گئی ہے کہ **ہماری جماعت مین کا کوئی مخلص بھائی اس بیماری سے ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو منافقانہ زندگی بسر کرتا ہے**۔ اس لئے ہماری جماعت مین سے جو شخص اِس بلا کے مواخذہ مین آجائے تو جان لینا چاہئے[3] کہ اسکی ایمانی اور عملی حالت اچھی نہ تھی جسکی سزا اوسکو دی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص مومنون کو مخالفین کے عذاب مین شامل نہین کرتا۔ افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لا یستوون اس لئے ہر ایک مومن کو ڈرنا چاہئے کہ کسی قسم کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی کے اس بلا مین

۲ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

۳ (شهدوا على انفسهم انهم كانوا كافرين۔)

(بقیہ حاشیہ) تقریب پوری نہ ہو اس دنیا سے اُٹھایا نہ جاؤن گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہین جاتے اور اسکا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے مین دعوے سے کہتا ہون کہ مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا نزول ہون اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا یعنے پہلے لوگون کو جمالی پیرایہ مین نرمی سے سمجھایا جاتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کریگا۔ اور اسی امر کی منادی کیلئے مین مامور ہون۔ منہ ۱۲۔

مبتلا ہو کر فاسقوں میں شامل ہونا نہ پڑے ۔

علاوہ اس کے میں اپنے عالی ہمت بھائیوں کی خدمت میں اس قدر زیادہ عرض پرداز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و مولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و بنی نوع انسان کی ہمدردی کا حق ادا کرنیکے لئے دل و جان سے اسکی اشاعت میں سعی فرماویں ۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے چندہ سے اسکو مکرر طبع کرا کر دیہات و قصبہ جات میں بھی ارسال کریں ۔ کیونکہ ضدی اور متعصب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سادہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اس عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگان خدا کو راہ راست کی طرف تحریک کرنے اور اس مہلک عذاب سے بچانیکے لئے کوشش کرے تاکہ اس مقدس جماعت کا وجود دنیا کی بہبودی اور صلاحیت کیلئے مفید ثابت ہو اور خدا تعالےٰ کے نزدیک اجر عظیم پانے کے مستحق ٹھیریں وباللہ التوفیق زیادہ والسلام ۔

المشتہر

خاکسار چراغ الدین احمدی ارجمون

۹ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء

مفید عام پریس سیالکوٹ

(عکس خط مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھوکے والے متعلق نشان نمبر ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

اما بعد از عبدالرحمن محی الدین بجمیع اہل اسلام

عرض یہہ ہی کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر

اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہہ

الہام ہوا ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا

خاطئین و ان شانئک ھو الابتر مرزا کی

طرف سے جواب آیا یہہ الہام مجھ کو الہام ہے انہی مرا

نام نہیں احمد بیگ نے دعویٰ کیا کہ میری نام سے

الہام نہ جیتا جائیگا پردہ الہام مذکور کہ ماہ صفر کو اس سے پہلے

جب مرزا کا جواب آگیا ہی بعد ازان ۲۳ ماہ صفر کو یہہ الہام

خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمد للہ علی ذلک

از ... مرزا ... [illegible]

اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام ہوا تھا خواب میں
بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ
فرعون مرزا صاحب اور ہامان مولوی
جیسی اہل اسلام کے خیرخواہی کیلئے
اطلاع دینی ضروری تھی سو میں تو اب بھی
حق کہہ دیتی ہوں بلکہ بہر لوا بہمیں
یہ اہل نفاق ملائیں مجھ پر ناں لگا دیں بعون اللہ
العبد عبدالحکیم الملقب لکھوکے
بقلم خود بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

تتمہ حقیقت الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

اس کتاب کے ختم کرنیکے بعد ایسی ضروری باتین معلوم ہوئین جن کا اس کتاب کیساتھ شامل کرنا کتاب کی تکمیل کیلئے واجبات سے ہے۔ سو ذیل مین وہ امور بیان کئے جاتے ہین:-

(۱) چراغ دین جمون والے کا مباہلہ جو اس کتاب مین درج ہو چکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے وہ صرف اسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ مین خدا تعالیٰ کیطرف سے اور حق پر ہون لیکن ایک بدظن کے دل مین یہ شبہ گذر سکتا تھا کہ چونکہ چراغدین طاعون سے مر چکا ہے اسلئے ممکن ہے کہ یہ مباہلہ اُسکی طرف سے نہ ہو بلکہ اُسکی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مباہلہ بنا کر لکھی گئی ہو اِس لئے مین نے اس کتاب کا شایع کرنا اُسوقت تک ملتوی کر دیا جبتک کہ چراغدین کے وارث یا دوست اُسکی اس کتاب کو چھاپ دین جسمین یہ مباہلہ کی عبارت درج ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُن لوگون کے دل میں پڑ گیا کہ وہ کتاب جسمین مضمون مباہلہ ہے چھاپ دیجائے اور پھر چند ہفتوں میں اونہون نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب کا نام اعجاز محمدی رکھا- اور بکمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مباہلہ کو کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغدین نے اپنی زندگی مین اِس ارادہ کو عام لوگون کے روبرو ظاہر کر دیا تھا کہ مین مباہلہ کے طور پر مضمون لکھونگا تا وہ شخص جو

جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبر سے میرا نام اُس نے دجّال رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح مین یہ لکھا تھا کہ دجال یہی آنیوالا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب مین حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اس دجال کو اس عصا سے قتل کرون اور پھر جب اپنی کتاب اعجاز محمدی مین جسکی تالیف کیساتھ ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نکر سکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگون کو دکھلا چکا تھا اور نیز لکھنے کیلئے کاتب کو وہ مضمون دے چکا تھا اسلئے اُسکے دوستون کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب مین سے نکال دین اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگون کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچتے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہونیسے چراغ دین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ چراغ دین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کیلئے دیا تو اُسی روز اُسکے دو لڑکے جو دو ہی تھے طاعون مین گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پر نہین جمایا گیا تھا کہ چراغ دین خود طاعون کا شکار ہو کر اس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھ میں اور اُسمین تھا۔ غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہرحال اُسکے دوستون نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے بھی بہت سے نسخے اس کتاب کے خرید لئے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو ہمنے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں شائع کیا ہے وہ اُسی چراغ دین کا مضمون ہے۔

اگرچہ اس قدر ہر یک کی تسلی کیلئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو چراغ دین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا مل جائے اور اُسکا فوٹو لیا جائے تو یہ ثبوت نور علےٰ نور ہو جائیگا اور اس مطلب کیلئے بہت سی سعی کیگئی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کے کتاب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے مل گیا بلکہ تمام مسودہ اُس کتاب کا ملگیا۔ تب مینے یہ کوشش کی کہ کسیطرح اس مضمون کا فوٹو لیا جائے چنانچہ اخویم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی

معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں اُن کارخانوں کیطرف چٹھیات لکھی گئیں جہاں تحریروں کے فوٹو لئے جاتے ہیں اگرچہ اِس قدر گران نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ فوٹو لینے کے لئے مطالبہ ہوا تاہم ہمنے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقت الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہوئے چنانچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغ دین کی جو مباہلہ کی عبارت ہے بلکہ تمام کتاب اسکی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغ دین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اُسکے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہماری پاس محفوظ ہے دیکھے۔ بلکہ وہ صرف اسکا عکس دیکھکر مطمئن ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا امر جو اس تتمہ میں لکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقۃ الوحی کے تمام کرنیکے بعد پوری ہوئیں۔ اور ایک ان میں سے وہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اُسکا لکھنا یاد نہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اس امر کے اُس کے گواہ ہیں۔ اسلئے ہمنے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو بھی ان نشانوں کے ساتھ اس تتمہ میں لکھدوں اور وہ یہ ہیں:-

اول۔ منجملہ ان نشانوں کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علیخان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کی نسبت میرے پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ اُنکی بیوی عنقریب فوت ہو جائیگی اور موت کی خبر دیکر یہ بھی فرمایا کہ دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ ہمنے اِس خبر سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پھر دوسروں کو اور پھر اخبار بدر اور الحکم میں یہ پیشگوئی شائع کرا دی اور یہ اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی ہر طرح تندرست اور صحیح و سالم تھی۔ پھر تخمیناً چھ ماہ کے بعد نواب محمد علیخان صاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہوگئی اور جہاں تک ممکن تھا اُنکا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

ہیں وہ مرحومہ اُسی مرض سے اس ناپائدار دُنیا سے گذر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب کو بھی قبل از وقت خبر دیگئی تھی اور ہمارے فاضل دوست حکیم مولوی نور دین صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کھلا کھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہین کرتا اور ظاہر ہے کہ دعوے کیساتھ کسی پیشگوئی کو بتمام تر تصریح شائع کرنا اور پھر اُسکا اُسی طرح بکمال صفائی پورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے۔

(۳) منجملہ اُن نشانون کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اسکے اور کئی تاریخوں مین وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت مین سے ایک دم مین دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ مین وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ مین میان صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت مین سے تھا یکدفعہ ایک دم مین پیٹ پھٹنے کے ساتھ مرگیا اور معلوم ہوا کہ اُسکے پیٹ مین کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہین کرتا تھا اور جوان مضبوط توانا تھا یکدفعہ پیٹ مین درد ہوا اور آخری کلمہ اسکا یہ تھا کہ اُس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اس کے مرگیا اور جیسا کہ پیشگوئی مین تھا شعبان کے مہینہ مین ایک دم مین اسکی جان رخصت ہو گئی۔ یہ پیشگوئی قبل از ظہور اخبار بدر اور الحکم مین شائع ہو چکی تھی۔

(۳۳) منجملہ اُن نشانون کے سعد اللہ لودہانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور مین آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لودھیانوی بدگوئی اور بدزبانی مین حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر مین اس قدر اُس نے مجھ کو گالیان دین کہ مین خیال کرتا ہون کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنون مین سے اول درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا تب مجھے اسکی موت کے لئے جناب الٰہی مین دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد ہلاک ہو اور ذلت کی موت سے مرے + اس دعا

+ جیسا کہ مین آگے چلکر بیان کرونگا۔ اس شخص یعنی سعد اللہ نے میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور شائع کیا تھا کہ مین اسکی زندگی مین ہی ذلت کے ساتھہ مرونگا اور مینے شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی مین مریگا آخرکار میرے خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ مین ہی مرگیا اور ذلت اور حسرت کو ساتھ لیگیا۔ منہ

کا باعث صرف اُسکی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تہا کہ وہ میری موت کا خواہاں تہا اور اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بددعائیں کرتا تھا اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی اور ہلاکت کو بدل چاہتا تہا اور لعنۃ اللہ علے الکاذبین میرے حق میں اُسکا ورد تھا۔ اور تمنا کرتا تہا کہ میں اُسکی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے اور اِس وجہ سے جھوٹا ٹھیروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور اُنکی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کیلئے جب بدقسمت مخالف قصد کرتے تہے تو وہ اس منصوبہ سے پورا حصہ لیتا تھا اور میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور رسول کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اُسکی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہونگے اُسکو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونیکے لئے اور نیز میری ذلت اور نامرادی دیکھنے کیلئے کس قدر حریص تہا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُس کا دل گندہ ہو گیا تھا پس ان تمام امور کی باعث میں نے اسکے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اسکو نامرادی اور ذلت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔

چنانچہ اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۴ میں سعد اللہ کی موت پر حسرت کیطرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اُسکے لڑکے کی نسبت حاجی عبدالرحیم کی دختر سے ہو چکی تہی اور عنقریب شادی ہونے والی تہی کہ سعد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اور سعد اللہ کو یہ بھی نصیب نہ ہوا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا جبکہ اُسکا ایک ہی لڑکا تھا اور شادی کا تمام سامان اُس نے اکٹھا کر لیا تھا اور حسب مدعا زمین بھی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طیار تہا کہ فرشتہ ملک الموت نے آ کر ٹہ آ۔ اور یہ نحوا مولوی ثناء اللہ صاحب کا ذہنی قیاس ہے کیونکہ ہماری جماعت کے بعض صاحبوں نے بار ہا اُسکو یہ کہکر ملزم کیا تہا کہ تیری نسبت قریباً تیرہ[۱۳] سال سے مسیح موعود کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

انّ شانئک ھو الابتر یعنے تیرے بدگو دشمن سعد اللہ کی قطع نسل کیجائیگی۔ پھر تو اپنے لڑکے کی کیوں کسی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو۔ پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو سُن کر سعد اللہ نے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کر دی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی کہ سعد اللہ کی دوسرے جہان کیطرف طیاری ہو گئی۔ پس سعد اللہ کا شادی کا نام لیتے ہی مر جانا یہ بھی ایک نامرادی ہے۔ پس اسمیں کیا شک ہو سکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامراد مرا۔ اور بلاشُبہ یہ ایک ذلت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اِس مفہوم کو اپنی کوشش سے دور نہ کر سکا کہ آیندہ اسکی نسل نہیں چلیگی اور نہ اس پیشگوئی کو اپنی طاقت سے رفع کر سکا کہ میری زندگی میں ہی اسکی موت ہوگی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مریگا۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنی اخبار ۸ فروری ۱۹۰۷ء میں ابتر کی پیشگوئی کو ردّ کرنیکے لئے یہ عذر پیش کرنا کہ سعد اللہ ایک لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیونکر اسکو ابتر کہہ سکتے ہیں۔ یہ اُسکا ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اُس نے خود دھوکہ کھایا یا عمداً لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا ہے وہ سعد اللہ کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعد اللہ کا لڑکا بعمر سترہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونیکے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اسکا نام ابتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ انّ شانئک ھو الابتر یعنی خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تیرا بدگو ہی ابتر ہوگا نہ کہ تو۔ چونکہ سعد اللہ اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے جلد تباہ ہو جائیگا اور کچھ بھی اسکا باقی نہیں رہیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے اسکو ان الفاظ کے مقابل پر جو محض شوخی اور شرارت سے بھرے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ آخر کار وہ خود تباہ ہو جائیگا اسکا کچھ باقی نہیں رہیگا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو مدِ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دیکر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ اس لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پس اسجگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف

بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ وہ لڑکا جواب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ یا چودہ برس کا تھا اور اب تئیس یا انتیس برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور آگے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اُسکے مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے یہی معنی کھولے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد سعد اللہ کی نسل نہیں چلے گی اور اسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر کس قدر ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کو بالاستقصاء دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ابتر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحب اولاد اس حالت میں مرے کہ جب اسکی زندگی میں اسکی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑ کٹ جانا شرط ہے جیسا کہ بتر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر استیصال الشیء قطعًا یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز کو جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کیلئے تھی۔ یعنی یہ کہ موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آئندہ تفصیل سے بیان کرینگے۔ پس جس شخص کی فطرت میں ایک ذرہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ فلاں شخص منقطع النسل ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اسکی زندگی میں ہی وہ تمام نسل مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہیے۔ کہ ایک انسان ایک یا دو ولد چھوڑ کر مر جائے اور بعد اسکے کسی وقت وہ لڑکے بھی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے کیا عرب کے محاورات میں بجز ابتر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ استیصال الشیء قطعًا اُس پر لازم نہیں آتا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کے لئے

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ مقرر نہیں - اہل عرب اُس شخص کو بہرحال ابتر ہی کہتے ہیں جسکی اولاد اسکی زندگی میں یا بعد اسکے اپنی موت کی وجہ سے اسکو اولاد کے نام سے موسوم کرے بلکہ ہر ایک ملک میں ایسے شخص کا نام بہرحال ابتر ہی ہے جسکی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کر کے پکارا جائے - اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونیکے لئے لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اسکی زندگی میں ہی مرجائے اور اگر کسی کی اولاد اسکی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اُسکے مرنیکے بعد فوت ہو کر قطع نسل کردے تو کیا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس لفظ کے اصل مادہ میں بہت وسعت ہے کیونکہ عربی میں بتر صرف جڑھ کاٹ دینے کو کہتے ہیں -

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے **لسان العرب** میں لکھا ہے :- البتر استیصال الشیء قطعا - البتر قطع الذنب ونحوہ - الابتر المقطوع الذنب - والابتر من الحیّات الذی یقال لہ الشیطان - لا تبصرہ حامل الّا اسقطت - وفی الحدیث کل امرٍ ذی بال لا یبدء فیہ بحمد اللہ فھو ابتر - والابتر الذی لا عقب لہ وبہ فسّر قولہ تعالٰی ان شانئک ھو الابتر - نزلت فی العاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس فقال ھٰذا الابتر ای ھٰذا الذی لا عقب لہ فقال اللہ جل ثناءہ ان شانئک یا محمد ھو الابتر ای المنقطع العقب وجائز ان یکون ھو المنقطع عنہ کل خیرٍ -

وفی حدیث ابن عباس قال لما قدم ابن الاشرف مکۃ قالت لہ قریش انت خیر اھل المدینۃ وسیدھم قال نعم قالوا الا تری ھٰذا الصنیبر الابیتر عن قومہ یزعم انہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السدانۃ واھل السقایۃ قال انتم خیر منہ - فانزلت ان شانئک ھو الابتر -

والابتر المعدم - والابتر الخاسر - والابتر ھو الذی لا عروۃ لہ من المزاد والدلاء

ترجمہ بتر کہتے ہیں ایک چیز کا جڑھ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی بتر کے یہ ہیں کہ دم وغیرہ کو کاٹ دینا۔ (۱) ابتر اُسکو کہتے ہیں جسکی دم کاٹی گئی ہو (۲) سانپوں کی اقسام میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت اُسکو دیکھے تو اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک امر شاندار جسکو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جاوے وہ ابتر ہے۔ (۴) اور ابتر اُسکو بھی کہتے ہیں جو عقب نہ رکھتا ہو یعنی اس کا کوئی بیٹا نہ ہو یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ **لسان العرب** میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد الولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے جسکا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کئی بیٹوں میں سے کسی بیٹے کی نسل چل جائے اُس کو ابتر نہیں کہہ سکتے پس جو شخص مرجائے اور ایسا کوئی بچہ نہ چھوڑے اس کا نام بھی ابتر ہے اور اس کے موافق خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کیگئی ہے کہ ان شانئک ھو الابتر۔ یہ آیت عاصی ابن وایل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس عاصی بن وایل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور نہ لڑکے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے محمدؐ جو تیرا بد گو ہے وہی ابتر ہے یعنی مقدر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے آخر اسکی اولاد فنا ہو جائیگی۔ گو اسکی زندگی میں یا بعد اسکے اور سلسلہ نسل ختم ہو جائیگا یہ تو ظاہر ہے کہ عاصی ابن وایل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنے بے اولاد ہوتا تو یہ غیر معقول بات تھی کہ باوجود آپ ابتر ہو نیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا۔ پس خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اسکی نسل قطع ہو جائیگی۔ گو اسکی زندگی میں یا بعد اسکے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مرگیا تھا لیکن بعد اسکے اُسکی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اُسکے روبرو مرتی تو ضرور اسکا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اس جگہ ابتر کے یہ معنی بھی جائز ہیں کہ ابتر اُسکو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ

جب ابن اشرف مکہ مین آیا تو اسکو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والون سے بہتر اور اُن کا سردار ہے اُس نے کہا کہ ہان مین ایسا ہی ہون تب قریش نے کہا کہ کیا تو اس شخص کیطرف نہین دیکھتا (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف) یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گمنام شخص ہے نہ اسکا کوئی بیٹا اور نہ کوئی بہائی اور نہ کوئی دوستون کی جماعت اسکی ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد اکیلی جان ہے اور قوم مین سے کاٹا ہوا ہے یعنی قوم نے بباعث مخالفت مذہب اپنی جماعت مین سے اسکو خارج کردیا ہے اور فتویٰ دیدیا ہے کہ کوئی اسکے ساتھ میل ملاپ نہ کرے اور نہ کوئی اسکی ہمدردی کرے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچہہ بہی عزت نہین رکہتا اور اُسکو کوئی جانتا نہین کہ کون ہے پہر یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ لیکن ہم ایک معزز جماعت ہین تمام حج کرنے والے ہم مین سے ہین اور ہم ان کے سردار ہین اور خانہ کعبہ کے متولی اور خادم بہی ہم ہی ہین اور حاجیون کو پانی پلانے کا شرف بہی ہمین ہی حاصل ہے مگر یہ شخص توکسی شمار مین نہین۔ جب یہ تمام باتین ابن الاشرف نے سنین تو اس بدبخت نے جواب دیا کہ درحقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس کے حق مین اور قریش کی اُس تمام جماعت کے حق مین جو ابتر کہتی تہی فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَر۔ یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اور قریش کے کفار نے بہی ابتر کہا یہ خود ابتر ہین یعنے انکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم رہینگے۔ اس بات کو تو آجتک کوئی ثابت نہین کرسکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تہے انکی زندگی مین ہی اُن کے تمام لڑکے مر گئے تہے یا اُن کی اولاد نہین تہی کیونکہ اگر انکی اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبول نہین کرسکتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو ابتر کہے پس ماننا پڑتا ہے کہ انکی اولاد موجود تہی اور یہ دوسرا امر کہ پیشگوئی کے مطابق اُن لوگون کی اولاد انکی زندگی مین ہی مر گئی تہی یہ امر بہی قرین قیاس نہین اور عقل اس کو ہرگز باور نہین کرسکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا شریر النفس اور خبیث الطبع آدمی تہے جنکی اولاد کی ہزارہا تک نوبت پہنچی تہی۔ پس اگر انکی زندگی مین ہی انکی تمام

اولاد مر جاتی تو ملک میں ایک کہرام مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزارہا بچوں کا مر جانا اور پھر لاولد ہونے کی حالت میں اُن کے باپوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو مخفی رہ سکتا اور ضرور تھا کہ احادیث اور تاریخوں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ پس اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اُن کے اولاد چھوڑ کر مر گئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ اُن کی نسل منقطع ہو گئی ہیں قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی یعنے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یہ بعینہٖ اسی رنگ کی پیشگوئی ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر سعد اللہ لودھیانوی کے حق میں کی تھی پس اسی طرح اُس کا ظہور ہوگا جسکے کان سننے کے ہوں سُنے۔ بقیہ ترجمہ لسان العرب کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی جو خسارہ میں ہو اور اُن چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور لوٹا وغیرہ میں سے قبضہ نہ رکھتے ہوں اِس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اول تو ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک بدنصیب اور نامراد جو ناکام اور زیان کار رہے اُسکو بھی ابتر کہتے ہیں جیسا کہ سعد اللہ اپنے کاموں میں نامراد گیا اور میرے مقابل پر جو کچھ اُسکی آرزو تھی سب میں اُسکو نامرادی نصیب ہوئی جیسا کہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ علاوہ اسکے تحقیق متذکرہ بالا کی رو سے ثابت ہو گیا کہ ابتر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اسکی اولاد نہ ہو بلکہ اگر بعد میں بھی اسکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ ابتر کہلاتا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے صدہا خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھا تھا اور وہ لوگ صاحب اولاد تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ اُن کے حیات میں ہی اُن کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہو گئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ ان کا قطع نسل ہو گیا تھا سو وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئی اُسکا بھی یہی منشاء تھا کہ آخرکار سعد اللہ کی قطع نسل ہو جائے گی۔ چنانچہ اسکے علامات بھی ظاہر ہو گئے کیونکہ باوجود اِس کے کہ پیشگوئی پر بارہ سال کے قریب مدت گذر گئی تب بھی سعد اللہ کے گھر میں پیشگوئی کے بعد

لڑکا نہ ہوا اور نہ اُس کے لڑکے کی اولاد ہوئی۔ کیا اس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی بو نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ [۱۲] سال تک سعداللہ زندہ رہا اور جو رو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بند لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ [۱۵] سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعداللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اُسکے گھر میں پیدا ہو جاتے لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اسکو گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اُسکے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سنا گیا ہے کہ اسکی عمر تیس [۳۰] برس یا اس سے زاید ہے۔ پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالےٰ نے سعداللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آیندہ بارہ [۱۲] برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہو جانا اور اسی حالت میں سعداللہ کا مرجانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں بدقسمت سعداللہ کے ان کلمات کے بعد جو اُس نے میری نسبت کہے تھے کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤنگا اور کچھ بھی میرا باقی نہیں رہیگا اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی خدا نے اسکی نسبت یہ الہام دیا کہ ان شانئک ھو الابتر یعنے تو ابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا دشمن ابتر رہیگا۔ تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ بدقسمت سعداللہ ابتر کے لفظ کے ہر ایک معنی کی رو سے جو لغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مورد ہو گیا اپنے ارادہ میں خائب و خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم یہ معنے بھی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی بھی اس پر صادق آئے کہ آخر کار یا دریوں کا نوکر ہو کر جو دین اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک غیر تمند اسلام کے حصہ میں آتی ہے اس سے بے نصیب ہو گیا۔ یہ اسکا نتیجہ تھا کہ محض شرارت اور دنیاداری سے حق کی مخالفت پر کمربستہ تھا۔ لہٰذا اس پر یہ رجعت پڑی کہ میری اطاعت کا جو آ

نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جوا اُٹھا لیا۔ پس ان معنوں کے رو سے بھی وہ ابتر ٹھیرا۔
پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رو سے بھی ابتر ہوا کہ اسوقت سے جو اسکی نسبت
خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انّ شانئک ھو الابتر گویا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی
کے رحم پر مُہر لگا دی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک
تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُسنے اِس الہام کو توڑنے کیلئے
لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضایع گئی آخر نامراد مرا
اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آ گئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعا میں
کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائیگی
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنے الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد تین لڑکے میرے
گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی
اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائیگی
اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے ✱ جو ہنسی کے لائق ہے اور اسکا
جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ
جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس
بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ انّ شانئک ھو الابتر
ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آ گئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا
کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے خبر دی کہ انّ شانئک
ھو الابتر جس کو آجتک بارہ ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا
گیا اور اسکی بد دعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے
مجھ کو دئیے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کیساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات

✱ حاشیہ۔ یہ اسی کی طرح امید ہے جیسا کہ عبد الحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا
کہ میرا بھائی مرگیا ہے اسکی بیوی سے میّنے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہوگیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا
جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور ابتک وہ باوجود گذرنے چودہ ۱۴ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے
۔۔۔ اور برخلاف اس کے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے
اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ ✱

اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحایف مجھ کو دئیے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کی ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن سے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی تھی کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے :-

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا — غولا لعینا نطفۃ السفہاء +

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں — کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ

شکس خبیث مفسد ومزور — نحس یسمی السعد فی الجہلاء

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانیوالا — منحوس ہے جسکا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

یا لاعنی ان المہیمن ینظر — خف قہر رب قادر مولائی

اے مجھ کو لعنت کرنیوالے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے — اُس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے

انی اراک تمیس بالخیلاء — انسیت یوم الطعنۃ النجلاء

میں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کیساتھ تو چلتا ہے — کیا تجھے وہ دن یاد نہیں آتا کہ جب تو طاعون زخم کرنیوالے

+ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اس وقت صحت نیت سے لکھے گئے تھے جبکہ فحش سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی ۔ منہ

لا تتبع اهواء نفسك شقوۃ	یلقیك حبّ النفس فی الخوقاء
اپنی نفسانی خواہشوں کا بدبختی کی وجہ سے پیرو مت بن	تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی
فرسٌ خبیثٌ خف ذری صهواتہ	خف ان تزلّ الکُمد وذی عدواء
تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اسکی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر	اور اس بات سے ڈر کہ ناہموار چلنا اسکا تجھے زمین پر گرادے
انّ السموم لشرّ ما فی العالم	شرّ السموم عداوۃ الصلحاء
جو کچھ دنیا میں ہیں ان سب سے بدتر زہر ہیں	اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے
آذیتنی خبثًا فلست بصادقٍ	ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہونگا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اللّٰہ یخزی حزبکم ویعزّنی	حتّی یجیء الناس تحت لوائی

اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دیگا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائینگے

یا ربّنا افتح بیننا بکرامۃ	یا من یری قلبی ولبّ لحائی

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اسکو ہلاک کر اے وہ علیم و خبیر جو میرے دل کو دیکھتا ہے اور میرے مغز زندگی کی پوشیدہ باتوں کو

یا من اری ابوابہ مفتوحۃ	للسائلین فلا تردّ دعائی
اے میرے خدا میں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنیوالوں کیلئے کھلے دیکھتا ہوں	پس میری جو دعا سعد اللہ کے حق میں ہے وہ تو قبول فرما اور رد نہ کر

اور جیسا کہ میں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے اُن کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ میں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا اس کے مقابل پر میں نے بھی اپنے خدا سے یہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اُس کو موت ہو اور اسی بنا پر آٹھویں شعر میں میں نے یہ لکھا ہے کہ اے سعد اللہ تو نے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس اگر تیری ذلت کے ساتھ موت نہ ہو یعنے اگر تو موجب اس مباہلہ کے میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر مر نہ جائے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور چوتھے شعر میں صریح طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ سعد اللہ

٭ سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اسکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اس کی پیشگوئی کہ گویا میں اسکی زندگی میں ہی مرجاؤں گا (۳) اسکی موت کی نسبت میری دعا جو قبول ہوگئی۔ منہ

نمونیا پلیگ سے مریگا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کیطرف اشارہ کرتا ہے اور نجلاء عربی زبان مین فراخ زخم کو کہتے ہین اور نمونیا پلیگ کی یہی صورت ہوتی ہے کہ پھیپھڑہ زخمی ہوکر پھٹ جاتا ہے اور اسمین فراخ زخم ہوجاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی اُس زمانہ مین اِس ملک مین طاعون کا نام ونشان نہ تہا پس یہ اس قادر علیم کی عمیق در عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اُس نے سعد اللہ کی اس قسم کی موت کی اس وقت خبر دی جبکہ یہ تمام ملک طاعون سے پاک تہا۔

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار مین خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی مین ہی سعد اللہ کی موت ذلّت اور رسوائی کے ساتھ ہوگی یہ پیشگوئی پورے طور پر ظہور مین آگئی اور نمونیا پلیگ نے چند گھنٹہ مین ہی اُسکا کام تمام کردیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ مین وہ اِس دنیا سے گذر گیا۔ مگر اس جگہ طبعًا سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیون کی گئی تہی اور کیون اُسکی گالیون پر صبر نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس پہلے سعد اللہ نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مرتد اور منتشر ہونیکی نسبت پیشگوئی اپنی کتاب شہاب ثاقب مین شایع کی تہی اور اسمین اُس نے صاف طور پر لکہا تہا کہ یہ شخص کذّاب اور مفتری ہے اِس لئے وہ ذلّت کی موت سے مریگا اور اسکی جماعت متفرق اور منتشر ہوجائیگی اور بہت گندے الفاظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تہی اسلئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ صادقون کے لئے رکھتا ہے اُسکی پیشگوئی کو اُسی پر اُلٹا دیا بدقسمت سعد اللہ نے اپنی کتاب مین جس کا نام اُس نے رکہا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جس کے معنی ہین کہ اس جہوٹے مسیح پر آگ پڑے گی* اور اس کو ہلاک کرے گی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تہی جو فارسی زبان مین شعر مین اور وہ یہ ہین۔

اخذ یمین و قطع وتین است بہرِ تو | بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوّری
اکنون باصطلاح شما نام ابتلا است | آخر بروز حشر وبال و خاسری

* طاعون بہی ایک آگ ہی جس آگ سے سعد اللہ ہلاک ہوا۔ منہ

ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ خدا کیطرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑے گا اور تیری رگِ جان کاٹ دیگا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جھوٹا تیرا سلسلہ تباہ ہو جائیگا اور اگرچہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابتلا ہی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن اور نیز اِس دُنیا میں زیان کار اور نامراد مرے گا اور پھر بعد اسکے آیۃ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا لکھ کر کہتا ہے کہ تو ہر جگہ ذلّت پائیگا اور اِس جہان میں اور اُس جہان میں تیرے لئے عزّت نہیں۔

اِس کے ان کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا۔ جسکو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں لیگیا یہ مقام منصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دو طرفہ پیشگوئیاں مباہلہ کے طور پر تھیں یعنے اُس نے میری موت کی خبر دی تہی جسکو وہ خیال کرتا تہا جو اسکی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی سے ہو گی اور میری موت کے لئے وہ بہت دُعائیں کرتا تہا اور اسکو یقین تہا کہ ایسا ہی ہوگا و دوسری طرف اُسکی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلّت کی موت سے مریگا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور میں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کیلئے اُسکی موت کے بارے میں دُعائیں کرتا تہا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا اور جن حسرتوں اور ذلّتوں کے ساتھ وہ مرگیا اُن کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ اور یہ حسرت اور ذلّت کچھ تہوڑی نہیں کہ جسکی وہ موت چاہتا تہا اور جس کے لئے وہ اپنی پیشگوئی شایع کر چکا تہا اوس کو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا بلکہ لاکھوں انسانوں کو اُسکے تابع دیکھ گیا اور وہ جماعت جسکی بربادی اور تباہی کے لئے اُس نے پیشگوئی کی تہی اُسکی غیر معمولی اور معجزانہ ترقی کو اُس نے بچشم خود دیکھ لیا اور صرف اِسی قدر نہیں بلکہ وہ یہ بہی دعائیں کرتا تھا کہ الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لیگا۔ لیکن آسکی اولاد ہو کر مرتی گئی اور یہ ایک دلخراش دُکھ تہا جو اوس نے بار بار دیکھا اور الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد کوئی لڑکا اُسکے گہر میں پیدا نہ ہوا اور صرف

وہ بیٹا رہا جو پیشگوئی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور بڑی عمر تک پہنچ گیا اور ابتک شادی اور بیاہ کا نام تک نہین چہ جائیکہ اولاد ہو۔ اِس حسرت پر اُس کے یہ اشعار کافی ہین جو اُسکی ایک مناجات میں ہین جنکی قاضی الحاجات سُرخی ہے اور وہ یہ ہین :۔

جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز — و لے چند زان ہا گرفتی تو باز

دلِ من بنعم البدل شاد کن — بلطف از غم و غصہ آزاد کن

ز ازواج و اولادم اے ذُو المنن — بود ہر یکے قرۃ العینِ من

جگر پارہائے کہ رفتند پیش — ز مہجوریِ شان دلم ریش ریش

ان دردناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرجانے سے کس قدر حسرتین اُسکے دل مین بھری ہوئی تھین جن سے وہ نجات نہ پا سکا اور جیسا کہ اُسکی کتاب سے ثابت ہوتا ہے ۱۶ سولہ برس تک اپنی کثرت اولاد کیلئے اور میری موت اور تباہی کیلئے وہ دعائین کرتا رہا آخر جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ مین ہی اُن تمام دُعاؤن سے نامراد رہ کر چند گھنٹہ مین لدھیانہ مین نمونیا پلیگ سے مرگیا اور وہ نہین چاہتا تھا کہ میری زندگی مین اُسکی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اُسکی زندگی مین میری موت ہو اس بارے مین اُس نے پیشگوئی بھی شایع کی اور وہ نہین چاہتا تھا کہ میری اولاد ہو یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہین چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی کوئی مدد کرے مگر ان تمام آرزوؤن سے نامراد رہ کر اِس ذِلّت کے ساتھ مرگیا کہ کوئی مراد اُس کی پوری نہ ہوئی ⁜ اور مینے اُسکو بار بار خبر دی تھی کہ الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر مین ابتر سے مراد خدا تعالےٰ کی یہی ہے کہ آئندہ اولاد کا سلسلہ اُسپر بند ہوگا اور اس کا بیٹا بھی ابتر ہی مریگا سو اوس نے دیکھ لیا کہ باوجود اسکے کہ پیش گوئی کے وقت سے بارہ ۱۲ سال تک وہ زندہ رہا اور دعائین بھی کرتا رہا۔ لیکن بجز اُس لڑکے کے جو پیشگوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اُسکے گھر مین نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لیگیا کہ بیٹے کی شادی نہ کرسکا پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مجموعہ ذلتوں کا اُسکے نصیب ہوا۔ اور اسی سعد اللہ کے بارے مین اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ ۳۰۰۰ مشتہرہ

⁜ اب دیکھنا چاہیئے کہ اسکی نامرادی اور حسرت اور ذلّت کی موت سے کیسی اس پیشگوئی کے معنے کھل گئے کہ خدا ذلت اور رسوائی کی اُسکو موت دیگا جیسا کہ اس واقعہ سے بارہ ۱۲ برس پہلے اسکی نسبت انجام آتھم مین یہ پیشگوئی لکھی گئی تھی۔ اٰذیتنی خبثاً فلستُ بصادقٍ۔ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء۔ یعنی تُو نے اے سعد اللہ اپنی فطرتی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے پس مَیں اس حالت مین سچا نہیں ہونگا کہ جب ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ پس اس سے بڑھکر ذلت اور کیا ہوگی کہ وہ میری موت چاہتا تھا مگر میری زندگی مین مرگیا اور میری نامرادی چاہتا تھا مگر میرا اقبال اور ترقی کو دیکھ گیا۔ منہ

پانچ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو صفحہ ۱۲ پر جو کتاب انوار الاسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مندرجہ ذیل عبارت میں لکھی تھی اور وہ یہ ہے۔

حق سے لڑ تا رہ آخر اے مُردار تو دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہو گا۔ اے عدوّ اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں ہو گا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ کہ ان شانئک ہو الابتر زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا یعنے اس فقرہ کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کہا ہو پھر اسکے مقابل پر اسکو ابتر کہا جاوے پس یہ فقرہ اس بات پر شاہد ہے کہ سعد اللہ مجھے ابتر کہتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ میں ہر ایک خیر و برکت سے بےنصیب رہ کر اُسکے روبرو فوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے پس جو کچھ اُس نے خدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اسکے لئے کر دیا۔ میں نے اسکے ابتر اور نامراد مرنے کے لئے سبقت نہیں کی اور نہ میں نے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو مگر جب اوس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کھلے کھلے طور پر اپنی کتاب شہاب ثاقب میں میری موت کی نسبت پیش گوئی شایع کی اور میرا دل دکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد میں نے اُسکے لئے دعا کی تو خدا نے مجھ کو اُسکی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعد اللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ خود ابتر رہیگا۔ مگر میں تیری نسل کو قیامت تک قایم رکھوں گا۔ اور تو برکات سے محروم نہیں ہوگا اور میں یہاں تک تجھے برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور ایک دنیا کو تیری طرف رجوع دونگا مگر سعد اللہ خیر و برکت سے بےنصیب رہ کر تیری آنکھوں کے سامنے ذلت کی موت سے مریگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ ہیں خدا کی پیشگوئیاں جو ٹل نہیں سکتیں اگر یہ باتیں صرف زبانی ہوتیں تو

کون مخالف آج میری اس پیشگوئی کو مانتا۔ لیکن یہ تمام باتین آج سے بارہ ۱۲ برس پہلے میری کتابون اور اشتہارون مین شایع ہو چکی ہین۔ جن سے کسی مخالف کو گریز کی جگہ نہین مگر وہی جو حیا اور شرم کو چھوڑ کر ابوجہل کیطرح روز روشن کو رات کہتا ہے اور آفتاب کو جو چمک رہا ہے بے نور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد اللہ میری موت اور ذلّت اور نیز میری جماعت کے تباہ ہونیکی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب مین پیشگوئی شایع نہ کرتا تو اس وقت میری بات کون مان سکتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ دونون طرف سے مباہلہ کے رنگ مین پیشگوئیان شایع ہو گئین اور روز روشن کیطرح کھل گیا کہ آخر کس کے حق مین خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابون مین بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اس قدر سختی اُسکی نسبت کیون اختیار کیگئی۔ مگر یہ تعجب اُس وقت فی الفور دور ہو جاویگا جب اسکی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے۔ وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی مین بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہین کہ ابوجہل نے آنحضرت صلعم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ مین یقیناً کہتا ہون کہ جس قدر خدا کے نبی دُنیا مین آئے ہین اُن سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہین ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا اُس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا تھا اور چوہڑون اور چمارون کو بھی وہ گندہ طریق گالیون کا یاد نہین ہوگا جو اسکو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیان اس شدت اور بیحیائی سے اُس کے مُنہ سے نکلتی تھین کہ جب تک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو ایسی فطرت کا انسان نہین ہو سکتا ایسے انسانون سے سانپون کے بچے بھی اچھے ہوتے ہین۔ مینے اسکی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئین روکا کیا لیکن جب وہ حد سے گذر گیا اور اُسکے اندرونی گند کا پل ٹوٹ گیا تب مینے نیک نیتی سے اُس کے حق مین وہ الفاظ استعمال کئے جو محل پر چسپان تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ مین مندرج ہین بظاہر کسی قدر سخت ہین مگر وہ دشنام دہی کی قسم مین سے نہین ہین بلکہ واقعات کے مطابق ہین اور عین ضرورت کیوقت لکھے گئے ہین۔ ہر ایک

نبی حلیم تھا مگر اُن سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کسقدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم انہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ مکار ہیں فریبی ہیں مفسد ہیں سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں اُن سے پہلی بہشت میں جائینگی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں پس اس سے ظاہر ہے کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطبینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اُسکی وحی سے وہ الفاظ اُنہوں نے استعمال کئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا بھی دستور رہا ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مینے کسی مخالف کی نسبت اُسکی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کیا تھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب مفسد۔ دجال۔ مفتری۔ مکار۔ ٹھگ۔ فاسق۔ فاجر۔ خاین رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دکھ دیا اور حد سے زیادہ دُکھ دیا اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا پس میں بجز اس کے کیا کہوں کہ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

یاد رہے کہ سعد اللہ میرے مقابلہ پر دو دفعہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلی تو انہیں عربی شعروں میں جو انجام آتھم میں مَیں لکھ چکا ہوں مباہلہ کے طور پر مینے دعا کی ہے کہ خدا جھوٹے کو ہلاک کرے

چنانچہ اُن مباہلوں کے شعروں میں سے ایک شعر یہ ہے

یاربّنا افتح بیننا بکرامۃٍ	یا من یری قلبی ولبّ لحائی
یعنے اے خدا تو مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر	تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے

اور پھر سعد اللہ کی نسبت دوسرا شعر یہ ہے

آذیتنی خبثًا فلستُ بصادقٍ	اِن لم تمت بالخزی یا ابن بغاءِ

یعنے تو نے اے سعد اللہ خباثت کی راہ سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں جھوٹا ہوں گا اگر میرے سامنے ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

پھر دوسری دفعہ جو میں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا اُسکا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوت مباہلہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکور میں درج ہے اور دعوت مباہلہ میں تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷۔ انجام آتھم پر یہ ہے۔

گواہ رہ اے زمین! اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کیلئے حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ رہے اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین"۔ اور کتاب انجام آتھم جس میں سخت معاند لوگوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسمیں فہرست لکھی گئی ہے اس فہرست کے صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اس بدقسمت سعد اللہ کا نام درج ہے چنانچہ لکھا ہے۔ ~~سعد اللہ نو مسلم مدرّس لودہانہ~~۔

اس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ۱۲ برس اور تین مہینے اور کئی دن گذر چکے ہیں پھر اسکے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کرلی اور جو بدزبانی سے باز نہ آئے اُن میں سے بہت کم ہوں گے جنہوں نے موت کا مزہ نہ چکھا یا کسی ذلّت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اول المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونیکی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔ رشید احمد گنگوہی جسکا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوت اور بددعا کے بعد اندھا ہو گیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مرگیا

اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لدھیانوی جنکا ذکر بھی اسی صفحہ ۶۹ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اس دنیا کو چھوڑ گئے۔ اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اور بد دعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مر گیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہے اور جس نے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شایع کیا تھا وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مر گیا۔ اور اسکی موت کا یہی سبب نہیں کہ میننے انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں یعنے اسکی ستارہویں سطر میں اس پر اور دوسرے مخالفوں پر جو شرارتوں سے باز نہ آویں اور نہ مباہلہ کریں بد دعا کی تھی اور ان پر خدا کا عذاب چاہا تھا بلکہ اس کا اپنا مباہلہ بھی اسکے موت کا سبب ہو گیا کیونکہ اُس نے میرا اور اپنا ذکر کرکے خدا تعالےٰ سے ظالم کی بیخکنی ہونی چاہی تھی سو اسکے چند روز ہی کے بعد اسکی بیخکنی ہو گئی۔ اور اسی صفحہ ۷۰ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جبتک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اُسکی نکل گئی۔ ایسا ہی اس مباہلہ کی فہرست میں مولوی عبد المجید دہلوی کا ذکر ہے جو فروری ۱۹۰۶ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا۔* ایسا ہی اور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہو گئے اور بعض اس قدر دنیا کے مکر اور فریب اور دنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان ان سے چھین لی گئی ایک بھی اس بد دعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اسلئے نہ صرف اسکو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلت سے اسکو حصہ ملا اور تمام عمر نوکری کرکے پھر بھی اسکا پیٹ نہ بھرا۔ آخر موت کے قریب اگر عیسائیوں کے مدرسہ میں نوکری اختیار کی اور علاوہ ان تمام ذلتوں کے جو اسکو نصیب ہوئیں یہ آخری ذلت بھی اسکو دیکھنی پڑی کہ پادریوں کا فرقہ جو دین اسلام کا دشمن ہے جن کے مدارس میں خلاف اسلام

* عبد المجید جب میں پہلے دہلی گیا تھا خود میرے مکان پر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ الہام شیطانی ہیں اور مسیلمہ کذاب سے مجھے

وعظ کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتوین دن حضرت عیسیٰ کی خدائی کے بارے مین مدرسہ مین گمراہ کرنیوالی باتین سنانا انکا طریق ہے پھر اسنے گوارا کر لیا کہ انکی چاکری اختیار کرے اور چونکہ عربی زبان مین ابتر معدوم کو بھی کہتے ہین یعنے ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے اس قسم کے ابتر ہونے کا مصداق بھی اپنے تئین ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اسکو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری دنون مین پادریون کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجون اور سکولون مین لازمی طور پر خلاف اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہین کہ ان کی نوکری اختیار کرے -

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میری تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اُسکو میری کتابین دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا - مگر تعصب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھہ فائدہ اُٹھا نہ سکا - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف مین بتفصیل بیان کر چکا اور اُسکا رسول معراج کی رات مین وفات یافتہ نبیون مین اُسکو دیکھ چکا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی امت مین سے آئینگے بلکہ حدیثون مین یہ بھی آچکا ہے کہ نازل ہونیوالا عیسےٰ اسی اُمت مین سے ہے - پھر بھی وہ بد قسمت سمجھہ نسکا اور پہلی کتابون اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجال کے ظہور کے وقت آئیگا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجال٭ پادریون کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجال کے یہی معنے ہین جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانے والا ہو اور اسی کیطرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثابت ہوتا ہے کہ دجال عیسائیون کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہین ہوگا کیونکہ جبکہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیون کے لئے مقدر ہے یا مسلمانون کے لئے جو حقیقی متبع ہین تو پھر کون ایماندار یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسیٰ کا مخالف ہے اور ان کو نبی نہین جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جمائیگا

٭ دجال کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنیوالا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنیوالا ہو اُسکو دجال کہتے ہین سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام مین سب سے بڑھکر ہین کیونکہ دوسرونکا دجل اور فریب کمتر درجہ پر ہے مگر ان لوگوں کا دجل اسقدر ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانیکے لیے کروڑہا روپیہ خرچ کر رہے ہین اور لاکھوں رسالے اور کتابین دنیا میں شایع کی ہین اور اسی غرض سے زمین کے کنارون تک سفر کرتے ہین پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہین اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہین کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلیگا اور جس قوم مین سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا مین سلطنت کریگی اور قیامت تک انکی طاقت اور قوت رہیگی پھر جبکہ یہ حال ہے تو کونسی زمین باقی رہی جس مین ہمارے مخالفوں کا فرضی دجال ظہور کریگا - منہ

ایسا خیال تو نص صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجّال نکلیگا اس آیت ممدوحہ کی موید ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے۔ اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو ایک دن مقرر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس ۱۳۲۴ برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہیئے کیا یہ وقت قریب غروب نہیں اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اسکے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اسی طرح احادیث صحیحہ میں جو بعض ان کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلعم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قریب کا زمانہ ہے اور پھر دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا کی سات ہزار سال ہے۔ اور قرآن شریف کی اس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حساب جمل کی رو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اس حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام

ہے جیسے آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا اور جیسا کہ آدم نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی توام کی شکل پر پیدا ہوا تھا ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اسکے میں پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کر کے طالب حق کو دلایل واضحہ دیتے ہیں۔ مگر سوائے اسکے ہزار ہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کیلئے کچھ حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ اہل حدیث ۸ر فروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھدیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کی صحت یاب ہونیکی نسبت جو انکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اسکے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتادیں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونیکی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ انّ المنایا لا تطیش سہامہا یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب ہیں اُن کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔ اور کئی دفعہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے یہی حال ان مولویوں کا جو بڑے دیانت دار کہلاتے ہیں۔ جھوٹھ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں ایسے

جھوٹ کو خدا نے رجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے ہمنے اس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مان لینگے؟ نہیں بلکہ کوشش کرینگے کہ کسی طرح رد کریں ان لوگوں کا خدا تعالی سے جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزوجل کی نسبت ان افعال کو منسوب کرسکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوئے الہام کے بعد تیس بتیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اسکے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائینگے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحایف لوگ تجھے دینگے اور دور دور سے ہزارہا لوگ تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ وہ راہ گہرے ہو جائینگے اور انمیں گڑھے پڑجائینگے جن راہوں سے وہ آئینگے تجھے چاہئیے کہ انکی کثرت کیوجہ سے تو تھک نہ جائے اور ان سے بداخلاقی نہ کرو خدا تجھے تمام دنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلائے گا اور خدا تجھے نہیں چھوڑے گا جبتک وہ رشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دکھلاوے اور دشمن زور لگائینگے اور طرح طرح کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کرینگے مگر خدا انہیں نامراد رکھیگا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دیگا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نور کو پورا کریگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤنگا میں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے کی کچھ پرواہ نہ رکھیں مگر میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس [۳۰] برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام براہین احمدیہ میں شایع ہو چکے ہیں جن کے شایع ہونے پر اب چھبیس [۲۶] برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جسمیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف

کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا پھر بعد اسکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس تیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کیلئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام نہ ہوتا ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس تو میں اُنکی ملاقاتوں سے تھک جاتا اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لا سکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے کہ اُس نے ان واقعات سے تیس تیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکخانوں کے رجسٹروں سے تحقیق ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے زیادہ وہ روپیہ ہے جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج دیتے ہیں اور تخمیناً تین ہزار کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسی قدر ہے حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شایع ہوئی تھی اُس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس تیس برس گذر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جسکے شایع ہونے پر چھبیس ۲۶ برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین یعنی دعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میں اس وقت جب کہ یہ پیشگوئی زبان گئی اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کزرع اخرج شطأہ یعنی میں اس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور حضرت الہامات میں بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو ...... اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اسکے خدا تعالیٰ کی

قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اسکی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔
اور پھر خدا تعالیٰ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ صدہا دعائیں میری قبول کیں جنہیں سے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر ایک نے جو میرے پر مقدمہ کیا اُسمیں مجھے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دی گئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخر خدا نے یا تو اُسے ہلاک کیا اور یا ذلت اور تنگی معاش کی زندگی اُسکو نصیب ہوئی یا اُسکی قطع نسل کیگئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بد زبانی کی آخر وہ آپ ہی مرگیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جسکو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلاوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہے کہ ایک شخص جسکو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اس زمانہ میں میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا اس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا میں مفلس اور نادار تھا اس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے جبکہ میں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس پینتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اسکی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں ان پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں ان کو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اس قدر ہر ایک میدان میں

اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُسکے لئے ظاہر کرتا ہے۔※ پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہین اس گندے طریق سے باز نہین آتے تو میں بخوشی قبول کرونگا اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کرین۔ لیکن امرتسر مین یہ مباہلہ نہین ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہین جب مین ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنیکے لئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیثؔ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کرکے اور پوری طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرادی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹین اور پتھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ پس ایسی جگہ مباہلہ کے لئے موزون نہیں ہان قادیان موزون ہے اور اس جگہ میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا..... ذمہ وار ہوں اور آمد و رفت کا کُل خرچ جو امرتسر سے قادیان تک ہوگا میں ہی دیدونگا۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجوہات انکو سناؤنگا۔

اور اگر وہ قادیان مین آنا گوارا نہ کرین تو اس طرح بھی مباہلہ ہوسکتا ہے کہ اِس کتاب حقیقۃ الوحی مین جو کچھ مینے اپنی سچائی ثابت کرنیکے دلایل لکھے ہین انکی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا امتحان مباہلہ سے پہلے کرلونگا اور وہ صرف دس سوال ہونگے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقۃ الوحی مین سے اُن سے دریافت کئے جائینگے تا معلوم ہو کہ انہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دیدیا تو تحریری مباہلہ جانبین کیطرف سے شایع ہو جائیگا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الوحی کا مین انکی طرف روانہ کرونگا اور روز کا جھگڑا اِس سے فیصلہ پا جائیگا اور ان کا اختیار ہوگا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی طیاری کیلئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مہلت مانگ لین۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور اُنکے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت

※ یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جسقدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کیے تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبد الحی لکھنو وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ابتک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہین کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ منہ

خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ کیا مولوی کہلا کر انکو یہ بھی خبر نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تخلف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرع زاری کرے اور شوخی نہ دکھلاوے تو وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا تب خدا نے اسکو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مورد عتاب ہوا اور موت کے قریب اسکی نوبت پہنچی تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے کیا یہی دیانت ہے کیا یہی ایمانداری ہے۔ یونس نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور انکو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اُسکا داماد اب تک زندہ ہے+۔ یہ ہے دیانت اُن لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آگئی اُسکو چھپاتے ہیں اور جسکی ابھی انتظار ہے اسکو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت یہ پیشگوئی باہم کی پیشگوئی کسطرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔

ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت نے جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اسکے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور انکو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی

+ یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو نجاست خوری میں داخل ہے میری پیشگوئیوں پر اور حملے بھی کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اسلئے اس کے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں۔ منہ

معرض خطر میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اِس پیشگوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی تب اُن کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈالدی اور جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اُس پیشگوئی کا وہی تھا بلکہ مقدم بالذات وہی تہا۔ پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا اور بکمال صفائی سے اسکی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی تب اُس کے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اسقدر روئے کہ اُنکی چیخیں اس قصبہ کے کناروں تک جاتی تہیں اور باربار پیشگوئی کا ذکر کرتے تہے اور جہاں تک اُن سے ممکن تہا توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اس پیشگوئی میں بہی تاخیر ڈالدی۔ ✡

پس یہ کسقدر بیحیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اِس بات کے کہ وعید کی پیشگوئیاں ٹلسکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں ✝ پھر بھی شور مچا تا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں آخر شوخی اور انکار کی ایک حد ہے حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے غضب کی نشانی ہے مجھے باربار تعجب آتا ہے کہ طاعون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزلوں کا خدا نے وعدہ دیا ہے اور آثار قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں۔ +

✝ حاشیہ۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارہ میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت صاحب تجربہ ہوں کہ صبح ایک بلا نازل ہونیکی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرت دعا کی وجہ سے ٹل گئی اور مجھے بشارت دیگئی کہ ہم نے اس بلا کو ٹال دیا پس اگر میری تکذیب کے لئے بہی ولایل دشمنوں کے ہاتھ میں ہیں تو صد ہا نظیریں اسکی خود میری سوانح اور میری عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تعجب کہ یہ مخالف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ انکی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تہا اور وقت کے پیغمبر نے اسکی نسبت یہ پیشگوئی کی تہی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مر جائیگا وہ اس پیشگوئی کو سنکر بہت رویا اور اس قدر رویا کہ اس پیغمبر پر دوبارہ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اُسکے پندرہ دن پندرہ سال کو بدل دئے۔ یہ پیشگوئی اب تک بائبل میں بہی موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

+ آج ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو بوقت صبح روز پنجشنبہ یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بہی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ منہ

اسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے باز نہین آتا تو اُسکا یہی علاج ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اسکی بدقسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے٭ اور وعید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکا دینے کیلئے بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیشگوئی کو ٹال دینا سنت اللہ میں داخل ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دُعا سے رد بلا ہو سکتا ہے تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر رد بلا کے کیا معنی ہوئے اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشین گوئیاں ہیں قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتین اور انمین اجمال ہوتا ہے اسیوجہ سے قبل از وقوع انکی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکا پڑ سکتا ہے اور اُن کے معنی آخر پر جا کر کھلتے ہیں اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آدین۔ اگر اس پیشگوئی میں یہ تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور اسکا مولد مکہ ہوگا اور اُسکا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسمٰعیل مین سے ہوگا نہ بنی اسرائیل مین سے تو بدقسمت یہودی انکار کر کے واصل جہنم نہ ہوتے۔ اور اگر حضرت عیسےٰ کی نسبت پیشگوئی مین تصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا ان سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ یحییٰ زکریا کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہین ہوگا تو پھر بدبخت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کر کے کیون دوزخ مین پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہین تھی جس کے بارہ مین تصریح نہایت مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیش گوئی کے سمجھنے میں بھی لوگون نے ٹھوکریں کھائین تو پھر دوسری پیشگوئیون کے سمجھنے مین غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہین تھی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود

٭ یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آنیوالا اسی اُمّت مین سے ہوگا پس اس تکلّف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے نازل کر کے اُمّت مین داخل کیا جائے اور نبوّت سے معطّل کیا جائے کیا خدا تعالیٰ الیاس نبی کی طرح اسی اُمّت مین سے عیسیٰ پیدا نہین کر سکتا جبکہ اُس کے لیے ایک نظیر موجود ہے تو اسقدر تکلّفات کی کیا حاجت ہے اور پھر انہین حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاء مین دیکھا (باقی دیکھو صفحہ ۳۴)

کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہو سکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آجتک خیال ہے الیاس نبی دوبارہ حضرت عیسیٰ سے پہلے دنیا میں آگیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسٰے کے دوبارہ آنیکی امید رکھی جاتی ہے ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہیئے کہ عمر بھر اسکا نام نہ لیں۔ یہود کی امیدیں الیاس کے دوبارہ آنیکے بارے میں کہاں پوری ہو گئیں کہ اب مسلمانوں کی امیدیں پوری ہو جائینگی لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھولتا ہے جو اُن کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیزگار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر انکی تفاصیل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۴) منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کر کے اُسکے سامنے پیش کئے جائینگے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس مُلک میں سلطنت برطانیہ ہے اِسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائیگا۔ یہ الفاظ تھے جو اونہوں نے اپنی کتاب میں شایع کئے تھے جو ابتک انکی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ انکی غلطی تھی کہ اُنہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں بلکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جتنی غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی ان میں جرح سے خالی نہیں سب مغشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسیح موعود کے آنے کیلئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو اُن کے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں

بقیہ حاشیہ - اور حضرت یحییٰ کے پاس پہنچے دیکھا تو اب اُن کے فوت ہونے میں کیا شک رہا اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر اُنکی وفات کی گواہی دیتا ہے کیا آیت فلما توفیتنی اُنکی وفات پر قطعیۃ الدلالت نہیں اور رفع جسمانی پر کیوں زور دیتے ہیں کیا رفع روحانی نہیں ہوا کرتا [illegible]

اُس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہیئے تھا گیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مھدی الا عیسیٰ۔ منہ

کریگا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہین کریگا اور اُسکی فتح محض آسمانی نشانون سے ہوگی

چنانچہ صحیح بخاری مین مسیح موعود کی نسبت حدیث یضع الحرب موجود ہے یعنی جب مسیح موعود آئیگا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اُٹھا دیگا اور کوئی جنگ نہین کریگا اور صرف آسمانی نشانون اور خدائی تصرفات سے دین اسلام کو زمین پر پھیلائیگا+۔ چنانچہ میرے وقت مین اب یہ آثار دنیا مین موجود بھی ہو رہے ہین اور یہی سچ ہے اور مین جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مسیح موعود ہون خدا نے مجھے یہ حکم نہین دیا کہ مین جہاد کرون اور دین کیلئے لڑائیان کرون بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مین نرمی کرون اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگون اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کرون اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائینگے اور کسی قوم کو طاقت نہین ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداؤن کا کوئی نشان ظاہر کرسکین۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید مین صدہا نشان ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہین تھا کہ مہدی کے زمانہ مین جبر کرکے لوگون کو مسلمان کیا جائیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام مین جبر نہیں ہے ہان عیسائی لوگ ایک زمانہ مین جبراً لوگون کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبر اُن لوگون کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہین مگر اسلام تو آسمانی نشانون کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ پہلے نبیون کے معجزات ان کے مرنیکے ساتھ ہی مر گئے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ابتک ظہور مین آرہے ہین اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہین گے جو کچھ میری تائید مین ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہین مگر کہان ہین وہ پادری یا یہودی یا اور قومین جو ان نشانون کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہین۔ ہرگز نہین! ہرگز نہین!! ہرگز نہین!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر ہی جائین۔ تب بھی

+ یہ بات قرین قیاس ہی ہے کہ جب مسیح کے نفس سے یعنی اُسکی توجہ سے کافر خود بخود مرتے جائین گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے معجزہ کے تلوار اُٹھانا بالکل غیر معقول ہے ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنون کو مارتا جائیگا تو پھر تلوار اُٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ منہ

ایک نشان بھی دکھلا نہیں سکتے کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔

اسلام معجزات کا سمندر ہے اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اسکو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنے نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اِس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کو اِن جرائم کی سزا دی جائے پس جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت اُن کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لاویں تو اُن کے جرائم بخش دئے جاوینگے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ انکی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے ان جرائم اور شرارتوں سے پہلے ان پر تلوار اُٹھائی گئی تھی٭۔ وہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں مُنہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے اُنکو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور بے مثیل و بے مانند اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اسکی زندگی سے امان اُٹھ گیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مریگا جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اسکی پوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائے گا جب اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ مکہ کے بُت پرستوں کا بھی یہی حال تھا اور عقل اسبات کو کیونکر قبول کر سکتی ہے

٭ تلوار ہرگز نہیں اُٹھائی گئی بلکہ تیرہ ۱۳ برس تک برابر کافروں کے انواع اقسام کے ظلم اور خونریزیوں پر صبر کیا گیا اور بعد اس کے جب وہ لوگ حد سے بڑھ گئے تب ان کے مقابلہ کا اذن دیا گیا پس یہ جنگ صرف دفاعی جنگ اور جرائم پیشہ کو محض سزا دینے کی غرض سے تھی تا زمین خونی مفسدوں سے پاک کی جائے۔ منہ

کہ ایک بُت اپنے ہاتھ سے بنا کر اُسکی پوجا کیجاوے۔ سمجھو نکا خدا معلوم کون کے بتوں سے زیادہ کوئی قدرت ظاہر نہیں کرسکا اور اسلام کا خدا اُن سب پر غالب ہے ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہمارے خدا کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا کے بطور معاینہ لوگوں کو یقین دلا دیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے چنانچہ آجتک جو جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کرتا ہے اور کوئی شخص اُس کے مقابل کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اسلئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں اُن کے لئے دعا کروں تب میں نے اُسکو قابل رحم سمجھ کر اسکے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اُسکی عزت بچائی گئی میں نے یہ اطلاع بذریعہ خط اُن کو دیدی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو اِن دنوں میں مخالف تھے یہی اطلاع دی چنانچہ منجملہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں آخر کچھ مدت کے بعد انکی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قایم رہے گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ایک مذہبی پورانا خیال ہے جو اُن کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہیں تھی +۔

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے ٹائیٹل پیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شایع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے

+ نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیجدیا تھا میں نے دعا کی تھی کہ انکی عزت چاک کر دیجائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

اور بعد مین جس طرح وہ پوری ہوئی اُسکو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے۔
"الہام ۵ مئی ۱۹۰۶ء **پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن**۔ ثلج کا لفظ عربی ہے اِس کے یہ معنی ہین کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدّت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم مین سے ہوتی ہے اُسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہین کہ بہار کے دنون میں ہماری ملک میں خدا تعالی غیر معمولی طور پر یہ آفتین نازل کریگا اور برف اور اسکے لوازم سے شدّت سردی اور کثرت بارش ظہور مین آئیگی (یعنی کسی حصہ دُنیا مین جو برف پڑیگی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائیگی) اور دوسرے معنی اسکے عربی مین اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے دلایل اور شواہد میسّر آجائین جن سے اُسکا دل مطمئن ہو جائے اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ فلان تحریر موجب ثلج قلب ہو گئی یعنے ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے بکلی اطمینان ہو گیا۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر مین پوری تسلی اور سکینت پالیتا ہے تو اُسکے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے اِس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالی کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنی ہین یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اِس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے اور ثلج قلب یعنے کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تہے اسلئے بہار کے موسم مین ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے ثلج قلب ہو جائیگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلّی دور ہو جائینگے اور حجت پوری ہو جائیگی۔ اِس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنون تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر متواتر نشانون کے وجہ سے دلون پر اثر ہوگا کہ مخالفون کے مُنہ بند ہو جائین گے اور حق کے طالبون کے دل

پوری تسلّی پائینگے اور یہ بیان اِس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلّی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفات نازل کریگا واللّٰہ اعلم بالصّواب ؎

یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اسکے ظہور سے نوؔ ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کیلئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالےٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جسکی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اس حصہ ملک میں وہ شدّتِ سردی اور کثرتِ بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اُٹھا اور ساتھ ہی بعض حصّہ میں اِس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونیوالا ہے چنانچہ آج ہی ۲۵۔ فروری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں) عبد الرحمٰن ان کے بیٹے کی طرف سے کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیطِ عالم رہتا ہے یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اِس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارقِ عادات ہے۔ اور جس قدر اِس ملک میں بارش ہوئی اُسکی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں :۔

اوّل اخبار عام لاہور ۲۱۔ فروری ۱۹۰۷ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں۔

"لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنیکے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصہ میں

بارش اِس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدّل بزحمت نہ ہو جائے اُسکے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بنجائے اور فصلوں کی جڑھوں کو اُکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں دریا برد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جائے سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنیکی جرأت کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرندے بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی گرمی کیسی پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اِس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے۔ چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے قلّت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کیجائے٭ سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اولے پڑنے سے فصلوں کا کسیقدر نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آ رہا ہے۔ اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کیلئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔ سڑکوں کے پرخچے اُڑ گئے ہیں کیونکہ کی سڑکیں کیچڑ سے

٭ اس سے غالباً یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اس میں ایک خارق عادت امر یہ بھی تھا کہ بارش کے موسم میں اس قدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دوسرا امر خارق عادت یہی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہو گئی حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منہ

دلدل ہو رہی ہے۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہائے دہوے مثل دُلہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاکیں پہنائی گئی ہیں اِن ایّام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے [اس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے] حق یہ ہے کہ موسم گرما کے ایام برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پروردگار پرماتما کے عجیب و غریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔"

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کیلئے اُسکے قلم و زبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶- فروری ۱۹۰۷ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے

" اگرچہ اِس سال موسم سرما کچھ سست دکھلائی دیتا تہا اور یہ امید منقطع ہو گئی تہی مگر "
" آخر ایام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنا رنگ جمایا اور رنگا رنگ کے دانت دکھلانے "
" شروع کر دیئے۔ اس مہینہ میں موسم سرما نے ایسی تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکہائی "
" تہے۔ اخیر جنوری سے اس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے کبھی "
" بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ ردگی پہر بادلوں کا انبار ہر وقت سرفع پوش "
" نظر آتا ہے سورج اور دہوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ "
" کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے "
" اور بعض وقت دُھوندھا بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے "
" اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی "
" کسی جگہ پڑا رہگیا تو مجمد کو بخ ہو جاتا ہے آجکل پانی بغیر گرم کرنیکے پیا نہیں جاتا اور "
" اس وقت سوا برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات "
" برف سے سرفع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے اور پہر اسی اخبار میں ہے کہ اِس ملک میں "

"بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہوگئی"

اور اخبار جاسوس آگرہ پرچہ ۱۵- فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۴ میں لکھتا ہے کہ

"۶ر فروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کانپور میں سخت بارش ہوئی طوفان برق آیا اور ایسی اولہ باری ہوئی کہ ریل بند ہوگئی"۔

اور اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اتنا ہی نہیں بلکہ کُل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگاتار رہا- ۱۹ر کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی- کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا- فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے"- [یہ الہام الٰہی پر ہنسی ٹھٹھا ہے وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون بہرحال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲ر فروری عین بہار کا موسم ہے- اور اُس نے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ

اور رسالہ حکمت لاہور ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا-

اخبار نیّر اعظم مراد آباد کے پرچہ ۱۹ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے"-

پرچہ اخبار آزاد انبالہ مورخہ ۱۶- فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اولے بھی پڑے-

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۳- فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۱- میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر بارش سے بنگال کی فصل نیشکر کو نقصان پہنچا- پیسہ اخبار ۲۹ر فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی-

پبلک میگزین امرتسر ۱۶- ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کمال جوبن پر ہے اور سلسلہ برسنے کا شروع ہے-

اخبار ہماچار لاہور ۲۶ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ تنگ آگئے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵-آہ- چار روز سے برابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے ہوبہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گھبرا رہی ہے اور دھوپ کو ترس رہی ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار ۹ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی کل دوبارہ بڑے زور سے پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔

یہ اخبار ہیں جو ہم نے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کیلئے جو اس ملک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقوف تھی ان کے گواہان لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے پیش کر سکتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور ملک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنے والے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں جو اس کام کیلئے بڑی بڑی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اسی رائے کو دیکھو جو انہوں نے آیندہ موسم کے لیے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہو گئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہو گئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لیگا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جسکی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اسکے ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کیلئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر

نہیں دی کہ موسم بہار میں غیر معمولی بارشیں ہونگی اور برف پڑیگی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپکے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اس ملک سے خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے۔

اخبار **وکیل** امرتسر مورخہ ۷ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کے مطابق ہے یوروپ کی موسمی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:۔

بعض ممالک یورُپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کیجاتی ہو کہ سنین ماضیہ مین اسکی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطۂ انجماد سے تیرہ[۱۳] درجہ نیچے بیان کیا جاتا ہے آسٹریا ہنگری میں بیس[۲۰] درجہ نیچے۔ اِس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مرچکے ہیں۔ برّ اعظم یوروپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد ورفت میں خلل پڑ گیا ہے۔ کیونکہ انجنوں کے نل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور راڈلسبہ کی بندرگاہیں یخ بستہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت اس قدر گر گیا ہے کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹربیونوں پر اس قدر برف باری ہوئی ہے کہ الامان قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد ورفت ملتوی ہو گئی ہے چینل میں آجکل جو جہاز اِدھر اُدھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں پیرس کے بازاروں میں غریب وغربا ٹھٹھر ٹھٹھر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلی بخش جواب دیسکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے ایک مقررہ

قانون کا پابند ہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مدبّر بالارادہ ہستی اس پر متصرف نہیں تو نیچر کے حالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقاید کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب موجودہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے"

پھر اخبار **نور افشان** مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یکصد چینی ہلاک ہوئے اور پرچہ اخبار نور افشان ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز مفتہ اندا میں اس زور وشور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے ژالہ باری بھی ہوئی +

ہم پہلے اس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نو ماہ پہلے یعنی ۵ رمئی سنہ ۱۹۰۶ء کو اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ پھر نو ماہ کے بعد ایسی کھلے کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اسکی گواہ رویت ہو گئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو ایسا عمیق در عمیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افترا کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھلاوے یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدائے قادر نے دو گذشتہ بہاروں کے متعلق دو زلزلوں کی خبر دی تھی یعنی سنہ ۱۹۰۵ء اور سنہ ۱۹۰۶ء میں ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بہار کے متعلق یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آیندہ میں جو سنہ ۱۹۰۷ء میں آئیگا سخت بارشیں ہونگی اور سردی بہت پڑیگی اور برف پڑیگی سو ایسا ہی ظہور میں آگیا اور بڑی شان و شوکت سے یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور بدر الحکم میں انہیں دنوں میں چھپ چکی اور شایع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے۔

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلیں گی پر وہ جو

+ ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونیکے دعوی کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے منہ

تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔ یاتیک من کل فجّ عمیق۔ یاتون من کلّ فجّ عمیق وانّی بہ الرعب العظیم۔ ویل لکلّ ھمزۃ لمزۃ۔ سأکرمک اکرامًا عجبًا۔ آسمان ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھا سکے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ کثرت بارش دشمنوں کیلئے مضر ہوگی۔ شاید اسکا یہ مطلب ہے کہ کثرت بارش طاعون اور طرح طرح کے امراض کو پیدا کریگی اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سے وہ آئینگے یہانتک کہ راہ گہرے ہوجائیں گے اور بہت سی تحایف اور نقد اور جنس دُور دُور سے لوگ بھیجینگے اور دشمنوں پر رُعب عظیم پڑیگا۔ اُس وقت چغلخوروں اور عیب گیروں پر لعنت برسیگی اور مین تجھ ایک عجیب عزت دونگا۔ اتنی بارشیں ہونگی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑیگا ؞

(۵) پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتے میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمان ساکن حیدرآباد دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء وقدر سے اسکو سگ دیوانہ کاٹ گیا ہم نے اسکو معالجہ کیلئے کسولی بھیجدیا چند روز تک اُسکا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کُتّے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائیگا ناچار اُس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کیطرف تار بھیجدی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُسکا کوئی علاج بھی ہے اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بیوطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اسکے لئے دعا کرنے کیلئے بہت ہی

؞ شاید اس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر لاجواب اور ساکت ہو جائیں گے۔ منہ

اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت مین وہ لڑکا قابل رحم تہا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُرے رنگ مین اسکی موت شماتت اعدا کا موجب ہوگی تب میرا دل اُس کے لئے سخت درد اور بیقراری مین مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہین ہوتی بلکہ محض خدا تعالی کیطرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالی کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے غرض اُسکے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسّر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تہا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تہا اور یا ایک دفعہ طبیعت نے صحت کیطرف رُخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہین آتا۔ تب اُسکو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہان تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل مین فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اسمین پیدا ہو گئی تہی یہ اسلئے نہین تہی کہ وہ دیوانگی اُسکو ہلاک کرے بلکہ اسلئے تہی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہین کہ کبھی دنیا مین ایسا دیکھنے مین نہین آیا کہ ایسی حالت مین کہ جب کسیکو دیوانہ کتّے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہون پہر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی مین گورنمنٹ کیطرف سے سگ گزیدہ کے علاج کیلئے ڈاکٹر مقرر ہین اُنہون نے ہماری تار کے جواب مین صاف لکھدیا ہے کہ اب کوئی علاج نہین ہو سکتا۔

اسجگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب مینے اس لڑکے کیلئے دعا کی تو خدا نے میرے دل مین القا کیا کہ فلان دوا دینی چاہئے چنانچہ مینے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یون کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا اور جو کسولی کے ڈاکٹرون کیطرف سے ہماری تار کا جواب آیا تہا ہم ذیل مین وہ جواب جو انگریزی مین ہے معہ ترجمہ کے لکھہ دیتے ہین اور وہ یہ ہے۔

To Station Batala	From Station Kasauli
To Person Sherali Kadián	From Person Pasteur

Sorry nothing can be done for Abdul Karim.

(انگریزی الفاظ اردو میں) ٹو سٹیشن - بٹالہ فرام سٹیشن - کسولی

ٹو پرسن - شیر علی قادیان فرام پرسن - پیسٹیور

ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبد الکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ ازمقام کسولی

بنام شیر علی قادیان ازجانب پیسٹیور

افسوس ہے کہ عبد الکریم کے واسطے کچھ نہیں کیا جا سکتا -

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ "سخت افسوس تھا کہ عبد الکریم جس کو دیوانہ کتّے نے کاٹا تھا اسکے اثر میں مبتلا ہو گیا مگر اس بات کے سُننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحت یاب ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونیکا کبھی نہیں سُنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے الحمد للہ - راقم عاجز عبد اللہ از کسولی"

(۵) پانچواں نشان۔ ایک شخص کا مباہلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی ناگفتنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا تب دُوا اس درخواست کے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اس جہان سے انتقال کر گیا۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اُسکو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اُسکی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہین جس میں اُس نے سخت سی سخت فسق و فجور کی باتین میری طرف منسوب کی ہین اور سعد اللہ لدھیانوی کے رنگ مین میرے چال چلن پر بہی تہمتین لگائی ہین اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہین اور ان شعرون کے سوا باقی چند شعر اُسکے ہم اس جگہ نقل کر دیتے ہین مگر اُسکے بہت گندے شعرون سے اس کتاب کو پاک رکھتے ہین اور ہم تمام تحریر اسکی جس کے سر پر دو شعر میرے بہی لکھے ہین اور کچھہ اُسکی اپنی تحریر جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھہ نثر ہے وہ سب ذیل مین لکھ دیتے ہین اور وہ یہ ہے۔

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔

ابن مریم مرچکا حق کی قسم	داخلِ جنت ہوا ہے مُحترم †
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اس سے بہتر غلام احمد ہے

اسکا جواب بموجب قرآن شریف کے مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ چھٹے پارہ مین غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب خوب جانتے ہین مگر بباعث طمع نفسانی اس پر عمل نہین کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر آن کا ہے قرآن سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہین غلام احمدی
لوگو ثابت کر لو تم قرآن سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بہتان ہے
جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے	بعد اس کے حسرت و لسوز ہے
اب بہی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو	زندگی مین جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی	ہاتھہ آوے دوجہان مین خسروی
جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول	پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول

† چونکہ یہ شخص جاہل ہے اسلئے اُسنے میری شعر ذکر کرنے مین بہی غلطی کی ہے یہ مصرع جسپر یہ نشان لگایا ہے جو میری شعر کا مصرع ہے یہ بہی اُسنے غلطی کہ لکھا کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخل جنت ہوا وہ محترم۔ منہ

بھول جائینگے یہ سب قال و قول
صرف اُسکی عقل کا طُومار ہے
جو طریقہ اُس نے ہے جاری کیا
عورتین بیگانہ کو ہمراہ لیا
چھوڑ دو مُنہ کھلے اپنے تم نسا
اور کرتے کام ہین وہ نا روا ۔
یا الٰہی جلد تر انصاف کر ۔

ہین دلائل سب شریعت سے فضول
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے
کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا
باغ مین لیجا کے اُس نے یہ کہا
ہاتھہ مین لے ہاتھ کرتے ہین چہچہا
پھر یہ لوگون نے اسے مہدی کہا
جھوٹ کا دُنیا سے مطلع صاف کر ۔

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

یہ شعر ہین جن مین سے بہت گندی شعر ہمنے نکال دیے ہین کیونکہ وہ سخت گندے اور بیحیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ اِن شعرون کے مصنف نے جناب الٰہی مین دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے ۔ اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور اِن شعرون کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعرون کے وہ شخص یعنے عبد القادر طاعون سے ہلاک ہو گیا مجھے اُسکے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اُسکی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اسکے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا پس اس طرح پر اسکے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا ۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہین اور آپ گستاخ ہو کر تہمتین لگانے اور شریعت نبویہ کی رُو سے حد قذف کے لائق ٹھیرتے ہین پہر بھی کچھ پروا نہین کرتے ۔ یہ ہین عُلماء فضلاء یعنی اس زمانہ کے ان لوگون کے دلون مین کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اُسکی کچھ بھی پروا نہین کرتا اور اسکا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بد زبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اِس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک بیسیون اِن مین سے ایسے مباہلات سے ہلاک ہو چکے ہین اگر مین سب کے حالات لکھون تو کئی جزو کتاب کی اِسی ذکر مین بھر جائین میرے بہت سے دوستون نے خط لکھے کہ فلان شخص

یک طرفہ مباہلہ کر کے چند روز میں مرگیا اور فلان شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباہلہ کیا تو صبح ہوتے ہی دُنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آکر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸- فروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہمانوں نے حالات مباہلہ کے بیان کئے مگر ہم اسلئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں ان کا لکھنا غیر ضروری سمجھا معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الٰہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں دجالوں اور فاسقوں کے بھی نشان ہیں کہ انکے مقابل پر مباہلہ کی حالت میں خدا مومنوں متقیوں کو ہلاک کرتا جائے- بالآخر یاد رہے کہ شعر مذکورہ قلمی مصنف کا عکس ہے کہ اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر اتمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اسکے شعر نہیں ہیں تو اسکی اس عکسی تحریر کو اسکی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اسکا شاگرد ہے اور اسکا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا- براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جب کہ ان عذابوں کا اس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک۔ انی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا اُن کو کہدے کہ وہ نشان بھی آنیوالا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو- پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مراد تھا- ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے- اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین- قُل اِنِّی اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِین- یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا- تا کہ تو آنے والے عذاب سے اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے

اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے

”دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا“

اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اُسی مرسل کیلئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جسکی تائید میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اُسکے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیر ڈرانیوالیکو کہتے ہیں اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے اُسمیں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سو اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہو گیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یوروپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپکے نام سے بھی بے خبر ہیں پھر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اِس لائق ہو چکے تھے کہ دُنیا میں ان پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ اُنکو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے اور یہ بات سراسر غلط ہے کہ یوروپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بیخبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں رہیگا کہ عرصہ قریباً بیس ۲۰ برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے سولہ ہزار ۱۶۰۰۰ اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اور اس میں اپنے دعوے اور دلائل کا ذکر کر کے یوروپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اسکے مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یوروپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے اور یورپ کے اخباروں میں بارہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی پر بددعا کی گئی تھی

اس کا ذکر بھی یوروپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اس قدر متواتر اشاعت کے جو تین برس سے زیادہ ہو رہی ہے کون قبول کریگا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔

ماسوا اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ کے طوفان نے اُن لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوحؑ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جبتک پہلے اس سے کوئی رسول نہیں بھیجتا یہی سنت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یوروپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا پس اُن پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبد القادر طالب پورپنڈوری والے کی اصلی تحریر کا عکس یہ ہے۔

مصنف مرزا صاحب غلام احمد قادیانی

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا ہے محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر ہے غلام احمد کا

جواب

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے
ما قتلوہ وما صلبوہ جیسوں آیہ میں
غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب جب
جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی
کے او سپہ عمل نہیں کرتے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت ملکی بفلک ہے محترم
ذکر و فخر اوسکا ہے قرآن سے ثبوت
جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی

جواب

لوگو ثابت کرلو تم قرآن سے
دین کیوں کھوتے ہو تم کر کے بہتان
جھوٹ کا مار اور تھوڑے روز ہے
بعد اوسکے حسرت و سوز ہے

اب بھی مرزا کو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی
تا نہ آوے دو جہاں میں خرروی
جب خدا کا تھا ہوا کیونکر نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہو گا نہ رسول
ہورا جا دیکھئے یہ سب تا اللہ قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اوسکی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لئے بیکار ہے

جو طریقہ اسنے سے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کیا
عورتیں بھگا کے تو ہمراہ لیا
باغ میں لیجا کے اوسنے یہ کیا
چھوڑ دو منہ کیلئے اپنے تم نسا
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے چھیچھا
اور بگڑے کام ہیں وہ نا روا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کیا
یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹہ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(۶) چھٹا نشان حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مباہلہ وقوع میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع تنکر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کانہ اور تحصیل لاہور کے متعلق ہے اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کیلئے خدا تعالیٰ سے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اس درخواست کے بعد کہ جو اس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادیانی رکھا ہے ایک سال تین ماہ بعد مر گیا +

چنانچہ وہ صفحہ ۶۷ اور صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۸۵ میں یہ ابیات بطور مباہلہ کے لکھتا ہے

+ یہ کتاب اسلامی سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چنن دین +

ویلٌ لکلّ افاکٍ اثیم۔ ویلٌ یومئذٍ للمکذبین۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین

یہ آیتیں ہیں جو اُس نے لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے اور دوسری آیت میں اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو سچے کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مباہلہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹے پر لعنت کی ہے اور جیسا کہ میں نے لکھا ہے جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مباہلہ ایک فیصلہ کن امر قرار دیا گیا ہے پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی اس کتاب میں مفتری ٹھیرایا اور میرا نام افاک اثیم رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۹۳ میں میری نسبت یہ آیت لکھی۔ ویلٌ لکلّ افاکٍ اثیم یسمع آیات اللّٰہ تتلی علیہ ثم یصرّ مستکبرًا کان لم یسمعھا فبشرہ بعذابٍ الیم۔ یعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سنا۔ پس اُس کو دردناک عذاب کی بشارت دے پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا ہے کہ گویا میں افاک اثیم ہوں اور اسکی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون افاک اثیم ہے۔

(۷) ساتواں نشان۔ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش بھی ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد یک دفعہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اُس رات کو جسکی صبح میں ۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی زلزلہ آیا جسکی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پوری ہو گئیں

اس تحریر کے بعد ۵ مارچ ۱۹۰۶ء کی ڈاک مین دو خط مجھے ملے ایک خط اخویم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کی طرف سے تھا جسمین لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات مین سخت دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ آسمان ٹوٹ پڑا سارا پورا ہوگیا۔

اور اسی ڈاک مین ایک خط یعنی کارڈ اخویم میان نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات کا مجھکو ملا جسمین لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۶ء کی درمیان جورات تھی اسمین ساڑھے نو بجے رات کے ایک سخت دھکا زلزلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۶ء مین اس زلزلہ کے متعلق مندرجہ ذیل خبر ہے۔ ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا جو چند سکینڈ تک رہا اسکی سمت شمال مشرق تھی۔

اور اخبار عام لاہور مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ سرینگر کشمیر مین سنیچر کی رات کو بوقت ۹ ½ بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہوا چند سکینڈ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمین بتاوے کہ کیا کسی انسان کی طاقت مین یہ بات داخل ہو کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شایع کرے کہ آج بارش ہوگی اور اسکے بعد زلزلہ آئیگا اور ایسے وقت مین خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع مین آجاوے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل مین لکھے جاتے ہین جن کو یہ پیشگوئی اسوقت سنائی گئی تھی یعنی ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو قبل از وقت سننے کے گواہ

محمد صادق اڈیٹر اخبار بدر قادیان۔ اہلیہ محمد صادق۔ والدہ خواجہ علی۔ محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر۔ ماسٹر شیر علی۔ غلام احمد محرر تشحیذ الاذہان۔ غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مولوی محمد احسن بقلم خود - عبید اللہ بسمل احمدی عفی عنہ - میں نے اپنے کانوں سے یہ پیشگوئی سنی محمد سرور عفی عنہ

غلام قادر - امیر حسین قاضی - میں نے بھی سنا ہے - غلام نبی بقلم خود - مامون خان جمناسٹک انسٹرکٹر -

حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان - حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان - محمد الدین بقلم خود طالب علم

ایم - اے - کالج علیگڈھ حال وارد قادیان - خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگزین - عبد الرحیم سیکنڈ کلرک

میگزین - خاکسار احمد علی نمبردار ساکن بازید چک حال وارد قادیان - محمد الدین - محمد حسن احمدی دفتری

انا علیٰ ذٰلک من الشاہدین - عبد الحی عرب مصنف لغات القرآن - محمد جی ایبٹ آبادی

سید مہدی حسین مہاجر

غلام حسین کشمیری - سید ناصر شاہ اورسیر کشمیر - محمد اسحاق - غلام محمد - دولت علی طالب علم

بیشک ۲۸ - فروری کو میں نے حضور کا الہام سنا کہ زلزلہ سخت آیا اور آج بارش بھی ہوگی - خادم قطب الدین حکیم

محمد حسین کاتب اخبار بدر - شیخ عبد الرحیم دفتری بدر - سید احمد نور کابلی - سلطان محمد طالب علم افغان -

حضرت نور کابلی - عبد الصمد افغان - حاجی شہاب الدین - فضل الدین حکیم خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود

حاجی فضل حسین شاہجہانپوری - شیخ محبوب الرحمان بنارسی - لطف الرحمٰن - شیخ احمد میسوری

محمد سلیمان مونگیری - عبد الستار خان کابلی مہاجر - شیخ محمد اسمٰعیل مدرس سرساوی - سید ناصر نواب - عبد الرؤف

فخر الدین طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام - منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز - سید تصور حسین بریلوی

اکبر شاہ خان نجیب آبادی - غلام حسن نابینا بورڈنگ - غلام محمد افغان مہاجر

زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی میں نے سنا - (حکیم حاجی مولوی) نور الدین

میں نے ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء کو یہ الہام سنا تھا - زلزلہ آیا - آج بارش بھی ہوگی - خوش آمدی نیک آمدی - حکیم محمد زمان

میں نے سنا اور اسی روز خط میں منصوری لکھدیا عبد الرحیم فورتھ ماسٹر - غلام محمد طالب علم بی - اے -

شیخ غلام احمد - خاکسار یار محمد بی - او - ایل - برکت علی خان - ایم - اے - او کالج علیگڈھ

قدرت اللہ خان مہاجر - شیخ عبد العزیز نو مسلم - احمد دین زرگر - عبد اللہ ساکن شوپین کشمیر حال وارد قادیان

میں نے یہ الہام اسی دن صبح کے ۷ بجے سنا اور اسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی تیسرے دن آیا - محمود احمد

میں نے صبح ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء کو یہ پیشگوئی سنی - امیر احمد ولد مولوی سردار علی حکیم ساکن میانی - میں نے صبح ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو یہ پیشگوئی سنی - محمد اشرف محرر دفتر صدر انجمن

شیخ عبد اللہ معالج بورڈنگ ہوس	مولوی عظیم اللہ نابہا والا	عبد الغفار خان افغان متوطن ملک خوست حال وارد قادیان			
عبد الغنی طالب علم	دین محمد مستری	مولوی محمد فضل چنگوی احمدی	کریم بخش نمبردار رامپور		
صاحبزادہ منظور محمد لدہیانوی	غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس	عبد الغنی - فیض احمد			
محمد اسمٰعیل	عبد الحق	عبد الرحمن	فضل الدین	منظور علی	مرزا برکت علی بیگ
مستری عبد الرحمن	ولی اللہ شاہ	حبیب اللہ شاہ	فخر الدین	گوہر دین	خواجہ عبد الرحمن
ملک عبد الرحمن	محمد یحیٰی	عبد الستار	عبد العزیز	بشیر احمد	عبد اللہ جٹ
عبد الرحمن لدہیانوی	محمد اسمٰعیل	علی احمد	حیات خان	اسحاق	دین محمد
ابراہیم	برکت اللہ	عبد الرحمن	سید لطافت حسین	عبد الرحمن لدہیانوی	ممتاز علی
عبد الکریم	عبد الجبار	احمد دین	محمود	عبد الحق	عبید اللہ
عبد الرحمن	عبد اللہ	کریم بخش خانساماں	نور محمد فراش	غلام محمد کاتب کتاب ہذا	

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئیگا اور آج بارش بہی ہوگی ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اسمین زمین اور آسمان دونون جمع کر دیے گئے ہین تا پیشگوئی دونون پہلوؤن سے پوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جسمین زمین اور آسمان دونون شامل کر دیے جائین بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین دہوپ کیوقت جب کہ بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پہر بارش ہو جائے۔

اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوی کے متعلق لکھ چکے ہین جن کے لکھنے کیلئے ہمنے قصد کیا تہا اور ہزار ہزار خدائے ذوالجلال کا شکر ہے کہ محض اُس نے اپنے فضل و کرم سے میری تائید مین یہ نشان دکھلائے اور مجہے طاقت نہین تہی کہ ایک ذرہ بہی زمین سے یا آسمان سے اپنی شہادت مین کچھ پیش کر سکتا مگر اُس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے

٭ ۹-مارچ ۱۹۰۷ء لنڈن کی تار مین خبر آئی ہے جو سول اخبار مین شایع ہو گئی کہ ڈوئی جسنے امریکہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تہا اور جس کی نسبت مینے پیشگوئی کی تہی کہ وہ اپنے دعوے مین کاذب ہے خدا اسکو نہین چہوڑیگا۔ وہ مفلوج ہو کر مرگیا فالحمد للہ علی ذلک بڑا نشان ظاہر ہوا - منہ

جسکی اطاعت کا ذرّہ ذرّہ اس عالم کا جُوا اُٹھا رہا ہے میری تائید مین ایک دریا نشانون کا بہا دیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان مین بھی نہین تھی۔ مین اقرار کرتا ہون کہ مین اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزّت کیجائے مگر خدائے عزّوجل نے محض اپنی ناپیداکنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ مین اُسکی راہ مین وہ طاعت اور تقوی کا حق بجا نہین لا سکا جو میری مراد تھی اور اُس کے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی۔ مین اس درد کو ساتھ لیجاؤنگا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیئے تھا مین کر نہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے وہ عجایب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کیلئے دکھلاتا ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کیطرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہون نہ آدمی۔ اور مُردہ ہون نہ زندہ۔ مگر اُسکی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا ہیچ اور ناچیز اُسکو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہین مگر مین تو کچھ بھی نہین تھا۔ یہ کیا شان رحمت ہے کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر ادا نہین کرسکتا۔

دُنیا میں ہزارون آدمی ہین کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعوے کرتے ہین مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعوے کچھ چیز نہین ہے جب تک اُس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کرسکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا؟ یا وسوسہ نفسانی ہے۔ خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہین یعنے جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اُس کی تائید مین خدا کا فعل بھی ظہور مین آتا ہے یعنی اُسکی پیشگوئیون کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اسقدر ظاہر ہوتے ہین کہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے تا ثابت ہو جائے کہ اسکا الہام خدا کا قول ہے۔

افسوس اس زمانہ مین جابجا ایسے لوگ بہت ہو گئے ہین جنکو ملہم کہلانیکا شوق ہے اور بغیر اسکے کہ وہ اپنے نفس کو جانچین

اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھ انکی زبان پر جاری ہو اُسکو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ جس زبان پر خدا کا کلام جاری ہو سکتا ہے اُسی پر شیطان کا کلام بھی نازل ہو سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے پس کوئی کلام جو زبان پر جاری ہو ہرگز اس لائق نہیں کہ اُسکو خدا کا کلام کہا جاوے جبتک وہ شہادتیں اُسکا منجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ **اول** یہ شہادت کہ ایسا شخص جو یہ دعوے کرتا ہے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اُسکی ایسی حالت چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس لائق ہے کہ اس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے قریب ہے وہ اُسکی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسیکو ملہم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت خدا کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے اپنی رضامندی چھوڑ دیتا ہے اور اُسکے پورے خوش کرنے کیلئے ایک تلخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے اور اسکو سب چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے دل کیطرف دیکھتا ہے تو اسکو تمام دنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہے اور سچ مچ ہر ایک ذرہ اسکے وجود کا خدا تعالیٰ کے راہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جاوے تو کوئی چیز اسکو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو بلکہ وہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُس پر غالب آجاتی ہے کہ اگر اسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے یا اُسکی اولاد کو ذبح کیا جاوے یا اُسکو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی اُس پر وارد کیجائے تب بھی وہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا۔ اور صادق اور وفادار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دنیا کے بادشاہوں کو ایک مُردہ کیڑے کیطرح سمجھتا ہے اور اگر اُسکو یہ بھی بتلایا جائے کہ تو جہنم میں داخل ہوگا تب بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبت الٰہی اُسکا بہشت ہو جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہے کیونکہ کوئی امر ارادی اور کوئی امتحان اُس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے ہے نہ شیطان سے ایسے لوگ اولیاء الرحمن ہیں اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے اور انہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ انّ عبادی لیس لک علیہم سلطان میں داخل ہیں۔ **دوسری** شہادت خدا تعالیٰ کے ملہم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کیساتھ جو اس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اسکے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اسکے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع اقسام کے معجزات اور انواع و اقسام کی تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونیکا دعویٰ کیا اور اسکے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اُسکو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیئے اور پھر یہ دعوے صرف اتفاقی باتوں سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین ہزار کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اسکی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اسکے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

یہ بات ہر ایک کیلئے قابل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالّہ کا غلبہ ہو گا اور اس کے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہو گا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اسمیں یہ ذکر نہیں کہ مسیح موعود دجال کو قتل کرنیکے لئے ظاہر ہو گا بلکہ اسمیں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کیوقت ظاہر ہو گا یعنی جبکہ ان کا دجل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائیگی اور وہ **محرف کتابوں** کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگا رہے ہوں گے تب مسیح موعود ظہور کریگا اور اسکا اصل مقصد کسر صلیب ہو گا لیکن **صحیح مسلم** میں قتل دجال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجال کو قتل کریگا اور اسی مقصد کیلئے ظاہر ہو گا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجال کا گرجا سے یعنی کلیسیا سے خروج ہو گا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی **بخاری اور مسلم** میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کسر صلیب ٹھیراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جسکے لئے وہ ظاہر ہو گا **قتل** دجال بیان کرتی ہے شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ زمین پر دجال کا غلبہ ہو گا اور زمین کے دوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہو گا جیسا کہ دو بادشاہتیں جدا جدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ دجال **تمام زمین** پر بجز **مکہ** اور مدینہ کے پھر جائیگا یعنی ہر ایک جگہ اسکا تسلط ہو جائیگا جیسا کہ احادیث صحیحہ اسکی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہو گا کیونکہ بہر حال مسیح موعود کیوقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہئے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجال کا غلبہ ہو گیا تو صلیبی غلبہ کیلئے صرف مکہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث* بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوت اور شوکت رکھتی ہو گی اور در حقیقت حدیث یکسر الصلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ بھی یہی آواز بلند بتلا رہی ہے پس اس صورت میں یہ توجیہ قابل اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہو گا اور کچھ حصہ

* احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عیسائی قوم کثرت سے دنیا میں پھیل جاویگی۔ منہ

مین غلبہ دجّال کا ہوگا۔ مگر شاید جواب مین یہ کہا جائیگا کہ اوّل عیسائیون کا غلبہ ہوگا اور پھر دجال اگر کسرِ صلیب کریگا اور پھر مسیح اگر دجال کو قتل کریگا مگر یہ ایسا **قول** ہے کہ آج تک کسی فرقہ کا مسلمانون کے فرقون مین سے یہ عقیدہ نہین ہے بلکہ صحیح بخاری مین تو یہی لکھا ہے کہ کسرِ صلیب **مسیح موعود** کریگا۔ نہ کہ دجّال ؛

اس تنازع کے **فیصلہ** کیلئے جب ہم حدیثون کو دیکھتے ہین تو وہی صحیح مسلم جو دجال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجال معہود گرجا مین سے نکلیگا یعنی عیسائیون مین پیدا ہوگا۔ پس اس صورت مین صحیح مسلم پادریون کو دجال ٹھیراتی ہے اور اسکی تائید مین واقعات بھی شہادت دے رہے ہین اور ظاہر کر رہے ہین کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور مین آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مرتد ہوگیا وہ صرف عیسائیت کا **فتنہ** ہے جو ہماری آنکھون کے سامنے ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری مین جس فتنہ کا نام **فتنۂ صلیب** رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم مین اُسی فتنہ کا نام **فتنۂ دجال** رکھا ہے اور کسرِ صلیب کو بطور قتلِ دجّال قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کیلئے قرآن شریف کیطرف آتے ہین جو ہر ایک تنازع کا حکم ہے تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسمین دجال کا نام تک نہین ہان عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے آسمان پھٹ جائین اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کی کلام کا محرّف مبدّل ٹھیراتا ہے اور جس فعل مین مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کیطرف منسوب کرتا ہے اور سورہ **فاتحہ** مین مسلمانون کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگین جیسا کہ ولا الضّآلّین کے معنے تمام مفسرین نے یہی کئے ہین۔ پس قرآن شریف کے اس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثون مین ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اسمین کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہو

کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بددیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونیکی بنا پڑی تھی مگر بعد اسکے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑہا روپیہ خرچ کر کے اُن محرف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مُرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہُوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جبتک مخالفت حق اور تحریف تبدیل میں اُن سے بڑھکر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑیگا کہ یہی فرقہ **دجال اکبر** ہے جس کے ظہور کی نسبت **پیشگوئی** تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ذلت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنی جیسا بنا لیں اور بباعث شوکت اور طاقت دنیا کے ان کو ہر ایک سامان بھی ملگیا اور انہوں نے دجل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جسکی نظیر ابتدائے دنیا سے آجتک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے مُنہ پھیر کر ابن مریم کو خدا مان لیں اور ہمارے زمانہ میں بہ سبب اُن کا کمال تک پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اس قدر تصرفات کئے کہ گویا وہ آپ ہی نبی ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر دجال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنیوالے اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھانیوالے۔ حدیثوں میں اکثر دجال معہود کی نسبت **خروج** کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت **نزول** کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بالمقابل ہیں جن سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کیطرف سے نازل ہوگا اور خدا اُس کے ساتھ ہوگا مگر دجّال اپنی مکر و فریب اور دُنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے اور اس آیت میں کہ مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ اُن کے غلبہ کیطرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر اُن کا غلبہ

ہو جائیگا۔ اب اگر دجال اور عیسائیت اور یاجوج ماجوج تین علیحدہ قومیں سمجھی جائیں جو مسیح کے وقت ظاہر ہونگی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر **بائبل** سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کیونکہ بائبل نے اس کو یاجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھیرایا ہے اور اُس کیلئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے پھٹ جائیں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا** پس اس سے مسیح موعود کی نسبت **پیشگوئی** کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیروزبر کئے جائینگے اور سخت طاعون پڑیگی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا** یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس **عظیم الشان عذاب** کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونیوالا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے **رسول** ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح **تکذیب** کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول **مسیح موعود** ہے کیونکہ جبکہ اصل موجب اُن عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنہ

کے مناسب حال اور اسکے فرو کرنیکی غرض سے رسول ظاہر ہو سو اسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیسائیت کے فتنہ کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسیح موعود کا آنا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنہ کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے پس مسیح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو اُن کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شہوات اور بے حیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُسوقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں۔ جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اس کے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ یہی چاہتی ہے کہ اس اُمّت کیلئے چودھویں صدی میں مثیل عیسےٰ ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں سلسلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کرینگے یا اسپر شدید عذاب نازل کرینگے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورۂ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الضَّآلِّیْن رکھا ہے اسمیں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائیگی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے۔ اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے

کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھیرتا ہے یعنی بموجب آیت
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضایع شدہ ایمان کو پھر بحال کریگا جیسا کہ لکھا ہے۔ لوکان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اُسکو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کار نمایاں کام اُسکا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے افضل ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفون کے صرف دجّال کو قتل کریگا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائیگا۔ لوگ قرآن پڑھینگے مگر وہ اُنکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کریگا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائیگا تو پھر اسکے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدار نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگون کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدار نجات ہے اور افاضۂ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضۂ خیر کریگا کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائیگا اسکی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کر سکتا کہ وہ دفع شر پر قادر نہیں ہوگا پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضۂ خیر تو رجل فارسی کریگا مگر دفع شر مسیح موعود کریگا جسکو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شر کو دور نہیں کر سکتا؟

غرض اس زمانہ کے مسلمانون کی یہ غلطی قابل افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ
رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھّرک
من الذین کفروا اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی قرار دے کر بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے
انّ الذین صدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ
یعنے عیسائی اور دوسرے انکے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اس احقر نے
ان کا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اس خدمت کا شکر گذار ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ
کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام
رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ
قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وّاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم
یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی
کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے
تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے
اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ
اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونیکی نسبت
ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا
آیت ممدوحہ بالا میں تو یہ نہیں فرمایا وّاٰخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا ہے وّاٰخرین منھم
اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا
ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس ۲۶ برس
پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمّد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

بروز مجھے قرار دیا ہے اِسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرمادیا ہے
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور نیز فرمایا ہے کل برکۃ من محمد
صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا
کہ حدیث لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس اِس عاجز
کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ
ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا
کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر
نازل ہوا ومن ینکرہ فلیبارز للمباہلۃ ولعنۃ اللہ علی من کذب الحق او افترٰی
علی حضرۃ العزۃ - اور یہ دعوے اُمت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ
نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اِس نام کا مستحق ہوں - اور یہ کہنا کہ نبوت
کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو!**
میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا
ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں - صرف مراد میری نبوت سے کثرت
مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ
لوگ بھی قائل ہیں - پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں
اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں - ولکل ان یصطلح
اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے
میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کیلئے
بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب
میں بھی لکھے گئے ہیں - اگر اُس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے
صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُسکا کلام ہے
پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کیلئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

فتح عظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا

نمبر ۱۹۶ نشان۔ واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعوئے پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین واصدق الصادقین وخیر المرسلین وامام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیر کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اسکے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اُسکے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے میں

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دیکر کہتا ہے کہ اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو" علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس ۲۵ برس تک یسوع مسیح آسمان سے اتر آئیگا اور حضرت عیسیٰ کو در حقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور میں اس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اسکی بدزبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اسکی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی میں ایک چھٹی اسکی طرف روانہ کی اور مباہلہ کیلئے اس سے درخواست کی تا خدا تعالیٰ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں اسکی طرف بھیجی گئی تھی۔ اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں[1]

نمبر[1]	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پیٹر اخبار ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوان۔ کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا"۔ دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنیوالا ہوں کہ وہ اسے میری زندگی میں نیست نابود کر دے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔

اور اس مضمون مباہلہ میں میں نے جھوٹے پر بد دعا بھی کی تھی اور + خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے۔ اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شایع ہو گیا تھا۔ اور یہ اخبارین امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا اور اخباروں میں

+ حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شایع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا . . . . تب بھی یقیناً سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنیوالی ہے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھ کو وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دعا سن لے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں دیکھو اشتہار ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان انگریزی او عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دعا۔ مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اسبات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جسکی دعا قبول ہو وہ سچا خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰۔ جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اسکے سامنے ہلاک ہو۔
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸۔ جون ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے
(۶)	ہیرلڈ روچیسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۸)	ایڈورٹائزر بوسٹن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پائلٹ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۰)	پاتھ فائنڈر [illegible] ۱۹۰۳ء	"
(۱۱)	انٹر اوشن شکاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	" پھر ۲۸ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	ووسٹر سپائی ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"

شائع کرانے کی اسلئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہین دیا تھا آخر مینے وہ مضمونِ مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخبارون مین جو روزانہ ہین اور کثرت سے دُنیا مین جاتے ہین شائع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم اُنہون نے نہایت زور شور سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ مین اسکی دھوم مچگئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونون تصویرین بھی دی ہین اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہین۔ مرزا غلام احمد
(۱۴)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دعا کے مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	بالٹی مورامریکن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۷ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ایضاً	"
(۲۷)	ہیوسٹن کرانیکل ۳ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۸)	سوانا نیوز ۲۹ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	گلاسگو ہیرلڈ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائیزر ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دکھہ اور حسرت کے ساتھہ ہلاک ہوگا۔ اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اس کے صیہون پر سخت آفت آئیگی۔
(۳۲)	دی ازنگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہین جو ہم تک پہنچے ہین۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑون اخبارون مین یہ ذکر ہوا ہوگا۔ منہ

مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور مین خدا تعالیٰ کیطرف سے وہی مسیح ہون جو آخری زمانہ مین آنیوالا تھا اور نبیون کے نوشتون مین اُسکا وعدہ تھا اور نیز مینے اُسمین لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوے رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ مین جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی مین ہی بہت سی حسرتوں اور دُکھ کے ساتھ مریگا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہین سکتا اِس کے جواب مین بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۲ء کے کسی پرچہ مین اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچون مین اپنی طرف سے یہ چند سطرین انگریزی مین شایع کین جن کا ترجمہ ذیل مین ہے۔

"ہندوستان مین ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر مین ہے اور لوگ مجھے کہتے ہین کہ تو اسکا جواب کیون نہین دیتا اور کہ تو کیون اِس شخص کا جواب نہین دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مین ان مچھرون اور مکھیون کا جواب دونگا اگر مین ان پر اپنا پاؤن رکھون تو مین انکو کچل کر مار ڈالونگا۔"

اور پھر پرچہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء مین لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ مین مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگون کو جمع کرون اور مسیحیون کو اس شہر اور دوسرے شہرون مین آباد کرون یہانتک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دُنیا سے مٹایا جائے اے خدا ہمین وہ وقت دکھلا۔

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یوروپ اور امریکہ اور اس ملک مین شایع ہوچکا تھا بلکہ تمام دُنیا مین شایع ہو گیا تھا شوخی مین روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ مینے اپنی نسبت اور اسکی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کریگا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق مین فرق کرکے دکھلاویگا[1]

[1] اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو زبان انگریزی مینے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شایع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اسمین لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہین بچیگا اور خدا جھوٹے اور سچے مین فیصلہ کر دیگا۔ منہ

اور مین ہمیشہ اسبارہ مین خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تہا اور کاذب کی موت چاہتا تہا چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجہے خبر دی کہ تو غالب + ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائیگا اور پہر ڈوئی کے مرنے سے قریبًا پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجہے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو مین اُس رسالہ مین جس کا نام ہی **قادیان کے آریہ اور ہم** اسکے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ مین ڈوئی کی موت سی قریبًا دو ہفتہ پہلے شایع کر چکا ہون اور وہ یہ ہے

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ مین ایک تازہ نشان ظاہر کرونگا جسمین فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اسکا صرف ہندوستان تک محدود نہین ہوگا) اور خدا کے ہاتہون سی اور آسمان سے ہوگا چاہیے کہ ہر ایک آنکہہ اسکی منتظر رہے کیونکہ خدا اسکو عنقریب ظاہر کریگا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومین گالیان دے رہی ہیں اُس کیطرف سی ہے مبارک وہ جو اس سی فائدہ اٹھاوے

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود مشتہرہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

+ حاشیہ - ۹ فروری ۱۹۰۷ء کو مجہے یہ الہام ہوا کہ انت انت الاعلےٰ یعنے غلبہ تجہی کو ہوگا - اور پہر اسی تاریخ مجہے یہ الہام ہوا العید الآخر تنال منہ فتحًا عظیما یعنے ایک اور خوشی کا نشان تجہہ کو ملیگا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی - جس مین یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ مین تو سعد اللہ لدہانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ مین ہی نمونیا پلیگ سے مرگیا - یہ تو پہلا نشان تہا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا جسمین فتح عظیم ہوگی سو وہ ڈوئی کی موت ہی جو ممالک مغربیہ مین ظہور مین آئی - دیکہو یہ چہ اخبار بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء اس سے خدا تعالیٰ کا الہام پورا ہوا کہ

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دُنیا ایشیا اور امریکہ اور یورُپ اور ہندوستان کیلئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنیکا نشان ہے۔+ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یوروپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ مین جا کر ایسے شخص کے حق مین پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورُپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنیکے ساتھ ہی بذریعہ تارون کے اس ملک کے انگریزی اخبارون کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے (جو الہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱- مارچ ۱۹۰۷ء مین اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲- مارچ ۱۹۰۷ء مین اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲- مارچ ۱۹۰۷ء مین اس خبر کو شایع کیا ہے۔ پس اِس طرح پر قریباً تمام دُنیا میں یہ خبر شایع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابون اور شاہزادون کی طرح مانا جاتا تھا چنانچہ وِب نے جو امریکہ مین مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اسکے بارہ مین ایک چٹھی لکھی تھی۔ کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک مین نہایت معزز اور شاہزادون کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور باوجود اس عزت اور شہرت کے جو امریکہ اور یوروپ مین اُسکو حاصل تھی خدا

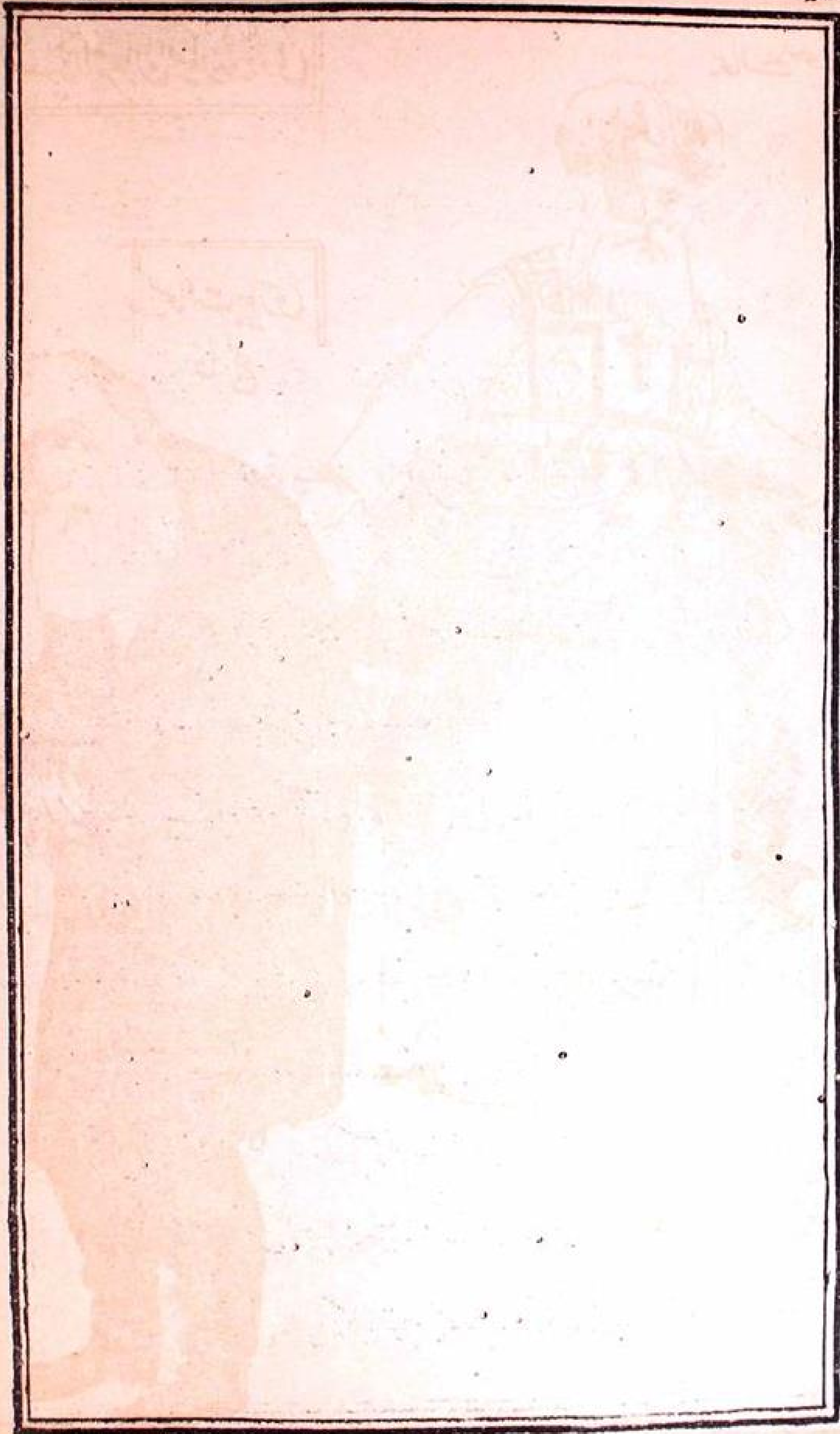
+ حاشیہ ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اِس قدر جلد مرگیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اسکی اشتہار پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا پس ایک طالب حق کیلئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اول تو اس پیشگوئی مین یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم کا نشان تمام دُنیا کیلئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونیوالا ہے پس اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا کہ اِس پیشگوئی کے بعد بدقسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک مین جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کی بارہ مین شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہیئے۔ منہ

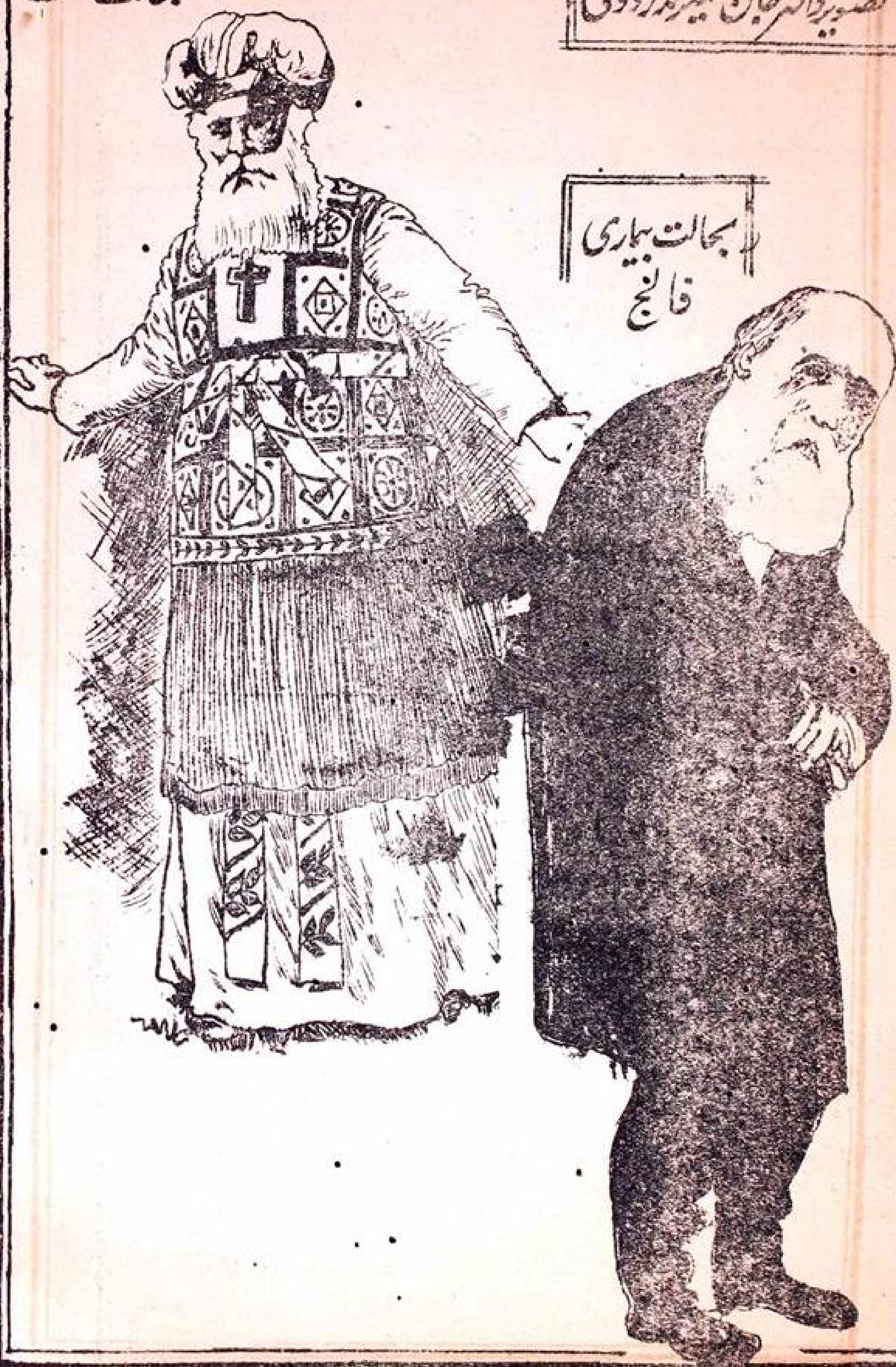
تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شایع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہو سکتا۔ اُسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا اور اُسکی بیوی اور اس کا بیٹا اُسکے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے۔ پس اس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعوے کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف و گزاف اُسکی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعوے اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور

دُکھ کے ساتھ مر گیا۔

اب ظاہر ہے کہ اِس سے بڑھکر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دُنیا سے اول درجہ حامیِ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہوجائینگے اور اسلام نابود ہوجائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہوجائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اسکی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعوے کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اسکے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اِسکی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اسکی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کہا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جسکے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائیگا۔+ اگر میں اُس کو مباہلہ کیلئے نہ بلاتا اور اگر میں اُس پر بد دُعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شایع نہ کرتا تو اِس کا مرنا اسلام کی حقیت کیلئے کوئی دلیل نہ ٹھیرتا

+ الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوگئی۔ منہ




تصویر ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی
بحالت صحت
بحالت بیماری
فالج

لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرادیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا میں **مسیح موعود** ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے انکار کریگا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء



---

* حاشیہ۔ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کریگا مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ میں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اول درجہ پر رہیگا اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منہ

آسمان بار د نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

روشن نشان

نشان نمبر ۱۹۷

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شایع ہوا تھا جو ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اُسکی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴ مارچ میں درج کر دی گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ ۳ کے پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے **پچیس ۲۵ دن۔ یا یہ کہ پچیس ۲۵ دن تک** یعنی ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں ۲۵ دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونیوالا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونیکے سر پر یا ۷ مارچ سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷۔ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے ✣ کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں پچیس ۲۵ دن مارچ کے اکتیسویں ۳۱ دن تک پورے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اسکا ہم اسوقت کوئی جواب نہیں دے سکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی

✣ یہ موخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اس قدر ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونیکے سر پر یا ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ تک ختم ہو جاتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

کے رنگ مین ثابت ہو جائیگا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم
اس کے بعد جس رنگ مین یہ پیشگوئی ظہور مین آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء
کو جس پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہین ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک
ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس
سے بھی زیادہ جابجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اس کے
نظارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب انکے منہ مین پانی ڈالا
گیا تب انکو ہوش آئی۔ اکثر لوگون کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور
غیر معمولی صورت مین نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھوان ہو کر آسمان پر
چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دم کیطرح اسکا ایک حصہ مین دھوان تھا اور اکثر لوگون کا بیان
ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کیطرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہین کہ جنوب کی
طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان
ہے کہ آسمان پر مغرب کیطرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کیطرف نہایت نمایان
اور خوفناک طور پر دور تک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آجاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والون کا
یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیون نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ
مہیب اور ہولناک انہون نے کبھی نہین دیکھا اور جہان جہان سے ہمارے پاس خط پہنچے ہین جن کا خلاصہ
ہمنے شہادتون کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے
مقام ہین منجملہ ان کے کشمیر۔ راولپنڈی۔ پنڈی گھیب۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ
وزیرآباد۔ امرت سر۔ لاہور۔ فیروزپور۔ جالندھر۔ بسی سرہند۔ پٹیالہ۔ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب وغیرہ
ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہین کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان
میں بھی دیکھا گیا ہے پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک مین خدا تعالیٰ کی
طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ مینے شایع کیا تھا کہ آسمان اے غافلو آگ سا بیکوی

سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی بیہوش ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آیندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سننے والو! ہشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک **نشان** ان نشانوں میں سے ہے جنکی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا ہے کہ میں **ساٹھ یا ستّر** اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائیگا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مرجائیں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اسکے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئینگی۔ اور نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہیگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے یہ سبب کچھ اسلئے ہوگا کہ زمین مرگئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر انکو قبول نہ کیا۔ وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہوگئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر اُن کا ایمان نہ رہا اسلیے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلی کروں گا اور خوفناک نشان دکھاؤں گا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹا دوں گا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں

آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدائے عزّوجل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا**

سو اُن حملوں میں سے یہ آتشی انگارے ہیں جن کی اِس ملک میں بارش ہوئی یہ اسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھکر ہوں گے اسلئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ ایک موسیٰ ہے کہ میں اسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا او

اسکو مریخ دکھلاؤنگا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے

اب میں اپنے اِس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کرونگا اور فرعون اور

ہامان کو وہ دن دکھاؤنگا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سوائے عزیزو! مدت تک

میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا اب

خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون

رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اس بات پر چھبیس ۲۶ برس گذر گئے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے

براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منی بمنزلۃ موسیٰ۔ اور پھر اسی

براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکّاً وخرّ

موسیٰ صعقا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتدا نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پورے طور پر دکھلایا

اسلئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اسکو بہت دکھ دیا

گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کیطرف اسکو کھینچا گیا اور اُسکا نام کافر اور مکار اور ملعون اور

دجال کہا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اُسکو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وہ خدا

کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اُسکے

نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لیے سب سے پہلے

میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ

سے دکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے

لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم

نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں

میرے ہاتھ سے لکھا دئیے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا

سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں

(۱) الہام ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء جو ۲۲ مارچ کو اخبار بدر میں شایع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی اسکی عبارت یہ ہے۔ ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا۔ بلجت آیاتی۔ تلک آیات ظہرت بعضہا خلف بعض اجرالا تیموار یہ الجحیم اذا زلزلت

ہوں اسحاقؑ ہوں - میں یعقوبؑ ہوں - میں اسمٰعیل ہوں - میں موسیٰؑ ہوں - میں داؤدؑ ہوں
میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں - میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے
اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا
رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک
نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو - مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم
کے صفات مجھ میں ظاہر کرے - سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے
یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے - یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لیے میرا
نام مسیح قایم رکھا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اُسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اُسکو
توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ - کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں
رہ سکتے سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے
مغلوب کرے لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیے گئے ہیں اور ہر ایک
نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رُدّر
گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنے والا اور پرورش کرنیوالا) اسکا نام بھی مجھے دیا گیا ہے
پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن
میں ہی ہوں اور یہ دعوے صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ
نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا
تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ - اور بادشاہت سے مراد صرف
آسمانی بادشاہت ہے - ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی روحانی
ہوتے ہیں سو میں اس تصدیق کے لیے کہ وہی کرشن آریوں کا
بادشاہ میں ہوں دہلی کے ایک اشتہار کو جو بابلکند نام ایک پنڈت نے
ان دنوں میں شایع کیا ہے معہ ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا

کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت ہی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں† اور اس زمانہ مین
اُسکے آنے کے منتظر ہین گو وہ لوگ ابھی مجھہ کو شناخت نہین کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ
پہچان لینگے۔ منہ

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار

(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پرشون کو ودت ہو کہ آجکل جیسے جیسے اوپدرو ہماری دیش میں ہو رہے ہین وہ سب کو معلوم ہی ہین مثلاً استریون کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بُری باتون کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہے اور گھی اور غلہ وغیرہ کا اس قدر گران ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑون قسم کی مصیبتین ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہین کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگون پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے پتا دادا مین تھی اب وہ آپ مین کہان اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بُدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھہ آیندہ ہو جانے کی امید ہے۔ بس اے سجنو! اگر آپ لوگون کو اس مہا کشٹ سے چھٹنے کی خواہش ہے اور نراکار و ساکار کی ایکتا اور پرماتما مین پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا ضرور سمرن و دھیان کیجیے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتون کے بس میں ہوتے ہین انکو اپنے بھگتون کو سکھہ دینے کی ہی اچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال مین ہی ان سب اوپدرون اور دشٹون کو ناش کرینگے اگر کسی سجن کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت مین لکھا ہے تو آپ غور کیجیے کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریان اپنے پتیون کو چھوڑ کر دوسرون پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری مین نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھین۔ یہان تک کہ آجکل سب ہی چیزین اپنے اپنے دھرمون سے پھری ہوئی ہین۔ اب کوئی صاحب یہ فرماوین کہ ابھی شاستر وار وقت نہین ودت ہوتا ہے تو بھائی پیارے بھگتو نرسی جی کا بھات بھرنا بھی پہلے کسی شاستری جی کی سمجھہ مین نہین آیا تھا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بھات دیوینگے اور اسی طرح سینکڑون بھگتون کے کار کاج سدھ کر دئیے جیسا کہ پرہلاد بھگت کے ابھارنے کو کہین ساعت اور تتھی نہین لکھی تھی جب نرسنگہ جی پرگھٹ ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب ہی تو معلوم ہوا کہ نارائن جی نے اپنے بھگت کے ابھارنے کے واسطے اوتار لیا ہے اس سبب سے ان کلکی بھگوان مہاراج کا پرگھٹ ہونا۔ مانو سنسار کے سکھہ کا مول ہوگا جس طرح بھگوان سورج نراین کا اُودے ہونا سب دنیوی کاروبار و دیگر مخلوقات کے سکھہ کا مول ہوتا ہے کیونکہ انکھون سے دکھلائی تب ہی دیتا ہے جبکہ اندھیرا دور ہوتا ہے پیارے ستر وچی پرپتی اور بھگتی کا تجربہ ایشور کے درشن ہی کرینگا ہے جیسا کہ شری شو جی مہاراج نے کہا ہے اگ جگ مین سب رہت وراگی* پریم سے پرگھٹ ہو پرگٹین جی اگی
اپنے شاستروں کے سچے تجربہ کو بھی پریت سے پرتیت کرو کہ کہان پیدا ہوئے۔ ہے بدھی مانو غور سے سوچو کہ ودس تہان جہان بھانو پرکاش اسنبل ہی ہے جہان

چو० अग जग मे सब रहित विरागी
प्रेम से प्रभु प्रघटै जिमि आगी

بھی شناخت کرلینگے کیونکہ خدا کا ہاتھ اُنہیں دکھائیگا کہ آنے والا یہی ہے۔

پھر میں اپنے مقصد کیطرف رجوع کرکے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اِس لئے

بقیہ

نشکلنک جی پرگھٹ ہوں۔ ہے سجنو! مہاتماؤ! پنڈتو! میرے اس تہوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے بہی پرارتھنا ہے کہ آپ جلدی پرگھٹ ہوکر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اس مایا روپی جال سے نکالو ورنہ سنسار سب کچھ گیا ہوا ہی ہے اگر میری اسمیں کوئی غیرمناسب بات یا بھول ہووے اپنا بچہ سمجھ کر معاف فرماویں ؂

المشتہر **بالمکند جی کو نچہ پاتی رام دہلی** (مطبوعہ نظامی پریس دہلی)

ترجمہ اس اشتہار کا یہ ہے

نے عیب (معصوم) بھگوان کا اوتار

یعنی

معصوم خلیفۃ اللہ

اہل دنیا کو واضح ہو کہ آجکل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی ان بری باتوں کا بھی ہونا جو کہ بچہ بچہ بھی جانتا ہے اور غلہ اور گھی وغیرہ کا اس قدر گران ہونا اور علاوہ اس کے سیکڑوں قسم کی مصیبتیں ہماری آریہ ورت (ہندوستان) پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے۔ یہ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپکے آباؤاجداد میں تہی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو حوصلہ طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے؟ یا کچھ آئندہ ہوجانے کی امید ہے؟ پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس درد عظیم سے نجات پانیکی خواہش ہے تو بے عیب خلیفۃ اللہ مہاراج کا ضرور خیال اور دھیان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کے حامی ہوتے ہیں انکو اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کرینگے اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابہی کلجگ (زمانہ کذب وافترا) کا پہلا ہی دور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہانتک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابہی شاستر کے موافق وقت نہیں معلوم ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ بہائی پیارے دوستو! نرسی جی (ایک برگزیدہ بندہ خدا)

جیسا کہ تمام نبی لکھہ چکے ہین میرے وقت مین انواع اقسام کے عجائب نشان اور قہری تجلیات کا ظہور ضروری تہا سو ضرور ہے کہ مین اسوقت تک نہ رہون کہ جبتک قہری نشان اور عجائبات قدرت ظاہر ہو جائین جب سے دنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہین دیکہا یہ خدا کے فرشتون اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور در اصل یہ آتشی گولہ بہی جو جابجا نمودار ہوا ہے اسی جنگ کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اگرچہ پہلے اس سے معمولی طور پر شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے تہے لیکن آجتک دنیا مین یہ خوفناک نظارہ نہین دیکہا تہا۔ اس قدر خوفناک انگارہ جو برسائے گئے یہان تک کہ بعض لوگ ان کے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑے بڑے شیطانون کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے چنانچہ تہوڑے دنون کے بعد دنیا خود دیکھ لیگی کہ ان آتشی انگارون کے کیسے معنے ظاہر ہوتے ہین

بقیہ حاشیہ

کا ظہور بہی پہلے کسی عالم کی سمجھ مین نہین آیا تہا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا ظہور کرینگے اور اسی طرح سیکڑون برگزیدہ بندگان خدا کی حمایت اور نصرت کی گئی جیسے کہ پہلاد بہگت کی حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ لکہی گئی تہی مگر جب نرسنگہ جی ظاہر ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے اپنی برگزیدہ بندہ کی حمایت کیواسطے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پر کلگی بہگوان مہاراج کا ظہور ہے۔ اور وہ کل دنیا کے آرام کا باعث ہوا ہے اور اسی سے کام کاج چلتا ہے کیونکہ انکہون سے اسی وقت دکہائی دیتا ہے جب اندھیرا دور ہو جاوے۔ پیارے دوستو! سچی عبادت اور محبت الہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالی کو انسان گویا دیکھ لے۔ جیسا کہ شیوجی مہاراج نے فرمایا ہے کہ "آگ کل دنیا مین رہتی ہے اور جس طرح پر رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پرمیشر کا حال ہے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اسکا ظہور ہوتا ہے"۔ اپنے کتابون کے سچے تجربہ کو سچے یقین سے مان لو اور جو کوئی یہ سوال کرے کہ وہ کہان پیدا ہوئے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ اے عقلمندو غور کرو کہ اسکے ظہور کا وہ محل ہے جہان آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنے مشرق مین) سنبل (وہ جگہ جہان اس اوتار کا ظہور مانا گیا ہے) وہی ہے جہان وہ خلیفۃ اللہ ظاہر ہوئے۔ دوستو! بزرگو! پنڈتو! میرے اس تہوڑے لکہے کو بہت جانو کیونکہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالی سے دعا ہے کہ آپ جلد اپنا ظہور فرما کر اپنے دوستون کو بچائیے اور اس دنیا کے جال سے نجات دیجیئے ورنہ دنیا بگڑ چکی ہے۔ اگر اس مین کوئی امر غیر مناسب ہو یا فروگذاشت ہوئی ہو تو آپ معاف کرین۔

المشتہر

بالمکند جی کونجہ پاتی رام دہلی

اب میں قبل اسکے کہ اس آتشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں وہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں اس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اسکے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کیطرف نظر آیا۔ اسوقت دھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اسکی چمک واقعی بینظیر ہوتی۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۳ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۲ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ **شہاب ثاقب** ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں۔ موضع منوانہ تحصیل پسرور ہیں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی ½ میل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہوکر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے ¼ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا سمسان ہے اسمیں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدلکر اتنی موٹی ہوگئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہوگئی۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اٹھا اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اس درخت پر غایب ہوگئی۔ بعد ازاں کوئی ۴½ بجے شام کا وقت تھا۔ پھر ایک ستارہ اس گاؤں کے جانب شمال میں قریباً ½۱ میل پر جنگل میں ٹوٹا اسکی

شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اسکی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے۔ سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں۔ میں خود اس وقت گاؤں سے باہر ۱/۲ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا آواز کے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گاؤں کیطرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی گاؤں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک پہنچی خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گاؤں میں آکر دھوئیں کی شکل میں بدل کر کچھ تو گاؤں میں غائب ہوگئی اور کچھ آگے کو چلی گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رنڈ ہاوہ (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقعہ ہے) کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا جسکی ۸ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے ہی آگے سر آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا سنا گیا ہے کہ موضع جودھالہ تحصیل پسرور میں جو کہ پنوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اسکا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا۔ مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔

پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادنخان موضع جاپکت ساوی سے تخمینًا قریب ۱۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فیٹ لمبے اور ۲ فیٹ گول بہ رنگ سرخ فاصلہ ۱/۲ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غایب ہوگئے۔

نقشہ خطوط جو بطور شہادت متعلق پیشگوئی پچیس ۲۵ یوم (جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے سے متعلق ہے) جو ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ظاہر ہوا موصول ہوئے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خطوط	نام فرستندہ	نام موضع	نام تحصیل	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	سید احمد حنیف شاہ سفید پوش	بالومہی	پسرور	سیالکوٹ	آج بوقت ۴ بجے شام سور ضا ۳۱ مارچ نشان آسمانی دیکھا جو تمام عمر میں نہیں دیکھا تھا جنوب کیطرف سے شمال کیطرف کو چھوٹا سا انگرہ آگ کا معلوم ہوتا

نمبر شمار	تاریخ تحریر خط	نام مخبر	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
					قریبًا دو فٹ مربع زمین سے پاؤ میل اونچا۔ اُسکے پیچھے تین رنگ سبز سرخ گلابی کی دُم تھی۔ مثل دھوئیں کے اور وہ دم برنگ ابر ہو کر کم ہو جاتی تھی اور بارش کی طرح اُسکی تند آواز سنی جاتی تھی۔ اس انگار کو مرد اور عورت ہندو اور عیسائی اور مسلمان وغیرہ نے دیکھا۔ دو میل کا ڈن سے قریب شمال کیطرف گیا۔ آواز بمقدار دو توپوں کے اوس میں سے آئی یا جیسے دو گولے پھر دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ حضور کی پیشگوئی پچیس دن والی جو ۷ مارچ کو کی گئی تھی پوری ہو گئی کیونکہ ۳۱ مارچ کو یہ تعجب انگیز نظارہ دیکھا گیا۔
(۲)		سید عبد الستار شاہ ہاسپٹل اسسٹنٹ	رعیہ	سیالکوٹ	بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک آسمانی نشان یعنی انگار جو بڑے حجم کا تھا دیکھا گیا جو جنوب کی طرف سے آیا اور شمال کیطرف جاتا تھا۔ ہمارے گھر کے متصل درختوں میں سے گزرا اس انگار کے قریب لمبا آگ کی طرح چمکتا سخت ہیبت ناک نظر آیا۔ عورتیں دیکھ کر سخت خوف زدہ ہو گئیں۔ درختوں پر چمک سفید تھی اور ہماری طرف آگ کیطرح تھا۔ لیکن ایک بادل کیطرح بالکل سفید ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ نیچے اونچا ہو چلا۔ پیر کے دن دور دور سے خبر آئی کہ بہت لوگوں نے دیکھا خوفناک ہیبت ناک تھا یہاں تک کہ ایک گاؤں میں بہت آدمی بیہوش ہو گئے اور اُن کے مُنہ میں پانی ڈالا گیا تب ہوش آئی جس جس گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہی معلوم ہوا کہ اُن کے پاس ہی گرا ہے ۲۵ دن والا الہام پورا ہوا جس میں لکھا تھا کہ ۷ مارچ سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۳)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عمر الدین چوہدری	میانوالی	سیالکوٹ	۷ مارچ ۱۹۰۷ء والی پیشگوئی جس کے ظہور کیلئے پچیس دن یا پچیس دن تک کی شرط تھی اور جسمیں لکھا تھا کہ وہ واقعہ تعجب انگیز اور ہولناک ہوگا آج بفضلہ تعالیٰ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ خاکسار معہ چند برادران یعنی جہان نمبردار۔ فضل الٰہی نمبردار۔ علی بخش زمیندار چند اور احباب مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ شروع عصر کا وقت تھا آسمان سے ایک آگ کا انگار حجم بقدر برج آتشبازی ہمارے موضع سے بطرف مشرق و شمال گر پڑا۔ اتنی تیز آگ تھی کہ دیکھنے والوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ایک دھار دھواں کی آسمان کیطرف ایک ساعت تک قائم رہی۔ اس ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ سے مرد و زن متعجب تھے۔ خداوند کریم اپنے مامور پر جو خبر ظاہر کرتا ہے وہ وقت پر پوری ہو جاتی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
(۴)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عنایت اللہ رنگریز	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الٰہی جو ۷ مارچ سے پچیس دن تک پورا ہونیوالا تھا وہ ظہور میں آگیا ۳۱ مارچ کو ۴ بجے دن کے وقت حسب ذیل مردمان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاٹ نہایت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دھواں ہوگیا۔ پھر بادل بنکر گرا۔ گنگارام اروڑا۔ دینا ناتھ۔ بگا کھتری۔ ٹھاکرداس۔ رحیم بخش نیلاری۔ منشی ڈاکخانہ چونڈہ۔ عبد اللہ ٹھیکیدار۔ اور میں نے خود نشان دہوئیں کی حالت میں اترتا ہوا دیکھا اور میرے حقیقی رسان رام نے بھی دیکھا ہے
(۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	نبی بخش ولد بہولا شاہ فقیر	بوٹھر	″	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جو آتش کا شعلہ معلوم ہوتا تھا قریباً دو گز سے زیادہ لمبا جسکے تین رنگ سرخ۔ سبز۔ زرد تھے مغرب کی طرف سے نکل کر مشرق کو جاکر غائب ہوا۔ غائب ہونے پر ایک بڑا دھواں ظاہر ہوا توپ جیسی آواز بھی سنائی دی۔
(۶)	″	برکت علی سکرٹری میونسپل کمیٹی	[illegible]	″	کل پانچ بجے کے قریب ایک آسمانی اسرار دیکھا گیا دور دور تک اسکی شہرت بھی ہوگی یہ ایک آسمانی نشان ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱ مارچ تک ۲۵ دن پورے ہوگئے تھے سو پیشگوئی کے مطابق یہ تعجب انگیز واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا الحمد للہ۔
(۷)	″	محمد علی شاہ سید مدرس	سید انوالی	″	۳۱ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیبت ناک اور آتشیں شعلہ جنوب سے شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ الحمد للہ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسمیں لکھا تھا کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۸)	″	محمد الدین اپیل نویس	سیالکوٹ	″	کل قریباً ساڑھے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں لکھا تھا کہ ۳۱ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا۔
(۹)	″	سید محمد رشید کلارک محکمہ نہر	″	″	کل بوقت عصر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ ضرور ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا۔
(۱۰)	″	محمد سلطان	کوٹ لچھے	گجرات	آتشی انگارے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۱۱)	″	عطاء الٰہی لوہار	لالہ موسیٰ	″	تعجب انگیز واقعہ آسمانی انگارے نے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری کردی۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	نام مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱۲)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	میاں صاحب دین امام مسجد	تہال	گجرات	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت تخمیناً چھ بجے دن کے آپ کے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگار نمودار ہوا جسکے دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم دین مدرس	ڈنگہ	"	خاص ڈنگہ اور نواح ڈنگہ میں ایک شعلہ ناری مین پر گرا۔ رفتار شعلہ آسمان پر جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ مارچ کا ہے اس سے حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ مارچ تک پیشگوئی کی میعاد تھی۔
(۱۴)	"	محمد فضل الرحمان	ہیلاں	"	۳۱ مارچ چار بجے شام چند گولے آگ کے جو آدمی کے سر کے برابر تھے اور دو یا اڑہائی گز انکی دمیں تھیں نہایت ہی مشتعل آسمان سے زمین کیطرف اترتے ہوئے دکھائی دئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا بہت سے لوگ خوف کے مارے سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہوگئے جو دیر کے بعد ہوش میں آئے اور اس سے حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہوگئی۔
(۱۵)	"	نظام الدین	اوڑحمہ	شاہپور	۳۱ مارچ بوقت عصر مطلع بالکل صاف تھا ناگہاں شعلہ آتش آسمان پر نمودار ہوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دئے۔ چونکہ پہلے سے حضور شائع کر چکے تھے کہ ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا اسلئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہے کہ کوئی اسکو رد نہیں کر سکتا
(۱۶)	"	غلام محمد صاحب	گولیکے	گجرات	۳۱۔ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہوئی
(۱۷)	"	نور الدین	کہاریاں	"	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی ہولناک شعلہ آگ سے کھلے طور پر ظہور میں آگئی۔
(۱۸)	"	میران بخش مدرس	شیخ پور	"	۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ایک گولہ آتشیں آسمان سے گرا۔ سب کو شمال مشرق کیطرف سے دکھائی دیا ۳۱ مارچ والی پیشگوئی صفائی سے پوری ہوگئی۔
(۱۹)	"	غلام قادر	جنیوکی	"	بشرح صدر
(۲۰)	"	محمد الدین مدرس	نگرالی	"	۳۱۔ مارچ کو بوقت بعد نماز ظہر ہولناک و تعجب انگیز شعلہ آتش ہزارہا لوگوں نے دیکھا اس سے پچیس دن والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔
(۲۱)	"	غلام رسول	لنگہ	"	صدر
(۲۲)	"	احمد دین سوار	شادیوال	"	۳۱ مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈورا پٹوایا کہ دن کو سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر نفل پڑھیں اور اسطرح جو ۳۱ مارچ کی پیشگوئی

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۲۳	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	سلطان علی نمبردار	کھوکھر	گجرات	۳۱ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔
۲۴	"	شیخ الٰہی بخش تاجر کتب	گجرات	"	۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء وقت ۳۔ بجے دن کے ایک ٹکڑہ آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا شہر میں چرچا ہوا۔ لال واری۔ معین الدین پور۔ جلالپور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور ۳۱۔ مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہو گئی۔
۲۵	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	چودھری محمد عبد اللہ خان نمبردار	بہلولپور چک ۱۲۷	لائلپور	بذریعہ تار بشارت و مبارکباد دی کہ انگار آسمانی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۶	"	"	"	"	دوبارہ بذریعہ کارڈ لکھا کہ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۷		عبد المجید	مادھوپور	کانگڑہ	بشرح صدر۔
۲۸	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	عبد الکریم ہیڈ گارڈ	کیمنے	"	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگار نے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کی سچائی صاف طور پر ظاہر کر دی۔
(۲۹)	۲۔ اپریل ۱۹۰۷ء	سید محمد شاہ نواز	فیروزپور چھاؤنی	فیروزپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار نے ثابت کر دی جو ۳۱ مارچ میں دیکھا گیا۔
۳۰	"	مولوی محمد فضل چنگوی	چنگا	ڈی راولپنڈی	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی۔ سو سو برس کے بڈھے کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا
۳۱	"	وارث علیخان	قوم گوجر	"	جس نشان کا ۳۱ مارچ کو پورا ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگار سے پورا ہو گیا جو وحشت خیز اور تعجب انگیز تھا جو دید و شنید سے بالاتر تھا۔
۳۲	"	خان عبد المجید خان ایب مہتمم اصطبل	کپورتھلہ	کپورتھلہ	جو ایک تعجب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی ایک انگار آسمانی کے پیدا ہونے سے پوری ہو گئی جو ۳۱ مارچ کو آسمان پر نمودار ہوا جس سے آدمی اسکو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعض سجدہ میں گر گئے۔
۳۳	"	غلام الٰہی احمدی	جلالپور کلاں	جہلم	مبارک ہو کہ وہ نشان جسکی ۳۱ مارچ کو ظاہر ہونیکی خبر دی گئی تھی ایک آسمانی انگار کے ظہور سے پورا ہو گیا جسکا ایک تعجب انگیز نظارہ تھا
۳۴	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	حیات محمد کنسٹبل پولیس	جہلم	جہلم	اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہو گیا

نمبر شمار	تاریخ	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۳۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم داد احمدی	دوالمیال	جہلم	حضور کو ہزار مبارک ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی شام کے قریب ۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے ایمان زیادہ کیا۔
۳۶	۳۱ مارچ	محمد جان شیخ	وزیر آباد	گوجرانوالہ	حضور کو مبارک ہو ۳۱ مارچ مین جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہونیکی خبر دیگئی تھی وہ واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور مین آگیا اور ایک تعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
۳۷	یکم اپریل	جیون خان ہیڈ	؍؍	؍؍	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱ مارچ کو انگار آسمانی دیکھا۔
۳۸	۳ ؍؍	فضل الٰہی اورسیر ڈرائک لائین	گورداسپور	گورداسپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس ستارہ کی چمک سے ایک آدمی گورداسپور کے تالاب مین جو متصل تحصیل ہے غرق ہوا بازارون اور گانوؤن مین اس الہام کا چرچا ہے۔
۳۹	۲ صدر	شیخ رحیم بخش تاجر کتب	جمون	جمون	بڑی صفائی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی آسمانی انگار کو ایک دنیا نے دیکھا۔
۴۰	۳۱ مارچ	شیخ محمد تیمور طالب علم	؍؍	؍؍	خدا کا شکر ہے کہ ۳۱ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آسمان پر انگارہ آگ ظاہر ہوا۔
۴۱	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	رحمت اللہ احمدی	شنگہ	ہوشیارپور	۳۱ مارچ کو نہ صرف آتشی گولہ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ بارش کی بوندین برسین۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مبارک ہو۔
۴۲	۲ صدر	سید امیر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	جلال آباد	فیروزپور	۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جسکو ہزارون انسانون نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ویسا ہی پوری ہوگئی۔
۴۳	یکم ؍؍	نظام الدین	جوڑہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ ۳۱ مارچ کو جسمین ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دی گئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا جو نہایت ہولناک تھا۔
۴۴	۲ صدر	محمد اسمٰعیل	بیداد پور	؍؍	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسکی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور مین آئے گا چنانچہ وہ واقعہ یہی تھا کہ آسمان پر ایک انگار دیکھا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فرستندہ خط	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۴۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	محمد علی مدرس	تلونڈی موسیٰ خان	سیالکوٹ	۳۱ مارچ کی نسبت جو پیشگوئی تھی صفائی سے پوری ہو گئی ہر ایک زبان اقرار کرتی ہے کہ آسمانی انگار جو ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا اس سے پیشگوئی کی سچائی ثابت ہو گئی
۴۶	۵ صدر	سید قاسم شاہ	معین الدین پور	گجرات	تصدیق لبشرح صدر
۴۷	۳ "	عبد اللہ حکیم	راہوں	جالندھر	" آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
۴۸	" "	عبد العزیز احمدی	درگاہی والہ	گوجرانوالہ	"
۴۹		میاں محمد دین	سیالکوٹ	"	"
۵۰	۳ "	غلام احمد	کریام	"	"
۵۱	"	محمد حسین کلارک	آدوارے	گوجرانوالہ	"
۵۲		عنایت اللہ	کنجاہ	گجرات	"

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۶- اپریل ۱۹۰۷ء

ایک نامہ نگار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ کیطرف لکھتا ہے کہ جناب آیتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان ہینے ولہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا آپکے اخبار مورخہ ۳- اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا ایک خرطومی شکل کا دخانی ستون جسکا باریک حصہ نیچے کیطرف تھا- ولہوزی سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اٹھتا ہوا دکھائی دیا- اسکی اونچائی سطح ولہوزی سے بلند تھی- اور اسکی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہو گئی تھی یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لیکر اسے زیادہ زور سے دیکھنے لگا پہلے میں نے خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اسکا دھواں ہے مگر غور کرکے مجھے یہ خیال آیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اسکے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ سے نہیں اٹھا کرتا- بلکہ بہت جگہوں سے اٹھتا ہے یہ قدرت نمائی پنجاب میں تین جگہ ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے ساتھ بہت سے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کسی نے نہیں دیکھے (۲) بہت سے خطوط سے جو ہمارے پاس آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ اتوار کا شعلۂ آتش پٹیالہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا- ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جموں میں اسکے ساتھ ایک توپ کی آواز تھی کپورتھلہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آگ کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اس قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب کی سیڑھی کے متعلق مروی ہے رعیہ میں آدمی

چمکتا ہوا نشان

نمبر ۱۹۸

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ پنشنر لاہور جھوٹا موسیٰ مر گیا۔

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹنٹ تہا وہ اس زمانہ میں جبکہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اِس بات کو ظاہر کیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہو کر اِس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں اِس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تہا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تہا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالےٰ کی طرف سے جانتا تہا اور خدمت کرتا تہا۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تہا اور میرے مُنہ پر چادر تہی۔ تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دئے۔ جب مَیں نے چادر اُٹہا کر دیکہا تو وہی الٰہی بخش تہا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اُسکا اخلاص پہنچ گیا تہا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں رکہتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمتگاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تہا اور مالی خدمت میں بہی حتے المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تہا۔ جبتک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ کو بڑی امید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کریگا۔ اور جب میں قادیان سے کسی تقریب سے لدھیانہ یا انبالہ یا کسی اور جگہ جاتا تہا تو بشرط گنجایش اور فرصت نکلنے کے اُسی جگہ پہنچتا تہا اور اکثر اوقات اُسکا رفیق منشی عبد الحق اکونٹنٹ بہی اُس کے ساتھ ہوتا تہا۔ پہر اُسکو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہی ایک زہریلہ بیج تہا کہ قضا و قدر نے اسمیں بو دیا۔ پہر اسکے بعد

اندر ہی اندر اُسکی مخلصانہ حالت میں کچھہ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ مین خدا تعالیٰ نے مجھے لوگون سے بیعت لینے کیلئے **مامور فرمایا** اور قریبًا چالیس آدمی یا کچھہ زیادہ بیعت مین داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ **بیعت** میں داخل ہو تب اس بات کو سُنتے ہی الٰہی بخش کا دل بگڑ گیا اور وہ کچھہ مدت کے بعد مع اپنے دوست منشی عبد الحق کے قادیان مین میرے پاس آیا اِس غرض سے کہ تا اپنے الہام سُنا وے اور اب کی دفعہ اسکی مزاج مین اس قدر سختی ہو گئی تہی کہ گویا وہ اور ہی تہا الٰہی بخش نہین تہا۔ اُس نے بیباکی سے اپنے الہام سُنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض مین لکھے ہوئے تہے جو اس کی جیب مین تہی۔ منجملہ ان کے اُس نے یہ سُنایا کہ خواب مین مینے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہین کہ میری بیعت کرو اور مینے جواب دیا کہ مین نہین کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اِس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجہا کہ میں ایسا بزرگ ہون کہ مجھے بیعت کی حاجت نہین بلکہ اُنکو میری بیعت کرنی چاہیے مگر دراصل یہ شیطانی وسوسہ تہا کہ اُسکی ٹھوکر کا باعث ہوا بات یہ ہے کہ جب انسان کے دل مین تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کیطرح خواب مین آجاتا ہے اور ایک **نادان** سمجہتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اُسکو کچھہ تعلق نہین ہوتا پس صدہا جاہل محض اِس حدیث النفس سے ہلاک ہو جاتے ہین۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بیباکی سے وہ خواب مجھہ کو سُنائی اور مجھہ کو اسکی نادانی پر افسوس آتا تہا کیونکہ مین یقینًا جانتا تہا کہ جو کچھہ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف حدیث النفس ہے۔ مگر چونکہ مینے اُسکے دل مین تکبر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے اور اُسکے کلمات مین تیزی پائی گئی اسلئے مینے اسکو نصیحت کے طور پر کچھہ کہنا بے سود سمجہا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کیحالت مین انکی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہین اور اس طرح پر آیت کریمہ لا تقف ما لیس لک بہ علم کے نیچے اپنے تئین داخل کر دیتے ہین اور یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو جو قال اللہ قال الرسول سے

مخالف بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جبتک خدا تعالیٰ کا فعل اُسپر گواہی نہ دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی طرح اس مُضِلّ کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اسکو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جبتک تینؔ علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائیگی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سُنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیۂ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے معرفت اور محبت کی زندگی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے عجائبات روحانیہ کی اُسکو سیر کراتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ کی وراء الورا کشش اسکے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کی فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اسکو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اسلئے ہر ایک فضول گو ایسا دعوے کر سکتا ہے۔

تیسری علامت ملہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کی متواتر افعال اُس پر گواہی دیں یعنے اس قدر اسکی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے بادعائے الہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو مسلمان ہے گو مفتری ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھ لیگا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعوئے الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائیگا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وہی کلمات انکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھہر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دوسری شرط بھی یعنی یہ کہ جو الہام کا دعوے کرے وہ صاحب تزکیہ نفس ہو

قابل اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتیرے ناپاک طبع لوگ اسبات کا دعویٰ کرسکتے ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ پس یہ امر بھی کوئی سہل امر نہیں کہ اس میں جلد تر صادق اور کاذب میں فیصلہ کیا جاوے یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے اُن برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ آجکل کے پادری ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ اُن کے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی تہمتیں پاؤ گے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں چنانچہ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ میں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جس میں نہ صرف یہ ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپ کے چال و چلن پر بھی نہایت گندے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں بہت بُرے پیرایہ میں اُن کا ذکر کیا تھا۔ پس جبکہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا اور تزکیہ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس سے ہر ایک شخص معلوم کرسکتا ہے کہ تزکیہ نفس کا مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جانا کس قدر مشکل ہے چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کو محض مکار اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور ان کا دور مکر و فریب کا دور ٹھیراتے ہیں۔

لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول ہے اُس کے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی کامل علامت ہے جو کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا۔ یہی علامت ہے جس سے خدا کے سچے نبی جھوٹوں پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الٰہی شامل حال ہو اور اسکے دشمنوں پر خدا کے کُھلے کُھلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے۔ مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ انکو پیش آجاتا ہے تو اُسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ بیٹھتے ہیں اور فعلی شہادت کی

کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اِس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے بلکہ اس قدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دنیا شریک ہے اور یہ کچھ بھی چیز نہیں اور یہ مادہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونیکا محض اسلئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے پھر اسکی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلّم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کیلئے مبعوث ہوتے ہیں انکی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کیطرح برستے ہیں اور دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل آلٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام آلٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنیوالے اس علامت کو مدنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر آلٰہی بخش اس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اسکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان کس قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اسکی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اُسکو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وہ اِس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ایک انبار جھوٹ اور افترا کا چھوڑ گیا۔ میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا اور اسکی تمام جماعت منتشر ہو جائیگی۔ سو اس نے دیکھ لیا کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوا اور اسکا دعویٰ تھا کہ وہ نہیں مریگا جبتک وہ میرا استیصال نہ کرلے مگر اُسنے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُسکے جھوٹے الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب ایسے الہام اُسنے شایع کرنے شروع کئے اُسوقت تو میری جماعت چالیس انسان سے زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وہ نہیں مرا جبتک اُس نے اپنی نامرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی اور وہ اپنے جھوٹے

الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پر وارد ہوتا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ میں سزا پا کر عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اور ایسے ہی اُسکو الہام ہوتے تھے جن کو وہ اپنے دوستوں میں شائع کرتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کے ساتھ مجھے بری کرتا گیا۔ اور سخت نامرادی کے ساتھ اُسکو موت آئی۔ پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب اُسکو طاعون ہو گئی اور موت کو اُس نے اپنے سامنے دیکھ لیا۔ تب اُس نے اپنے تمام الہاموں کو **شیطانی کلمات** سمجھا ہوگا اور اُس وقت اُس کو اپنی نسبت یاد آیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلاف قیاس ہے کہ وہ اس قدر ٹھوکریں کھا کر اور وہ طاعون جو میری طرف منسوب کرتا تھا اسمیں اپنی تئیں مبتلا دیکھ کر اور میری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصور میں لا کر پھر بھی وہ اپنی پہلی حالت پر قایم رہا ہو جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے موسیٰ ہونیکا دعوے کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اُس شخص کو ہلاک کر دیگا جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے اور جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کی نسبت جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ اور جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ میں نہیں مرونگا جبتک اپنی اس دشمن کو نابود نہ کرلوں تو ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اُس کو پکڑا کس قدر درد و حسرت اُسکو دامنگیر ہوتی ہوگی۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ باوجود اس قدر نامرادی کے اور کھلجانے اس بات کے کہ اسکے سب الہام جھوٹے نکلے پھر بھی طاعون کے وقت اُسکو اپنے موسیٰ ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات اسکے پاش پاش کر دیے ہونگے اور متنبہ کر دیا ہوگا کہ وہ غلطی پر تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قایم نہیں رہیگا اور آخر ان خیالات سے رجوع کریگا سو اسمیں شک نہیں کہ جب اُسکو ناگہانی طاعون اور بیوقت موت کا نظارہ پیش آیا جسکو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بے وقت اور میرے دعوے کے مخالف ہے تو بلاشبہ اُس نظارہ نے

اِس کو یقین دلایا ہوگا کہ اسکے تمام الہامات شیطانی تھے اس صورت میں لاعلاج حسرت کے ساتھ اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا اور جو کچھ میں نے سمجھا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا اور آگے چل کر ہم بیان کرینگے کہ ایسا سمجھنا اسکے لئے ضروری تھا کیونکہ اس نظارہ موت سے اُس کے الہامی اقوال یک دفعہ ایسے باطل ثابت ہوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے یہ اُس کیلئے بعید از قیاس تھا کہ میں اِس طاعون سے بچ جاؤں گا۔ کیونکہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو جس تاریخ وہ مرا اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دنوں دو دو سو سے زیادہ لوگ مرتے تھے اور اس کا ایک عزیز اس سے ایک دن پہلے طاعون سے مرگیا تھا جس کے جنازہ پر جاکر وہ طاعون خرید لایا۔ پس اس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں گا بلکہ ہزارہا لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کیلئے وصیت لکھا دیتے ہیں۔ غرض طاعون میں مبتلا ہونیکے ساتھ ہی اُسکی تمام موسویت دریا برد ہوگئی ہوگی اور اس نے ہزاروں مرتے ہوئے انسانوں کو یاد کر کے اور خصوصاً یعقوب کی موت کو تصور میں لاکر سمجھ لیا کہ بس ضرور مرونگا ایسی حالت میں کیونکر وہ اس بات پر قایم رہ سکتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وہ اپنے عقاید فاسدہ کو ساتھ نہیں لیگیا۔ اور خدا نے اس کا گلا پکڑ کر اُس سے رجوع کرایا۔ اور اُن لوگوں میں داخل ہوگیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔

اب اوّل میں یہ لکھوں گا کہ جن الہامات کو اُسنے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھا ہے وہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور بعد میں اس بات کا ثبوت دیا جائیگا کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق مرا ہے اور اس کی موت میری سچائی پر ایک نشان ہے بلکہ اُسکی موت نے میری سچائی پر مُہر کردی ہے۔ اور میں اس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں

باب اوّل اِس بات کے بیان میں کہ الٰہی بخش کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اُسنے شائع کئے تھے (اپنی نسبت یا میری نسبت) وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا تھا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام **عصائے موسیٰ** رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو میں ہلاک کرونگا اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جسمیں دھمکی دیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اسکا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی پیشگوئیاں انکی ہیں جو صرف اپنے دوستوں یا ملاقاتیوں پر اُس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں اُسکی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا اور وہ مجھ پر غالب آجائیگا۔ اور میں اُسکے سامنے ذلیل ہونگا اور وہ دُنیا میں بڑا عروج پائیگا+۔ اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سردار بنجائیگا اور افسوس کہ مینے بہت سی کوشش کی کہ تمام اُسکے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگ جاوے مگر وہ صرف اسکے دوستوں کے حلقہ تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جس قدر کتاب میں اُس نے

+ مجھے اپنے دوست فاضل مکرم مولوی نورالدین صاحب کی تحریر سے جماعت غزنوی ثم امرتسری کے ایک بزرگ مولوی عبدالواحد کی ایک خواب بابو الٰہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جسکو میں انکے الفاظ میں نہیں لکھتا بلکہ مولوی صاحب موصوف کا اصل رقعہ ذیل میں لکھدیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

حضرت مولٰینا الامام علیک الصلوۃ والبرکات والسلام۔ مجھے عزیز عبدالواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے دیکھا ہے الٰہی بخش ایک بلند مینار پر کھڑا ہے اور لوگ اُسکے نیچے ہیں اسلئے اب اسکی ترقی ہوگی اور بہت الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے۔ کیونکہ میں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور پھر محفوظ نہیں رکھتا میں نے الٰہی بخش کے مرنے پر عبدالواحد کو اس مضمون کا خط لکھدیا ہے تو جواب ابتک نہیں آیا جس قدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے عرض ہے شہادۃ باللہ العظیم۔ عرض خدمت ہو۔ نورالدین۔

شائع کئے ہیں ایک منصف مزاج کیلئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض بیہودہ اور نہایت لغو الہام اسکے جو ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھا جاتا تھا مجھکو نہیں ملی مگر جس قدر ملگئی ہیں وہ اسکا جھوٹ کھولنے کیلئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کئے گئے ہیں اُن کے دستیاب ہونیکی امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام بیہودہ الہام جو جوش نفس سے میری نسبت کئے گئے تھے اُسکے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہونگے۔

وہ الہام جو میری نسبت الٰہی بخش نے عصاء موسیٰ میں لکھے ہیں جنکی نسبت وہ اپنی کتاب مذکور میں دعوےٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں۔ منجملہ اُن کے اُس کا وہ فرضی الہام ہے جو اسکی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ سلام لک تغلبون۔ یحلل علیہ غضب فقد ھویٰ۔ فتدبّر۔ (ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اُس پر یعنے اِس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جاویگا یعنی تم زندہ رہکر اسکی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اس الہام کے معنی جیساکہ خود الٰہی بخش نے جابجا اپنی کتاب میں دوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اسکی تشریح کی ہے یہ ہیں کہ گویا اُسکی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤنگا لیکن برخلاف اِسکے وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہوگیا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھی اس طاعون کا مفصل حال توریت میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت مسیح کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں رجز من السّماء رکھا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی ہمنے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وہ فاسق تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ یعنے اسلئے ہم نے اُن پر طاعون نازل کی کہ وہ مومن تھے

پس مومن کسی صورت مین طاعون کا مستحق نہین ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کیلئے مخصوص ہے
اسی وجہ سے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہین ہوا ہان ایسے مومن
جو گناہ سے خالی نہین ہوتے کبھی وہ بھی اِس بیماری مین مبتلا ہو کر مر جاتے ہین اور اُن کی
یہ موت اُن کے گناہون کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اُن کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن
کسی نے کبھی نہین سُنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اسکو طاعون ہو گئی ہو۔ ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور
بدذات ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی
جو قابل تعریف ہے اور جس پر کوئی اعتراض نہین تو پہلے حق دار اسکے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن
جیسا کہ ہمنے ابھی بیان کیا ہے جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ کبھی کوئی نبی
یا رسول اور اول درجہ کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث
مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اول حقدار اس مرض کے ابتدا سے وہی لوگ رہے ہین جو طرح
طرح کے معاصی اور فجور مین مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہین کر سکتی کہ
کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفار کے سزا دینے کیلئے تجویز کر رکھی ہے انہین خدا کے نبی اور رسول
اور مُلہم بھی شریک ہو جائین توریت اور انجیل اور قرآن تینون متفق اللسان بیان فرما رہے ہین کہ
ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کیلئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھون کفار اور
فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابون اور تاریخ سے
ظاہر ہے اور خدا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگون کو اس عذاب مین کفار کے ساتھ
شریک کرے اور جو بلا کفار کے عذاب کیلئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیون کے
عہد مین ہزارون فاسق فاجر مرتے رہے ہین وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیون پر مسلط کر دے۔ پس جس طرح
خدا کا وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اسکو ذریعہ سے ہرگز نہین ہوئی بلکہ ہر ایک عذاب
جو قومون کی ہلاکت کیلئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہین مرا ایسا ہی طاعون جو کفار کے
لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہین ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اسکے برخلاف دعویٰ کرے

اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اسکا اختیار ہے کسی بیباک یا گستاخ کی ہم زبان تو بند نہیں کر سکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون رجز ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتی ہے۔ ہاں جیسا کہ جہنم خاص کافروں کیلئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہ گار مومن جو جہنم میں ڈالے جائینگے وہ محض تمحیص اور تطہیر اور پاک کرنے کیلئے دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولٰئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ہے برگزیدہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اِسی طرح طاعون بھی ایک جہنم ہے کافر اسمیں عذاب دینے کیلئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسے مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے اور معاصی سے پاک نہیں ہیں اُن کیلئے یہ طاعون پاک کرنیکا ذریعہ ہے جسکو خدا نے جہنم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون اونے مومنوں کے لئے تجویز ہو سکتی ہے جو پاک ہونیکے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی قرب اور محبت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر تعجب کہ وہ شخص کہ جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جس الہام کا منشی عبد الحق بھی گواہ ہے اور کئی لوگ گواہ ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے بعد سبھی بزرگ ہو اور وہی اس زمانہ کا موسیٰ ہے وہ خدا کے قہری عذاب سے جو طاعون ہے ہلاک ہو جائے کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اسکا بجز اسکے کیا جواب دیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ خطوط آمدہ لاہور سے معلوم ہوا کہ الٰہی بخش یعقوب ولد محمد اسحاق کے جنازہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الٰہی بخش اُسی جگہ سے طاعون خرید لایا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۰۔ اپریل میں یہ عبارت ہے انتقال پر ملال۔ افسوس ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے بروز دوشنبہ ۸؎۔ اپریل کو صرف ایک روز بخار میں مبتلا رہ کر بمکان مولوی عبد الحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کس شدت سے لاہور میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور اب تک ہے اور ہزاروں انسان

؎ یہ تاریخ اخبار میں صحیح نہیں درج ہوئی بلکہ ۷۔ تاریخ مہینے شام کا یہ واقعہ ہے۔ منہ

صرف اسی بخار سے ہلاک ہو گئے اور بجز طاعون کونسا بخار ہے جو صرف ایک دن میں ہلاک کر سکتا ہے۔
یاد رہے کہ طاعون کے لئے شدید بخار ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام
کر دیتا ہے۔ پس جبکہ الٰہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی۔
اور وہ بھی طاعون زدہ مُردہ کا جنازہ پڑھنے کیلئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہو گیا تھا تو کیا کسی
جن کے اسباب سے یہ حالت ہو گئی تھی ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تھے اور لاہور میں طاعون شدت سے زور پر تھی اس سے
کون انکار کر سکتا ہے کہ ان دنوں میں صدہا لوگ طاعونی بخار سے لاہور میں مر چکے ہیں اور اب تک
یہی حالت ہے بعض کو گلٹی نکلتی ہے اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلیگ سے مرتے ہیں اور
بعض سکتہ کی صورت میں فی الفور مر جاتے ہیں تو پھر خواہ نخواہ بیچارہ الٰہی بخش پر یہ جھوٹ باندھنا
کہ وہ پلیگ سے نہیں مرا کس قدر بیباکی ہے۔ کیا یعقوب پلیگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر
ڈاکٹروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ الٰہی بخش کو سخت قسم کی پلیگ ہوئی تھی جس نے ایک دن
میں ہی اسکا کام تمام کر دیا چنانچہ ہم اس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ
سرجن کا خط ذیل میں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

حضرت سیدی و مولائی و امامی حجۃ اللہ المسیح الموعود سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہو گیا
حضور کو مبارک ہو۔ الٰہی بخش کو پوری علامات طاعون نمودار ہو گئی تھیں اور معتبر ذریعہ
سے معلوم ہوا ہے کہ اسکے بائیں ران کی جڑ میں یعنی کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔
اسلئے اسمیں کچھ شک نہیں کہ اسکی موت طاعون سے ہوئی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پھر اگر یہ سوال ہو کہ الٰہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اس بات کو شائع کیا
ہے کہ وہ طاعون سے مر گیا تو ہم ذیل میں پرچہ اہل حدیث مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء کی شہادت
الٰہی بخش کی طاعون کے بارہ میں نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:-

افسوس منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہو گئے۔

دیکھو پرچہ اہلحدیث ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء

پھر ایک اور الہام اپنا الٰہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۹۰ میں میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے "اِنّی مہین لمن اراد اہانتک" اگرچہ یہ فقرہ نحوی نقص سے آلودہ ہے کہ من کے لفظ پر لام لگایا گیا ہے۔ مگر اسکے معنی الٰہی بخش نے یہ کئے ہیں کہ گویا میں اس کے مقابل پر ذلیل کیا جاؤنگا اور اُسکی سچائی ظاہر ہوگی۔ در اصل مدت دراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ اور الٰہی بخش بارہا میرے مونہہ سے یہ الہام سن چکا تھا اور خدا نے دکھلا دیا تھا کہ ہر ایک شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اُسکا کیا انجام ہوا۔ پس اِس الہام میں الٰہی بخش کی طرف سے صرف ایک لام ہے جو انتفاع کیلئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اس کے مقصود کے برخلاف ہے اور اِس صورت میں اس الہام کے یہ معنی ہوئے کہ اے الٰہی بخش میں تیری اہانت کرونگا اس شخص کی تائید میں جو تیری اہانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جیسا کہ الٰہی بخش کا مطلب ہے کہ اسکی اہانت کرنے سے خدا میری اہانت کریگا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت ہوئے کیونکہ میں سالہا سال سے شایع کر رہا ہوں کہ الٰہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بنانے اور میری تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اُسکو رسوا کریگا۔ اور مدت ہوئی کہ میں اپنا یہ الہام شایع کر چکا ہوں اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے روبرو الٰہی بخش کو طاعون کی موت دیکر رسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعووں میں نامراد رہا۔ اور خدا نے لاکھوں انسانوں کو میری جماعت میں شامل کر کے مجھے عزت دی۔ پس اگر الٰہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کیطرف سے ہی ہوا تھا۔ کہ جو شخص تیری اہانت کرتا ہے میں اسکی اہانت کرونگا تو ضروری تھا کہ وہ الہام پورا ہو جاتا حالانکہ الٰہی بخش کی بوقت موت جو میری زندگی میں ہی ہوئی اس کے جھوٹے ہونے پر مُہر لگا گئی وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ شخص فرعون ہے اور میں موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ہلاک ہوگا اور طاعون سے مریگا

اور تمام سلسلہ اسکا تباہ ہو جائیگا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ لیکن برخلاف اس کے خدا نے مجھے کامل ترقی دی اور کامل عزت اور تمام اطراف دنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول گو اور بے ادب اور تیز مزاج اور موٹہہ پھٹے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اس کا نام موسیٰ رکھو گے؟ یہ کیسا موسیٰ تھا کہ جس کو وہ فرعون کہتا تہا اور اپنی زندگی میں اسکی ہلاکت کی خبر دیتا تہا اسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تہا اس نے اپنا یہ الہام شائع کیا تہا کہ **انی احافظ کل من فی الدار** یعنے خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ برس سے بڑے بڑے حملے طاعون کے اس نواح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کتا بھی طاعون سے نہیں مرا۔ مگر جو اپنے تئیں موسیٰ قرار دیتا تہا وہ طاعون سے مر گیا اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تمام الہام اُسکے جھوٹے نکلے اور اسکی ذلت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں اُسنے شائع کئے تھے پس کہاں گیا یہ الہام کہ انی مہین من اراد اھانتک یہ انجام اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جبتک کہ ایک بارش کیطرح فوق العادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑھے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہے اور ذلت کی موت خریدنا ہے کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افترا ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس نہایت حماقت اور جہالت ہے کہ انسان صرف اس بات پر بھروسہ کر کے کہ اسکی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے ایسے

کلمات کو خدا کا کلام سمجھ لے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہے اور شہادت بھی زبردست شہادت درکار ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ خدا مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ کچھ چھوٹا سا دعویٰ نہیں اور اگر مدعی اس دعوے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا اس کے ذریعہ سے ہلاک ہو سکتی ہے لہذا ایسے شخص کے قولی دعوی کیلئے خدا تعالیٰ کی ایسی فعلی شہادت درکار ہے جس کو وہ قدیم سے اپنے تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناچیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دے سکتے جو معمولی انسانوں کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مر جائیگا۔ اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہیگا اور اتفاقاً وہ نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دنیا شریک ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کو بھی اس سے حصہ ہے پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آوے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیت یا کمیت میں کوئی خصوصیت نہ رکھتا ہو تو وہ اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقوں اور فاجروں کو بھی آسکتی ہیں۔ پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے لئے اسکو ابتلا سمجھنا چاہیئے۔ اور سچے مامور کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیت اور کمیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھلے کھلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اسکی خوارق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اُسکا موید ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نصرت اس حد تک پہنچ جائے کہ روئے زمین پر کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو مگر ایسا بر وجہ ست اور نیشان ہو کہ اس کو دیکھ کر سب دشمن مردہ کی طرح

پڑھائیں اور اُسکی نظیر نہ پیش کرسکیں اور یا اس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت
کے لحاظ سے کسیکو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے
نشانوں میں دکھلا سکے یہی کا نام خدا کی شہادت ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ جلّشانہٗ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا - قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ
شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتٰبِ ؁ یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا
رسول نہیں۔ اُن کو کہدے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جس کو کتاب کا
علم ہے *

اب ہم باقی الہام الٰہی بخش کے جو اُسکی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت
درج ہیں اِس جگہ ناظرین کی غور اور انصاف کیلئے درج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب
کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے ”اُڑ جائینگے زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو“
یعنی ہزارہا مخالف جو انکی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائیگا۔ پھر صفحہ ۸۰ کتاب مذکور
میں لکھتا ہے ”اَللّٰهُمَّ افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ“ اور اسکو بھی
میری نسبت ہی قرار دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا
سچا فیصلہ کر سو الحمد للہ وہ فیصلہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ءکو ہو گیا اور میاں الٰہی بخش مجھے ہزاروں لعن طعن
نکال کر اور کذاب اور مفسد اور دجال اور مفتری کہکر اور میری نسبت غضب الٰہی اور طاعون
کے وعدے دیکر خود تاریخ مذکور میں صرف ایک ہی دن میں اس ناپائدار دنیا کو چھوڑ گیا۔
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ دیکھو ہماری فرعونیت آخر غالب آ گئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا
دبایا کہ نہ چھوڑا جبتک اسکی جان نہ نکال لی۔

پھر بابو الٰہی بخش اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ میں اپنے الہام میں مجھے طاعون کی دھمکی
دیتا ہے جیسا کہ الہام یہ ہے ”رجزاً من السماء علی القریۃ التی کانت حاضرۃ....
ولھم عذاب الیم۔ ولا یزید الظالمین الا تبارا“ یعنی طاعون نازل ہوگی اور وہ

اپنی جماعت کے طاعون مین مبتلا ہو جائیگا اور خدا ان ظالمون پر ہلاکت نازل کریگا - یہ وہ الہامات آلہی بخش ہین جن سے وہ اپنے چند دوستون کو خوش کرتا تہا - مگر اب اُن کے دوست خاص کر منشی عبد الحق صاحب خدا سے ڈر کر گواہی دے سکتے ہین کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوئی

پھر ایک اور الہام اُنکا میرے پر عذاب نازل ہونیکے بارہ مین ہے جو اُسکی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے - سنسمہ علی الخرطوم - ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی - (ترجمہ) اس مفتری کو یعنی اس مفتری کی ناک پر یا منہ پر ہم آگ کا داغ لگائینگے یعنی اسکو طاعون سے ہلاک کرینگے یا یہ کہ جہنم کی آگ مین ڈالدینگے - یہ تیر جو تونے (اے الٰہی بخش چلایا) یہ تونے نہین چلایا بلکہ خدا نے چلایا" پہر صفحہ ۹ سطر ۱۳ مین یہ الہام لکہا ہے "متع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقاءک - ینفع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقاءک ✤ ..... پہر بعد اس کے یہ عبارت ہے اور جو خدمت مجہہ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو تب تک مین ہرگز نہ مرونگا بابو الٰہی بخش صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے دیکہنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ اس کتاب کی تالیف سے چہہ برس

✝ حاشیہ اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ تمام الہامات جو عصائے موسیٰ مین بابو الٰہی بخش نے لکہے ہین کس طرح معلوم ہو کہ وہ اس راقم کیلئے لکہے گئے ہین تو واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش نے یہ کتاب عصائے موسیٰ خاص میرے پر مخالفانہ حملہ کرنے کی غرض سے تالیف کی ہے اور بجز میری تکذیب اور توہین کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تہی اور بابو صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر میری نسبت اپنے دوستون مین ایسے ایسے الہام مشہور کرتے تہے جن کا خلاصہ یہ تہا کہ گویا مین کاذب اور کافر اور فرعون ہون اور رد ہو گئے ہین اور عنقریب جلد تر ان کے ذریعہ سے اور اُن کے الہام کی رو سے خدا کے عذاب مین گرفتار ہو جاؤنگا اور اس جگہ یہ بہی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ مین درج ہے بابو الٰہی بخش کے ساتھ اُن کے مخالفانہ الہامات کے بارہ مین میری خط و کتابت ہوئی تہی اور عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ کے خط مین مینے بابو صاحب سے درخواست کی تہی کہ جس قدر آپ میری نسبت تکذیب کے الہام مشہور کرتے ہین اور بعض زبانی طور پر اپنے دوستون کو سُناتے ہین وہ قسم کہا کر شایع کردین - تا اگر آپ کے وہ الہام جہوٹ اور افترا ہین تو خدا تعالیٰ جہوٹ کی پاداش دے اس خط کا جواب اونہون نے وہ دیا کہ جو اُنکی کتاب کے صفحہ ۴ مین درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم کہانیکی کچہہ ضرورت نہین اگر مینے خود افترا کیا ہے تو وہ بغیر قسم بہی مجہے سزا دیگا اور مین الہامات شایع کرونگا - پہر اسکے جواب مین صفحہ ۷ مین میری طرف سے یہ عبارت ہے - مین صرف خدا سے عقدہ کشائی چاہونگا تا وہ لوگ جو مجہے مسرف کذاب کا نام دیتے ہین اور وہ لوگ جو مجہے مسیح موعود مانتے ہین اُنہین اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کر دے منہ

✤ ترجمہ - خدا تعالیٰ تیری عمر کو لمبی کرے گا اور دنیا مین ایک زمانہ دراز تک تجہے رکہکر تیری بہت لمبی عمر سے مسلمانون کو بہت فایدہ پہنچائے گا - مگر اس کے بعد بابو الٰہی بخش صرف چہہ برس تک زندہ رہا - یہ ہے لمبی عمر کا الہام - منہ

بعد فوت ہو گئے۔ اب منصفین خود سمجھ سکتے ہین کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہین کہ صرف چھ برس مین قبل اسکے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھین مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی مین ہی نامراد مرین۔ ہم اس وقت اُن کے بارے مین محض اُنکے دوستون کی رائے پوچھتے ہین اور ہم بادب عرض کرتے ہین کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جب اکہ انہون نے اپنے الہام کی رو سے یہ دعوےٰ کیا تہا کہ جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو مین ہرگز نہ مرونگا۔ کیا وہ خدمت پوری ہو گئی ہے؟ کیا اُن کی کوششون اور انکی تہمتون سے جو تمام کتاب عصائے موسیٰ مین میرے پر لگائی گئین میرا ایک بال بھی بینگا ہو گیا ہے اور ناظرین اسکی بھی ہمین اجازت دین کہ وہ الہام جو میری نسبت بابو الٰہی بخش صاحب نے کیا تہا کہ سنسمہ علی الخرطوم کیا یہ سچ نہین کہ وہ اُلٹ کر اُنہین پر پڑ گیا اور قدرت کے ہاتہ نے ایسی طور پر اُنکی خرطوم پر طاعون آگ کا داغ لگایا اُنکا خاتمہ ہی کر دیا اور مامنیت کا تیر جو انہون نے میری طرف بقول اپنے الہام کے چلایا تہا آخر وہ اُنہین کو لگ گیا ۔ ف

الٰہی بخش کے کیسے تہے یہ تیر — کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اُسی پر اسکی لعنت کی پڑی مار — کوئی ہم کو تو سمجھا دے یہ اسرار
تکبر سے نہین ملتا وہ دلدار — ملے جو خاک سے اُسکو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے — کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
پسند آتی ہے اُسکو خاک ساری — تذلل ہی رہ درگاہ باری
عجب نادان ہے وہ مغرور و گمراہ — کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بیراہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے — مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۵۲ مین بابو الٰہی بخش صاحب میری نسبت یہ الہام شایع کرتے ہین فیمت دھو کافر۔ دُقت الیہ لعانہ۔ وازلفت الجنۃ للمتقین۔ یہ نہم رمضان سنہ ۱۳۱۷ھ کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مریگا۔ اور اسکا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مباہلہ کرنا اسی کی طرف اُسکا بد اثر

رد کیا جائے گا اور متقیوں کیلئے بہشت نزدیک ہے۔ اِس الہام کا حاصل یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب جب
متقی اور ہیں میں کافر ہوں اور جو میرا اُن کے ساتھ باہم لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی مباہلہ ہوا تھا وہ لعنت بموجب
اُن کے الہام کے میرے پر پڑیگی اور وہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لِعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو۔ **لسان العرب** میں لکھا ہے

اللعان والملاعنۃ اللعن بین اثنین فصاعدًا۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں
ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا اُن سے زیادہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پھر اسی
کتاب لسان العرب میں لعن کے یہ معنی لکھے ہیں کہ۔ اللعن الابعاد والطرد من الخیر۔
یعنے لعنت کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے
پھر دوسرے معنی لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الابعاد من اللہ ومن الخلق یعنی لعنت کے یہ
معنی ہیں کہ جناب الٰہی سے مردود ہو جاوے اور قبولیت سے محروم رہے۔ اور مخلوق کی نظر کے
بھی گر جاوے اور عزت اور وجاہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ
تمام نامرادیوں اور مردود اور مخذول ہونیکے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے
محروم اور مخذول اور مردود رہنا اسکے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد
ہو جائے اُسکا ثمرہ ہلاکت اور تباہی ہے اِسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے)
تو اس قدر موت اور ہلاکت اُن پر آتی کہ اُن کے درختوں کے پرندے بھی مرجاتے۔

اب بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب جسمیں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک منصف
مزاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملاعنہ جو مجھ میں اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا
جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۔ میں بھی ہے اور کتاب مذکور کے دوسرے
مقام میں بھی مذکور ہے اسکا بد اثر میرے پر ہی پڑے گا اور میں انکی زندگی میں ہلاک اور تباہ
ہو جاؤنگا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اس کے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

بابو صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ سے
نامراد رہ کر اس دنیا سے گذر گئے اور دوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے بامراد کیا چنانچہ
ہزار ہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریبا چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے
توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھے وہ عزت دی ہے کہ تمام دنیا میں یعنی یورپ اور ایشیا اور امریکہ میں
اقبال مندی کے ساتھ مجھے مشہور کر دیا۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں
میں بادشاہوں کیطرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اسکو خدا نے میرے مباہلہ اور میری
دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں
میں شہرت پاکر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زد عوام وخواص ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں
کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں اُن میں متقی ہو گئے اور ایک نمایاں تبدیلی
اُن کے اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دنیا کی حیثیت سے وہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ خدا کے
بندوں نے آجتک کئی لاکھ روپیہ اور انواع اقسام کے تحائف انکسار اور تواضع کے ساتھ مجھکو
دیئے[1] اور دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی انواع اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے
اور علاوہ اسکے ہزار ہا نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی ہفتہ
کم گذرتا ہوگا جو کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے
لئے اُن کا مقابلہ کیا جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلت
اُسکو نصیب ہوئی۔ اور جس نے میرے ساتھ مباہلہ کیا آخر کار وہ خود ہلاک ہوا یا ذلیل کیا گیا
چنانچہ یہ تائیدات الٰہیہ اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھ کو اہل
انصاف بتلاویں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور ان کے باہم لعنت کا نتیجہ
یہ ہوگا کہ ہر ایک تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہو گی اور وہ اپنی تمام مرادوں میں کامیاب
ہو جائیں گے۔ کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اس مباہلہ کا نتیجہ اِن کے حق میں ہوا یا میرے حق میں
اور ملاعنہ کا بد اثر میری طرف رد کیا گیا یا ان کی طرف۔ برائے خدا ناظرین اس مقام

[1] جیسا کہ چھبیس برس سے یہ پیشگوئی ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق۔ یأتون من کل فج عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ پس عجیب فضل الٰہی ہے کہ ایک طرف تو وہ پرانے زمانہ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دوسری طرف لاکھوں تک نوبت [illegible] منہ

ہیں کچھ غور کریں تا خدا انکو جزائے خیر دے ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا- اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کریگا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کردے- پس اے تمام لوگو جو میری آواز سنتے ہو- خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا- مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں- دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے- اے بندگان خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟

بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا لیکن وہ جانتے ہیں کہ مر تو گیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور وعید کی پیشگوئیاں جنمیں کسی پر عذاب کے نازل ہونیکا وعدہ ہوتا ہے انکا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص منذر توبہ کرے یا رجوع کرے تو ان کا پورا ہونا ہی ضروری نہیں ہوتا اور ایسی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹل بھی سکتی ہیں اور ٹلتی رہی ہیں- اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتابیں ہیں- اور یاد رہے کہ وعید کی پیشگوئی سے مراد عذاب کی پیشگوئی ہے- اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کی شامتِ اعمال سے خدا تعالیٰ اس پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو عادۃ اللہ اسی طرح پر ہے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر رد کر دیتا ہے اور جب کوئی بلا میں گرفتار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اس پر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ یونس نبی کی قوم کی بلا ٹال دی گئی- تمام دنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات سے بلا ٹل سکتی ہے اور وعید یعنے عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اسکے کیا ہے کہ وہ بھی ایک بلا ہوتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے اسکی اطلاع دی جاتی ہے- پھر اگر یہ بات سچ ہے کہ بلا توبہ و استغفار اور صدقہ تو پھر ایسی پیشگوئی کیوں نہیں ٹل سکتی جسکی خبر کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے دی گئی ہو اور علاوہ اس کے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور

استغفار سے ٹل سکتی ہین مگر تاہم آتھم اور احمد بیگ اور اُس کے داماد کی نسبت شرطی پیشگوئیان تھین یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اِس شرط سے بلا وارد ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پر قایم رہین اور رجوع نہ کرین۔ سو آتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کھانے اور نہ نالش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نکرنے سے ثابت کردیا کہ اُس نے سرکشی کی خصلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اُس نے ساٹھ یا ستر آدمیون کے روبرو عین مباحثہ کے وقت مین زبان نکالکر اور دونون ہاتھ کانون پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کردیا جس سے کوئی منکر نہین ہو سکتا۔ اور اس وقت حاضرین نہ صرف مسلمان تھے بلکہ نصف کے قریب عیسائی تھے اور معتبر شہادتون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اُس کا ثابت نہ ہوا؟

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخین رکھتی تھی ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اُس کے داماد کے متعلق تھی سو احمد بیگ اور اسکے مرنیکا صدمہ اُس کے اقارب کا غرور اور تکبر توڑ گیا اور وہ میعاد کے اندر مر گیا بیگانون اور ناواقفون کو کیا خبر ہے کہ اسکی موت کی وجہ سے اُس کے دوسرے عزیزون پر کیا مصیبت آئی اور اس مصیبت نے ان کو کیا سبق دیا۔ اور کس غم نے اُن کو گھیر لیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرزا محمود بیگ جنکے گھر مین یہ رشتہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہمارے سلسلہ بیعت مین داخل ہوگیا۔ اب اگر ان تمام باتون کو سُن کر بھی کوئی نکوہش سے باز نہ آئے تو اس کا علاج ہم کیا کرین۔ ایسے سیاہ دل کو جو حیا اور شرم سے دست بردار ہے ہم کس طرح قایل کر سکتے ہین اور اس کے تعصب کی بیماری کا کیا علاج کر سکتے ہین بجز اِس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے ؎

کیا تضرع اور توبہ سے نہین ٹلتا عذاب　　کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

اے عزیزو اس قدر کیون ہوگئے تم بے حیا　　کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہین خوف خدا

یہ الہام بابو صاحب کا جس مین وہ میری نسبت لکھتے ہین کہ وہ شخص کافر مریگا اور ملاعنہ کا بد انجام اسی کیطرف اُلٹا جائیگا۔ اسکے سر پر اُسی صفحہ ۱۵۲ مین یہ انکی عبارت ہے۔ اس رات مرزا صاحب

کے انجام اور ان کے زیر شن غریب مسلمانون کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔

اور پھر صفحہ ۲۷ مین اُنکا یہ الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہو کہ اس امر کا فیصلہ ہوجائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔

پھر صفحہ ۴۳ عصائے موسیٰ مین اُنکا ایک الہام مع اُنکی تمہیدی عبارت کے یہ ہے اور عاجز کو الہاماً یہ دعا بھی تعلیم ہوتی ہے اللّٰھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اسکے معنی وہ یہ کرتے ہین کہ مجھ مین اور اُن مین یعنی اِس عاجز مین خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہوگیا وہ کسی پر مخفی نہین۔ عجیب بات ہو کہ اُنکی تمام کتاب انہین الہامون سے بھری ہوئی ہے کہ اُنکی زندگی مین میرا استیصال ہو جائیگا اور تمام جماعت منتشر ہوجائیگی اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑیگا اور وہ نہین مرینگے جبتک میرا زوال نہ دیکھ لین۔ اور میرا اُنکے دوست کہتے ہین کہ جب وہ طاعون مین مبتلا ہوئے تو اُن کو یہ الہام ہوا کہ الرحیل یعنے اب تو دنیا سے کوچ کریگا کون شخص ہے جو اس مہلک بیماری کے وقت اس کا دل الرحیل نہیں بولتا۔ طاعون کے معنے خود زبان عرب مین موت ہے۔ ناظرین خود سوچ لین ہم کچھ نہین کہتے کہ پہلے تو بابو الٰہی بخش کا اِن الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہوگی جیسا کہ طول حیاتٗ اور طول بقاء ان کے الہام مین درج ہے اور پھر یہ کہ اُنکی لمبی عمر سے مومنون کو بہت فایدہ حاصل ہونگے اور پھر یہ الہام کہ وہ نہین مرینگے جبتک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لین اور میری بکلی تباہی مشاہدہ نہ کرلین اور پھر یہ الہام کہ ان کے دنیا مین بھی بڑے بڑے عروج ہون گے اور ایک دنیا اُنکی طرف رجوع کرے گی اور وہ بساتین اور باغون کے مالک ہون گے اور ان کے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہوگی یہ تو پہلے الہام تھے جن سے ان کی کتاب عصائے موسیٰ بھری پڑی ہے پھر جب وہ طاعون مین مبتلا ہو گئے اور ہر روز صدہا آدمیون کی موت دیکھ کر اس مرض کا انجام سامنے آگیا۔ تب اس وقت بابو صاحب کو الرحیل کا الہام ہوا جو عصائے موسیٰ کے تمام الہامون پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر فرض کے طور پر اسکو الہام ہی سمجھا جاوے تو یہ رحمت کا الہام نہین بلکہ غضب کا

الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور چاروں طرف سے نومیدی ہوتی ہے تو اُس وقت ایسے الہام یا ایسی خوابیں آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن سب اس میں شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے یہ معنی ہوں گے کہ اے الٰہی بخش تو تو اپنی عمر لمبی قرار دیتا تھا اور اپنے فریق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الٰہی سمجھ کر یہ کہتا تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اس دنیا سے کوچ کر۔ غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ ہوا ہو۔ جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہ ہو کہ اب تیرا دنیا سے کوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تو نے حق کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الٰہی بخش کیطرف الرحیل کا الہام منسوب کر کے اُس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وہ تمام الہام اسکے کہاں گئے جن پر بھروسہ کر کے وہ مجھ کو کافر اور دجال کہتا تھا اور اپنا نام موسیٰ رکھتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اسکے اضغاث احلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی وساوس تھے اس لئے وہ پوری نہ ہو سکے بلکہ اسکی ذلّت اور بیعزتی کا موجب ہوئے۔ ہاں ممکن ہے کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ انذار اور تنبیہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام کا دعوے اگر فرعون بھی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر استثناء موحد اور مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب ہر ایک کو ایسے الہام اُس کے آخری وقت میں ہو سکتے ہیں۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے۔ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کو یہ الہام اُس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کندن کی حالت میں ہوتے ہیں یا موت

کا وقت بہت قریب ہوتا ہے اور اب ظاہر ہے کہ وہ تبھی ایمان لاتے ہیں جب انکو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلان رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں ٹھہر سکتے اور خدا تعالیٰ کی سنّت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگون کو کوئی خواب یا الہام ہو جاتا ہے اسمین کسی مذہب کی خصوصیت نہین اور نہ صالح اور نکوکار ہونے کی شرط ہے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۸۰ مین لکھتے ہین کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی طیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا بسم اللہ مجریھا و مرسٰیھا ان ربی لغفور رحیم۔ پھر الہام ہوا ان الذین ظلموا انھم لمغرقون جسکے ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے امید واثق ہے۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے ساُریھم اٰیاتی فلا تستعجلون

اس الہام کے یہ معنی ہین کہ وہی ملاح ہین جو پار اُتارینگے اور انکی کشتی مین بیٹھنے والے نجات پائین گے۔ پھر میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہین کہ جو لوگ اِس کشتی مین سوار نہین ہونگے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہین اور وہ غرق کئے جائین گے۔ اور فرماتے ہین کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ مین اپنے نشان ان مخالفون کو دکھلاؤنگا وہ مجھ سے جلدی نہ کرین۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہین کہ یہ تمام الہام اُنکے طاعونی موت نے باطل کر دئیے ہین کیا ملاح ایسے لوگون کو کہہ سکتے ہین کہ جو آپ ہی غرق ہو جائین جس حالت مین دوسرون کو غرق کرنے کا ارادہ تھا جو اُن کے مخالف ہین یعنی یہی عاجز تو پھر یہ کیسے ملاح اور کیسی ان کی کشتی تھی اور یہ کس قسم کا الہام تھا جو اُلٹا انہین پر وارد ہو گیا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ مین لکھتے ہین جس خدمت پر مرزا صاحب فخر و ناز فرماتے ہین اُسکی کیفیت تو الہام قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالا مین گذر چکی ہے

ہوا گو آپ بچی اس الہام کے مصداق ہو گئے اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب میں اپنے نشان دکھلاؤں گا مجھ سے جلدی مت کرو شوخ جاتے ہیں کہ یہ الہام بابو صاحب کی موت سے پورا ہو گیا کیونکہ ان کی موت ان کے لیے نشان نہیں مگر ہمارے لیے نشان ہے۔ منہ

* ایک طرف تو بابو الٰہی بخش صاحب لکھتے ہین کہ مین اپنے الہامات کو یقینی نہین سمجھتا ممکن ہو کہ شیطانی ہون پھر ایسے الہامون پر امید واثق بھی ہے تعجب کہ اسی مایہ کے ساتھ صد سو تر بکر زندگی اختیار کی اور تعجب کہ دوسرون کے غرق کرنیکے یہ تو الہام ...

یعنی اُن کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے مین پڑی ہوئے ہین اور صفحہ ۲۰۱ مین میری نسبت فرماتے ہین کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرماوین امید واثق اور یقین کامل ہو کہ سنت اللہ کے موافق سرکش متمرد سمجھو من دگری نیست کہنے والیکو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہوگی اب ناظرین اس کا جواب دین کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تہا مگر کیا خدا نے اُن کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالت مین موت دی یا بابو الٰہی بخش صاحب کو مین اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتا کیونکہ اب وہ دُنیا سے گذر چکے ہین ✝ -

پہر صفحہ ۲۰۲ مین منشی الٰہی بخش صاحب لکہتے ہین - بلعم نے اول بد دُعا کرنے سے انکار کیا پہر اُسکی قوم نے ہدیہ دیکر اُسکو فتنہ مین ڈالا - غرض اسکی ہلاکت کے یہی اسباب تہے پہر جس شخص کے حالات بلعم کی حالات سے مشابہ ہین جو حقوق تلف کرنا اور جہوٹے دعوے کرتا ہے اس شخص کیلیئے یہ قصہ قابل عبرت ہے - یہ خلاصہ ہو انکی تقریر کا مگر افسوس کہ بابو صاحب کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہو اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بری ہو جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہین کی اور نہ کوئی جہوٹا دعوے کیا بغیر کسی ثبوت کامل کے مفتری قرار دیتا ہے اور دجال ٹہیراتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش کی طرح اُسکی تائید مین برس رہے ہین انکی بہی پروا نہین رکہتا - کیا ایسے شخص کے لئے بہی کوئی سزا ہے یا نہین - مگر اب ان باتون کو طول دینے کی ضرورت نہین کیونکہ اب بابو صاحب اپنے مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور بدزبانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہین -

پہر بابو صاحب کا ایک اور الہام ہے جو انکی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ مین درج ہے اور وہ یہ ہے ان یقولون الا کذبا اتبع ھواہ وکان امرہ فرطا - یعنی جو دعویٰ یہ شخص کرتا ہے اُسکا جہوٹا دعوے ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچہے چلتا ہو اور وہ حد سے بڑہ گیا ہے یعنی اب اسکی ہلاکت کے دن آ گئے ہین - اس الہام کا جواب بہی پڑہنے والے خود بخود ہی سمجہہ لین -

✝ بعض نادان پیہ ذکر کر کے کہتے ہین کہ اگر الٰہی بخش نامراد مر گیا تو آپ کی مرادین کب پوری ہو گئی ہین لیکن نہین سوچتے کہ مین تو ابتک زندہ ہون اور میری مرادین دن بدن پوری ہو رہی ہین لیکن بابو صاحب تو فوت ہو چکے ہین اور انکا عصائے موسیٰ [illegible]

مگر اب بابو صاحب کے حامی فرماوین کہ خدا تعالیٰ کا وہ معاملہ جو وہ اپنی قدیم سنت کے موافق جھوٹون سے کیا کرتا ہے وہ میرے ساتھ اُسنے کیا یا بابو صاحب کے ساتھ بموجب تعلیم قرآن شریف کے جو منجانب اللہ ہونیکا جھوٹا دعوے کرتا ہے وہ نامراد رہکر ہلاک ہوتا ہے سو کیا یہ سچ نہین کہ یہی انجام بابو صاحب کا ہوا؟

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ مین میری نسبت یہ الہام لکھتے ہین سینالھم غضب علی غضب جعلتہ کالرمیم - کالعھن المنفوش یعنی اس شخص پر غضب نازل ہوگا اور مین بوسیدہ ہڈی کی طرح اُسکو کر دونگا اور اس روئی کی طرح جو دُھنی جاتی ہے - اس الہام کو بھی ناظرین آپ ہی سوچ لین کہ کس پر صادق آیا -

پھر صفحہ ۴۳۷ مین میری نسبت یہ الہام ہے ثم اماتہ فاقبرہ یعنی خدا اُسکو مار یگا اور پھر قبر مین ڈالے گا -

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۴۴۱ مین بابو صاحب کا یہ الہام میری نسبت ہے یمیز الخبیث من الطیب جعلناہ ھباءً منثورا - سلام علیکم کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ جس کا ظہور انشاء اللہ وقت مقرر پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے جدا کرکے دکھلا دیگا یعنے کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھلائیگا کہ ثابت ہو جائیگا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون ہے اور اس شخص کو ہم (یعنی مجھ کو) پراگندہ غبار کیطرح کر دینگے یعنی ہلاک کر دینگے مگر اے الٰہی بخش تم پر سلامتی ہے تمہارے لئے خدا نے رحمت لکھی ہے تم ہلاکت سے بچو گے ✠ - اب سوچنے والے سوچ لین کہ آخر انجام کیا ہوا؟ کیا وہ تباہی جو میری نسبت بابو صاحب کا الہام بتاتا ہے وہ اُنہین پر آئی ہے یا نہین؟

پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ ان کو الہام ہوا یا نارکونی بردا وسلاما یعنے اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا ہمین نہین معلوم کہ کونسی آگ اُن پر ٹھنڈی ہو گئی صرف طاعون کی آگ اُن پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور ان کا کام ایک دن مین

✠ یہ تو عجیب بات ہے کہ میرے لئے تو طاعون سے مرنے کا بابو صاحب نے دو دفعہ الہام لکھا اور میری زندگی میں بابو صاحب میری زندگی ہی میں جس کی موت اور تباہی کے منتظر تھے طاعون سے مر گئے اگر صد ہا ہوں جو میرے حق میں ہو سے اُلٹے بابو صاحب کے بارہ میں لکھے میرا کیا نقصان ہوا یہ کیا بات ہے کہ آپ ہی ایسے ہوں ... انہیں ... جواب دو ۔ منہ

تمام کر گئی - صدہا آدمی لاہور مین طاعون مین مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب
جانبر نہ ہو سکے اور بے وقت موت نے ہزارون حسرتون کے ساتھ اس دُنیا سے کوچ کرا دیا
اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف اُن کے دوستون کے لئے محض للہ لکھنا پڑا ہے
کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا فتنّا بعضہم ببعض یعنی
ہم نے الٰہی بخش کی موت سے اُن کے دوستون کا امتحان کرنا چاہا ہے کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہین
یا نہین یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی سختی کے
ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور کوئی دقیقہ اُنہون نے تحقیر اور توہین کا اُٹھا نہین رکھا تھا اور
لوگون کو اُنہون نے اپنی کتاب سے گمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منتظر
تھے اور اپنے دوستون کو صدہا الہامات اس قسم کے سُنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے
میری موت اپنی کتاب مین شایع کی تھی - پھر یہ کیا ہوا کہ وہ خود طاعون سے نامرادی کیساتھ
مر گئے اور ہر ایک پہلو سے خدا نے میری مدد کی اور قرآن شریف مین کھلے طور پر لکھا ہے کہ
کتب اللہ لاغلبنّ انا ورسلی یعنی خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اسکی طرف سے
آتے ہین وہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہین - پس اسمین کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے
مقابل پر غالب نہ آسکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس ملک مین اُٹھا تھا اور اس طوفان سے
زیادہ تھا جو موسے اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بہت بڑا تھا اس طوفان مین
بابو صاحب باوجود موسیٰ کہلانے کے غرق ہو گئے اور جس کو فرعون کہتے تھے اُسکو خدا نے
اپنے فضل و کرم سے نجات دی - مین یقیناً سمجھتا ہون کہ اس وقت اُن کے مُنہ سے یہ الفاظ
ضرور نکلے ہونگے کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل - پھر مین پوچھتا ہوں کہ خدا نے
سورہ فاتحہ مین جو امّ الکتاب ہے انسانون کے تین طبقے رکھے ہین -
(۱) منعم علیہم (۲) مغضوب علیہم (۳) ضالین - پس اب سوچ کر فرماوین کہ
بابو الٰہی بخش صاحب کو خدا تعالیٰ نے کس طبقہ مین داخل کیا ہے - اگر آپ کے نزدیک

وہ منعم علیہم میں داخل ہیں تو یہ ثبوت آپکے ذمہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب اللہ سے ثابت ہے اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون بھی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اِس کے یہ بھی ثابت کرو کہ اُنپر انعام کیا ہوا اور وہ انعام وہ چاہیے جو دنیا کے سامنے ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفارہ کیطرح نہ ہو جو صرف اپنا خیال ہے اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور توریت سے ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اوّل طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں اُن کو کبھی طاعون نہیں ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ رجز اللہ جو کفار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی ہے اُسمیں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کئے جاتے پس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیارا ٹھہراتا ہے کہ عصائے موسیٰ میں یہ الہام لکھا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گرفتار ہو گیا۔ یہود کی نسبت آیا ہے لم یعذبکم بذنوبکم۔ ہاں مومن مذنب جو اول طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اسکو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے مگر خدا سے جو مرسل بن کر آیا ہے اُسکو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اس آیت کے نیچے ہیں کہ اولٰئک عنہا مبعدون۔

اور اگر آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو فرقہ ضالین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب اُن کیلئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمداً انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بدزبانی اور شوخی اور اشتعال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات بھی سُن سکیں جس شخص نے میرا ذکر اُن کے سامنے پیش کیا اول تو مجھ انہوں نے دس بیس گالیاں سنا دیں اور پھر عمداً سچی بات سے انکار کر دیا مگر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہے پس درحقیقت ان کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معاملہ کیا ہے وہ دانشمندوں کیلئے عبرت کے لائق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ انہوں نے مجھے بہت ہی دکھ دیا تھا ؎ تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

بہلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مدنظر رکھ کر یہ تو بتلا دین کہ کیا آپ لوگون کی یہی مراد تہی۔ اور سچ مچ آپ کی یہی تمنا تہی کہ الٰہی بخش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سے مرجائے اور وہ اُسکا مخالف جس کیلئے اوس نے ہزارون انسانون مین شہرت دے دی تہی کہ وہ طاعون سے مریگا خدا اُسکو اِس مرض سے بچاوے اور اسکو نمایان ترقیات بخشے اور صدہا نشان اُسکے لئے دکہلا دے یہان تک کہ الٰہی بخش کی موت کو بہی اُسکے نشانون مین سے ایک نشان کر دے کیا وہ الہام جو بابو الٰہی بخش صاحب کو ہوا تہا کہ یمیز الخبیث من الطیب یعنی خدا پاک اور ناپاک مین امتیاز کر کے دکہلا دیگا۔ کیا اسکے یہی معنی تہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہو کر اپنے پس ماندون کو داغ حسرت دے جاوے گا وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی عبدالحق صاحب اور اُن کے دوستون پر تہا جب اُن کے گہر مین بابو صاحب جو اُن کے مرشد تہے برخلاف اُن کے تمام دعوون کے فوت ہو کر ایک سخت مصیبت مین اُنکو چہوڑ گئے اور طاعونی مادّہ سے گہر کو بہی آلودہ کر گئے اب بہی خدا تعالیٰ اُن کے رفیقون کو کچہ سمجہ دے تا وہ حق کو شناخت کر لین۔

پہر صفحہ ۲۹۴ مین ایک اور الہام اُن کا ہے اور وہ یہ ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ قل لست مرسلا۔ ذرھم یخوضوا ویلعبوا حتی یلاقوا یومھم الذی کانوا یوعدون۔ یعنی حق آیا اور باطل بہاگ گیا اور اپنے مخالف کو یعنی اِس عاجز کو کہدے کہ تو خدا کی طرف سے نہین اور ان کو چہوڑ دے تا وہ چند روز لہو ولعب مین رہین جبتک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے۔ سبحان اللہ یہ کیسے الہام ہین یہ کیسا حق تہا کہ جہوٹ کے سامنے سے بہاگ گیا اور الہام کو جہوٹا کر گیا اور یہ کیسا وعدہ طاعون کا تہا جو غلطی کہا کر خود ملہم پر ہی وارد ہو گیا۔ کوئی منصف بتلاوے کہ یہ الہامات اگر شیطانی نہین تہے تو اور کیا تہا اگر خدا اپنے پیارون کو ہمیشہ طاعون سے بچاتا رہا ہے تو بیچارہ

الٰہی بخش جسکو یہ الہام ہوا تہا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تہا قل ان کنتم

تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس کو اس سنت اللہ سے کیوں محروم رکھا گیا جو شخص خدا کے بعد سب سے بزرگتر ہے اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اسکی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے اس پر کیوں یہ رجز آسمانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ بابو الٰہی بخش کا ایسی نامرادی کے ساتھ دنیا سے کوچ کرنا اور پھر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے منشاء کے برخلاف کوچ کرنا ایک فیصلہ کن امر ہے اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کسی سے عاجز نہیں ہو سکتا وہ کوئی اور نشان دکھائیگا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا کے صدہا نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں ان سے تو کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے اور صرف دو تین ایسی پیشگوئیاں جو نفس امر کے متعلق پوری ہو گئی ہیں یا نصف حصہ انکا پورا ہو چکا ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سنت اللہ کے موافق ان پر کوئی اعتراض نہیں بار بار انہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ دس ہزار نشان سے منہ پھیرنا اور اگر کسی نشان کی حقیقت سمجھ نہ آوے تو اس پر زور دینا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جسمیں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنیکے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے* سخت خطرناک حالت میں ہیں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں۔

یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ بابو الٰہی بخش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامرادی کی خبریں دیں۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع ہو جاتا اور میں بابو الٰہی بخش کی زندگی میں مرجاتا تو نہ معلوم کہ بابو صاحب کے دوست کن کن لعنتوں کے ساتھ مجھ کو یاد کرتے اور کس معراج عزت اور اوج پر ان کو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص بھی ان میں سے نہیں بولتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور ان کو خوب معلوم ہے

* بعض شریر کذاب کہتے ہیں کہ اگر مرزا سے نشان ظاہر ہوتے ہیں تو مسیلمہ کذاب سے بھی نشان ظاہر ہوئے تھے ان کے جواب میں صرف یہ کہنا کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منہ

کہ بابو صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں۔ اگر وہ نرمی اختیار کرتے تو شاید کوئی دن اور بچ جاتے مگر اُن کے حدیث النفس کے الہام ان کیلئے زہرِ قاتل ہو گئے اُن کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص درحقیقت اپنی تمام ہوا و ہوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سے پاک ہو جاتا ہے اور اس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے وہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ فانیوں کے لئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت وہ فانی ہو چکا ہے یا ابھی جذبات نفسانیہ سے پُر ہے۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست   نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں خاکسار کو عجز بشریت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ناراضی سے کچھ نقصان ہو اس پر الہام ذیل میں حفاظت و سلامتی کی تسلی فرمائی گئی واللّٰہ خیرٌ حافظا وھو ارحم الراحمین✤ فسلام لک یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی رہیگی کوئی قہر الٰہی تجھ پر نازل نہیں ہوگا یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے اُن کو تسلی دی کہ فریق مخالف یعنی اس عاجز مظلوم کی بد دعا سے اُن کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامت رہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام نے اُن کو بد زبانی اور گالیاں دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اسکے بعد اُن کی بد زبانی ایسی بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پُل ٹوٹ کر ارد گرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ صدہا نشان اُن کی زندگی میں پورے ہوئے مگر کسی نشان سے اُنہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے کے بعد یا کسی سے اسکا حال سُننے کے بعد یہی بار بار اُن کا جواب تھا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اور اُن کی رہنمائی کیلئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی آتھم تو بہرحال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا

✤ افسوس انکا کوئی دوست بھی اس بات کو نہیں سوچتا کہ جب کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ انکی حفاظت کریگا اور میرا ناراض ہونا انکو کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ طاعون نے بابو صاحب کو آپکڑا۔ کہاں گئی وہ حفاظت جس کا وعدہ تھا۔ منہ

یا میعاد کے باہر مرا آخر مر تو گیا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی یعنے مرنا اس کا اس شرط سے تھا کہ جب حق کیطرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتھم نے جلسہ مباحثہ مین ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا جب اُسکو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی اسلئے کی گئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا ہے تب اُس نے ساٹھ یا ستر آدمیون کے روبرو جن مین نصف کے قریب عیسائی تھے نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبان مُنہ سے نکالی اور دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور بیان کیا کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجال نہین کہا اور پھر معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا اور خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے اسکو سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہو گیا ہے اور اس کے دل مین عظمت اسلام بیٹھ گئی اور اُس نے شوخی اور بدزبانی قطعاً چھوڑ دی اور باوجود اِن سب باتون کے عیسائی مذہب قایم رہنے کی ثبوت کے لیے اوس نے قسم نہین کھائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اُسکو ملتا تھا اور عیسائی مذہب مین قسم کھانا نہ صرف جایز بلکہ بعض صورتون مین فرض لکھا ہے اور اس امر کو چھپانا محض بے ایمانی اور شرارت ہے حضرت عیسیٰ نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی۔ پس یہ تمام دلایل آتھم کے رجوع پر ہین اور ایک منصف کیلئے کافی ہین اور اگر اسکے رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لئے کافی تھا کہ خدا نے اس کے رجوع کی مجھے خبر دی اور با اینہمہ وہ میرے آخری اشتہار سے چھ ماہ گذرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو پھر کسی خدا ترس آدمی کا کام نہین ہے کہ حیا اور شرم کو ترک کر کے پھر بھی اعتراض سے باز نہ آوے حالانکہ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیون مین کسی شرط کی بھی ضرورت نہین وہ ٹل سکتی ہین کیونکہ وہ مجرم کیلئے ایک عذاب دینے کا وعدہ ہے اور خدا حقیقی بادشاہ ہے وہ کسی کی توبہ اور استغفار سے اپنے عذاب کو معاف کر سکتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کو معاف کر دیا اسی پر تمام نبیون کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے ان یک کاذبا

فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائینگے۔

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اس جگہ استعمال کیا نہ کل کا جس کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں سے بعض تو ضرور ہی ہو جائینگی۔ گو بعض معرض التواء میں رہ جائینگی۔ پس نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہاں اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مفتری کسی طرح عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کیلئے قطعی حکم ہے کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ پس اگر مفتری کیلئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیسی بیحیائی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دعا وغیرہ سے بلا رد ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دیجائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر وارد ہوگی وہ بلا صدقہ خیرات یا توبہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ توبہ استغفار سے بلا ٹل سکتی ہے اور یہ بھی کہ نہیں ٹل سکتی اور پھر جبکہ مجھے خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیدی کہ آتھم نے ضرور رجوع کیا تھا اور آتھم کے قول اور فعل سے اسکے آثار بھی ظاہر ہو گئے تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی اُن لوگوں کی تقوٰے ہے کم سے کم کفّ لسان پر کیوں کفایت نہ کی۔ ✢

بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آ گیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کر دیتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرتے یا نہ ٹھیرتے؟

✢ جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے، وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جنکی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں منجملہ انکے ڈاکٹر عبد الحکیم خان بھی ہے جو بہت خوش ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی طاعون سے فوت ہو گیا ہے ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون

پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آتھم کیلئے یہ شرط مقرر کردی تھی اور اس نے مجھے اپنی وحی کے رُو سے بتلا دیا تھا کہ آتھم اپنی شرارت اور شوخی پر قایم نہیں رہا۔ پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اس بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور حُسن ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھے یہ اطلاع نہیں دی بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خود آتھم نے بھی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پرہیزگار انسان کے یہی لایق تھا کہ اس میں دم نہ مارتا اور خدا سے ڈرتا۔

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی دوسری شاخ اسکے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیشگوئی شرطی تھی سو احمد بیگ بوجہ نہ پورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مر گیا اور اسکے داماد نے اور ایسا ہی اُسکے عزیزوں نے شرط پورا کرنے سے اس کا فایدہ اُٹھا لیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے اِن کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شریک تھے اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہو گئی تو انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا دوسرا نشانہ تھا اُس کو اور اسکے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ اگر ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے ملکر کھایا تھا ایک اُن میں سے مر جائے تو ضرور دوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے سو اسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اُسکے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مُردہ کی طرح ہو گئے انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شایع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ اَیَّتُھَا الْمَرْأَۃُ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱ - پانسو آدمی اور کبھی ہزار اور دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت اور ہمارے مخالفوں کیلئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر کوئی پندرہ سال تک بھی ایسی ہی طاعون رہی تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائیگا یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار ہوں کون ہے کہ اس مقابلہ کیلئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس کہ یہ مخالف لوگ (دیکھو صفحہ ۱۳۳)

توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگون نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر مین پڑ گیا - کیا آپ کو خبر نہین کہ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہوکر اسکو سوچنا چاہئیے کیا یونس ع کی پیشگوئی نکاح پڑہنے سے کچھہ کم تھی جسمین تبلایا گیا تہا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس مین کسی شرط کی تصریح نہ تھی پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کردیا کیا اُس پر مشکل تہا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے -

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضون کے وقت نہین سوچتے کہ ایسا اعتراض سب نبیون پر پڑتے ہین - نمازین بھی پہلے پچاس نمازین مقرر ہوکر پھر پانچ رہ گئیین اور توریت پڑھ کر دیکھو صدہا مرتبہ خدا کے قرار دادہ عذاب حضرت موسیٰ کی شفاعت سے منسوخ کئے گئے ایسا ہی یونس کی قوم پر آسمان پر جو ہلاکت کا حکم لکھا گیا تہا وہ حکم ان کی توبہ سے منسوخ کر دیا گیا اور تمام قوم کو عذاب سے بچا لیا گیا - اور بجائے اسکے حضرت یونس خود سخت مصیبت مین پڑ گئے کیونکہ ان کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ پیشگوئی قطعی تہی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کرنیکا مصمم تہا - افسوس کہ یہ لوگ یونس کے قصہ سے بھی کچھہ سبق حاصل نہین کرتے - اُس نے نبی ہو کر محض اس خیال سے سخت مصیبتین اُٹھائین کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قایم ہو چکا تہا کیونکر فسخ ہوگیا ہے - اور خدا نے توبہ پر ایک لاکھہ آدمی کی جان کو بچا لیا اور یونس کے منشاء کی کچھہ بھی پروا نہ کی -

کیسے نادان وہ لوگ ہین جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادون کو بدلا نہین سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہین سکتا - مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہین لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے رد نہ کر سکے اور تضرع کرنیوالون کیلئے اپنے ارادون کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہیگا یہان تک کہ پہلی آسمانی کتابون مین لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تہی خدا نے اسکی تضرع اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٣٢ - ایسے اندھے ہو گئے ہیں انکو معلوم نہیں کہ در اصل طاعون ہماری دوست اور انکی دشمن ہے جسقدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تہی - پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پہولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں - یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہو جائینگے مگر ہماری کثرت اسکے ذریعہ سے ہو گی پس اس سے زیادہ اندہا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک بے خبر ہے کہ اب تک کئی لاکھہ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کر دیا اور ہر روز ترقی کر رہی ہے - پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہماری عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے در حقیقت ہماری جماعت کا طاعون سے کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ ایک کے عوض ہم نے سو یا زیادہ اس سے پایا - منہ

گریہ وزاری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دی یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے ٹل جاتی ہے پس اگر ان لوگون کا فرضی خدا ان باتون پر قادر نہین تو ہم اسکو نہین مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہین جسکی صفت قرآن شریف مین یہ لکھی ہے کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی ٹلنے کے بارہ مین تمام نبی متفق ہین۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جسکی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اسکی نسبت بہی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہین کرتا جو اسکے علم کے موافق ہو لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تہا ایسا تخلف وعدہ جایز ہے کیونکہ در اصل وہ خدا کا وعدہ نہین بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اُسکو وعدہ قرار دیا ہے اسی کے متعلق سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہین قد یوعد ولا یوفی یعنی کبہی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اُسکو پورا نہین کرتا اس قول کے بہی یہی معنی ہین کہ اس وعدہ کے ساتھہ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہین اور خدا تعالیٰ پر واجب نہین کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹہوکر کہا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنی جہل کا اقرار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجود یکہ فتح کا وعدہ تہا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الٰہی مین عاجزانہ یہ مناجات کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا + کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تہے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہون جو پوری نہ ہو سکین ہر کہ عارف تر است ترسان تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہ بہی اعتراض تہا کہ لڑکا پیدا ہونیکی پیشگوئی کی تہی مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وہ جانتے ہین کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تہا کیونکہ بعد اس کے وہ مر گئی اور اس کے بعد ایک لڑکا بہی مر گیا۔ پہر بعد اسکے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اس کے فضل و کرم سے ابتک زندہ ہین۔ پس خدا کے علم مین مرنیوالے کیطرف وہ پیشگوئی منسوب نہین ہو سکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے

+ یعنی اے میرے خدا اگر تونے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پہر زمین پر کوئی تیری پرستش نہین کریگا۔

* یہ عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اُسکی پیشگوئیوں میں کوئی حصہ متشابہات کا ہوتا ہے اور کوئی بیّنات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ایک جاہل آدمی صرف متشابہات پر نظر رکھ کر پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہے ملہم کے خیال کے مطابق ظہور پذیر نہ ہو تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ جھوٹی نکلی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ملہم کے اپنے خیال میں غلطی ہوئی جیسا کہ حدیث ذھب وھلی اسی پر شاہد حال ہے ہاں برگزیدوں کی پیشگوئیوں میں متشابہات کم ہوتے ہیں اور بیّنات زیادہ۔ مگر ہوتے ضرور ہیں تا خدا اُن سے صالح اور فاسق کا امتحان کرے اور خدا کے برگزیدہ کثرت بیّنات سے پہچانے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انکی پیشگوئیاں متشابہات سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ منہ

متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانیوالا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسرے پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنیکا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اُسکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کیلئے اسلئے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں مگر اس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیت ثابت ہو جاتی ہے خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی

غلطی سے جوان کی کسی پیشگوئی مین ہو مشابہ نہین ہو سکتی کیونکہ ان مین سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اِس قدر ہوتی ہین جوانکی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے - اور اُنکے ہزار ہا نشان ایک پُرزور دریا کی طرح موج زن ہوتے ہین -

ہان اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہان ہین تو مین صرف یہی جواب نہین دونگا کہ مین معجزات دکھلا سکتا ہون بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اسنے میرا دعویٰ ثابت کرنیکے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہین کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہین جنہون نے اس قدر معجزات دکھائے ہون بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا روان کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام مین انکا ثبوت اس کثرت کے ساتھہ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے -

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگون کے ہین جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ مین لکھہ کر اپنی دانست مین بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جسکی حقیقت مرنیکے بعد ان پر کھل گئی ہوگی -

لیکن عام فائدہ کیلئے مین اس جگہ بیان کرتا ہون کہ ان مخالفون کے اعتراض میرے نشانون کے بارہ مین تین قسم سے باہر نہین ہین -

(۱) اول محض افترا اور تہمتین ہین جو خدا تعالےٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہین اور نہایت درجہ کی شرارت اور بیباکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلان پیشگوئی جو فلان شخص کی نسبت تھی پوری نہین ہوئی - حالانکہ جس پیشگوئی کو اسکی طرف منسوب کرتے ہین ہرگز اسکی نسبت وہ پیشگوئی نہین کی گئی تھی جیساکہ پیشگوئی کلب یموت علی کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دی ہے پس اسکا جواب بجز اس کے کیا کہین کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین ۔

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اسکو خدا کا کلام قرار دیکر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اِس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے انکو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس ملک میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برق اور اولے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کیطرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اِسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

کے بعض حصوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے زور سے آیا مگر اسکو بھی کالعدم قرار دیا۔ ایسا ہی خدا نے دوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں مگر ان لوگوں نے ان سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب ان لوگوں کا مقابلہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان درحقیقت خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں اور ایک مامور بندے کی تائید میں ہیں تو وہ بس نہیں کریگا۔ جبتک ان کے قبول کرنے کیلئے گردنیں نہ جھکا دے اور اگر خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ فتحیاب ہو جائیں گے۔

پھر صفحہ ۸۰ میں بابو الٰہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں لاتسلوی بآیات اللہ اور اسی جگہ پر اپنی طرف سے اسکے یہ معنی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدائے عزوجل نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائے ہیں انکی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب نہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو اب تک صدہا نشان ظہور میں آچکے ہیں مگر بابو صاحب کے فرضی نشانوں کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپ کے نزدیک آپکا طاعون سے فوت ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پھر صفحہ ۱۳۸ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ جو اور کا چاہے بُرا اسکا بُرا ہو جائیگا۔ یعنی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی سونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا تو اسکو نہیں چھوڑے گا جب تک اسکو پورا نہ کر لے۔ جو اور کا چاہے بُرا اوسکا بُرا ہو جائیگا۔

اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ میاں الٰہی بخش کے ہاتھ سے کونسا نور پورا ہوا اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ جو اور کا چاہے بُرا اُسکا بُرا ہو جائیگا۔ بڑی صفائی سے پورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ میں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں اور اسی بنا پر انہوں نے الہام بھی شایع کیا تھا سو آخر وہ خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ بابو صاحب کے رفیقوں کو اس جگہ کچھ سوچنا چاہئیے کیا یہی

الہام ہیں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲۴ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم و کریم ایسا فضل و کرم کرے اُسکو اگر امام کی مخالفت مضر ہے تو ایسے الہام کیوں ہوں۔ ہاں اگر اُس قادر مطلق احکم الحاکمین غیاث المستغیثین ہادی المضلین کا اس بے چارہ و بیگناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کرنیکا ارادہ ہے تو اناللہ و انا الیہ راجعون۔

اقول۔ واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش اپنے فضول الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک تو ہو گئے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے انکو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بیباکی اور شوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو اور لوگوں کو راہ راست کیطرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے اور ہزارہا نشان اسکی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُسکو قبول نہ کرے اور کہے کہ مجھے خود الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے کی کوئی برہان واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سب و شتم سے بھی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہوگا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت اُن کے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کھڑا ہونا جسکے ملہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزارہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ ایمانداری اور تقوے کا کام تھا پس اسی چالاکی اور بیباکی کے باعث بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ اور جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

کر سکتے ہیں جب تک کہ اسکے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو ایک خدا کا قول ہو
اور ایک خدا کا فعل ہے اور جبتک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام
شیطانی کہلائیگا اور شہادت سے مراد ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں
سے بہت بڑھکر ہیں۔ ورنہ یہ امر نشان میں داخل نہیں ہو سکتا کہ کسی کو اتفاقی طور پر کوئی سچی خواب آجاوے
یا شاذو نادر کے طور پر کبھی کوئی سچا الہام ہو جاوے کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کیطرف سے تمام مخلوقات
کو بطور بیج کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مراد وہ کثیر التعداد نشان ہیں جو بارش کیطرح برس کر
اور ہمثل کے درجہ تک پہنچ کر خدا کے قول پر قطعی اور یقینی گواہی دیدیں کہ وہ خدا کا قول ہے
نہ انسان کا کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر بھروسہ کرکے جو تمام دنیا کو ہوا کرتے
ہیں یہ دعوے پیش کر دینا کہ میں خدا کی طرف سے ملہم ہوں اس سے بڑھکر کوئی حماقت نہیں۔ اور
خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دیکر کیوں اس نے نامرادی سے ہلاک کیا بلکہ یہ الزام
خود اسی نادان پر آتا ہے جس نے حدیث النفس کو الہام سمجھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپنے فی الفور یقین نکیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے
بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس
کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے
ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں پس سوچنا
چاہیئے کہ اگر بابو صاحب کے الہامات شیطانی الہام نہیں تو خدا کے زبردست افعال نے
انکی کیوں گواہی نہ دی۔ افسوس وہ خود تو مر گئے مگر سخت ذلت و رسوائی کا ٹیکا اپنے رفیقوں
کے مونہہ پر لگا گئے۔ اور اسی طرح بابو صاحب کے پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک
ہو چکے ہیں۔ افسوس دنیا کے لوگ سونے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کھوٹا نکلے مگر اپنے
الہاموں کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کیطرف سے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیا قصور ہے
جو شخص بغیر شہادت فعل الٰہی کے صرف قول پر نازان ہوگا یہی ذلت اسکو ضرور ایک دن دیکھنی

پڑیگی اور نہ صرف نامرادی کی ذلّت اور نہ صرف یہ کہ مباہلہ کرکے فریق مخالف کے مقابل پر موت کی ذلّت بلکہ طاعون کی ذلّت بھی دیکھیگا جسکی نسبت حدیث صحیح مین لکھا ہے کہ الطاعون وخز الجن یعنے طاعون شیطان کی چُبھی ہے ۔ پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بابو صاحب تنزّل شیاطین کے اثر کے نیچے تہے ۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ مین میری اور اپنی باہمی خط وکتابت کو چھاپ دیا ہے اُسکو پڑھکر ہر ایک انسان معلوم کر سکتا ہے کہ مینے بابو صاحب سے اِس بات پر اصرار کیا تھا کہ جو میرے پر اُنہون نے الہام کی بنا پر تہمتین لگائی ہین کہ یہ شخص کذّاب ہے اور مسرف ہے یعنے جو کچھہ دعوے الہام کرتا ہے یہ سب اُسکا افترا ہے ۔ اور حدّ سے بڑھ گیا ہے پس مناسب تھا میرے اِس افترا کو جو انہین اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے شایع کردین تا فیصلہ ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ۔ یعنے اُس سے ظالم تر کون ہے کہ خدا پر افترا کرے یا خدا کے کلام کی تکذیب کرے ۔ اِسکے جواب مین بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ مین ایسے الہامات کے شایع کرنیکا وعدہ دیا ہے ۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷ مین آخری جواب میرا چھپا ہے جسکی یہ عبارت ہے ۔ "مین صرف خدا تعالےٰ سے عقدہ کشائی چاہونگا" تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذّاب کا نام دیتے ہین اور وہ لوگ جو میرا مسیح ہونا تصدیق کرتے ہین اُن مین اللہ تعالےٰ آپ فیصلہ کرے ۔ پھر کتاب کے صفحہ ۹ مین بابو صاحب لکھتے ہین کہ اب مین عام لوگون کے فائدہ کیلئے وہ تمام الہامات مع تفسیرات وتشریحات شایع کردونگا چنانچہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۹ سے اخیر تک وہ تمام الہامات اپنے بابو صاحب نے شایع کردیئے ہین اور بعض الہامات کو مخفی بھی رکھا ہے جو میری سزا یابی سے متعلق تھے بہرحال جس قدر کتاب مین شایع ہوگئے ہین بعض مین اونہون نے میرا نام کذّاب کہا ہے اور بعض مین مفتری اور بعض مین دجّال اور بعض مین ملعون اور بعض مین خائن اور بعض مین ظالم اور بعض مین کافر اِسی طرح اُن کے الہامون نے مجھے بہت سے نام عطا کئے ہین مگر خدا نے

صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کر دیا یعنے کذاب جس کے معنے یہ ہیں کہ میں گویا خدا تعالیٰ پر حد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے افترا کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصائے موسیٰ کا صفحہ ۲۱ اور صفحہ ۷ پڑھینگے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب نے میرے پر لگائی ہے اسکا فیصلہ بجز خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر اسوا اسکے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اس پر افترا کرے وہ سزا سے نہیں بچیگا اور جو شخص خدا کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچیگا۔ پس اِس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو بابو الٰہی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اُسی عدالت سے صادر ہو گیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ مگر بموجب حدیث من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ للحرب بابو صاحب نے اِس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے اب اُن کے رفیق کہتے ہیں کہ وہ شہید ہو گئے۔ مگر میری دعا ہے کہ تمام مفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں

آمین ثم آمین

باب دوم اُن الہامات کے بیان میں جو بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کئے

بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھہرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور مفتری ہے۔ تب میں نے انکی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جسمیں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے

افسوس کہ انہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ کی کچھ بھی پروا کی وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دیدی

کہ مین آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت مین آپ پر نالش نہین کرونگا۔
سو مین کہتا ہون کہ مین نہ صرف انسانی عدالت مین نالش کرونگا بلکہ مین خدا کی عدالت مین
بھی نالش نہین کرنا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے
ہین اور مجھے ناکردہ گناہ ٹھہرا دیا ہے اسلئے مین ہرگز یقین نہین رکھتا کہ مین اسوقت سے پہلے
مرون جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزامون سے مجھے بری کرکے آپ کا کاذب ہونا
ثابت نہ کرے الا ان لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو
۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۵ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا

بر مقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت مین ظاہر ہوگا
جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہین دریا خشک ہوسکتے
ہین موسم بدل جاتے ہین مگر خدا کا کلام نہین بدلتا جبتک پورا نہ ہولے۔

اسی طرح میری کتاب **اربعین نمبر۴** صفحہ ۱۹ مین بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت
یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات
المتواترۃ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردا
یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پاوے مگر خدا تعالیٰ
تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا جو متواتر ہونگے اور تجھ مین حیض نہین بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا
بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے
اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے توجس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان
کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی حکمت انسانی ترقیات
کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا آدم
کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریون پر نظر کرکے استغفار

مین مشغول رہتا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اسکا ایک پاک لڑکے کا جسم طیار کر دیتا ہے اسی بنا پر خدا مین فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہین لیکن یہ نہین کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہین کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹون سے پاک ہے بلکہ اسلئے استعارہ کے رنگ مین وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہین کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہین اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف مین اشارہ کرکے فرمایا گیا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا یعنے خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابون میں اَب یا پِتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ مین ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ مین اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود مین پرورش پاتے ہین اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہین یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لم یلد ولم یولد ہے۔

اور یہ جو مذکورہ بالا الہامات مین فقرہ ہے فقلنا یا نار کونی بردًا

اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دینگے سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیون کو پوری کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے مین وہ ہی جو ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء مین خدا تعالیٰ کیطرف سے ہو کر بدر اور الحکم مین شایع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے

ایک موسیٰ ہے مین اسکو ظاہر کرون گا اور لوگون کے سامنے اسکو عزت دون گا

پر جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اسکو گھسیٹون گا اور اسکو دوزخ دکھلاؤن گا
میرے نشان روشن ہو جائین گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک
ہو جائے گا۔ مین اُس دا ایکہا خدا نال جا پیا ہے۔

خدا نے اِس جگہ میرا نام موسےٰ رکہا جیسا کہ آج سے چھبیس برس پہلے براہین احمدیہ
کے کئی مقامات مین میرا نام موسےٰ رکہا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ مین موسےٰ ایک ہی
ہے دو نہین ہین اور وہ جو دوسرا موسےٰ ہونیکا دعوی کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پہر فرمایا
کہ وہ جو میری طرف سے موسےٰ ہے وقت آگیا ہے کہ مین اُسکو ظاہر کرون اور لوگون مین اُسکو
عزت دون پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسےٰ بنا ہے مین
اسکو گھسیٹون گا یعنے ذلت دکھلاؤن گا اور ذلت کی موت دونگا اور اس کو دوزخ دکھلاؤنگا
یعنے وہ طاعون مین مبتلا ہو کر مریگا۔

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی کیونکہ اس زمانہ
مین میرے مقابل پر موسےٰ ہونیکا دعوےٰ کرنیوالا صرف بابو الٰہی بخش تھا جسکو خدا نے طاعون
سے ہلاک کیا اور اُسکی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزارون انسانون
مین یہ الہام الٰہی شایع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور مین آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات مین جہنم
سے مراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جسمین پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ
بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہونگے نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہون کہ جہنم سے مراد
میری الہامات مین طاعون ہے جیسا کہ ایک مدت گذری کہ ایک الہام مجھے ہو چکا ہے اور
وہ مع تشریح بدر اور الحکم مین شایع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔

یاتی علیٰ جہنم زمان لیس فیہا احد اسکی تشریح یہ کی گئی ہے کہ
ایک زمانہ طاعون پر ایسا آئیگا کہ اس ملک مین ایک بھی نہ ہوگا کہ اسمین داخل ہو یعنی عام طور پر
خدا لوگون کو اس بلا سے نجات دیدے گا۔ اور پہر ایک اور الہام ہے جس مین آگ سے مراد طاعون

ہے اور وہ بہی مدت ہوئی کہ شائع ہوچکا ہے اور وہ یہ ہے **آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے** یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبت رکھتے ہیں وہ بہی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ میں۔

بالآخر ایک منصف انسان کیلئے بابو الٰہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت توجہ کے لایق ہیں۔

اوّل یہ امر غور کرنے کے لایق ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب مجھ سے برگشتہ ہوکر میرے برخلاف اور میری تکذیب میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سُنانے لگے تو اس وقت میری طرف سے اِس امر کے فیصلہ کے لئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ و ۶ میں درج ہے جس کو پڑھکر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ درخواست درحقیقت مباہلہ کے رنگ میں تھی یا یوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت جلشانہٗ کے فیصلہ کیلئے ایک دعا تھی جسکی وہ عبارت جو مطلب سے متعلق ہے ذیل میں لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

"چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جسکا وجود حقیقت میں اُن کیلئے مفید ہے راہ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کسی کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا اُن کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے اِسلئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب کے متعلق ہیں شایع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت انکو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کرینگے (یعنی ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئیگی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو واجب الرحم ہے سراسر کذاب سے نجات پا جائے گی۔ (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذاب خیال کرتے ہیں کہ

گویا میںنے دعوے مسیح موعود کر کے خدا پر افترا کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائیگا (یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت میں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے کوئی گواہی دیگا) اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کوئی کسی قسم کا بیجا حملہ آپ کی وجاہت وشان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا (یعنے یہ چاہوں گا کہ اگر میں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت بابو صاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے کیونکہ بریت کی خواہش کرنا سنت انبیاء ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے خواہش کی"۔ اور صادق کو بری کر دینا خدا کی قدیم سنت ہے*

یہ وہ میرا خط ہے جو بابو صاحب کی کتاب عصائے موسےٰ کے صفحہ ۵ اور ۶ وے میں درج ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس خط میں بھی میںنے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پھر بعد اس کے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی دی اور دوسری طرف بابو الٰہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیا اور وہ صدہا حسرتوں کے ساتھ بمرض طاعون گذر گئے۔ کیا اُس کا دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون سے مر جائیں اور پھر میری زندگی میں مگر خدا نے ایسا کیا

دوسرا امر منصفین کیلئے غور کے لائق یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا اُن کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شایع کر دیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں نامراد اور ناکام رہ کر انجام کار بابو صاحب کی زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعنہ اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑ کر مجھ کو ہلاک کر دیگا برخلاف اس کے بابو صاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی اور خدا تعالیٰ اُن کو ایک لمبی عمر عطا کرے گا اور وہ تمام تباہیاں میری بچشم خود دیکھیں گے اور املاک اور باغ اُنکو دیئے جائینگے اور ایک دنیا اُن کیطرف رجوع کرے گی یہ الہامات قریبًا ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں بابو صاحب نے شایع کئے لیکن بعد

* آج سے چھبیس برس پہلے میری کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع ہو چکا ہے میری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ جیسے پہلے موسیٰ پر جھوٹے الزام لگائے گئے تھے اس موسیٰ پر بھی یعنی اس عاجز پر بھی جھوٹے الزام لگائے جاویں گے مگر خدا اسکو بری کریگا الہام کی عبارت یہ ہے۔ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیہا۔ کیا بابو صاحب کی نسبت یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

اسکے جو بابو صاحب کی موت تک تخمیناً چھ برس کے الہامات تھے وہ بھی کسی مصلحت سے مخفی رکھے گئے ہین ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اس قدر ہین چھ برس کے کس قدر ہونگے۔ مگر اب ان الہامات کے شایع ہونے کی نسبت بالکل نومیدی ہے کیونکہ جیسا کہ مین ہمیشہ سنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور موت و عذاب ہونے کے متعلق تھے۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو اُن کے دوست ایسے الہامات کو کیون شایع کرنے لگے یقیناً وہ فی الفور بلا توقف آگ مین رکھ کر جلا دئے ہون گے - اور اگر وہ نہین جلائے گئے تو منشی عبد الحق صاحب جو اُن کے اول رفیق تھے قسم کھا کر بیان کرین کیا کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف کے بعد سلسلہ الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہان تک کہ چھ برس تک ایک الہام بھی نہ ہوا۔ کاش اگر وہ باقی ماندہ الہامات شایع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کھل جاتی جن لوگون کو محض نفسانی خیال سے میرے ساتھ ضد آپڑی ہے وہ ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کرینگے جس سے سچائی ظاہر ہو جائے مگر خدا انہین چھوڑیگا جبتک سچائی ظاہر نہ کرے - اگر مین کاذب اور مفتری ہون تو میرا بھی ایسا ہی خاتمہ ہوگا جیسا کہ بابو الٰہی بخش کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اگر خدائے عزوجل میرے ساتھ ہے تو ایسی حالت مین مجھے ہلاک نہین کریگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی کیونکہ صادقون کے ساتھ قدیم سے اسکی یہی سنت ہے کہ وہ اُن کو ضایع نہین کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ مین اپنی ناسمجھی سے اُس پر اعتراض کرین اور اسکی نسبت کئی نکتہ چینیان کرین مگر آخر کار صادق کا بری ہونا خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اس اندھی دنیا نے کس نبی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ رکھا ہے یہودی اب تک کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی بھی پوری نہین ہوئی بادشاہی کا دعوٰے کیا مگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ بھی صحیح نہ نکلا۔ اسی زمانہ مین ہی واپس آنا بتلایا تھا وہ بات بھی غلط ثابت ہوئی یہ ہین اعتراض یہودیون اور ملحدون کے جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیون پر کرتے ہین اور عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین پس ضرور تھا کہ مجھ پر بھی کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ہزارہا نشانون

سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جنکی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ +

بابو الٰہی بخش کے دوستوں کیلئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر گئے کہ میں انکی زندگی میں ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائیگا مگر برخلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں سے اُس نے مجھے تسلّی دی کہ وہ مجھے غالب کریگا اور میری صداقت ظاہر کر دیگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب مقدسہ عصائے موسیٰ میں اپنے الہامات کے ذریعہ سے میری نسبت سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ شایع کر چکے کہ یہ شخص مردود درگاہ الٰہی ہے اور خدا کہتا ہے کہ میں اُسکو طاعون سے ہلاک کروں گا اور وہ تباہ اور ذلیل اور ناکام ہو کر مریگا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ برس تک برابر اُن کے الہامات کے مخالف میرے پر اپنی تسلّی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اِس قدر بلکہ ساتھ ساتھ زبردست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی پیشگوئیاں درحقیقت دو حصوں پر مشتمل ہیں ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں اور کچھ بعد اسکے میری دوسری کتابوں میں درج ہو کر شایع ہوئیں۔ اور یہ پیشگوئیاں بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دوسرا حصہ پیشگوئیوں کا وہ ہے جو کتاب عصائے موسیٰ کے بعد بابو صاحب کی موت تک شایع ہوتی رہیں اور بابو صاحب تو عصائے موسیٰ کو تصنیف کر کے پھر اپنے الہامات کے شایع کرنے سے چپ ہو گئے مگر ان چھ برسوں میں جو عصائے موسیٰ کے بعد آج تک گذرے صدہا پیشگوئیاں خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملیں جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور اخبار بدر اور اخبار الحکم قادیان میں شایع ہوتی گئیں۔ ایسا ہی میرے رسالوں میں جو وقتاً فوقتاً عصائے موسیٰ کے بعد تالیف ہوئے

+ خدا تعالیٰ لاکھ ہزار بار زبردست نشان دکھلا کر دشمنوں کے مونہہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بے حیا مونہہ ہیں کہ اس قدر طمانچے کھا کر پھر سامنے آتے ہیں اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں تو اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے اور اگر ایک بات سمجھ نہ آوے تو شور مچا دیتے ہیں دراصل ان کے دل ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا

اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوئیں۔ غرض یہ چھ برس بھی جو عصا کے موسے
کی تصنیف سے بابو صاحب کی موت تک ہوتے ہیں خالی نہیں گئے اور بارش کیطرح الہام الٰہی
برستا رہا۔ ان الہامات الٰہی کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ
میں تجھے اپنے انعامات سے مالا مال کرونگا اور بہت سے تیرے دشمن تیرے روبرو ہلاک کئے جاوینگے
اور اُن کے گھر ویران کر دیئے جائینگے۔ اور وہ حسرت اور نامرادی سے مرینگے اور جو تیری اہانت
کے درپے ہے میں اُسکو ذلیل کرونگا کیونکہ میں نے یہی لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میرے رسول
غالب ہو جاتے ہیں اور میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمہ سے بچاؤنگا اور
تو دیکھے گا کہ میں مجرموں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ قضا و قدر نازل کرونگا جس
سے تو راضی ہو جائیگا اور آخر کار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ
تیری سچائی ظاہر کرونگا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑونگا۔ میں تیرے ساتھ
کھڑا ہو جاؤنگا اور اُسکو ملامت کرونگا۔ جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں
کہ خدا کے نور کو بجھا دیں مگر خدا اپنے گروہ کو غالب کرے گا۔ تو کچھ بھی خوف نہ کر میں تجھے غلبہ
دونگا۔ ہم آسمان سے کئی بھید نازل کرینگے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے
اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو ہم وہ باتیں دکھلائینگے جن سے وہ ڈرتے تھے۔
پس تو غم نہ کر خدا اُنکی تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا
جبتک کہ وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلائے۔ کوئی نبی دُنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا
جس کے دشمنوں کو خدا نے رسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شر سے نجات دینگے۔ ہم
تجھے غالب کرینگے۔ اور میں عجیب طور پر دُنیا میں تیری بزرگی ظاہر کرونگا میں تجھے راحت
دونگا اور تیری بیخکنی نہیں کرونگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤنگا اور تیرے
لئے میں بڑے بڑے نشان دکھاؤنگا اور ان عمارتوں کو ڈہا دونگا جو مخالفوں نے
بنائیں یعنی اُن کے منصوبوں کو پامال کر دونگا۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جسکے وقت کو ضایع

* اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں اور طاعون کیوقت اس گھر میں رہتے ہیں خواہ عیال اطفال ہیں خواہ خادم ہیں سب کو
طاعون سے بچایا جائے گا۔ منہ

نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضایع نہیں ہو سکتا۔ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور نیز اُنکی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کی شر سے بچائیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا اور خدا اُن پر حملہ کرے گا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے۔ خدا تلوار کھینچ کر آئیگا۔ تا دشمن اور اُسکے اسباب کو کاٹ دے۔ خدائے رحیم سے تیرے پر سلام وہ تجھ میں اور مجرموں میں امتیاز کرکے دکھلادیگا۔ ان کو کہدے کہ میں صادق ہوں پس تم میرے نشانوں کے منتظر رہو۔ حجت قایم ہوجائیگی اور کھلی کھلی فتح ہوگی۔ ہم وہ بوجھ اُتار دینگے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑھ کاٹ دی جائیگی وہ چاہتے ہیں کہ تیرا کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پورا کرکے چھوڑے۔ خدا تیرے آگے آگے چلیگا اور اُسکو اپنا دشمن قرار دیگا جو تیرا دشمن ہے۔ جس پر تیرا غضب ہوگا میرا بھی اُسی پر غضب ہوگا۔ اور جس سے تو پیار کریگا۔ میں بھی اُسی سے پیار کرونگا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار اُنکی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ میں چودہ۱۴ چارپایوں کو؎ ہلاک کرونگا۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا مگر جو وجود لوگوں کیلئے مفید ہے میں اُسکو دیر تک رکھونگا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جسکی تعریف ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اسکو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دونگا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹونگا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہوجائیگا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ عنقریب خدا تجھے وہ انعام دیگا کہ تو راضی ہوجائیگا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شایع ہونیکے بعد مجھ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں ہوئے جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہوکر شایع ہوئی ہو

؎ وہ بابو الٰہی بخش صاحب گیارہ۱۱ چارپایوں کے ہلاک ہونے کے بعد طاعون کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ جیسا کہ اس الہامی شعر میں ہے۔ بر مقام فلک شدہ یارب گر امید دہم مدار عجب۔ بعد گیاراں۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بابو صاحب کا بارھواں۱۲ نمبر تھا اور ان کے بعد دو اور ہیں تا چودہ۱۴ پورے ہو جاویں۔ منہ

اُسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے۔ اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اے ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور ان الہامات کا مقابلہ کرکے خود ہی بتلا دیں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کے لئے تو یہ مقابلہ کافی ہے اسی سے سچا جھوٹا معلوم ہوجاتا ہے اور اگر نیت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا۔

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱- قادیان کے آریوں نے محض مجھے دکھ دینے اور بدزبانی کرنے کیلئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور ایڈیٹر اور منتظم اسکے تین آدمی تھے ایک کا نام سومراج۔ دوسرے کا نام اچھر چند تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے ان کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وہ اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲- اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اسکو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی اصلیت طشت ازبام کرنے کا ذمہ اٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بد اخلاق۔ شہرت کا خواہان۔ شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ ۲۲- مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا مکار اور فریب اور جھوٹھ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲- دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھتا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت ازبام کرینگے اور ہمیں امید ہی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہونگے۔

اور پرچہ ۲۲- دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے

لوگ بدچلن اور بدمعاش ہین - غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیون سے بہرا ہوا نکلتا رہا ہے - مینے کئی مرتبہ جناب الٰہی مین دعائین کہین کہ خدا اس اخبار کے کارکنون کو نابود کر کے اس فتنہ کو درمیان سے اٹہادے چنانچہ کئی مرتبہ مجہے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ انکی بیخکنی کریگا زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تہا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان مین رہتے تہے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے اِن کے جہوٹھ کو بطور سچ کے دیکہا جاتا تہا - چنانچہ اُنہون نے خود بہی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۶ء مین محض دہوکا دینے کے لئے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے ... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ مین اُن کے ساتہ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو انتی غور کے بعد ہمین یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار خودغرض عشرت پسند بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے " اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسایگی کا دعوےٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہین کہ یہ شخص درحقیقت مکار اور مفتری ہے ایسے لوگون کی گواہی کا کس قدر دلون پر اثر پڑ سکتا ہے - پہر اسی پرچہ مین لکہا ہے کہ نشان تو ہمنے اس مدت تک کوئی نہین دیکہا البتہ یہ دیکہا ہے کہ یہ شخص ہر روز جہوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے -

پس یہی باعث تہا کہ مجہے ان لوگون کے حق مین بددعائین کرنی پڑین - آخر مین نے ایک رسالہ لکہا جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** اس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن مین سے ایک کا نام شرمپت اور دوسرے کا نام ملاوامل ہے یہ دونون مدت تک میرے پاس آتے رہے ہین اور بہت سے نشان آسمانی ہین جو اُنہون نے بچشم خود دیکہے ہین وہ میرے اُن تمام نشانون کے گواہ ہین جنکے وجود کو شبہ چنتک کے اڈیٹر و منتظم قطعی انکار لکہہ کر مجہہ کو مکار اور مفتری قرار دیتے ہین اگر مین ایسا ہی کاذب اور مکار ہون تو یہ دونون قسم کہا جائین کہ ہم نے یہ نشان نہین دیکہے - سو آجتک اُنہون نے قسم نہین کہائی مگر ان تینون کے بارے مین یعنے سوم راج اور اچہر چند اور بہگت رام کی نسبت جو کچہہ مجہے خدا سے معلوم ہوا مینے اس رسالہ مین لکہدیا - چنانچہ منجملہ ان کے ایک دعا ہے جو اسی رسالہ کے ٹائٹل پیج کی

صفحہ دوسرے مین لکھی گئی اور وہ شعر یہ ہین :-

موت لیکھو بڑی کرامت ہی	پہر سمجھتے نہین یہ شامت ہے
میرے مالک تو انکو خود سمجھا	آسمان سے پہر اک نشان دکھلا

اس شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے چاہا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت کی طرح خدا قادیان کے آریون پر عذاب کے طور پر کوئی نشان ظاہر کرے۔ پہر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ مین یہ پیشگوئی ان لوگون کے حق مین کی کہ یہ لوگ ان نبیون کی تکذیب مین جنکی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئی ہین۔ خدا جو اپنے بندون کے لئے غیرت مند ہی ضرور اسکا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیون کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا..... خدا انکا اور ہمارا فیصلہ کرے اور پہر اسی کتاب کے صفحہ ۵۳ سے ۵۴ تک پیشگوئی کے طور پر اخبار شبھ چنتک کے اڈیٹر وغیرہ کی نسبت یہ شعر ہین :-

یہ پیشگوئی سوم راج وغیرہ شبھ چنتک منتظمین کے متعلق ہے

کہنے کو وید والے پر دل ہین سب کے کالے	پر وہ اٹھا کے دیکھو ان مین بہرا یہی ہے
فطرت کے ہین درندے مُردار ہین نہ زندے	ہر دم زبان کے گندے قہر خدا یہی ہے
وین خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر	سب گالیون پہ اترے دل میں اٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہین ہے آنکھون مین انکی ہرگز	وہ بڑھ چکے ہین حد سے اب انتہا یہی ہے
ہمنے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا	اسنے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے

پہر اسی کتاب کے صفحہ ۶۱ مین چند شعر بطور پیشگوئی کے ہین اور وہ یہ ہین :-

اے آریو یہ کیا ہے کیون دل بگڑ گیا ہی	ان شوخیون کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے
مجھ کو ہو کیون ستاتے سو افترا بناتے	بہتر تہا باز آتے دور از بلا یہی ہے
جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا تہا کٹ کر	ماتم پڑا تہا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہین ستانا پاکون کا دل دکھانا	گستاخ ہوتے جانا اسکی جزا یہی ہے

یعنی جو آریہ لیکھرام کیطرح بد زبانی سے باز نہین آا وہ بھی عذاب سے نہیں بچیگا

یہ ہین پیشگوئیان جو اسوقت کی گئین جب اخبار شبھ چنتک کے اڈیٹر اور منتظم گالیان دینے مین حد

✤ منشی اللہ دتا سابق پوسٹماسٹر قادیان حال کلرک ڈاکخانہ امرتسر ہیڈ آفس بنام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم مندرجہ ذیل خط امرتسر سے لکھتے ہیں اور وہ ہماری جماعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ ہمارے مخالفوں کی جماعت میں ہیں اور مضمون خط یہ ہے۔ لالہ اچھر چند ورما آریہ قادیان کی طاعونی موت کا حال سنکر مجھے اُس دن کی گفتگو یاد آئی کہ جو میرے سامنے آپکی اور لالہ اچھر چند کے درمیان ہوئی تھی جو بالکل درست ہوئی اور وہ اسطرح پر تھی کہ ایک دن لالہ اچھر چند اور آپکے درمیان حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ و راثنائے گفتگو میں آپنے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا طاعون سے محفوظ رہنا ایک نشان ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں طاعون سے محفوظ رہونگا اس پر لالہ اچھر چند نے کہا تھا کہ لو میں بھی مرزا صاحب کیطرح دعویٰ کرتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا۔ جس پر آپ نے اسکو کہا تھا کہ تو ضرور طاعون سے ہلاک ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ والسلام۔ ۲۲؍ اپریل ۱۹۰۷ء

بڑھ گئے اور خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ اب وہ ہلاک ہونیکو ہیں چنانچہ اکثر وہ الہام اخبار بدر اور
الحکم میں بھی شایع ہو گئے۔ تب بعد اس کے اُن بدقسمتوں کی سزا کا وقت آگیا اور یہ تین آدمی تھے
ایک کا نام سوم راج تھا دوسرے کا نام اچھر چند تھا۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ پس خدا کے
قہری طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے
اور انکی بلا انکی اولاد اور اہل و عیال پر بھی پڑی چنانچہ سوم راج نہ مرا جبتک اس نے اپنے عزیز
اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھ لی۔ یہ ہے پاداش شرارتوں اور شوخیوں کی۔ مگر ابھی میں
نہیں باور کر سکتا کہ باقیماندہ رفیق ان لوگوں کے جو قادیان میں موجود ہیں شرارتوں سے باز آجاینگے
برگزیدہ نبیوں کی روحیں انکی بدزبانی اور توہین کی وجہ سے اپنے خدائے قدیر کے آگے فریاد
کر رہی ہیں۔ پس وہ پاک روحیں بلاشبہ یہ عزت رکھتی ہیں کہ خدا کی غیرت ان کیلئے بھڑکے۔
اسلئے یقیناً سمجھو کہ یہ قوم اپنے ہاتھ سے فنا کا بیج بو رہی ہے یاد رہے کہ ناپاک طبع لوگ ہرگز سرسبز
نہیں ہو سکتے اور جو درخت خشک ہی ہو اور پھر زہریلہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے
بلکہ وہ سب سے پہلے کاٹا جائیگا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ان تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان
ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہے
اور کب وہ انکی طرح میری نسبت اخبار میں شایع کرتا ہے کہ یہ شخص مکار اور کاذب ہے اور ہم نے
اسکا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

اے قادیان کے آریو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور جھوٹ بولنے پر کمربستہ
نہ ہو جاؤ وہ ایک دم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو فنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تم نے
دیکھے اگر کوئی شریف طبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اسکی
گمنامی اور کس مپرسی کے زمانہ کے بعد اُس پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لاکھوں
انسان اُس کے تابع ہو جائیں گے اور مخالفوں کے مکروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹلیگی
اور کون ناداری کے زمانہ میں یہ خبر دیسکتا ہے کہ اس پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے

کہ ایک دُنیا مخالف اور اموال کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرے گی اور خدا اُن کے دلون مین الہام
کریگا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اس کی مدد کرین اور اسکی راہ مین فدا ہون۔ پس اے
آریو! تمہین معلوم ہے کہ میری گمنامی اور ناداری کے زمانہ مین جبکہ مین دُنیا کی نظر سے پوشیدہ
تہا خدا نے براہین احمدیہ مین یہی خبرین دی تہین جو اب مینے لکھی ہین اور اس نے مجہے مخاطب کرکے
فرمایا تہا کہ ہر ایک طرف سے دُنیا تیری طرف رجوع کریگی اور لاکہون انسان خدمت کیلئے حاضر
ہو جائینگے اور اس قدر لوگ آئینگے کہ قریب ہے کہ تو انکی ملاقات سے تہک جائے یا بدخلقی کرے
اور ان کے آنے سے راہین گہری ہو جائینگی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف الٹ آئیگا اور دشمن
زور لگائینگے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پوری کریگا۔ پس تم سب سے پہلے اس پیشگوئی کے گواہ تہے پر دانستہ اپنی گواہی کو چہپایا۔

اے بیخوف اور سخت دل قوم کیا تمنے اس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ
مین نہین پڑہا اور کیا تم اسکے گواہ نہین ہو کہ درحقیقت یہ پیشگوئیان اس زمانہ کی ہین کہ جبکہ کوئی
عقل یہ رائے ظاہر نہین کرسکتی تہی کہ ایسا کبہی ہو جائیگا۔ اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ دُنیا مین کوئی
انسان ایسی پیشگوئی ایسے گمنامی کے زمانہ مین کرسکتا ہے۔ اگر دنیا مین اسکی کوئی اور بہی نظیر ہے
تو پیش کرو ورنہ یقیناً سمجہو کہ خدا کی حجت تم پر پوری ہو چکی اب تم کسی طرف بہاگ نہین سکتے۔ جو شخص
خدا کے نشان کو بیعزتی سے دیکہتا ہے وہ اول درجہ کا خبیث فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے
اور نہین مرتا جبتک کوئی دوسرا غضب کا نشان نہ دیکھ لے۔ سو تم شوخیون سے باز آجاؤ ایسا نہو
کہ خدا کا قہر تم پر وارد ہو جاوے اور تم نیست و نابود ہو جاؤ۔ وہ قادر خدا انسان سے تہک نہین
سکتا مین دیکہ رہا ہون کہ وہ کوئی اور نشان دکہائیگا کیونکہ دُنیا نے اُسکے نشانون کو قبول نہین
کیا اور ہنسی ٹہٹہا کیا۔ عجیب حالت زمین کی ہے گویا مر گئی کوئی شخص تقوٰے کی آنکہ سے نہین دیکہتا
کہ کہان تک حقیقت کہل گئی ہے۔ تکذیب کیطرف جہک گئے ہین اور خدا کے نشانون سے کوئی فائدہ نہین اُٹہاتے
ہر ایک کے نزدیک انبیا صرف قصے ہین اور خدا کے یہ چمکتے ہوئے نشانون پر اُن قصون کو ترجیح دیتے ہین۔ اسلئے
مین دیکہتا ہون کہ دُنیا کے یہ علامات ردّی ہین نہ معلوم کہ کیا ہونے والا ہے کہ دل سخت ہو گئے اور

آنکھیں اندھی ہوگئیں اور خوف خدا جاتا رہا پر میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ بعد اس کے اور نشان ہیں جو قیامت کا نمونہ ہیں - کاش لوگ سمجھتے اور آنیوالے قہر سے بچ جاتے خدا نے فرمایا کہ ایک قیامت برپا ہوئی یعنی ہوگی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۷ء تھی جب یہ الہام ہوا -

ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے
کہ یہ جان آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے
کہ عزت مجھکو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے
دلوں میں اس نشان سے استقامت آنیوالی ہے
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

نشان کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز
اگر تیرا بھی کچھ دین ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
خدا رسوا کریگا تمکو میں اعزاز پاؤں گا
خدا اظہار کریگا اک نشاں پر رعب و پرہیبت
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب

نشان نمبر ۲۰۲ کہ میرے ایک دوست سید ناصر شاہ اوورسیر اس گردش اور تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وہ گلگت میں تبدیل کئے گئے تھے اور وہ سفر شدید اور تکالیف شاقہ کا تحمل نہیں کر سکتے تھے آخر وہ رخصت لیکر دعا کرانیکے لئے میرے پاس آئے تا وہ جموں میں متعین ہوں اور گلگت میں نہ جائیں اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ گلگت میں انکی تبدیلی ہو چکی تھی اسلئے وہ نہایت مضطرب تھے - یعنے ایک رات ان کے لئے اور نیز کئی اور دعائیں کیں اور شوکت اسلام کیلئے بھی دعا کی اور نماز تہجد میں دعائیں کرتا رہا - تب تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہوگئیں جن میں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے اس پیرایہ میں مجھے اطلاع دی گئی کہ سید ناصر شاہ کی تبدیلی ملتوی کی گئی - سو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کے بارے میں میری دعا قبول کی اور نیز اس وجہ سے بھی خوشی ہوئی کہ خدا کے فضل اور رحمت کے بڑے نشان یہ ہیں کہ وہ دعا قبول کرے

فی الفور میں نے اُن کو اطلاع دیدی کہ تمہاری نسبت میری دعا قبول ہو گئی۔ پھر بعد اس کے شاید تیسرے دن یا چوتھے دن ریاست کے کسی اہلکار کا اُن کو خط آ گیا کہ آپ کی تبدیلی ملتوی کی گئی تب وہ چند روز بعد مجھ سے رخصت ہو کر جموں چلے گئے اور جموں میں جا کر اُنہوں نے وہ خط بھیجا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد مسیح موعود و مہدی معہود دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور والا کی خدمت میں۔ میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کہ خاکسار کی تعیناتی خاص جموں نمبر اول سب ڈویژن میں ہو گئی ہے احکامات جاری ہو گئے ہیں اور اب یہ خاکسار گلگت نہیں جائیگا۔ الحمد للہ رب العالمین کہ حضور والا کی دُعائیں خداوند کریم نے قبول فرمائیں اور حضور کی دُعا کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے دور دراز سفر سے اس عاجز کو نجات بخشی۔ جناب عالی یہ خاکسار کیلئے بڑا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ میرے پیارے مسیح اور مہدی میری جان و مال آپ پر قربان ہو مجھ کو زیادہ تر یہ خوشی حاصل ہوئی کہ حضور والا کا وہ الہام پورا ہوا کہ آج جو دعائیں قبول ہوئیں اُنہیں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے اور حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ ان دعاؤں میں سے یہ دُعا بھی تھی کہ تمہاری گلگت کی تبدیلی ملتوی رہ جائے اور جموں میں تعیناتی ہو جسکی قبولیت کی اطلاع مل گئی ہو۔ سو خدا کا شکر ہے کہ خدا کے فرمودہ کے مطابق ظہور میں آگیا۔ الحمد للہ! الحمد للہ!!

خاکسار نابکار سید ناصر شاہ اُورسیر سب ڈویژنل افسر جموں
مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۶ء

نشان نمبر ۲۰۳۔ تیرہ[۱۳] اپریل ۱۹۰۶ء سے چند روز پہلے مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اردت زمان الزلزلۃ چنانچہ یہ الہام بدر اور الحکم دونوں اخباروں میں قبل از وقت شایع کر دیا گیا تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب میں پھر زلزلوں کا زمانہ لاؤں گا سو اسکے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جسکی نسبت خیر آباد ضلع پشاور سے مجھ کو خبر ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا

ایساہی لارنس پور اور اور بہت سے مقامات سے اس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سے دوستوں نے خط لکھے اور اخبار سول اینڈ ملٹری میں بھی اسکی خبر شایع کی گئی۔

پھر انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایساہی اس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصہ یورپ میں بھی سخت زلزلے آئے۔ اور بعض شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے اِسلئے سمجھا جاتا ہے کہ اسی پر بس نہیں ہو گا بلکہ اور زلزلے بھی آئینگے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ پھر میں زلزلوں کو زمین پر ظاہر کروں گا سوان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیئے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

نشان نمبر ۲۰۴} مولوی عبد المجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیان للناس میں میرا ذکر کرکے اور بالمقابل اپنے تئیں رکھ کر مباہلہ کے طور پر بد دعا کی تھی کہ کاذب صادق کی زندگی میں فنا ہو۔ سو وہ میری زندگی میں ناگہانی موت سے مرگیا۔ یہ مقام عبرت ہے۔

نشان نمبر ۲۰۵} پھر ایک اور شخص ابو الحسن نام ٭ نے میری ردّ میں ایک کتاب بنائی تھی جس کا نام ہے بجلی آسمانی برسر دجّال قادیانی جس کے کئی مقامات میں کاذب کی موت کے لئے بد دعا ہے بلکہ فرضی طور پر میری وفات کا وقوع ذکر کرکے پنجابی زبان میں ایک مسیا پا لکھا ہے گویا میں مرگیا ہوں اور وہ مولوی میرا سیاپا میری موت کے بعد کرتا ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی مذکور اس کتاب کے شایع کرنے کے بعد خود ہی طاعون سے مرگیا پھر ایک اور شخص ابو الحسن عبد الکریم نام نے دوبارہ اس کتاب کو چھپوایا وہ بھی حال کے طاعون کے دنوں میں طاعون کا شکار ہو گیا۔ تعجب کہ باوجود ان تمام نشانوں کے کوئی سوچتا نہیں کہ جس شخص کے شامل حال اس قدر نصرت الٰہی ہے وہ کیونکر کاذب ہو سکتا ہے اسے پڑھنے والے اِس کتاب کے خدا سے ڈر۔ اور ایک دفعہ اول سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھولدے اور خدا کی

٭ اس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابو الحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن پنجگرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تہا وہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ ۲۳ سطر ۱۱ اور سطر ۱۴ کے شعر میں لکھتا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا کی خدا بیخکنی کرے اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے اور وہ مرجائے اور پھر اس کتاب کے صفحہ .. سطر ۱۵ میں دوسرے حصہ اس کتاب یعنی بجلی آسمانی کا وعدہ کرکے یہ شعر میری نسبت

ہمت سے تو مید ہمت ہو۔

مرد میدان باش و حالِ ما ببین	نصرتِ آن ذو الجلالِ ما ببین
طعنہ ہاے امتحان نامردی است	امتحان کن پس مآلِ ما ببین

اے عزیز عباد الرحمٰن کی نسبت جلدی سے بدظنی کرنا جایز نہیں۔ جن لوگوں نے پہلے نبیوں کی نسبت بدظنیاں کیں اونہوں نے کیا پہل پایا۔ اور یہ خیال بھی اپنے دلوں میں سے نکال دو کہ جبتک وہ تمام علامتیں مسیح موعود اور مہدی معہود کی (جو صرف ظنی روایات کی بنا پر تمہارے دلوں میں ہیں) پوری نہ ہولیں تب تک قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔ یہ قول اُن یہودیوں کے قول سے مشابہ ہے جنہوں نے نہ حضرت عیسیٰ کو قبول کیا اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کیونکہ جو کچھہ اپنی روایتوں کی بنا پر نشانیاں قرار دی تہیں وہ سب پوری نہ ہوئیں۔ پس کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ تمہاری قرار دادہ علامتیں پوری ہو جائینگی۔ نہیں بلکہ ایسی پیشگوئیوں میں ایک امتحان بہی مخفی ہوتا ہے اور خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کے نشانوں کو عزت کی نگہ سے دیکھتے ہو یا نہیں تمام روایات کب سچی ہوسکتی ہیں بہت سی جھوٹی باتیں بھی ملی ہیں اُن پر پورا تکیہ کرنا خطرناک ہے۔

یہ تو بتلاؤ کہ کس نبی کی نسبت مقرر کردہ علامات پوری ہوگئیں جو پہلی قوم نے مقرر کر رکہی تہیں۔ پس خدا سے ڈرو اور پہلے بدقسمت منکروں کی طرح خدا کے مرسل کو اس بنا پر رد مت کرو کہ تم نے اس میں وہ تمام مقرر کردہ علامتیں نہ پائیں اور یقیناً یاد رکہو کہ یہ بات کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کہ انکی تمام مقرر کردہ علامتیں آنیوالے نبی میں پائی جائیں اسی لئے اونہوں نے ٹھوکریں کہائیں اور جہنم میں پڑے ورنہ تمام علامتیں پاکر پھر انکار کرنا انسان کی فطرت میں داخل نہیں۔ کوئی بات ٹھوکر کہانے کی ہوتی ہے جس سے بدقسمت انسان ٹھوکر کہاتا ہے۔ یہود کا گمان تہا کہ مسیح آنے والا ایک بادشاہ کی صورت میں آئیگا اور اُس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اسی وجہ سے آجتک اونہوں نے حضرت عیسیٰ

جس کا نتیجہ دنیا اندر ہو بیتیرے چلی جائے۔ یعنی اس شخص کو خدا جلدی موت دے۔ پھر صفحہ ۹ میں میری نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھتا ہے اور دوسرا حصہ کتاب کے بنانیکا وعدہ کرتا ہے اور ابھی دوسرا حصہ کی نوبت نہیں آئی کہ طاعون میں پکڑا گیا اور اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹتا تہا۔ آخر اسی حالت میں مرگیا یہ ہیں مولوی صاحبان جو مجھ کو جھوٹا

کو قبول نہیں کیا کیونکہ نہ تو اُن سے پہلے الیاس نبی آسمان سے اُترا اور نہ حضرت عیسیٰ بادشاہ ہوئے
کوشش تو کی گئی مگر اُسمیں ناکام رہے اور پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں
کے عالموں بلکہ اُن کے تمام نبیوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ آخرالزمان نبی بنی اسرائیل
میں سے پیدا ہوگا۔ مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا۔ تب
لاکھوں یہودی سعادت قبول سے محروم رہ گئے۔ اگر خدا چاہتا تو ایسی صراحت سے علامتیں
بیان کر دیتا کہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے مگر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صراحت
نہیں کی گئی تو پھر اور کس کیلئے کیجاتی۔ پس یاد رکھو کہ ایسی پیشگوئیوں میں امتحان بھی
مقصود ہوتا ہے۔ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اِس امتحان کے وقت تباہ نہیں ہوتے
اور روایات کو صرف ایک ظنی ذخیرہ خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اگر کوئی
روایت یا حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اسکے معنی کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پس وہ تمام
مدار شناخت کا خدا کی نصرت اور خدا کی تائید اور خدا کے نشانوں اور شہادتوں کو قرار
دیتے ہیں اور جس قدر علامتیں روایتوں کے ذریعہ سے میسر آگئی ہیں اُن کو کافی سمجھتے
ہیں اور باقی روایتوں کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ یہی طریق سعید
فطرت یہودیوں نے اختیار کیا تھا جو مسلمان ہو گئے تھے اور یہی طریق ہمیشہ سے راستبازوں
کا چلا آیا ہے اور اگر راستبازوں اور خدا ترسوں کا یہ طریق نہ ہوتا تو ایک نفس بھی یہودیوں اور
عیسائیوں میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لا سکتا اور نہ کوئی یہودی حضرت عیسیٰ ع
کو قبول کر سکتا بہت سے یہودی اِس ملک میں رہتے ہیں ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیوں وہ لوگ
حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے آخر وہ دیوانہ نہیں ہیں
کوئی عذر تو اُن کے پاس ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ انکی طرف سے تم یہی جواب پاؤ گے کہ وہ علامتیں
جو انکی احادیث اور روایتوں میں لکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں اور اس طرح پر وہ اِس ضد پر قائم
رہ کر داخل جہنم ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اب جبکہ ثابت ہوا کہ تمام قرار دادہ علامتوں کا پورا ہونا شرط

ایمان قرار دینا جہنم کی راہ ہے جسکی وجہ سے کئی لاکھ یہودی واصل جہنم ہو چکے تو اس راہ کو تم کیون اختیار کرتے ہو۔ مومن کو چاہیئے کہ دوسرے کے حالات سے عبرت پکڑے کیا تم تعجب کرتے ہو کہ جس امتحان مین خدا تعالیٰ نے یہودیون کو ڈالا تھا وہی امتحان تمہارا بھی کیا گیا۔ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یقیناً سمجھو کہ یہ کاروبار خدا کا ہے نہ انسان کا پس قبول کرنے مین سابقین مین داخل ہو جاؤ۔ اور خدا سے مت لڑو کہ اس نے ایسا کیون کیا اور اگر تم تقوےٰ کی نظر سے دیکھو تو تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر تمنے مخالف روایات کو مضبوط پکڑ لیا ہے عقل اور انصاف تم پر یہ واجب نہین کرتا کہ تم ضرور ایسا کرو۔ کیونکہ وہ سب مجموعہ ظنیات ہے کہ جو احتمال کذب بھی رکھتا ہے اور قابل تاویل بھی ہے پس اپنی جانون پر رحم کرو یقین کے پہلو کو کیون چھوڑتے ہو کیا ظن یقین کے ساتھ برابر ہو سکتا ہے۔ کیا ممکن نہین کہ وہ روایتین صحیح نہ ہون جن کو تم صحیح سمجھتے ہو یا اور معنی ہون کیا وہ بلا جو یہودیونکو تمام علامتون پر ضد کرنے سے پیش آئی وہ تمہین پیش نہین آ سکتی سو تم اُن کی لغزشون سے فائدہ اُٹھا لو۔ یاد رکھو کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیۃ الدلالت سے کہین ثابت نہین ہوتا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہین بلکہ اُن کی موت ثابت ہوتی ہے پس جسکو قرآن مارتا ہے اُسکو تم کیون زندہ کہتے ہو۔ نبی آسمان پر زندہ تو ہین مگر سب کی یکسان زندگی ہے عیسےٰ کیلئے کوئی نرالی زندگی نہین۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہین۔ اور سورہ نور کو غور سے پڑھو اُسمین یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی امت مین سے ہین۔ اور جبکہ یہود اس امت مین سے ہی پیدا ہونیوالے ہین تو تم کیون تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی اسی امت مین سے ہو اور مجھے کب خواہش تھی کہ مین مسیح موعود بنتا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو مین براہین احمدیہ مین اپنے پہلے اعتقاد کی بنا پر کیون لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئیگا حالانکہ اسی براہین مین خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ مینے پہلا اعتقاد کو نہین چھوڑا تھا جب تک خدا نے

روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھوڑ دیا۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈھکوسلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسٰی اور آنحضرت صلعم پر ظاہر کر دیا۔ پس وہ بصیرت جو زبردست نشانوں کے ساتھ دی گئی ہے میں اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح نہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ ردی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وہ حکم کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزت اُسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہے اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں منہ سے جلدی کرتے ہو اور کیوں زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ صبر کرو اور تقوے سے کام لو۔ اگر میں صادق نہیں اور چوروں اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک چوری اور رہزنی پیش جا سکتی ہے۔

انکہ آید از خدا آید بدو نصرت بدان ۔۔۔ خدمت ادمی کنند شمس و قمر چون چاکران
صادقان را از خدا نورے عنایت میشود ۔۔۔ عشق آن یار ازل می تابد اندر روئے شان
از پئے ہمدردئ دنیا مصیبت می کشند ۔۔۔ خادمان بے اجرت اند و پردہ پوشان جہان
از گروہ اہل نخوت لااُبالی مے زیند ۔۔۔ بادشاہان دو عالم بے نیاز از حاسدان
دل سپردن دلستان را سیرت ایشان بود ۔۔۔ جان دہند از بہر آن دلدار وقت امتحان

اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اُٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار

کرین اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دین - اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائین سُن لے اور اِس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمین وہ وقت دکھا کہ باطل معبودون کی پرستش دُنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندون سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے - اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلون مین بیٹھ جائے - آمین

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا مین دکھا اور میری دعائین قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے - اے قادر خدا ایسا ہی کر - آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ○

تمت بالخیر

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مباہلہ کے رنگ میں اور دوسرا نشان پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوا جن سے دوسو آٹھ ۲۰۸ نمبر نشانوں کا پورا ہوتا ہے لہٰذا ان نشانوں کے لئے دو اور ورق کتاب میں بڑھانے پڑے وھذا من فضل ربی ان ربی ذو الفضل العظیم ولہ الحمد فی الاولی والاٰخرۃ وھو المولی الکریم -

فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

نشان ۲۰۷- ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک ممبر منشی مہتاب علی صاحب نے فیض اللہ خاں بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے ساتھ ۱۲- جون ۱۹۰۶ء کو کیا تھا- اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض اللہ خاں اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ۱۲- اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم بیساکھ سمت ۱۹۶۳ میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیزوں کو بھی لے ڈوبا-

اسجگہ اس بات کا ذکر بھی فایدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس شخص فیض اللہ خاں کا باپ قاضی ظفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اُس نے اِس سلسلہ کے برخلاف ایک عربی نظم* لکھنی شروع کی تو ہنوز اُسے پورا نہ کر چکا تھا اور مسودہ اُس کے گھر میں تھا چھاپنے تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ وہ مرگیا- اب اُس مباہلہ کی تحریر کی عبارت طرفین کی نقل کیجاتی ہے- دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں-

تحریر دستخطی فیض اللہ خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم- نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم-

بعد حمد و صلوات بر سول رب العالمین کے مَیں قاضی فیض اللہ خاں بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی سنّت نبویہ کا پورا تابعدار اس بات کا قایل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے- اور مرزا صاحب کے اس دعوی کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل و مسیح موعود ہیں اور منشی مہتاب علی صاحب خلف الرشید منشی کریم بخش صاحب سکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں- دعوی کرتے ہیں کہ جو شخص انکے اس دعوی کی تردید کرے- اُسپر عذاب الٰہی نازل ہوگا- لہٰذا مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے اُسپر عذاب الٰہی نازل ہو- مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری- اور مَیں مطابقت

* ایک قصیدہ ہم نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا کہ اسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈالدیگا پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا اُس نے اس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا کہ ملک الموت نے اسکا کام تمام کر دیا- منہ

سُنّت نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھہراتا ہوں اور یہ شرط کرتا ہوں کہ اگر یہ عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

قاضی فیض اللہ خاں سکنہ جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

تحریر دستخطی منشی مہتاب علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی

مَیں حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد کو سچا مسیح سمجھتا ہوں اور انکا ہر ایک دعویٰ جو دین کے متعلق ہے بلا کسی شک و شبہ کے صحیح مانتا ہوں مگر میرے مقابلہ پر قاضی فیض اللہ خلف الرشید قاضی ظفر الدین مرحوم یقین کے ساتھ کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب جھوٹا اور اُنکا دعویٰ بالکل گھڑا ہوا اور خود تراشیدہ ہے۔ اس لیے مَیں قاضی صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ کرتا ہوں اور پورا پورا اور کامل یقین مجھے ہے کہ جو ہر دو میں سے جھوٹا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسپر عذاب الیم نازل کریگا زمین آسمان ٹل جائیں گے لیکن یہ عذاب یقیناً نہیں ٹلیگا۔ اور وہ اپنی چمکار دکھا کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون جاری ہے اور آخری دبتر اور اولیٰ طریق کذب اور راستی میں تفریق کرنیکا ہے۔ پس خدا سے میری دعا ہے کہ وہ نتیجہ پیدا کرے۔ اے خدا اے خدا تجھ سے کوئی اَنہونی بات نہیں۔ اگر تُو چاہے تو ایک آن میں عذاب نازل کر سکتا ہے۔ لیکن مَیں سُنّت نبوی کے مطابق ایک سال کی میعاد تجویز کرتا ہوں اور وہ عذاب محض مجھ عاجز پر اور یا قاضی صاحب پر نازل ہونا چاہیئے مثلاً موت یا طاعون یا کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو جانا یہی شرط ہے اور کسی قرابتی اور اپنے کسی متعلق پر کوئی عذاب نازل ہو یا اُسکا مرجانا شرط میں داخل نہ ہوگا اور وہ عذاب صرف ہم دونوں سے مخصوص سمجھا جائیگا۔

خاکسار عاجز مہتاب علی سیاح جالندھری مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

ان بالمقابل تحریروں کے بعد جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ قاضی فیض اللہ خاں مرض طاعون کے ساتھ جیسا کہ جھوٹے کیلیے بددعا کیگئی تھی اور تیرہ سال کے اندر جیسا کہ شرط تھی بمقام جموں ہلاک ہوگیا اور بموجب آیت کریمہ ماکان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللہ مہتاب علی کو خدا نے طاعون سے بچالیا کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق تھا۔ اور فیض اللہ خان طاعون کا شکار ہوگیا کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں کاذب تھا۔

ایسی الہامی پیشگوئیاں اور ایسے الہام اُن لوگوں کو بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ نہیں ہیں اور معمولی انسانوں میں سے ہیں پس برگزیدوں کی شناخت کے لیے قرآن شریف میں یہی معیار ہے کہ انکی الہامی پیشگوئیوں میں متشابہات کا حصہ کم ہو اور اپنی کثرت اور صفائی میں اس درجہ پر ہوں کہ دنیا میں کوئی انکا مقابلہ نہ کر سکے ورنہ ایک ادنیٰ انسان اور ایک فاسق کو بھی الہام ہو سکتا ہے

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی ہے آخر وہ شرپوری ہو جاتی ہے۔

نشان ۲۰۸۔ اس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جابجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی۔ اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں۔ تب مجھے اُسکی نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھائے گا اور یہ بھی الہام ہوا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُنکو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ یہ الہام مدت دراز کا ہے جسپر قریباً تیس برس کا عرصہ گذرا ہے۔ جس سے اسجگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو کھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُنکا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا۔ اور شرمپت کیلیے یہ ایک بڑا نشان تھا لیکن اس نے نہ صرف اسی نشان کے فیض سے اپنے آپ کو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کھلے کھلے نشان دیکھے۔ مگر پھر بھی بدقسمتی سے اسلام قبول نہ کیا۔ مینے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جنکا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہ رویت ہیں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فایدہ نہ اُٹھایا۔ بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہانتک کہ

مسمی سوم راج اور اچھر مل اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُس کا نام شبھ چنتک رکھا۔ اور اس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی۔ کہ آریہ سماج کی عمر اب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ مینے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شایع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷ و ۸ میں ہی شایع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مُردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔

اسی طرح مینے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۴ و ۵ میں جو آریوں کے مقابل پر ۲۸۔ فروری ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیش گوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لیے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت اِن لوگوں کے دلوں میں نہیں .... قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ گویا طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائینگی؟ سنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر مینے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم۔ میں جو ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں یہ پیشگوئی شایع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہی حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کیلیے غیرت مند ہے ضرور اِس کا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلیے کوئی ہاتھ دکھلائے گا۔ پھر مینے اسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم۔ کی نظم میں یعنی صفحہ ۴۵ میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں انکی ہرگز ٭ وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے ٭ ہم نے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا ٭ اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے ٭ اِس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا ان لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائیگا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے ٭ میرے مالک تو انکو خود سمجھا ٭ آسماں سے پھر اک نشان دکھلا ٭ اس دعا کا ماحصل یہی ہے کہ نشان کے طور پر

کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کیگئی تھیں۔ سو ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آگئی ہیں اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا چنانچہ انکے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پُرجوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے جیسا کہ کتاب "نسیم دعوت" میں اُنکا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا۔ اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر انکے اپنی باغیانہ خیالات سے سزایاب ہو گئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزارہا احسان دیکھ کر پھر نمک حرامی کی۔ اور بغاوت کے کلمات سے سخت بد ذاتی دکھلائی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجوں کا خاتمہ ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مُسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

میں اسقدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲۔ مئی ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھکو کشفی طور پر دکھلایا گیا مگر میں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے۔ اور سخت بدزبانی کرتا ہے بعد اس کے الہام ہوا۔ بدی کا بدلا بدی ہے اُسکو پلیگ ہو گئی۔ یعنی ہو جائے گی۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائے گا۔ اگر ایسا کوئی دشمن جسپر تمہارے دل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اس کے مجھے دکھلایا گیا کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ

اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں۔ جبتک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلاوے۔ بعد اس کے الہام ہوا۔ اُس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے وہ دنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھکر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان۔ یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ میری رحمت تجھ کو لگ جائیگی العدو رحم کرے گا اُعْطِیْنَاکَ۔ یعنی ہم اسقدر نشان دکھلائیں گے کہ تو دیکھتے دیکھتے تھک جائیگا۔

اور پھر ۱۳ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو الہام ہوا

سَنُنَجِّیْکَ۔ سَنُعْلِیْکَ۔ سَنُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔ یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے۔ اور ہم تجھے اُنپر غالب کر دیں گے۔ اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کیے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صرف باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بخدمت علماے اسلام

قال اللہ عزوجل

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ

یعنے اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذب ہو۔

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعویٰ پر کہ میں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اُسکے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس ۲۶ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے اور اس مدت میں باوجود دیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنیکے لئے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حکام کیطرف بھی کھینچا مگر میں اُنکے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا۔ تعجب کہ انکو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارہ میں ہوئیں ابتک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو ان کے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے وہ کذاب اور دجال اور مفتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دنیا میں کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جسکو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس برس تک بچاتا رہا یہانتک کہ اس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصہ تک اُسکو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرقہ سے لاکھوں انسان اُسکی تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر دی اور کونسا دنیا میں ایسا کذاب گذرا ہے جسکے مقابل پر ہر ایک مومن مباہلہ کیوقت موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا اور کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جسکے لئے اور جسکی پیشگوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ ۱۵ برس پہلے اسکے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس ۲۶ برس پہلے اور پھر بارہ ۱۲ برس پہلے اور پھر تین ۳ برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی نسبت بارہ اطلاع دیدی تھی

اب اسوقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھدیا ہے اور باوجود اسکے کہ میں ان ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دورے اور ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم میں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کیلئے یہ تمام محنت اُٹھائی اسلئے میں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشایخ اور ان سبکو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر انکو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اول سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور میں پھر انکو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے ایک دفعہ غور اور تدبر سے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ لیں ۔ اور پھر میں تیسری دفعہ اُس غیور خدا کی انکو قسم دیتا ہوں جو اس شخص کو پکڑتا ہے جو اُسکی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اسکو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشایخ اوّل سے آخر تک ایکدفعہ اسکو ضرور پڑھ لیں اور میں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیجدونگا اور بعض دیگر کی نسبت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجایش نہیں تو میں بشرط گنجایش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور انکو اس شرط سے کتاب بھیجدونگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اول سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھینگے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپروا رہکر اور خدا کی قسم کو بے عزتی سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھکر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے آمین

لیکن جو شخص اول سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اوسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے

اب میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المعـــــــــــــــلن

میرزا غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان۔ ۱۵ ۔ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

مطبوعہ [illegible] قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہے اسکی قدیم سے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں۔
(۱) پہلا اور بہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اُسکی تمام صفات کاملہ کیساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اور اُسکی ذات اور صفات مین کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبدء ہے تمام فیوض کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک وجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اُسکی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اُسکی صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اول ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اس سے کہ کسی وقت صفات اُسکی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار رہیں وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے کسیکو علم نہیں کہ پہلے اُس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کریگا اسکی قدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات مین اور اپنی صفات میں اور افعال مین اور اسکی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں وہ ہر ایک چیز سے زیادہ ظاہر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں وہ آفتاب مین چمک رہا ہے اور چاند مین اُسکے انوار ہین مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اُسکی مخلوق ہین اور کافر ہے وہ شخص جو ان کو خدا سمجھے وہ نہان در نہان ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔ ہر ایک روح کو اُسی سے قوتین اور صفات ملی ہین۔ ہر ایک ذرہ نے اسی سے خواص پائی ہین اور اگر وہ صفات اور قوتین اور طاقتین چھین لیجائین تو پھر نہ روح کچھ چیز ہے اور نہ ذرہ کچھ حقیقت رکھتا ہے اسلئے انسانی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اُسکے ہاتھ سے نکلی ہین اور خدا اور روحون مین ایک رشتہ محبت کا بھی اسیوجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اُسکے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہین اور اسی نے اُنکی فطرت مین اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو عشق الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین مین کوئی تعلق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اُسکے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اسیوجہ سے اُس سے محبت کرتی ہے کہ وہ اُس کے جگر کا ٹکڑا ہے پس چونکہ ہر ایک روح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اسلئے اس محبوب حقیقی کی طلب مین ہے پھر غلطی سے کوئی بت پرستی کرتا ہے کوئی سورج کو پوجتا ہے کوئی چاند کے آگے جھکتا ہے کوئی پانی کا پرستار ہے کوئی انسان کو خدا جانتا ہے پس اس غلطی کیوجہ بھی اُسی حقیقی محبوب کی طلب ہے جو انسان کی فطرت مین ہے جس طرح بچہ کبھی

ماں کی طلب میں دھوکہ کھا کر کسی دوسری عورت سے چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دوسری چیزوں کی طرف جھک گئے ہیں خدا کی شریعت ان غلطیوں کو دور کرنے کیلئے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری طاقت کیساتھ ان غلطیوں کو دور کر سکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دور کریگی جو چمکتے ہوئے نشانوں کیساتھ اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا دیگی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں تو وہ بھی ایک بت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا یا پرمیشر نہیں ہو سکتا جو اپنے ظہور کیلئے ہماری منطق کا محتاج ہے اگر خدا ایسا ہی مردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بت تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کر سکتا ہے پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اسکی قدرتوں اور نشانوں کیساتھ دکھلاتی ہے اور وہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصہ میں بھی کامل ہو سکتا ہے اور شریعت کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے کہ انسان ان تمام گناہوں سے پرہیز کرے جنکی جڑ بنی نوع پر ظلم ہے جیسے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ اور ہر ایک قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنیوالیکے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اس دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصے کے حصول پر موقوف ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصہ یعنی خدا شناسی کسیطرح ممکن نہیں جبتک خدا کو اسکی تازہ قدرتوں اور تازہ نشانوں کیساتھ شناخت نہ کیا جاوے ورنہ بغیر اسکے خدا پرستی بھی ایک بت پرستی ہے کیونکہ جبکہ خدا محض ایک بت کیطرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو اُنہیں اور ایک بت میں فرق کیا ہے زندہ خدا کی علامات چاہئیں اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اسکی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ہی ذمہ وار ہے تو پھر کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کر سکتا کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اسکی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اگر اب اسمیں کلام کرنیکی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ کسی وقت موجود تھا اور اگر وہ اس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اس زمانہ میں سن سکتا ہے اور دعائیں قبول کر سکتا ہے اور اگر کسی زمانہ میں اس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا تا دہریوں کے منہ میں خاک پڑے پس اے عزیزو وہ قادر خدا جسکی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام ہی نے پیش کیا ہے اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اسکے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں خدا کی شناخت کرانیوالے اسکے نشان ہیں اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں پس اسلئے میں نے محض ہمدردی کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور میں آپ لوگوں کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جسپر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایکدفعہ اول سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اسمیں لکھے گئے ہیں پھر اگر اپنے مذہب میں اسکی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فایدہ دیگا جو زندہ خدا کی زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر میں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایکمرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک پڑھو اور سوچ کر کہو کیا آپ لوگ اپنی مذہب کی پابندی سے اس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر میں تیسری مرتبہ اسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں

کہ دنیا ختم ہونیکو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایکمرتبہ اول سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

مطبوعہ میگزین پریس قادیان۔

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دعوتِ حق

قُل اِن کَانَ لِلرَّحمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العٰبِدِین ۔

اِن کو کہدے کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو مین سب سے پہلے اسکی پرستش کرتا ۔

یہ اشتہار پادری صاحبوں کیخدمتمین نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی پرستش کرتا اور مین تمام ملک مین اسکی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ مین دکھ اُٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اسکی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی میں اس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا ۔ لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہین وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرہ اس سے زیادہ نہین اور بخدا مین وہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہین اور جس نور کیساتھ میں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہین کر سکتے ۔ ہمین کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تہا اور اُنمین سے تہا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہین تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا

میںنے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کیلئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خُدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے جسکے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اسکی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خُدا نے اُس نبی کی رفعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ انکو خدا بنا دیا اسی طرح اِس مقدّس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اُسکی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کیطرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کیلئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے اور اسکی تصدیق اور تائید کیلئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کیگئی اسلئے خدا کی غیرت نے جوش مارا

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُسنے مسیح موعود کر کے بھیجا
تا کہ میں اسکی نبوّت کیلئے تمام دُنیا میں گواہی دوں اگر میں بیدلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں
تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کیساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ
اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو انصاف
اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اِس تمام تعلیم کیساتھ قبول کریں خدا نے
میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمّتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے
جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اِس زمانہ کے لوگوں
کو میں کس سے تشبیہ دُوں وہ اُس بدقسمت کیطرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں
اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں میں ان کیلئے روتا ہوں
اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور میں انکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے
ہیں خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کیساتھ بھی
اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جبتک
کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اسکے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے
مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے
میں میرے مقابل آسکتا ہے۔ میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔
وہ ایک مخفی خزانہ کیطرح تھا مگر اب اُسنے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

اور بے ایمانوں کا مُنہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خُدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچّا خدا وہی ہے جس نے **قرآن** نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے۔

اے پادری صاحبان!

میں آپ لوگوں کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبّت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقة الوحی** کو اول سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہل علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقة الوحی اس شرط کے ساتھ طلب کرینگے اور قسم کھائینگے کہ ہم اُس کتاب کو اول سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مُفت اُن کو بھیجدونگا۔ اور اگر اس سے تسلی نہیں ہوگی تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُسکا وعدہ ہے کہ میں اس زمانہ پر اپنی حجت پوری کروں گا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا طالب حق کے ساتھ ہو۔ آمین۔

خاکسار

میرزا غُلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور

۳۰- مارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ میگزین پریس قادیان)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله العلي العظيم ونصلي على رسوله الكريم

ربنا انا جئناك مظلومين فافرق بيننا وبين القوم الظالمين

آمين

اما بعد فاعلموا رحمكم الله انی قسمت هذه الرسالة علی قسمين وبوبتها علی بابين والغرض منه اتمام الحجة علی اهل العناد وكتبتها بماء الدموع ونار الفؤاد واختتمتها علی خاتمة متوكلا علی رب العباد +

الباب الاول في الاستفتاء

يا علماء الاسلام ⁂ وفقهاء ملة خير الانام + افتونی فی رجل ادعی انه من الله الكريم + وهو بریء من كتاب الله ورسوله الرؤف الرحيم + واری الله له امورا خارقة للعادة ⁂ واظهر الآيات المنيرة وعجائب النصرة ⁂ وظهر فی زمن هو من الدين كالعريان + وعلی صدر الاسلام كالسنان ⁂ وعلماء الوقت كرجل رجلاه تتخاذلان + وخرج الفساقة فيه كبطل له سهمان ⁂ سهم يذلقونه ليجرحوا ملة الاسلام بالاكاذيب وانواع البهتان وآخر يفوقونه ليدخلوا به الناس فی اهل الصلبان ⁂ وتجدونهم كذئب عاث ⁂ او لص ينهب الاثاث ⁂ وليس عندهم الا المنقول ⁂ وما لا تقبله العقول ⁂ وليس عماد دينهم الا خشب الكفارة ⁂ وقد فتح به كل باب للنفس الامارة ⁂ فهل اوحش وافحش من هذه العقيدة وابعد من قبول الطبائع السعيدة ⁂ ثم يسبون دين الله وخير الانام ⁂ وهذا

+ قد الحقنا هذه الرسالة بكتابنا حقيقة الوحی وجعلناها له ضميمة واشعنا بعضها عليحدة -

اشدّ المصائب على الاسلام ۔ والدّين الذى قائم على خشبٍ لا حاجة الى تحقيقه ۔ ولا يهدى العقل الى تصديقه ۔ بل تعافه فطرة طيبة وتنفرّ من هٰذا الحديث وتطلّق بطلاقٍ ثلثٍ مذهب التثليث ۔ واما صعود عيسٰى ونزوله فهو امرٌ يكذّبه العقل وكتاب الله القرآن ۔ وما هو الا كتعلّة تُنام بها الصّبيان ۔ او كالتماثيل التى تلعب بها الجوارى والغلمان ۔ ما قام عليه دليل وما شهد عليه برهان ۔ فخلاصة الكلام انّ هٰذا المدعى ظهر فى هٰذه الايام ۔ عند كثرة الفتن وكثرة البدعات وضعف الاسلام ۔

وما وُجد فى احواله قبل هٰذا الدعوىٰ شئ من عادة الكذب والافتراء لا فى زمن الشيب ولا فى زمن الفتاء ۔ وما وجد فى عمله شئ يخالف سنّة خير الانبياء ۔ بل يؤمن بكلّ ما جاء به الرسول الكريم من الاحكام والانباء وبكلّ ما ثبت من نبيّنا سيّد الاتقياء ۔ وانه من أُساة الهوىٰ ۔ وقد اسا جرح الذنوب وداوىٰ ۔ وجاء ليُؤسّى بين الورىٰ ويوصل بالامّة الآخرة احمًا اولىٰ ۔ ولو بغيتَ له الأُسىٰ ۔ لوجدت فيه أُسوة المصطفىٰ يقتدى به فى كلّ سُنن الهدىٰ ۔ وسعى العدا كلّ السّعى وسقطوا عليه كالبلاء ۔ ونقّضوا امره بكل الاستقصاء ليجدوا فيه نقصًا او يعثروا على قولٍ منه فيه مخالفة الملّة الغرّاء ۔ وخاضوا فى سوانحه من مقتضى البغض والشحناء ۔ فما وجدوا مع شدّة عداوتهم سبيلًا الى القدح والزرى والازدراء ۔ ولا طريق عملٍ يُحمل على الاغراض والاهواء ۔ وكان فى اوّلِ زمنه مستورًا فى زاوية الخمول لا يُعرف ولا يذكر ۔ ولا يُرجىٰ منه ولا يحذرُ ويُنكر عليه ولا يوقّر ۔ ولا يعدّ فى اشياءٍ يُحدّث بها بين العوام والكبراء ۔ بل الظنّ انه ليس بشيءٍ ويُعرض عن ذكره فى مجالس العقلاء ۔ وبشّره ربّه فى ذلك الزمن بانّه معه وانه اختاره وانه ادخله فى الاحباء ۔ وانّه

سیرفع ذکرہ ویُعلی شانہٗ ویعظّم سلطانہٗ فیُعرف بین النّاس ویذکر فی مشارق الارض ومغاربھا بالذکر الجمیل والثناء ۔ وتُشاع عظمتہ فی الارض بامر ربّ السماء ۔ ویُعان من حضرۃ الکبریاء ۔ وتاتیہ من کلّ فجٍّ عمیقٍ افواج بعد افواجٍ کبحرٍ موّاجٍ حتی یکادان یسئمون کثرتھم ویضیق صدرہ من رؤیتھم ویروعہ مایروع العایل لمعیّل عند کثرۃ العیال وحمل الاعباء وقلۃ المال۔ ویفارق النّاس اوطانھم ویُوطِنون قریتہ بما جذب اللہ الیہ جنانھم فیترکون للقاءہ ملاقاۃ الرفقاء وتنقد لصحبتہ الاکباد ویروّی برؤیتہ الفؤاد ۔ وتحفد فی اثرہ العباد بکمال الصدق والاخلاص والصفاء ۔ ویؤثرون لہ انواع البلاء ۔ ومنھم یکون قومٌ یقال لھم اصحاب الصفّۃ۔ یسکنون فی بعض حجراتہ کالفقراء تذوب اھواءھم وتجری قلوبھم کالماء ۔ تری اعینھم تفیض من الدمع بما یعرفون الحق وبما یرون انوار السماء ۔ یقولون ربّنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان ویبکون لذاذۃ ووجدًا اشد بدًا کالعرفاء ۔ وبما اوجدھم اللہ مطلوبھم یشکرون وتخرار واحھم علی حضرۃ الکبریاء ۔ وکذٰلک تاتی لھٰذا العبد من کلّ طرفٍ تحائف وھدایا واموال وانواع الاشیاء ۔ ویعطیہ ربّہ برکۃً عظیمۃ ونفسًا قاھرۃ وجذبًا شدیدًا کما قُدّر لہ من الابتداء ۔ فتحفد النّاس الی بابہ ۔ والملوک یتبرّکون بثیابہ ویرجع الی حضرتہ طوائف الملوک والامراء ۔

وتقوم اناسٌ من کل قومٍ لعداوتہ ۔ ویجاھدون من کلّ الجھۃ لاجاحتہ ۔ ویمکرون کل المکر لیطفئوا نورہ ۔ ولیکتموا ظھورہ ۔ ولیحقّروا شانہ ۔ ولیزیّفوا برھانہ ۔ اویقتلوہ اویصلّبوہ اوینفوہ من الارض اویجعلوہ کنبی الغبراء اویجرّوہ الی الحکّام بوشی الکلام ویبلونہ وتزئینہ

ببعض التہم والافتراء ۔ او یؤذوہ بایذاءٍ ھو فوق کل نوع الایذاء ۔ فیعصمہ اللہ من مکائدھم بفضلٍ من السماء ۔ ویقلّبُ مکرھم علیھم ویُخزیھم فیرجعون خائبین خاسرین کانّھم لیسوا من الاحیاء ۔ ویتم اللہ علیہ ما وعد من النعم والالاءِ ۔ ولن یُخلف اللہ وعدہ لعبدہ ولا وعیدہ للاعداء ۔

ذٰلک من انباء اللہ التی اُوحی الی ھٰذا العبد قبل وقوعھا وھی کُتِبتْ وطُبعت واشیعت فی البلاد وفی الادانی والامراء ۔ وارسلت الی اقوام ودیارٍ وجُعل کل قوم علیھا کالشھداء ۔ وانھا اشیعت فی زمن مضٰی علیہ ستّ وعشرون سنةً الی زمننا ھٰذا ولم یکن فی ذٰلک الوقت اثر من نتائجھا وما عثر علٰی وقوعھا احد من اھل الاٰراء ۔ بل کان کل رجل یستبعد وقوعھا ویضحک علیھا ویحسبھا افتراءً او من قبیل حدیث النفس بمقتضی الاھواء ۔ او من وساوس الشیطان لا من حضرة الکبریاء ۔ وان ھٰذہ الانباء مرقومة فی البراھین الاحمدیّة ومندرجة فی مواضعھا المتفرقة التی ھی من تصانیف ھٰذا العبد فی اللسان الھندیّة ومن شکّ فیھا فلیرجع الی ذٰلک الکتاب ولیقرءھا بصحة النیّة ولیتّق اللہ ولیفکّر فی عظمة ھٰذہ الاخبار وجلالة شانھا وعلوّ برھانھا ۔ وبُعدھا عن ھٰذا الزمان وبریقھا ولمعانھا وھل لاحد قوة ان ینبئ بمثلھا من دون اعلام عالم الاشیاء ۔ وانّھا انباء کثیرة منھا ذکرنا ومنھا لم نذکر وکفٰی ھٰذا القدر للاتقیاء ۔ الذین یخافون اللہ واذا وجدوا حقًّا وجلت قلوبھم ولا یمرّون علیہ کالاشقیاء ۔ ویقولون ربّنا اٰمنّا فاکتبنا فی عبادک المؤمنین وفی الشھداء ۔

ثم اعلموا رحمکم اللہ ان زمن ھٰذہ الانباء کان زمنًا لم یکن فیہ اثر من ظھورھا ۔ ولا جلوة من نورھا ۔ ولا باب الی مستورھا ۔ بل کان الامر مخفیًّا من الاعین والاٰراء ۔ وکان ھٰذا العبد مستورًا فی زاویة الاختفاء ۔ لا یعرفہ

احد الا قلیل من الذین کانوا یعرفون اٰبائی فی الابتداء ۔ وان شئتم فاسئلوا اھل ھذہ القریۃ التی تُسمّٰی قادیان واسئلوا من حولھا من قری المسلمین والمشرکین والاعداء ۔ وفی ذٰلک الوقت خاطبنی اللّٰہ تعالٰی وقال انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتون من کل فجّ عمیق یاتیک من کل فجّ عمیق ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ۔ اذا جاء نصر اللّٰہ وانتھٰی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق - ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس - ووسّع مکانک للواردین من الاحبّاء ۔ ھذہ انباء من اللّٰہ مضٰی علیھا ستّ وعشرون سنۃ الٰی ھٰذا الوقت من وقت الایحاء ۔ وانّ فی ذٰلک لاٰیۃ للعقلاء ۔

ثم بعد ذٰلک اید اللّٰہ ھٰذا العبد کما کان وعدہ بانواع الاٰلاء والوان النعماء ۔ فرجع الیہ فوج بعد فوج من الطلباء باموال وتحایف وما یسّر من الاشیاء ۔ حتّٰی ضاق علیھم المکان وکادان یسئم من کثرۃ اللقاء ۔ ھنالک تمّ ما قال اللّٰہ صدقًا وحقًا ومن اوفٰی بوعدہ من حضرۃ الکبریاء وما استطاع عدوّ ان یمنع ما اراد اللّٰہ من النصرۃ وانزال الاٰلاء ۔ حتّٰی حلّ القدر الذی منعوہ - واُنجز الوعد الذی کذّبوہ - واُعطی ذٰلک العبد خطاب الخلافۃ من السماء ۔ انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن طلب الحق وجاء بترک البغض والشحناء ۔ فبیّنوا توجروا ایّھا المتفقّھون ۔ اھٰذا فعل اللّٰہ او تقوّل الانسان ۔ الذی اجترء علٰی جنایات الافتراء ۔ لیُحسب من الذین یرسلون ۔ وھل للمتجنّین امان من تعذیب اللّٰہ فی ھٰذہ الدنیا اوھم یعذبون ۔

ثم استفتیکم مرّۃ ثانیۃ ایھا المتفقھون ۔ فاتقوا اللّٰہ وافتونی کرجال یخافون اللّٰہ ولا یظلمون ۔ یا فتیان رجل قال انی من اللّٰہ ثم باھلہ المنکرون لعلھم یغلبون ۔ فاھلکھم اللّٰہ واخزی وابطل ما کانوا یصنعون ۔ وان شئتم

فاقرؤا فی هٰذا الکتاب قصصهم وما صنع الله بهم الیس ذٰلک حجّة علٰی قومٍ ینکرون ✤ والله نصره فی کلّ موطن وجعله غالبًا علٰی اعداءه وانباء به قبل وقوعه الیس ذٰلک اٰیة علٰی صدقه ایها العاقلون ✤ اتجوّز عقولکم ان القدّوس الذی لا یرضٰی الا بالصالحات ✤ ولا یقرّب احدًا الا بالحسنات هو یحبّ رجلًا فاسقًا مفتریًا ویمهله الٰی عمرٍ ازید من عمر نبینا علیه السلام ویعادی من عاداه ویوالی من والاه ✤ وینزل له اٰیاتٍ ویکرمه بتائیداتٍ وینصره بمعجزات ✤ ویخصّه ببرکات ✤ ویظفره فی کلّ موطن علٰی اعداءه و یعصمه من مواضع المضرّات ومواقع المعرّات ویهلک ویخزی من باهله بسخطٍ من عنده ویجالد له فیقتل عدوّه بسیفٍ من السمٰوات مع انه یعلم انه یفتری علی الله ثم مع الافتراء یعرض علی الناس تلک المفتریات لیضل الذین لا یعلمون ✤ فما رایکم فی هٰذا الرجل انصره الله مع افتراءه او هو من عند الله ومن الذین یصدقون وهل ینجوا المتخلّصون ✤ الذین یقولون اوحی الینا وما اوحی الیهم شیٔ وان هم الا یکذبون ✤

ثم استفتیکم مرّةً ثالثة ایها العالمون ✤ انّ هٰذا الرجل الذی سمعتم ذکره وذکر ما منّ الله علیه قد اعطاه الله اٰیات اُخرٰی دون ذٰلک لعلّ النّاس یعرفون **منها** انّ الشهب الثواقب انقضّت له مرّتان ✤ وشهد علٰی صدقه القمران ✤ اذا انخسفا فی رمضان ✤ وقد اخبر به القراٰن ✤ اذ ذکرها فی علامات اٰخر الزمان ✤ ثم الحدیث فصّل ما کان مجملًا فی الفرقان ✤ وقد انباء الله بها هٰذا العبد کما هی مسطورة فی البراهین قبل ظهورها باقتیان ✤ انّ فی ذٰلک لاٰیة لمن کانت له عینان ✤ فبیّنوا توجروا اهٰذا فعل الله او تقوّل الانسان ✤

ومنها ان الله اخبره بزلازل عظمٰی فی الاٰفاق وفی هٰذه الدیار قبل ظهورها وقبل الاٰثار ✤ فسمعتم ما وقع فی هٰذ الملک وفی الاقطار وتعلمون

✤ الذین باهلوا وماتوا بعد المباهلة منهم رجل المسمّٰی بالمولوی غلام دستگیر القصوری ومنهم الرجل المسمّٰی بالمولوی چراغ الدین الجمونی ومنهم الرجل المسمّٰی بالمولوی عبد الرحمٰن محی الدین اللکوکی ومنهم الرجل المسمّٰی بالمولوی م اسمٰعیل العلیگڈهی ومنهم الرجل المسمّٰی بفقیر مرزا الدوالمیالی ومنهم الرجل المسمّٰی بالحکیم [illegible] وغیر ذلک وکذلک رجال اٰخرون کلهم ماتوا وبعضهم ردوا الی جحیم الخزی وقطع النسل وصعقتهم صاعقة وقد فصّلنا ذکرهم فی کتابنا حقیقة الوحی وهٰذا خلاصة الذکر لقوم یطلبون ومنهم رجل مات فی هٰذا الشهر اعنی ذا القعدة وکان اسمه سعد الله ولکن کان بعیدا من السعادة. وانّا اخبرت بانه یموت قبل موتی بالخزی والحرمان ویقطع الله نسله فکذلک مات بالخیبة والخسرات. هٰذا جزاء الذین یحاربون الله ویکفرون برسله بالظلم والعدوان. منه

كيف نزلت غياهب هذه الحوادث على نوع الانسان ⁘ حتى ان الشمس طلعت
على العمران وغربت وهى خاوية على عروشها وسقطت السقوف على السكان
ومُلئت البيوت من الموتى والاشجان ⁘ وانتقل المجالس من القصور الى القبور
ومن المحافل الى الطبق السافل ⁘ وظهر ان هذه الحيوة ليست الا كالزور ⁘
او كحباب البحور ⁘ والذين بقوا منهم كوى الجزع قلوبهم ⁘ وشقت الفجيعة جيوبهم
وانهدمت مقاصرهم التى كانوا يتنافسون فى نزولها ويتغايرون فى حلولها
وما انقطعت سلسلة الزلازل وما ختمت ⁘ بل التى يُنتظر وقوعها هي اشد
مما وقعت ـ ان فى ذلك لتبصرة لقوم يتقون ⁘ فبيّنوا توجروا ايها المقسطون ⁘ اهذه
آيات الله او من امور نحتها المفتعلون ⁘ انما المؤمنون رجال اذا نطقوا صدقوا
واذا حكموا عدلوا ولا يظلمون ⁘ والذين يخافون الخلق لخوف الله ويخفون
الحق كان الحق يجدع انافهم او هم يسبحون ⁘ اولئك اناث فى حلل
الرجال وكفرة فى حلل الذين هم يؤمنون ⁘

ومنها ان الله اخبر هذا العبد بظهور **الطاعون** فى هذه الديار ⁘
بل فى جميع الاعطاف والاقطار ⁘ وقال الامراض تشاع والنفوس تضاع ـ
فرءيتم افتراس الطاعون كما تفترس السباع وعاينتم كيف صال الطاعون على
هذه البلاد ⁘ وشاهدتم كيف كثر المنايا فى العباد والى هذا الوقت يصول كما يصول
الوحوش ⁘ ويجول كل يوم وينوش ⁘ وفى كل سنة يُرى صورته اوحش من
سنة اولى ⁘ ثم وقعت على آثاره الزلازل العظمى ⁘ وتلك الانباء كلها اُشيعت
قبل ظهورها الى البلاد القصوى ⁘ ان فى ذلك لآية لمن يرى ⁘ واخبره الله
بزلزلة اُخرى وهى كالقيامة الكبرى ⁘ فلا نعلم ما يظهر الله بعدها ان فى
ذلك لمقام خوف لاولى النهى ⁘ فبيّنوا توجروا يا فتيان اهذا فعل الله

او نقول الانسان ﴿

وان اللہ قدّر المنایا والعطایا لهذا الزمان فالذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئک سیعطون من عطایا الرحمان ﴿ والذین ماتابوا وما استغفروا مما اٰذاهم الی هذا العبد تقوی القلوب فی خیفة ما نزل علی البلدان وعلوا علوًا کبیرًا وتمایلوا علی دنیاهم کالسکران ﴿ اولٰئک یذوقون المنایا الکثیرة بما کانوا یعتدون فی العصیان ﴿ تسقط السماء علی رؤسهم وتنشق الارض تحت اقدامهم وتری کل نفس جزاءها هنالک یتم ما وعد اللہ الدیّان ﴿

وآیة له ان اللہ بشّره بان الطاعون لا یدخل داره ﴿ وان الزلازل لا تهلکه وانصاره ﴿ ویدفع اللہ عن بیته شرّهما ولا یخرج سهمهما عن الکنانة ولا یرمی ﴿ ولا یریش ولا یبری ﴿ وکذالک وقع بفضل اللہ ربّ العالمین ﴿ وان هذا العبد ومن معه یعیشون برحمته اٰمنین ﴿ لا یسمعون حسیسه وحفظوا من فزع وانین ﴿ وترون الطاعون کیف یعیث فی دیارنا هذه کالاقطار والاٰفاق ویطوف فی السکک والاسواق ﴿ وکذالک الزلازل لا تستأذن اهل دار ولا تستفق عند اهلاکٍ واضرارٍ وصُبّت مصائبها علی دیار ﴿ وقد هلکت نفوس کثیرة بالطاعون فی قریة هذا العبد من یمین الدار ویسارها ـ وصار طعمته کثیر من الناس من قربها وجوارها وما ماتت فی داره فارة فضلًا عن الانسان ان فی ذالک لاٰیة لمن کانت له عینان ﴿ وواللہ ان تعدّوا اٰیاتٍ نزلت لهذا العبد لن تستطیعوا ان تحصوها وقد صُنّف له الوان نعوم ما راٰها الخلق وما ذاقوها ان فی ذالک لسلطان واضح لقوم یتفکرون ﴿ الذین لا یسارعون للتکذیب ولا یستدبرون ﴿

وآیة له ان اللہ یسمع دعائه ولا یضیع بکائه وقد کتبنا فی کتابنا حقیقة الوحی

كثيرًا من نموذج استجابة الدعوات وما فضل الله عليه عند اقباله على ربه بالتضرعات فلا حاجة ان نعيدها فليرجع اليها من كان اسيرًا فى الشبهات ❊

وآية له ان الله افصح كلماته من لدنه فى العربية مع التزام الحق والحكمة وانه ليس من العرب وما كان عارفًا بلسانهم كما هو حق المعرفة وما تصفح دواوين الكتب الادبية وليس من الذين ارضعوا ثدى الفصاحة. ومع ذلك ما امكن لبشر ان يبارزه فى هذه الملحمة بل ما قربوه من خوف الذلة - وهذه شربة ما تحسّاها احد من الناس - بل سقاها ربه فشرب من ايدي ربّ الاناس - فاين تذهبون ولا تفكرون ولا تتقون - اتقولون شاعر وان الشعراء لا ينطقون الا بلغو وهم فى كل وادٍ يهيمون. ارأيتم شاعرًا لا يترك الحق والحقايق ولا يقول الا المعارف والدقايق ولا ينطق الا بحكمة ولا يتكلم الا بنكاتٍ مملوة من معرفة بل الشعراء يتفوهون كالذين يهذرون او كالمجانين الذين يهجرون ❊ وتجدون هذا الكلام مملوًا من النكات الروحانية والمعارف الربانية مع انه الطف صنعًا وارق نسجًا واشرف لفظًا ولا تجدون فيه شيئًا هو خارج من المقصد ما لكم لا تفكرون ووالله انه ظلّ فصاحة القرآن ليكون آيةً لقوم يتدبرون ❊ اتقولون سارق فاتوا بصفحات مسروقة كمثلها فى التزام الحق والحكمة ان كنتم تصدقون ❊ وهل من اديبٍ فيكم ياتى بمثل ما اتاها وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا انها آية كمثل آيات اُخرى لقوم ينظرون ❊

فخلاصة الكلام ان الله انزل لهذا العبد كل آية ونصره بكل نصرةٍ وجمع فيه كل ما هو من علامات الصادقين - وامارات المرسلين وادّبه فاحسن تاديبه بمكارم الاخلاق وتوفيق الصالحات ووضعه تحت بسنته التى جرت لجميع الانبياءِ ❊ فمن صال عليه فقد صال على جميعهم وعلى كل من جاء من حضرة الكبرياء ثم مع ذلك وهب له الله وثوقًا بعصمته لدى الاهوال ❊ واستقامة وتثبّتا فى جميع الاحوال

وينصره عند مكر الماكرين - ودفع عنه شرّ اهل الشرّ وضرّ اهل الضرّ وكرّ اهل الكرّ ورزقه الفرج بعد الشدّة - والظل بعد الحرّ ففكروا يا معشر المتقين ❊ هل يجوّز العقل ان ينعم الرب القدوس بهذه الانعامات ويؤيّد بهذه التائيدات رجلاً يعلم انه من المفترين وهل يوجد فيه نصّ او قول رب العالمين وهل تجدون نظيره فى العالمين ❊

وهل يجزم العقل باجتماع هذه الامور كلّها فى كذّاب يتقول على الله فى الصباح والمساء ولا يتوب من افترائه بترك الحياء ❊ ثم يمهله الله ستًّا وعشرين سنة ويُظهره على غيبه وينصره من كل جهة وفى كل مباهلة على الاعداء ❊ كلا بل هي كلمة لا يؤمن قائلها باحكم الحاكمين ❊ الا انّ لعنة الله على قوم يفترون على الله وعلى الذين يكذّبون رسل الله وقد رأوا آيات صدقهم ثم كفروا بما رأوا وهم يعلمون - الا يرون انّ الكاذب لا ينصر كالصادق ولو نصر لاشتبه الامر واختلط الحق بالباطل ولا يبقى الفرق بين الذين يوحى اليهم من الله وبين الذين هم يفترون ❊ الا لعنة الله على من افترى على الله وكذّب الصادقين وكل من كذّب الصادق او افترى جمعهم الله فى

نار اعدّت لهم وليسوا منها بمخارجين ❊ قال كم لبثتم فى الارض عدد سنين - قالوا لبثنا يومًا او بعض يوم فاسئل العادّين - قال ان لبثتم الا قليلًا لو انّكم كنتم تعلمون ❊ وقال المكذبون مالنا لا نرى رجالًا كنّا نعدّهم من الاشرار ونعدّهم من المفترين ❊ فيومئذٍ يخبرهم الله بانهم فى الجنة وانكم فى السّعير خالدين ❊ هناك يصدّقون رُسل الله تحت انياب جهنم فيا حسرة على المكذّبين ❊ واذا قيل لهم تعالوا الى كتاب الله يفتح بيننا وبينكم قالوا بل نتبع كبراءنا الاوّلين ❊ وتركوا صحف الله وراء ظهورهم وتراهم على غيرها عاكفين ❊ يفرّون من الذى ارسل اليهم وهو الحكم من الله والله يشهد على صدقه وهو خير الشاهدين ❊ وقد جاء على رأس المائة

وانزل الله له اٰیاتٍ تشفی العلیل وتقصر القال والقیل ولا تنفع الاٰیات قومًا معتدین ❊

وانّه جاء فی وقت الضرورة وعند مصیبةٍ صُبّت علی الاسلام من ایدی الکفرة وعند الکسوفین للموعودین فی رمضان یا اھل الفطنة ودعا الی الحق علی وجه البصیرة وأُیّد بکلّ ما یؤیّد به اھل الاجتباء والخُلّة واقتضی الزمان ان یجیٔ ویبکت الکفار ویھدم ما عمروہ - فھو یدعو الزمان والزمانُ یدعوہ - ثم الذین اعتدوا یمرون منکرین ویشحذون الی تحقیرہ الحرص وینظرون الیہ مستھزئین - ھو المسیح الموعود وھو کاسر الصّلیب ببیناتٍ من الھُدٰی ❊ کما کان الصلیب کاسر مسیح خلا ❊ فالاٰن وقت الظھیرة لاشعة الاسلام ❊ وانّ المسیح الموعود مُجَدِّدًا بامر الله العلام ❊ لیظھر الله ضیاءہ التام علی الانام لعبد الظلام ❊ وقد ظھر صدقه کالبحر اذا ماج ❊ والسیل اذا ھاج ❊ وکانت ھٰذہ الخطّةُ مقدرًا لاٰدم اٰخر الزمان من الله الرحمان ❊ فظھر کما قدر ذوالامتنان - وانه نظر الی البلاد الھندیة فوجدھا مستحقةً لمقر ھٰذہ الخلافة لانّھا کانت مَھبط الاٰدم❊ الاوّل نبیٍ فی بدء الخلیقة ❊ فبعث الله اٰدم اٰخر الزمان فی تلک الارض اظھارًا للمناسبة لیوصل الاٰخر بالاول ویتم دائرة الدعوة کما ھو کان مقتضی الحق والحکمة ❊ فالاٰن استدار الزمان علی ھیئته کما اشار الیه خیر البریة ❊ ووصلت نقطته الاُخرٰی بنقطته الاولٰی فی ھٰذہ الارض المبارکة وطلعت الشمس من المشرق وکذلک کان مکتوبًا فی صحف الله المقدسة لیطمئن بھا قوم کانوا لا یرقأُ دمعھم عند رؤیة الظلمة فظھرت المسرة فی وجناتھم وھم بھا یفرحون ❊ واماط الله شوک الشبھات من طرقھم فھم بالسکینة یسلکون - ونقلوا من الفلاة الی الجنات وخرجوا من الغار

❊ انا عرّفنا اٰدم ھھنا باللام فانه اُستعمل کالنکرة فی ھٰذا المقام وھو لیس عندی من الالفاظ العبریة نعم یمکن توارد اللغتین وھو کثیر فی تلک اللسان والعربیة وقد بیّنّا فی کتابنا منن الرحمٰن ان العربیة اُمّ الالسنة وکل لسان خرج منه عند مرور الزمان - منه

المظلم الی انوار رب الکائنات فاذا هم یبصرون ❊ وجاءوا من الموامی الی حصن الرب الحامی واُشعلت فی قلوبهم مصابیح الایمان ودخلوا فی حمی آمنٍ لاتقربه ذراری الشیطان ❊ واما الذین یحبون الحیٰوة الدنیا فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون ❊ واردف اللیل لهم اذنابه ❊ ومدّ الظلام اطنابه فهم فی دجاهم یعمهون ❊

ثم اسئلکم مرّة اُخریٰ ایها الفتیان لتتمّ الحجة علی من انکر الحق او ینال ثوابه من نطق بالحق وحفظ التقویٰ والایمان ❊ وما تبع سبل الشیطان - افتونی فی رجل قال انی مرسل من الله وهو کل یوم من الله یهان ❊ ویکرم مولا یهان ❊ ویکون معه ربه فی جمیع مناهجه ویعجل له قضاء حوائجه ویجعل برکةً فی رزقه وعمره وجماعته و زمره - ویجعل له نصرة وقبولاً فی الخلق باضعاف مایظن فی بدء امره ویرفع ذکره وینشره الی اطراف الدنیا واکنافها واقطار الدیار واعطافها ویُعلی شانه ویعظم سلطانه ویرزقه فتحًا مبینا فی کل موطن ویجری محامده علی الالسن وعند الشدائد یستجیب دعاءه - ویخزی اعداءه ویتم علیه نعماءه حتی یحسد علیها ویهلک من باهله ویهین من اهانه وینشر ذکره الجمیل ویعیذه من کل خزیٍ ویبرءه من کل ماقیل ❊ وینصره نصرًا عجیبا فی کل مقام ویُطهره مما قال فیه بعض لئام ❊

ویشهد علی صدقه بآیات لا تُعطٰی الا للصدیقین ❊ وتائیدات لا توهب الا للصادقین ❊ ویجعل برکة فی عمره وانفاسه وکلماته ودلائله وآیاته ❊ فتهوی الیه نفوس کثیرة بملفوظاته وتوجهاته ❊ ویحببه الی عباده الصالحین ❊ ویجمع علیه افواجًا من المخلصین ❊ ویظهره کزرعٍ اخرج

شطأہ ولیس معہ فرد من الناس ثم یجعلہ کدوحۃٍ عظیمۃ تاوی الی ظلّہا
وثمرانہا کثیر من الاناس ٭
ویحیی بہ ارض القلوب فتُنبِتُ مخضرّۃً وَیُنضِرُ الوجوہ ببرھانہ فتکون
مُحمرّۃً ٭ وَیَفتح بہ عیونًا عمیًا واذانًا صمًّا وقلوبًا غلفًا وکذلک رایتم
یافتیان ورایتم بعض افرادجماعتی کیف اروا تثبتًا فوق العادۃ حتی انّ
بعضھم قُتلوا ورُجموا لھٰذہ السلسلۃ فقضوا نحبھم بالصدق والایمان وشربوا
شربۃ الشھادۃ کصھباء صافیۃ وماتوا کالسکران فی ذلک لاٰیۃ لمن کانت لہ عینان
وواللہ ان ھذا العبد قد نُمّی من عنفوان شبیبتہ اِلی ھٰذا الاٰن انواع مواھب الرحمٰن
واذا تاخرت عنہ نعمۃ نزلت علیہ اخرٰی واذا اصابہ من عدوّ نوع معرّۃ
فرّجھا اللہ عنہ کل مرۃ وبال فتحًا فی کلّ باسٍ حتّی انتھی الی وقت ادرکہ عون
اللہ وحصحص الحق ورُفع الالتباس ورجع الیہ افواج من الناس ٭ والذین
قالوا من این لک ذلک اراھم اللہ انہ من عندہ والذین ارادوا خزیہ اراھم اللہ
خزیًا وتبابًا ووضع علیھم الخناس ٭ فضربوا من آیاتی اللہ کلما رفعوا الراس ذٰلک
لتکون لھم قلوب یعقلون بھا واذان یسمعون بھا ولعلّھم یستیقظون او یحدّ
الحواس ٭ وکایّن منھم یاھلوا فضربت علیھم الذلّۃ واُھلکوا او قطع نسلھم
لیوقظھم اللہ من النعاس ٭
ودافع اللہ عن عبدہ کلما مکروا ولوکان مکرھم یزیل الجبالؐ ٭ وانزل علی کل
مکّارٍ شیئًا من النکال ٭ وکلّ من دعا علی عبدہ ردّ علیہ دعاءہ وما دعاء الکافرین
الافی ضلال ٭ واھلک اکابرھم عند المباھلۃ متعطفًا علی الضعفۃ حمیمًا
بالذین لایعلمون حقیقۃ الحال ٭ وکذلک دفع الشرّ وقضی الامر فما بقی احد
من الذین کان لھم للمباھلۃ مجال ٭ واراھم اللہ ایات ما رای آباءھم

لتستبين سبيل المجرمين وليفرّق الله بين المهتدى والضال ❊ وابطل الله دعاوى علمهم وورعهم ونسكهم وعبادتهم وتقوٰهم وارى الخلق ماستروا من الاعمال ونزع ثيابهم عنهم فظهر الهزال ❊

والذين خافوا الله ووجلت قلوبهم آمنهم الله فعصموا من الوبال ❊ وكم من شنير جرّ هذا العبد الى الحكّام ليسجن اويصلب اوينفى من الارض فتعلمون ما صنع الله فى ذٰلك الباس فى آخر الامر والمآل ❊ وكلّ ما ذكرنا من نعم الله واحسانه على هذا العبد عند الشدائد اشيع كلها قبل ظهور تلك النعم باعلام الله ذى الجلال ❊ فهل تعلمون تحت السماء نظيره فى المفترين فاتوا به واتركوا القيل والقال ❊ وان الناس قد ظلموه كل ظلم وجاروا عليه واحاطوه كالجبال ❊ فاتاه ظفر مبين من عند الله فجعل العالى سافلا ❊ وقلّب عليهم ما رموا فاصاب القحف والقذال ❊ وارى نصره على وجه الكمال ❊ وجاء زمع الناس لينصر اعداءه ليشدّ الرحال ❊ فهزموا بامر الله وكانت كلمة الله هى العليا وضل عنهم ماكان عليه الاتكال ❊ ورزق عبده ظفرًا ونصرًا وفتحًا فى سائر الاشياء وسائر الجهات وسائر الاحوال ❊ ورزق بهاءً وهيبة من ربه الفعّال ❊ ولو ترى افواجًا مبايعين نشروا فى الارض وما جمع الله لعبده من افواج يريدون مرضات الله وما ياتيه من التحائف والاموال من ديار قريبة وبعيدة لقلت ماهذا الا فضل من الله وتائيد ونصرة واكرام واجلال ❊

ثم كفر به الناس مع رؤية هٰذه التائيدات والآيات ومكروا كلّ مكر ليصيبه بعض المكروهات فتلقاه الله بسلام وعصمة من كلّ شرير دجالٍ ❊ ومن كلّ من بارز للحرب والنضال ❊ كلّما ارادوا تكدّر عيشه بدّل الله همومه بالمسرّات ❊ وطابت حيناته ازيد من الاول بحكم الله واهب العطيات -

وارادوا ان يشتمر معايبه فاثنى عليه بالمحاسن والحسنات ۞ وارادوا
له معيشة ضنكا فاتاه من كل طرف هدايا وتحائف الاموال التى تساقط عليه
كالثمرات ۞ وتمنّوا ان يروا ذلته وخزيه فاكرمه الله اكراما عجبا وزاد
الدرجات ۞ والعجب كل العجب انهم يسبّون ويشتمون وهم من الحقيقة
غافلون ۞ واذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا انؤمن كما آمن
السفهاء الا انهم هم السفهاء ولكن لا يشعرون ۞ لا يفكرون فى فعل الله
وفيما عامل بعبده اهذا جزاء الذين هم يفترون ان الذين يفترون
لعنوا فى الدنيا والآخرة وهم لا ينصرون ۞ ما لهم حظ من الدنيا الا قليل
ثم يموتون بخزى من الله تاخذهم من فوقهم ومن تحت ارجلهم ومن يمينهم و
يسارهم ويوفى لهم ما كانوا يعملون ۞ وما ارسل نبى صادق الا اخزى بالله
قوما لا يؤمنون ۞ يتربصون به المنون ولا يهلك الا الهالكون ۞
ايهلك الله بحيلهم ودعواتهم رجلا لا يعلمون انه صادق بل هم قوم عمون
فما تقولون فى هذا العبد وفى اعدائه ايها المنصفون ۞ ارئيتم مفتريا.
على الله اذا باهل مؤمنا نصر الله على المؤمن ورزق من خالفه وباهله
بينوا توجروا ايها العاقلون ۞ ارءيتم عبدا افترى على الله ثم كان الله له وكلما
اعدّ له بلاء فرّج الله عنه وكلما نسج له كيد مزق الله ذلك الكيد وفتح عليه
ابواب الفضل وابواب الرحمة وابواب الرزق وانعم عليه كما ينعم المرسلون
وفتح عليه ابواب كل خير وبركة وحفظ عزته ونفسه من الاعداء وبرءه
بآياته وشهاداته مما يقولون ۞ وحفظ من العدا وسطا بكل من سطا ومن
عاداه نزل لحربه ونصر عبده كما ينصر المخلصون ۞ ايها الفتيان افتونى
فى هذا اوارونى مفتريا انعم الله عليه كمثل هذا العبد وتفضل عليه كمثله

واتقوا الله الذی الیه ترجعون ✦

ثم استفتی منکم ایها العلماء والفضلاء ✦ فلا تقولوا الا حقا واتقوا الله الذی بیده الجزاء ✦ وتعلمون ان الصالحین لا یکذبون ولا یکون من عادتهم الاخفاء ✦ ولا یخفی حقا الا الذی ختم علیه الشقاء ✦

ایها الفتیان وفقهاء الزمان وعلماء الدهر وفضلاء البلدان ✦ افتونی فی رجل **قال** انه من الله وظهرت له حمایة الله کشمس الضحی ✦ وتجلت انوار صدقه کبدر الدجی ✦ **واری الله له** آیات باهرات وقام لنصرته فی کل امر قضی ✦ واستجاب دعواته فی الاحباب وفی العدا ✦ **ولا یقول** هذا العبد الا ما **قال النبی** صلی الله علیه وسلم ولا یخرج قدما من الهدی ✦ ویقول ان الله سمانی نبیا بوحیه وکذلک سمیت من قبل علی لسان رسولنا **المصطفی**[1] ✦ ولیس مراده من النبوة الا کثرة مکالمة الله وکثرة انباء من الله وکثرة ما یوحی ✦ **ویقول** ما نعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولی ۔ بل هی درجة لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوری ✦ وکل من حصلت له هذه الدرجة یکلم الله ذلک الرجل

---

[1] الحاشیه ۔ وان قال قائل کیف یکون نبی من هذه الامة وقد ختم الله علی النبوة ۔

فالجواب ۔ انه عزوجل ما سمی هذا الرجل نبیا الا لاثبات کمال نبوة سیدنا خیر البریه فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الامة ومن دون ذلک ادعاء محض لا دلیل علیه عند اهل الفطنة ولا معنی لختم النبوة علی فرد من غیر ان تختتم کمالات النبوة علی ذلک الفرد ومن الکمالات العظمی کمال النبی فی الافاضة وهو لا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامة ثم مع ذلک ذکرت غیر مرة ان الله ما اراد من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة وهو مسلم عند اکابر اهل السنة فالنزاع لیس الا نزاعا لفظیا فلا تستعجلوا یا اهل العقل والفطنة ولعنة الله علی من ادعی خلاف ذلک مثقال ذرة ومعها لعنة الناس والملائکة ۔ منه

بکلامٍ اکثر و اَجلیٰ ۔ والشریعۃ تبقیٰ بحالھا لا ینقص منھا حُکمٌ ولا تزید ھُدیٰ
ویقول انی احدٌ من الامّۃ النبویۃ ثم مع ذٰلک سمّانی اللہ نبیًّا تحت فیض
النبوّۃ المحمدیّۃ واوحیٰ الیّ ما اوحیٰ ۔ فلیست نبوّتی الا نبوّتہ۔
ولیس فی جُبّتی الا انوارہ واشعتہ ولولاہ لما کنت شیئًا یذکر او یسمّی۔ وان النبیّ یُعرف
بافاضتہ فکیف نبیّنا الذی ھو افضل الانبیاء وازیدھم فی الفیض وارفعھم
فی الدرجۃ واعلیٰ ۔ وایّ شیءٍ دین لا یضیء قلبًا نورہ۔ ولا یُسکِّن الغلیل
وجودہ۔ ولا یتغلغل فی الصدور صدورہ۔ ولا یُثنی علیہ بوصف یتمّ الحجّۃ
ظھورہ۔ وایّ شیءٍ دین لا یمیّز المؤمن من الذی کفر وابیٰ۔ ومن دخلہ
یکون کمثل من خرج منہ والفرق بینھما لا یُریٰ۔ وایّ شیءٍ دین لا یمیت
حیًّا من ھواہ ولا یحیی بحیوۃٍ اُخریٰ ۔ ومن کان للّٰہ کان اللہ لہٗ کذٰلک خلت
سُنّتہ فی اُممٍ اولیٰ ۔ والنبیّ الذی لیس فیہ صفۃ الافاضۃ لا یقوم دلیلٌ
علیٰ صدقہٖ ولا یعرفہ من اتیٰ ۔ ولیس مثلہ الا کمثل راعٍ لا یھشّ علیٰ غنمہ
ولا یسقی ویبعدھا عن الماء والمرعیٰ ۔ وتعلمون انّ دیننا دینٌ حیٌّ ونبیّنا
یُحیی الموتیٰ ۔ وانّہ جاء کصیّبٍ من السماء ببرکاتٍ عظمیٰ ۔ ولیس لدینٍ ان
ینافس معہ بھٰذہ الصفات العُلیا ۔ ولا یحطّ عن انسان ثقل حجابہ ولا یوصل
الیٰ حضرۃ اللہ وبابہ الا ھٰذا الدین الاجلیٰ ۔ ومن شکّ فی ھٰذہ فلیس ھو
الا اعمیٰ ۔ وقد اخترط الناس سیوفھم علیٰ ھٰذا العبد من غضبٍ واحدٍ
فنجّاہ اللہ ربّ الوریٰ ۔ فقطّ بعضھم واخزیٰ بعضھم وامھل بعضھم تحت
وعیدہ الیٰ یومٍ قدّر وقضیٰ ۔ وانّھم آلوا ان لا یعاملوا بہ الا ظلمًا وزورًا
وتحامت زمرھم عن طرق التقویٰ ۔ وبعدوا عن منھج الحق کانّ اسدًا یفترس
فیہ او یلدغ ثعبانٌ او تقضّ آفۃ اُخریٰ ۔

ووَدّوا ان يقتل هٰذا العبد او يسجن او ينفٰى من الارض ليقولوا بعده انه كان كاذبا فاهلكه الله واردى ✧ او اهان واخزى ✧ فنصره الله نصرًا بعد نصرٍ من الارض والسمٰوات العلٰى ✧ واستفتح فخاب كل من استعلٰى ✧ ورزقه الله الابتهال والاقبال عليه عند كل مصيبة فاستجاب اذا دعا ✧ وجعل اثرًا في دعوته ومن دعا عليه فقد هوٰى ✧ فطعن كثير من الناس بدعوته وقد كانوا يتمنّون يوم منيّته ويقولون لخبرنا الله بموته واوحٰى ✧ انّ في ذٰلك لاية لاولى النُهٰى ✧ وجعل الله داره حرمًا امنًا من دخلها حُفظ من الطاعون وما مسّه شيءٌ من الاذٰى ✧ ويتخطف النّاس من حولها انّ في ذٰلك يرى يد القدرة من كان له عين ترٰى ✧ واعطاه اعمال الصالحات مع ثمراتها النفع الابرار ✧ كانّها جنات تجري من تحتها الانهار ✧ ووضع له قبولا في الارض فيسعٰى اليه الخلق في الليل والنّهار ✧ وجذب الله اليه كثيرًا من اولى الابصار ✧ الذين لهم نفوس مطهرة وطبائع سعيدة وقلوب صافية وصدور منشرحة كالبحار ✧ وجعل بينهم مودّة ورحمة ✧ واخرج من صدورهم كل رعونة واستكبار ✧ وانبأه به في وقت لم يكن فيه هٰذا العبد شيئًا مذكورًا ✧ وكانت هٰذه النصرة سرًّا مستورًا ✧ واعطاه عصا صدق يخزي بها العدا ✧ فتلقفت ما صنعوا من حيّات كيد نحتوها بالنجوٰى ووعد انه يهين من اراد اهانته فاذاقهم الهوان من اهان واستعلٰى ✧ انّهم كانوا يكذّبونه من غير علم وقلوبهم في غمرة من اهواء الدّنيا ✧ وكانوا ينظرون الى سلسلة الله مغاضبًا ويؤذون عباد الله بحديث يفترٰى ✧ ولا يدخلون دار الحق بل يمنعون من يريد ان يدخلها ولا يابٰى ✧ فغضب الله عليهم وقطّع لهم ثيابًا من النّار ✧ وسعّر عليهم سعير الحسرات فلم يملكوا صبرًا ولم يدفعوا عنهم اوار الاضطرار ✧ وما كان لهم ملجأ من سخط الله ولا من منجٰى من البوار ✧ ولو نظروا ذات اليمين وذات

الیسار۔ فکان مالھم الخسران والخسار والذل والصغار۔ وطاشت سہامھم التی رموا الی ھذا العبد وحفظہ اللہ من شرّھم وادخلہ فی حمی الامن ودار القرار۔ وقد نفضوا الکنائن لیردّوا القدر الکائن وارادوا ان یُطفؤا بافواھھم ما نزل من الانوار۔ وسقطوا کصخرۃ علیہ وودّوا لو تُسوّی بہ الارض او تخرّ علیہ الجبال لئلا یبقی من الآثار۔ فنصرہ اللہ نصرًا عزیزًا من عندہ لیجعل اللہ ذٰلک حسرۃً علیھم وان اللہ لا یجعل علی المؤمنین سبیلًا للکفّار۔ وصادروا عن انفسھم ما انباہ اللہ فیھم من سوء الاقدار۔ وبشّر اللہ ھذا العبد المامور بانہ یکون فی امانہ و حِرزہ ولا یضرّہ من عاداہ من الاشرار۔ ویعیش تحت فضل اللہ الغفار۔ فکذٰلک عصمہ اللہ تحت حمایتہ ورحّب بہ فی حضرتہ وصار علی عداہ کالسیف البتّار۔ واعانہ فی کلّ موطنٍ کالرفیق۔ ونقلہ الی السّعۃ من الضیق وجعل لہ الارض کوادٍ خضرٍ اوروضٍ مملوّۃٍ من الثمار۔ ووضع البرکۃ فی انفاسہ وطھّر من ادناسہ واوصل الی الاقطار ضوء نبراسہ۔ فرجع الیہ کثیر من الابرار۔ وھجروا اوطانھم فی اللہ تعالیٰ واوطنوا قریتہ طمعًا فی رحمۃ اللہ الغفار۔ فاشتعل العِدا حسدًا من عند انفسھم ومکروا کل مکرٍ فما کان مکرھم الّا کالغبار۔ واخرجوا من کل کنانۃٍ سہمًا فما کان سہمھم من اللہ الا التبار۔ وجمعوا لہ ورموا من قوسٍ واحدٍ فانقلب بفضلٍ من اللہ وزادت عزتہ فی الدیار۔ وکذٰلک نصر اللہ عبدہ وصدق وعدہ وھیّأ من لدنہ کثیرًا من الانصار۔ وبشّرہ بانّہ یعصمہ من ایدی العِدا۔ ویسطو بکلّ من سطا وکذٰلک انجز وعدہ وحفظہ من کلّ نوع الضرار۔

وجعلہ مصطفًی مُبرءًا من کلّ دنسٍ و زکّی۔ وقرّبہ نجیًّا

واوحى اليه ما اوحى ۞ وعلّمه من لدنه طرق الرشد والهدى ۞ وجمع له
كل آية من الارض والسّمٰوات العُلى ۞ وكفّ عنه شرّ اعدائه واسّس كل امره
على التّقوى ۞ واصلح شئونه بعد تشتت شملها واوصل سهمه الى ما رمى ۞
وجعل الدّنيا كامةٍ له تاتيه من غير تنحٍّ وهوى ۞ وفتح عليه ابواب كل نعمة
وآوى وربّى ۞ وعلّمه من لدنه واعثره على المعارف العُليا ۞ وقد جاءكم
على وقت مسمّى ۞ **فما تقولون** فى هذا الرجل هل هو صادق او كذّاب
ومن اين منبت هذا الفضل اعطاه الله ما اعطى ام الشيطان قادر
على هذه الامور العظمى ۔ بيّنوا تؤجروا واتقوا يوم الفصل الذى يُظهر ما يخفى ۞

البابُ الثّانى

اسمعوا يا سادة ۞ هداكم الله الى طرق السعادة ۞ انى انا المستفتي
وانا المدّعي ۞ وما اكلّمكم بحجاب بل انا على بصيرة من ربّ وهّاب ۞ بعثني الله
على راس المائة لاجدّد الدين وانوّر وجه الملّة واكسر الصليب واطفئ نار
النصرانية واقيم سنّة خير البريّة ۔ ولاصلح ما فسد ۔ واروّج ما كسد ۔ وانا
المسيح الموعود والمهدى المعهود ۔ منّ الله عليّ بالوحي والالهام ۔ وكلّمني
كما كلّم برسله الكرام ۔ وشهد على صدقي بآيات تشاهدونها وارى وجهي
بانوار تعرفونها ۔ ولا اقول لكم ان تقبلوني من غير برهان ۔ وان تؤمنوا بي من غير
سلطان ۔ بل انادى بينكم ان تقوموا لله مقسطين ۞ ثم انظروا الى ما انزل الله لي
من الآيات والبراهين والشهادات فان لم تجدوا اياتي كمثل ما جرت عادة الله في الصادقين

وخلت سُنته فی النبیین الاولین فردونی ولا تقتلونی یا معشر المنکرین۔ وان رایتم اٰیاتی کاٰیات خلت فی السّابقین فمن مقتضی الایمان ان تقبلونی ولا تمرّوا علیها معرضین ۞ اتعجبون من رحمۃ الله وقد جاءت ایّامها۔ وترون الملّۃ ذاب لحمها وظهرت عظامها وکبّر اعدائها وحُقّر خُدامها ۞ ما لکم ترون اٰیٰ الله ثم تنکرون ۞ وترون شمس الحق امام اعینکم ثم لا تستیقنون ۞ ایها النّاس تمّت علیکم حجۃ الله فالی اَین تفرّون ۞ وان اٰیاته من کل جهۃٍ ظهرت ۞ والاسلام نزل فی غار الغربۃ واوامرہ تعطلت ۞ وکلّ آفۃٍ علیه نزلت ۞ وکُل مصیبۃ کشرت له انیابها۔ وکلّ نحوسۃٍ فتح علیه بابها ۞ والالف السّادس الذی وُعد فیه ظهور المسیح قد انقضیٰ ۞ ثم ازعمکم اخلف الله وعدہٗ او وفیٰ الاترون کیف اتفقت الامم علیٰ خلاف هٰذہ الملّۃ ۞ وصالوا علیه متفقین کسباعٍ تخرج من الاجمۃ الواحدۃ ۞ وبقی الاسلام کوحیدٍ طریدٍ۔ وصار غرض کلّ مُریبٍ۔ وللاعداء عیدٌ ولنا ذو القعدۃ۔ فعدنا کالمنهزمین من زلزال الکفرۃ یُطعنون فی دیننا وکطعن الصّعدۃ ۞ فعند ذٰلک بعثنی ربّی علیٰ راس المأۃ ۞ اتزعمون انه ارسلنی من غیر الضرورۃ ۞ ووالله انی اریٰ ان الضرورۃ تدزادت من زمانٍ سبق۔ وولّی الاقبال کغلامٍ ابق۔ وکان الاسلام کرجلٍ لطیف البُنیۃ ملیح الحلیۃ۔ والاٰن ترٰی علیٰ وجهه سواد البدعات۔ وقروح المحدثات ونقل الی الغثّ سمینه۔ والی الکدر معینه۔ والی الظلمات نورہ۔ والی الاخربۃ قصورہ وصار کدارٍ لیس فیها اهلها۔ او کحدیقۃ مشارٍ ما بقی فیها الانخلها ۞ فکیف تظنون ان الله ما ارسل مجدّدًا فی هٰذا الزمان وکان وقت نزول المائدۃ لا وقت رفع الخوان۔ وکیف تزعمون ان الله الکریم عند ازدحام هٰذہ البدعات وسیل السیئاتِ۔ ما اراد اصلاح الخلق بل سلّط علی المسلمین دجّالا منهو لیهلکهم

[illegible]

بسمّ الضلالات ⁘ اكان دجل النصارى قليلاً غير تامٍّ في الاضلال ⁘ فكمّله الله
بهذا الدجّال ⁘ فوالله ليس هذا الرأي من عين العقول ولا الابصار ⁘ بل هو صوت
انكر من صوت الحمار واضعف من رجع الحوار - ثم مع ذلك كيف نزلت الآيات
تترى التائيد رجل يعلمه الله انه من المفترين ⁘ اليس فيكم شيء من تقوى القلوب
يا معشر المنكرين ⁘ ما كان لعبد ان يفترى على الله ثم ينصره الله كالمقبولين ⁘
فان من هذا يرتفع الامان ويشتبه الامر ويتزلزل الايمان وفيه بلاء
للطالبين ⁘ اتزعمون انّ رجلا يفترى على الله كل ليلٍ ونهارٍ واصال
وابكارٍ ويقول يوحى الىّ وما اوحى اليه شيء ثم ينصره ربه كما ينصر الصادقين ⁘
اهذا امر يقبله العقل السليم مالكم لا تفكرون كالمتقين - ابقيت لكم دجّالون
واين المجدّدون والمصلحون وقد اكل الدين دود الكفر الا تنظرون ⁘
الا ترون علماء النصارى كيف يخدعون الجهال - ويلمعون الاقوال والاعمال -
لعلهم يرجعون ⁘ وان الله انزل لكم حجة عليهم فلم لا تنتفعون بحجته ايها العاقلون
ووالله لو اجتمع اوّلهم وآخرهم وخواصهم وعوامهم ورجالهم ونسائهم ما استطاعوا
ان يأتوا بآية كما نُعطى من ربنا ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا ⁘ ذلك بانّهم على
الباطل ونحن على الحقّ والههم ميّت والهنا حيّ فلا يسمع شهيقهم ولا زفيرا ⁘
وانّ لنا نجوم تجري آيات صدقه في هذا الزمن - وليس في ايديهم الّا خضراء
الدمن فاين تفرّون من حصن الامن ايها الغافلون ⁘

وان نبيّنا خاتم الانبياء **لا نبيّ بعده** الّا الذي ينوّر بنوره
ويكون ظهوره ظلّ ظهوره - فالوحي لنا حقّ وملكٌ بعد الاتباع - وهو ضالّة
فطرتنا وجدناه من هذا النبي المطاع - فاعطينا مجّانًا من غير الاشتراء
والمرء من الكامل هو الذي رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة والدعاء

لم یرزق منہ شیئًا یخاف علیہ سوء الخاتمۃ ۔

هٰذہ ملّتنا نری کل آنٍ ثمارها ونشاهد انوارها

واما دین النصاری فلیس الا کدارٍ یخوف الناس دُجاها وتعمی العیون دُخاها وهل لها آیۃ لنریها ووالله لو لم یکن دین الاسلام لتعسّرت معرفۃ رب العالمین ۔ فما ظهرت خبیئۃ المعارف الا بهذا الدین ۔ وانه کشجرۃ تؤتی اُکلها کل حین ویدعو الآکلین الذین هم من العاقلین ۔ واما دین عیسٰے فما هو الا کشجرۃ اجتثت من الارض وازالت الصراصر قرارها ۔ ثم اللصوص ما ابقوا آثارها ولیس فی دینهم الا قصص منقولۃ ۔ ومن المشاهدات معزولۃ ۔ ومن المعلوم ان القصص المجردۃ لا تهب الیقین ۔ ولیس فیها قوۃ تجذب الی رب العالمین ۔

وانما الجذب فی الآیات المشهودۃ والکرامات الموجودۃ ۔ وبها تتبدل القلوب ۔ وتزکّی النفوس وتزول العیوب ۔ فهی مختص بالاسلام ۔ واتباع نبیّنا خیر الانام ۔ وانا علی هذا من الشاهدین ۔ بل من اهلها ومن المجرّبین ونتمّ بها الحجۃ علی المنکرین ۔ وایّ شیء الدین الذی کان کدارٍ عفت آثارها او کروضۃ اُجیحت اشجارها ولا یرضی العاقل بدینٍ کان کدارٍ خربت او کعصا انکسرت او کامرأۃ عقرت ۔ او کعینٍ عمیت ۔ فالحمد لله کل الحمد ان الاسلام دین حیٌّ یُحیی الاموات ۔ ویُخضر الموات ۔ وینضّر الحیٰوۃ ۔ وانی اتعجب والله کل العجب من قومٍ یقولون انا من فرق الاسلام ثم ینکرون فیوض هذا الدین وفیوض نبینا خیر الانام ومکالمۃ الله العلام ۔ ما لهم لا ینهضون من رقدتهم ولا یفتحون عیون فطنتهم فاستعیذ بالله من مثل حالهم واعجب لهم ولا قوالهم ۔ وقد قُمت فیهم مأمورًا من الله فلا یؤمنون ۔ وادعوا الی الله فلا یاتون ۔ ویمرّون کانهم

ما سمعوا وهم يسمعون ۞ اما بلغتهم قصص قوم كانوا يكذبون رسلهم ولا ينتهون -
ام لهم براءة في القرآن فهم بها يتمسكون ۞

وانی والله من الرحمٰن - يكلّمني ربّي ويوحي اليّ بالفضل والاحسان ۞

وانی نشدته حتى وجدته - وطلبته حتّٰى اصبته - وانّي اعطيت حياتا بعد الممات - ووجدت الحق بعد ترك الفانيات - وانّ ربّنا لا يضيع قوما طالبين - ولا يترك في الشبهات من طلب اليقين - وانكم مكرتم كل المكر ولولا فضل الله ورحمته لكنت من الهالكين - وخاطبني ربّي وقال انّك باعيننا فاوفٰى وعده في كل موطنٍ وعند كل كيدٍ من الكائدين - ونصرني وآواني اليه وكرّ كلّ واحدٍ منكم عليّ فلم يمكن بشر مني فرجعوا خاسئين ۞

وقطعتم ما امر الله به ان يوصل واشعتم بين النّاس ان هٰؤلاء ليسوا من المسلمين - وتمنّيتم ان نكون من المخذولين ۞ فقلّب الله عليكم امانيكم ونشر ذكرنا في العالمين - اهٰذا جزاء المفترين ۞

ايها النّاس لكم لونان - لون في القلب ولون في اللسان - الايمان على الالسن والكفر في الجنان - جعلتم الاقوال للرحمٰن والاعمال للشيطان - فاين انتم من هداية القرآن - انتم تقرءون في كتاب الله انّ عيسٰى ذاق كأس الممات - ثم ترفعونه مع جسمه العنصري الى السمٰوات - فلا ادري حقيقة ايمانكم بالآيات - تتلون في صلواتكم انّ عيسٰى مات* لا رفع الجسم ولا حيوةَ - ثم بعد الصلوٰة تتربعون في ركن المحراب - وتُقبلون بوجوهكم على الاصحاب - فتقولون من اعتقد بموته فهو كافر وجزاءه السعير - ووجب له التكفير - تلك صلواتكم - وهٰذه كلماتكم - تقرءون في الفرقان **فلما توفيتني** وبه تؤمنون - ثم تتركون معناه وراء ظهوركم وانتم تعلمون - اتجدون في كتاب الله نزول عيسٰى بعد موته فما معنى فلما توفيتني

* واما ما قال سبحانه تعالى يا عيسٰى انّي متوفّيك ورافعك اليّ ومطهّرك فليس معناه رفع الجسم مع الروح والدليل عليه ذكر التوفي قبل الرفع وانّ الرفع حق لكل مؤمن بعد الممات وهو ثابت من القرآن والاحاديث والروايات - وان اليهود كانوا منكرين لرفع عيسٰى - ويقولون انّ عيسٰى لا يرفع كمثل المؤمنين ولا يحيٰى وذالك بانهم كانوا يكفّرونه ولا يحسبونه من المؤمنين فرد الله عليهم في هٰذه الآية - وكذالك في آيات اخرى وقال بل رفعه الله اليه وانّهم من الكاذبين - منه

یا ذوی الحصاۃ۔

أتکفرون بکتاب الله بعد ایمانکم۔ ولا تتقون الله وتبغون مرضاۃ اخوانکم۔ أتعادون من أرسل علی رأس المائۃ۔ وهو منکم ومن هذه الامّۃ۔ وجاء فی وقت الضرورۃ۔ وعند فتن النصرانیۃ۔ ووافی درء بصحف الله بالحقّ والحکمۃ۔ وشهد الله علی صدقه بالآیات المنیرۃ۔ ما لکم تردّون رحمۃ الله بعد نزولها۔ ولا تکونون من الشاکرین۔ تغشی الاسلام لیلکم۔ وانصرم الیه سبیلکم وتحسبون انکم تحسنون۔ ما لکم لا تنظرون الی الزمان وآفاته۔ والی طوفان الکفر وسطواته۔ الیس فیکم رجل من المتفرّسین۔ فعجبنا والله کل العجب وحیّرنا ما تقولون وما تفعلون وما تصنعون بحذاء الکافرین۔ وما اعددتم فی جواب المتنصّرین۔ انکم تقطعون اصلکم بایدیکم وتنصرون باقوالکم اعداء الدین۔ انّ الله ارسل عبدًا عند هذا الطوفان وانتم تکفّرونه وتخرجونه من دائرۃ الایمان وقد جاء بنورٍ تجلّی۔ وبالمعارف تحلّی لیکون حجّۃ الله علی صدق الاسلام۔ ولیخرج شمس الدین من الظلام۔ ولیدافع الله عنه الضرّ والزمن المرّ۔ ولیمدّ ظلّه۔ ویکثر ثماره ویری الخلق انواره۔ ولیشاهد الناس انه ازید من کلّ دینٍ فی کیفٍ وکمٍّ وشمٍّ وبریّۃٍ ثمّ انتم تکفرون به بل انتم اوّل المعادین۔ وظننا انکم صفو الزمان۔ وعین جاریۃ للظمآن۔ فظهر انکم ماء کدر لا یوجد فی الکدورۃ مثلکم فی البلدان۔ وجادلتم فاکثرتم جدالکم حتی سبقتم لسانًا وجاوزتم الحدود ونقضتم العهود وکفّرتم المسلمین۔

ألا ترون انّی کنت عبدًا مستورًا فی زاویۃ الخمول۔ بعیدًا من الاعزاز والقبول۔ لا یومی الیّ ولا یشار۔ ولا یرجی منّی النفع ولا الضرار۔ وما کنت من المعروفین۔ فاوحی الیّ ربّی وقال انّی اخترتک وآثرتک فقل انّی امرت

وانا اوّل المؤمنین وقال انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ فحان ان
تعان وتعرف بین الناس یأتون من کل فجٍ عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم
من السماء۔ یاتیک من کل فجٍ عمیق۔ ھذا ما قال ربی فانتم ترون کیف اری
العون ان الناس تتری افواجًا۔ وانثالت علیّ الھدایا کانھا بحر ھیّج فی کل ان ما جاء
ھذہ اٰیات اللہ لا تنظرون الی نورھا۔ وتنکرون بعد ظھورھا۔ الا تفکرون
فی امری اسمعتم اسمی قبل ما انباء بہ ربی فانی کنت مستورًا کاحدٍ من الانام
غیر مذکور فی الخواص ولا العوام۔ ومضی علیّ دھرٌ ما کنت شیئًا مذکورًا۔
وکنت اعیش کرجلٍ اتخذہ النّاس مھجورًا۔ وکانت قریتی ابعد من قصد
السیّارۃ۔ واحقر فی عیون النظّارۃ۔ درست طلولھا وکرہ حلولھا۔
وقلّت برکاتھا وکثرت مضرّاتھا ومعرّاتھا۔ والذین یسکنون فیھا کانوا کالبھائم
وبذلّتھم الظاھرۃ یدعون اللّائم لا یعلمون ما الاسلام۔ وما القراٰن وما الاحکام
ھذا من عجائب قضاء اللہ وغرائب القدرۃ۔ انہ بعثنی من مثل ھذہ الخربۃ۔ لاکون
علی اعداء الدین کالحربۃ۔ وبشّرنی فی زمن خمولی وایام قبولی بانی ساکون
مرجع الخلائق ولصول الکفرۃ کالسدّ العائق۔ واجلس علی الصدر۔ واجعل
للقلوب کالصدر۔ یاتونی من کلّ فجٍ عمیق۔ بالھدایا وبکل ما یلیق۔ ھذا وحی
من السماء من حضرۃ الکبریاء۔ ماکان حدیثًا یفتری ولا کلامًا ینسج من الھوی
بل وحی من ربّی الاعلیٰ۔ وکتب وطبع واشیع قبل ظھورہ فی الوریٰ۔ وارسل فی
المدائن والقریٰ۔ ثم ظھر کشمس الضحیٰ۔ وترون الناس یجیئونی فوجًا بعد فوجٍ
مع الھدایا التی لا تعد ولا تحصیٰ۔ الیس فی ذٰلک اٰیۃ لاولی النھیٰ۔ وان کنت
تحسبنی کاذبًا فارِ الخلق سرّی۔ واکشف ستری واسئل من اھل ھذہ القریۃ لعلک
تنصر من العدا۔ وانما حدثتک بھذا الحدیث لعلک تفتش وتھدی

فان کنت لاتخاف الله فامض علی وجهك یاتی الله بعوضك وان کنت تستفید
فالبرهان بیّن والامر هیّن۔ قد رای الاسلام صدمات الخریف فانظر الریان
وقت الربیع والنسیم اللطیف وتری انّ القلوب فی زمننا هذا اجدبت وطلقها
المبسرات وترکت نجاعت رحمة الله عودها وتدارکت واجادت۔ واراد الله
فی هذه الایام ان یمیط اشوکا تجرح اقدام الاسلام۔ ویقطع کل قتاد وقع فی سبیله
ویطهّر الارض من اللّئام فتقبل اولا تقبل انی انا مطر الربیع وما ادعیت بهوی
النفس بل ارسلت من الله البدیع لاطهر الدنیا من اوثانها وازکی النفوس من الشهوات
وشیطانها۔ الاتری ما نزل علی هذه الملة۔ وکیف زادت علل علی العلة۔
وتجاوز الوباء من اهل دارٍ۔ الی من کان فی جوارٍ۔ ودعا الحَینُ اخاه۔ بمثل
ما دعاه ووطئ الدّین تحت اقدام عبدة انسانٍ۔ وصال الاعداء علیه کثعبان
حتّی صار کفریة یطرقها السّبیل۔ او کارض تعد وعلیها الخیل۔ هناك رای الله
ان الارض خربت۔ وخیالات الناس فسدت۔ وما بقی فیهم الا امانی الدنیا
واهواءها۔ وتمایل علیها ابناءها فعند ذلك اقامنی فیکم لتجدید الدین و
اصلاح الملّة والتزئین فانظروا رحمکم الله اجئتکم فی غیر المحل کالمفترین۔ او
ادرکتکم عند نهب الشیاطین۔

واعلموا هداکم الله انّ هذا الامر بقضاء من الله وقدره۔
وهذا النور لیس من ظلمة بل من بدره۔ وکم من ذئب افترس عباد الله افلا
تنظرون۔ وکم من لصّ نهب اموال الدّین افلا تشاهدون۔ فما زعمکم
السریان وقت نصرة الرحمان۔ کلّا بل جاءت ایام فضل الله والاحسان
وما جئتکم من غیر سلطان مبین۔ وعندی شهادات من الله تزیدُ
یقیناً علی یقین۔ وکنتُ فی حبّة قومی کمیّتٍ۔ وبیتٍ کلا بیتٍ۔ وکنتُ

مستورًا غير معروفٍ لا يعرفني احد في القرية الا قليل من الطائفة -
وكنت اعيش في زاوية الكتمان لا يعرفني احد من الرجال والنسوان - وكنت
مخفيًّا من اهل الزمان - ما قصدت بلدةً من البلدان - وما جبتُ الآفاق وما
رئيت العرب وما تقصّيتُ العراق - وما كان لي والله سعة المال - وما ارتضعت
من الدهر الا ثدى عقيم لا يُرجى منه لبن الكمال - وما ركبتُ الا ظهر بهيم ليس فيه شية يُسر
الحال - فبشرني ربي في تلك الزمن بانه سيكفيني في جميع المهمات ويفتح
على باب كل نعمة من التفضلات - وكما ذكرت كان ذلك الوقت وقت العسر
وانواع الحاجات وبشرني ربي بتسهيل اموري وتيسير مناهجي - وتكفله بكل
حوائجي - فعند ذلك وفي زمنٍ ابعد من امنٍ امرت ان يُصنع خاتمٌ فيه نقش
هذه الانباء ليكون عند ظهورها اٰية للطلباء وحجّة على الاعداء والخاتم
موجود وهذا نقشه يا اهل الآراء + - ثم فعل الله كما وعد -
ومطر سحاب فضله كما رعد - وجعل الله حبّة صغيرة اشجارًا باسقةً واثمارًا
يانعةً - ولا سبيل الى الانكار ولو اتفق فرق الكفار - فان شهادة الشهداء
تصعد درجة من الف - وكيف الانكار من شمس الضحى - ثم اذا تمّت كلمة ربّي
وملأ الله جرابي - تبادر القوم بابي وصرت من القطرة كالبحار - ومن الذرّة
كالجبال الكبار - ومن زرع صغير كالاشجار المملوّة من الثمار - ومن دودةٍ
كفئاة المضمار - انّ في ذلك لآية لاولي الابصار - وكذلك بشّرني ربي
بطول عمري في بدء امري وقال ترى نسلًا بعيدًا - فعمّرني ربّي حتى رئيت نسلي
ونسل نسلي ولم يتركني كالابتر الذي لم يرزق وليدًا - وتكفي هذه الآية
سعيدًا - فافتوني ايها العلماء والمحدثون والفقهاء - افتجوّزون لكم ان تلك
المعاملات كلّها يعامل الله برجل يعلم انه يفتري عليه - ويكذب امام عينيه

+ قد مضى على صنع هذا الخاتم ازيد من ثلاثين سنة وما ضاع اثر هذا الوحي فضلًا من الله ورحمة وما كان في ذلك الزمن اثر من عزّ ولا ذكر من شهرة بل كنت في زاوية الخمول محرومًا من الاعزاز والقبول - منه

وهل تجدون في سنة الله انه يظهر على غيبه الى عمر طويل احدا من المفترين - ويتم عليه كل نعمته كالنبيين الصادقين - وينصره في كل موطن باكرام مبين - ويمهله مع هذا الافتراء حتى يبلغ الشيب من الشباب ويلحق به الوفا من الاصحاب ويعين - ويطرد اعداءه المؤذين كالكلاب - ويتق نشه مالم يؤت احد من المعاصرين * ويهلك من باهله امام عينيه او يخزى ويهين - ومن كان على الدنيا مكبًّا ولزينتها محبًّا ومن اهل الافتراء والفرية ارأيتم نصرته كهذه النصرة - او احسستم له عونة الله كهذه العونة - ما لكم لا تفكرون كالمتقين هداكم الله - الام تكفرون عباد الله المؤيدين وانكم تكذبونني ولا اعلم بم تكذبون - أكفرت بكتاب الله او انكرت ما جاء به المرسلون - او ما رئيتم ايات الله فلذلك تتنابون او جئتكم في غير الوقت فقلتم جاء كما يجيئ المزورون - ما لكم لا تعرفون الحق ولا تبصرون - انظروا الى الامم الخالية من المفترين والخليقة الفاسقة من المتقولين كيف نتفهم الله لافتراءهم واهلكهم وما ابقى شيئًا من نبأهم ومحى اثارهم - وافنى انصارهم لما كانوا كاذبين وللصادقين منافسين - ولولا تفريق الله بين الحق والباطل لارتفع الامان - وتشابه الخبيث والطيب والخرب والعمران ولم يبق فرق بين المقبولين والمردودين *

اعلموا رحمكم الله ان عمر الافتراء قليل والمفترى في اخر عمره ذليل - ثم المفترون قوم مخذولون لا ينصرهم رب علام - ولا يشهد الله لهم ولا يبقى في كنانتهم سهام - وليس متاعهم الا الكلام - ولا يؤيدون ولا يباركون كالمقبولين - ومن سنن الله انه اذا بارز احد من المكذبين صادقا في مقام المنازعة - او اشتبك معه بنية المباهلة صرعه الله بالخزى والذلة وكذلك جرت عادة حضرة الاحدية - ليفرق بين الصديقين والمزورين - ان المزورين لا ينصرون من الله ولا يؤيدون

بروح منه ولا توافیهم نور من السماء - ولا تقدم الیهم مائدة الصلحاء - وماهم
الا کلاب الدنیا تجدهم علیها متمایلین - وتجد صدورهم مملوة من شحّها
وهم علی انفسهم من الشاهدین - ویُخزون فی مآل امرهم وهناک یُعرف
وجود ممیّز یمیز الخبیث من الطیّبین ❊ والذین صدقوا عند ربّهم قد ثنی الله
تعالی عن الدُّنیا عنانهم - وعطف الیه جنانهم - فاختاروا له الیوم الاسود
والموت الاحمر واعطوا الظاهر والمضمر وسعوا الیه بوجدهم وقضوا مناسک
عشقهم - واتمّوا طواف محبّتهم اولٰئک لایُخزون فی هٰذه وفی یوم الدّین -
ویُسکنون فی مقام عزّ ورفعةٍ - لایرون نجاه العدا من عثرةٍ ویحفظهم
الله من کلّ صرعةٍ - ویقیلهم وینعشهم عند کُلّ سقطة فیعیشون محفوظین -
والفرق بینهم وبین المفترین - کشمس الضحیٰ - واللیل اذا سجیٰ - اوکحلیب لطیف
وخلّ ثقیف - یتراءیٰ نور جبهتهم للناظرین - انهم سرّحوا امرأة الدُّنیا
وزینتها واختاروا الأخرة وذاقوا سکینتها واستراحوا مع الله بعد ترک اهواءهم
وخرّوا علی حضرة الله وفرّوا الیه منقطعین - وقنعوا من الدُّنیا بثوب
کثیفٍ وبقل نظیفٍ فاعطی ارواحهم حللاً کبرقٍ مع غذاءٍ لطیفٍ وردّ الیهم
ماترکوا وکذلک یفعل الله بالمخلصین - ونظر الله الیهم فوجدهم الطیّبین الطاهرین
ورأی انهم یؤثرونه علی غیرهم فاثرهم علی الاغیار ورءیٰ انّهم کانوا له فکان
لهم وجعلهم مهبط الانوار وکذلک جرت سنّته من الاوّلین الی الاٰخرین -
وکم بئرٍ تُحفر لهم فیخرجهم الله بایدیه ولاتصیبهم مصیبة لیهلکوا بل لیُری
الله بها کرامتهم - ولاتنزل علیهم آفة لیدمّروا بل لیثبّت الله بها انهم من
المؤیّدین - اولٰئک رجال اصفاهم حبّهم ولایخزی الله قومًا الا بعد أن تأذّیهم
بایذاء تلک الخبیثین - کذلک جرت سنة الله فی المخلوقین - واذا اقبلوا علی الله سُمّع لهم

واذا استفتحوا خاب کل ظلّام ضنین۔ یعیشون تحت رداء الله ثم هم احیاء وهم من القانتین۔ انطق ان هٰذا القوم قد خلوا من قبل ولا یرید الله ان یخلق مثلهم فی الاٰخرین۔ تفلتناك امّك ان هٰذا الاخطاء مبین۔ یا عافاك الله بعدت بعدًا عظیمًا من سنن الله ربّ العالمین۔ لولا وجودهم لفسدت الارض ومن فیها فلذلك وجب وجودهم الی یوم الدّین۔

وما ارسلنی ربی الا لیکفّ عنکم ایدی الکفار۔ ویهیّئکم لنزول الانوار فما لکم لا تتذکرون بل تعرضون عن الهدیٰ۔ اتغلسون انکم تترکون سدیً۔ وانّ مع الیوم غدا۔ وما جئتکم من هوی النفس وما کنت مشتاق الظهور بل کنت احب ان اعیش مکتومًا کاهل القبور۔ فاخرجنی ربّی علی کراهتی من الخروج۔ واضاء اسمی فی العالم مع هربی من الشهرة والعروج۔ ولبثت عمرًا کالسّر المستور۔ او القنفذ المذعور۔ او کمیّت فی التراب او کفتیل خارج من الحساب۔ ثم اعطانی ربّی ما یحفظ العدا۔ ومنّ علیّ بوحی اجلی۔ فاشتعل السّفهاء وظلموا وکان بعضهم من البعض اطغیٰ۔ وسفت منهم علیّ الاعاصیر والصراصر الخطأ۔ فرءیتم مالهم یا اولی النهی۔ ثم بعدهم ادعوکم الی الله فان تقبلوا فالله حسیبکم۔ وان تکفروا فالله حسیبکم والسّلام علی من اتبع الهدیٰ۔

یا فتیان رحمکم الله ترون انقلابًا عظیمًا فی العالم۔ وتشاهدون من انواع المعالم۔ واشقی النّاس فی هٰذا الزمن المسلمون۔ ذهب دُنیاهم وکثیر منهم من الدین یرتدون۔ لا ینزل بلاءٌ الّا علیهم۔ ولا تهلك داهیة الّا قومهم۔ ما حدثت بدعة الا ولجت بینهم۔ وما عرضت علیهم الدّنیا عینها الا تفقأت بها عینهم نری نشأهم ترکوا شعار الملة الاسلامیة۔ ومحوا آثار

سنن النبوية - يحلقون اللحى ويعظمون السبال ويطوّلون الشوارب مع تلبس
الحلل النصرانية - فهم في هذا الزمن اشقى من اظلته السماء - واوته الغبراء -
يعرضون عن فضل الله اذا اتى - ويفرّون من رحمة الله اذا وافى - تنحّوا عن
خوان الله اذا دنى - وانبعوا طرقًا اخرى - لا يخافون حرّ النار واللظى - ويخافون
مرارة هذه الدنيا والطريق الذى ما نصفه الشيطان وطأوا كله فسبقوا
الخناس الاطغى - ومنهم قوم يقولون انا نحن العلماء ويتكلمون كما يتكلم
السفهاء - يضلّون الناس بغير علم وهدى - ويعرضون عن الحق الذى
حصحص وتجلّى - ويدفنون خير الرسل فى التراب ويُصعدون عيسى الى
السموات العلى - فتلك اذًا قسمة ضيزى - يبصرون ثم لا يبصرون -
يرون الحق ثم يتعامون وهم يعلمون - ويكتمون الحق الذى ظهر كشمس
الضحى - الا يرون نصر الله كيف اتى - ويُرى هم الله كل سنة ما يكرهونها من
آيات عظمى - ثم يمرّون كانهم ما رأوا ويتجاهلون عن طرق التقوى - كان
اسدًا ابغض فيها او تاخذهم آفات اخرى - ايظنون انهم لا يُسئلون
ويتركون كشيء يُنسى - الا يرون الآيات من ربّي او رأوا كمثله معاملة الله
برجلٍ افترى - ما لهم لا يتركون عادة الايذاء والسبّ والازدراء -
اقسموا والوا وعاهدوا واعليه والله يسمع ويرى - ياحسرات عليهم انهم
جاوزوا حد التقى - وطبع على القلوب فاثروا العشاوا العمى - يخافون الخلق
ولا يخافون الله ولا يتقون حرّ النار واللظى - وقد اوتوا مفاتيح دار الدين
فما دخلوها وما رضوا ان يدخلها زمر اخرى - ايُرجى منهم ان يؤمنوا بامام
وقتهم بل يقولون كذاب يضل الورى - ارى نفسه فى زى المسلمين
ولا يؤمن بالله ورسوله المصطفى - وما شقّوا صدره ى فما اعثرهم على كفرٍ يخفى -

شنا ... مصر فاكتب منه السطرين لملاحظة اصل النصفة وهو هذا -
الى ذي الجلال والاحترام المسيح الموعود ميرزا غلام احمد القادياني الهندي الفنجابي

وقد رءوا آیاتٍ ان رآها قوم اهلکوا فی قرونٍ اولیٰ۔ ما عُذبوا فی الدُّنیا ولا فی العُقبیٰ۔ فهذه شقوتهم طلعت الشمس علیهم وضحی۔ وهم یختفون فی الغار ویؤثرون الدُّجیٰ۔ لا یفرقون بین خائنٍ وامینٍ وبین نهارٍ ولیلٍ سجیٰ۔ یریدون ان یطفؤا نوراً نزل من الله ذی الجلال۔ والله غالب علیٰ امره وان کان مکرهم تزول به الجبال۔ ایحسبون انهم قوم لیس لهم زوال۔ وسیبطل الله کیدهم وان کان کیدهم کحلیبٍ اجراه فی الحلوق۔ وامضی فی العروق۔ او کغذاءٍ اخرج من الطف واحلیٰ۔ ایستطیعون ان یردّوا قضاءه۔ سبحان ربنا الاعلیٰ۔ انه یغلب ولا یُغلب وینفذ امره من السماء الی تحت الثریٰ۔ فهل من فتیً یخافه ولا یطغیٰ وهل من حُرّ یطیعه ولا یأبیٰ۔ اینکئون علیٰ آراء آباءهم الاولین۔ ولیس لآراءهم ثبات وتجدهم فیها مختلفین۔ وما زالت النّویٰ تطرح برأیهم کل مطرح فلا یثبت ولیس له قرار ویتبدل لکلّ حین۔ ووالله انّی صادق وجحدوا بما جئت به بغیر علم ولا بُرهانٍ مبین۔ وانّی اعرض نفسی للذبح فما دونه ان کانوا من الصادقین۔ ان یقولون الا رجماً بالغیب ولیسوا علی الحق مُعتثرین۔ ویقولون ان الزلازل والطاعون ما جاءت الا بنحوسة هؤلاء وانّهم قوم نحوسون۔ انظر الی اقوالهم کیف یهذرون۔ یا اعداء الکتاب والرسول بماذا تطیّرون۔ اجاء العذاب بما ارسل الله عبده لیتم به حجته ولینذر قوماً غافلین۔ ویل لکم ولما تزعمون۔ وقد انبأ الله بها قبل ظهورها ثم انتم بالله ورسله تستهزؤن۔ وان الله یریٰ کلّما تصنعون۔ تردون لیالی الکفر وظلماتها وتحسّون خلجة مرسل وامارتها ثم انتم تعرضون کانکم قوم عمون۔ واذا ابتسم ثغر صبح الاسلام واراد الله ان یجیح الشرك بآیاته العظام تلکموکم فی آیاته لعل الناس الی الحق لا یرجعون۔ وتقرءون فی سورة النور من

غير الشكّ والغُمّة۔ ان الخلفاء كلّهم يأتون من هذه الأمّة۔ ثم تلتمسون
عيسى الذي هو من بني اسرائيل وتنسون ما فيهم قيل وتقرءون في حديث
نبيّ الله **إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** ثمّ انتم تتجاهلون۔ اتكفرون بمن جاء
من الرحمان بالآيات البيّنات والبرهان۔ وترون الكفار كيف جرّحوا
دينكم الذي هو خير الاديان۔ وهمّوا بان ترتدّوا وتكونوا كمثلهم حزب الشيطان
فاعلموا رحمكم الله انّ غيرة الله قد اقتضت في هذا الزمان ان يرسل عبده
وينجز وعده وينجي حزبه من اهل العدوان۔ فانا هو العبد المامور والوقت
هو الوقت المسطور۔ فهل انتم تؤمنون۔ والحق قد تبيّن۔ والوقت قد تعيّن
فما لكم لا تفهمون۔ يا حسراتٍ عليكم انكم صرتم اول كافرٍ بي وكنتم من قبل
تنتظرون۔ الا ترون كيف شاع الشرك في اعطاف الارض واطرافها۔
واقطار البلدة واكنافها۔ اتكفرون بما انزل الله وانتم تعلمون؟

يا علماء القوم لا تعمدوا القداح النوم والله يوقظكم
بحوادث كبرى۔ وينبّئكم بدواهي عظمى۔ فاين الخوف كالابرار۔ واين
ماء الدموع بذكر الله القهّار؟ كنتم اناء الذين تترشّح الكفر منه ويفاض۔
فأعجبني انّ طير نفسكم ما فرّخ وما باض۔ اخلقتم لأكل رغيف مع شواء
صفيفٍ على خوانٍ نظيفٍ۔ ايها المسرفون۔ وقد قال الله تعالى مَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ وما قال الا لياكلون يا سبحان الله ايّ
طريق اخترتم واي نهج آثرتم اتعيشون الى آخر الدنيا ولا تموتون۔
وتقطفون ثمارها خالدين فيها ابدا۔ ولا تهلكون۔ ان الدنيا قد انتهت
الى آخرها أفلا تستيقظون۔ وقد حلّ ارضكم هذه وباء الطاعون وآفات
أُخرى لا تنظرون۔ وان اشتيتم او اصفتم فهي معكم ولا تفارقكم الا تبصرون۔

ا اخذكم العشا - ام انتم قوم عمون - وعنّت امامكم مصائب شتّٰى
حتّٰى صُبّت على انفسكم واولادكم ونساءكم والقُربٰى - وتفار فيكم
كُلّ سنة اعزّتكم بموتهم فلا تستطيعون غير ان يفزع ويبكى -
وما كان الله معذب قوم حتّٰى يبعث رسولًا ليتم الحجة والامر يُقضٰى - هكذا
قال الله فى كتابه وهكذا خلت سُنّته فى امم اولٰى - فما لكم لا تعرفون اماما
ارسل اليكم فلا تتبعون داعيًا اقيم فيكم الا تعلمون مآل من كذب وابى - ارضيتم
ان تموتوا بسنة الجاهلية ثم تُسئلوا فى العُقبٰى - وانتم تُهدون الى
الطيب من القول فما لكم تؤثرون الكدر وتتركون الاصفٰى - تدعون
من جاءكم وتدعون الميت من السموات العلٰى - وتسبّون وتشتمون
وتقولون ما تقولون ولا تخافون يومًا تحضر فيه كلّ نفسٍ لتجزىٰ وليس
نبىّ ذليلًا الا فى وطنه فسبّوا واشتموا والله يسمع ويرٰى -
يا قوم لم تتعامون وانتم تبصرون - ولم تتجاهلون وانتم تعلمون
اما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزؤن - تلدغون كالزنبور - وتؤذون
رجلًا اعنته كالسراج بالنور - وتهذرون برؤية البدور - وابدر العلماء وانتم
تُطلسون - وجاء الناس وانتم تهربون - وكم من مستهزئٍ اخبروا انهم فى
كانهم اُلهموا من الله العلّام - واصرّوا علنيه واشاعوا فى الاقوام - فاذا
الامر بالضدّ - وردّ الله مزاحهم عليهم كالجدّ - وماتوا فى اسرع وقت بعد الهامهم
وتركوا حشيش ندامة وذلّة لانعامهم +
وربّ من ذمٍ ما اذوقوا الا ليظهر الله بهم بعض الآيات - وقد قصصنا
قصصهم فى حقيقة الوحى لتكون تبصرةً للطالبين والطالبات - واقرب
القصص من هذا الوقت قصة رجلٍ مات فى ذى القعدة - وكان يلعننى ويسبّنى

وکان اسمہ **سعد اللہ** وکان سبّہ کالصعدۃ۔ واذا بلغ شتمہ الی منتہاہ وسبق فی الایذاء کل من سواہ۔ اوحی الی ربی فی امر شنوّہ وخزیہ وقطع نسلہ بانقضاء۔ وقال ان شانئک ھو الابتر۔ فاشعت بین الناس ما اوحی ربی الاکبر۔ ثم بعد ذلک صدّق اللہ الہامی۔ فاردت ان افصلہ فی کلامی۔ واشیع ما صنع اللہ بذلک الفتّان۔ وعدو عباد اللہ الرحمن۔ فمنعنی من ذلک وکیلٌ کان من جماعتی وخوفنی من ارادۃ اشاعتی۔ وقال لو اشعتہا لا تأمن مقت الحکام ویُحرّک القانون الی الاثام۔ ولا سبیل الی الخلاص۔ ولات حین مناص۔ وتلزمک المصائب ملازمۃ الغریم۔ والمآل معلوم بعد التعب العظیم۔ ولیست الحکومۃ تارک المجرمین۔ فالخیر فی اخفاء ھذا الوحی کالمحتاطین۔ فقلت انی اری الصواب فی تعظیم الالہام۔ وان الاخفاء معصیۃ عندی ومن سیر اللئام۔ وما کان لاحد ان یضر من دون باری الانام۔ ولا ابالی بعدہ تہدید الحکام۔ وندعو ربنا الذی ھو منبت الفضل۔ وان لم یستجب فنرضی بالعیش الرذل۔ وواللہ انہ لا یسلط علیّ ھذا الشریر۔ وینزل علیہ آفۃ وینجی عبدہ المستجیر۔ فسمع کلامی بعض زبدۃ المخلصین۔ الفاضل الجلیل فی علماء الدین اعنی محبنا المولوی الحکیم **نور الدین**۔ فجری علی لسانہ حدیث رُبّ اشعث اغبر واطمئن القلوب بقولی وقولہ وخطؤا المحذرۃ واستضعفوا بناءہ۔ ثم دعوت علی سعد اللہ الی ثلثۃ ایام وتمنیت موتہ من ربّ علام۔ فاوحی الیّ ربّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرّہ یعنی انہ تعالی یدافع عنک شرہ۔ فواللہ ما مضی علی الا لیالی حتی جاء نعی موتہ۔ فالحمد للہ علی ما ضرب العدو بسوطہ ٭

ایہا الناس انی جئت من ربی بمائدۃ لاطعم البائس الفقیر۔

فهل فيكم من يأخذ هذا الخوان ويأمن الجوع المبير۔ ومن لم يوافقه هذا الغذاء فهو من قوم يقال لهم أشقياء۔ ومن أكله فله في هذه أجر كبير۔ ثم وراءها فضل كثير۔ يريد الله ليحط عنكم الأثقال۔ ويضع السلاسل والأغلال۔ وينقلكم من الأرض المجدبة۔ إلى بلدة النعمة والرفاهة۔ وينجيكم من ظلمات اشتدت فيها الريح ويبلغكم إلى مقاصر أشعلت فيها المصابيح۔ ويطهركم من الذنب والزور۔ لتكونوا كالذي قفل من الحج المبرور۔ ولكنكم رضيتم بأن تتسخ أبدانكم بوسخ الذنوب۔ وأن تبعدوا أبدًا من ديار المحبوب۔ وإنّي عرضت عليكم ماء الحيات۔ فاثرتم كأس الممات۔ ودعوتكم إلى البيت العتيق۔ ففررتم إلى الغرانيق۔ وأنكم تسبّون وأنا أقاسي لكم الضجر والكربة۔ وندعو لكم في ظلمات الغمّ كأنا نصلي العتمة۔ وإن الأمر في يد الله يفعل ما يشاء۔ وفي يده القضاء۔ ويأتي يوم يلين ذلك الحجر۔ وإلى متى هذا الضجر۔ أيها الناس لا تمايلوا على قول العامة۔ وأنهم قد أعرضوا عن طرق السلامة۔ وإن عجبتم فما أعجب من قولهم أنّ عيسى حيّ مع الجسم في السمٰوات۔ ثم مع ذلك لحق بالأموات ودخل معهم في الجنات۔ ويقولون أنه ينزل صحبة الموتى في آخر الأيام۔ و ينزل إلى بعض أرضين ويمكث إلى أربعين ثم يرحل من هذا المقام۔ ويلحق بالأموات إلى الدوام۔ هذه خلاصة اعتقاداتهم وملخص آرائهم فبقينا متحيرين من هذا البيان۔ مع هذا الهذيان۔ لا أعلم أجرّتهم إليه الأهواء۔ أو غلبت عليهم السوداء۔ ما لهم إنهم مع طول الزمان وتلاوة القرآن ما اهتدوا إلى الحق إلى هذا الأوان۔ فما أفهم من أيّ قسم هذا الجنون۔ وقد مضت عليه القرون۔ فوالله قد حيّرني إصرارهم

علی امرٍ یخالف القرآن ـ ویجیح الایمان ـ وقد جاءھم حَکمٌ من اللہ بالحق
والحکمۃ علیٰ راس المائۃ وعند غلبۃ کلّ نوع البدعۃ وغلبۃ الکفرۃ فاعجبنی انّھم
لایّ سبب انکروہ ـ وھو یدعو الزمان والزمان یدعوہ ـ وواللہ انی انا المسیح
الموعود واعطانی ربّی سلطانًا مبینًا ـ وانّی علیٰ بصیرۃ من ربی ولو رُفع
الحجاب لما ازددتُ یقینًا ؕ ـ ان اللہ رأیٰ نفوسًا عاصیۃً وزمنًا کلیلۃٍ
فاسیۃ ؕ ـ فارسلنی لعلّھم یتوبون ـ وکیف ننصح لھم وانّھم قوم لایسمعون
وانّھم عن صراط الحق لناکبون ؕ ـ فرّوا من مائدۃ اللہ ورغبوا عنھا ـ وانتشروا
وبقیت الخوانُ علیٰ مکانھا ـ واٰثروا عصیدۃ الدنیا وغلبت لھا افواھھم
وتلمّظت لھا شفاھھم ـ فاقلّ ما یکون فی صدقی ان یصیبھم بعض الذی
اَعِدُھم فما لھم لاینتظرون ۔ وقالوا ان عیسٰی حیٌّ وذٰلک لقلّۃ عِلمھم
بالقراٰن والاٰثار ـ فینکرون موت عیسٰی اشدّ الانکار ـ وعلیٰ حیاتہ یصرّون
وتلک کلمۃ بھا یموتون ـ فاجتنب ذٰلک ان کنت من الذین یؤمنون
بالفرقان ولا یکفرون ـ ولا تکن کمثل الذین ترکوا کلام اللہ وراء ظھورھم
فلا یبالون ـ ویقولون ان المسلمین اجمعوا علیٰ حیاتہ کلا بل ھم یکذبون ـ واین الاجماع
وفیھم المعتزلون ـ واذا قیل لھم الا تتفکّرون فی قول ربکم فلمّا توفّیتنی
او بہ لا تؤمنون ؕ ـ فلیس جوابھم الا ان یحرّفوا اٰیات اللہ ویقولوا انّ معنی التوفّی
رفع الرّوح مع الجسم العنصری انظر کیف عن الحق یعدلون ـ ویعلمون ان ھٰذا القول
قول یجیب بہ عیسٰی بحضرۃ العزّۃ یوم القیامۃ اذ یسئلہ اللہ عن ضلالۃ الامّۃ
وکذالک فی الفرقان تقرءون ـ فعجبت واللہ کل العجب من شأنھم ومن غفلتھم
وحمقھم الا یعلمون انہ ما کان لبشر ان یحضر یوم النشور من قبل ان یقبض روحہ و
یکون من اصحاب القبور ثم انھم لا یتدبّرون ـ وقد حثا الصحابۃ التراب فوق

خير البرية - ومزاره موجود الى هذا الوقت فى المدينة المنورة - فمن سوء الادب
ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شرك عظيم - يأكل الحسنات ويخالف الحصاة
بل هو توفى كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وانّ عقيدة حياته قد جاءت
فى المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الهًا الا بهذه الخصوصية -
ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال فى جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن
احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر
منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة - فهم قوم معذورون عند الحضرة
بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطأوا الا من وجه الطبايع الساذجة
والله يعفو عن كل مجتهد مجتهد بصحة النيّة - ويؤدّى حق التحقيق من
غير خيانة على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البينات
من المهدى - وفرق الرشد من الغىّ واظهر ما اختفى - ثم اعرضوا عن قوله وما
وافوا دروب الحق بل منعوا من وافى - وخالفوه وما لوا على عناد وفساد
كالعدا - وفرحوا بهذه ونسوا غدا - اينكرون ما انذر الله به ولا يجاوز خدمتهم
اذا الفجر اتى - وترى كل نفس ما عملت من الهوى - ومن اتى الله بقلب سليم
نُجّى من اللظى - واما المعرض الاثيم فله الجحيم لا يموت فيه ولا يحيى - وانا نصبح
ونمسى فى هذا الانتظار - ونجيل طرفنا فى كل طرفة الى الاقدار - وان عذاب الله
قد قرع بابكم وكسّر انيابكم افلا تنظرون - وانّ نفوسكم قد قربت امس الممات
فى الفلوات - فاعدّوا لها حصن النجاة ولا تهلكوا انفسكم بايديكم ايها الغافلون
انما حياتكم بالايمان والدين - لا بالرغفان والماء المعين - واذا ذهب الدين
فلا حيات - والذى ضاع دينه يشابه الاموات - وترون انّ الكفر
كسّر ضلوع الاسلام - وما بقى منه الا اسم على السن العوام - ووالله انّ

هذا الاسد قد خرج من الكلاب - ورضى من الافتراس بالاياب - وقعد من الفلك بمثابة الهلك - ولذالك مسّكم من كل طرفٍ ضرٌّ - وعيش مرٌّ والآفات اختارتكم صحبا - كانها وجدت فناء كم رحبا - وانتم تحتها كل يومٍ تكسرون - وترون ان الآفات تنزّل عليكم تترا وتبتر بترا ولا تسقط عليكم آفة الا وهي اكبر من اختها ثم لا تخافون ٭

وقد رأيتم ما نزل من الآفات - وبعضها انا ذكرها في اسرع الاوقات - فتوبوا الى بارئكم لعلكم تفلحون ٭ وكيف ترجى منكم التوبة وما تاتيكم آيةٌ الّا عنها تعرضون - فسوف تاتيكم انباء ما كنتم به تستهزءون ٭ ومن الآفات ان قوما يدعونكم الى الكفر - طمعا في نجار الصفر - ويعرضون ذهبا على كل ذاهبٍ لعلّهم ينصّرون ٭ وانهم اولو الطول وانتم الفقراء وفتح عليهم ابواب الدنيا وانتم في البؤس تصبحون وتمسون ٭ وتلك فتنة اكبر من كل فتنةٍ وبليّة اشد من كل بليّة - فانكم تحتاجون الى رغفانهم وهم لا يحتاجون ٭ وحلّوا ارضكم وملكتها ملوكهم فلا بدّ من تاثّرٍ كما تشاهدون ٭ ثم من احدى المصائب ان امراءكم على الدين يستهزءون - وفقراءكم على الدنيا يتحاشون - فلا نجد قرة العين من اولٰئكم ولا من هولاء وانا من كلٍ آيسون ٭ وسرحنا الطرف في الطرفين فلخذ نا عيانا باخذ السقم عند آثار المنون ٭ وما كان لكافرٍ ان يهزمكم ولكن ذنوبكم هزمتكم وتركتم الحضرة وكذالك تتركون ٭ وان الله نظر الى قلوبكم فما آنس فيها تقاةً - فسلّط عليكم قوما عصاةً واعطاهم التعذيب كمّ قناةً - فهل انتم منتهون ٭ ان الله لا يغيّر ما بقومٍ حتى يغيروا ما بانفسهم فهل انتم مغيّرون ٭ وما يفعل الله بعذابكم ان شكرتم وآمنتم فهل انتم مؤمنون ٭

ءانتم تظنون انكم احياء بهذا الذنب الدائم - والموت خير للفتى من عيشه

عیش البهائم فما لکم لا تتنبهون ٭ وانّ النصرانیة تاکلکم کل یوم کما تاکل
النار الحطب لیتم ما قدر الله وکتب - فوالله ان هذا الوباء اکبر من کل وباء
وهذه الزلزلة اکبر من کل زلزلة وما نزل علیکم ما نزل الّا من ذنوبکم
ایها الفاسقون ٭ وان الآفات الجسمانیة لا تهلک الّا اجسامًا - واما الآفات
الروحانیة فیهلک الجسم والروح والایمان معًا فلا تنسوا اعداءکم وسبّوا انفسکم
ان کنتم تعقلون ٭ ما لکم لا تنظرون الی السماء - وصرتم بنی الغبراء - وان الله
عرض علیکم حلیب الدّین فانتم تعافون ٭ ثم قدّم قوم الیکم لحم الخنازیر فانتم
بالشوق تمششون - ومن دخل منهم فی دینکم فلا یدخل الّا کاهل النفاق - ویطوفان معًا فی الاسواق
مکدّیًا بالادراق - وهم یکثرون وانتم تقلّون - فلا مرهذه الحیوة ایها الجاهلون تتمایلون علی اموال الدنیا؟
وما تبصرون من این تفتتنون ٭ وترون الخوان - وما ترون المضلّ الخوّان
کانکم قوم عمون ٭ وتترکون العشاء وبالنداهی تَخْتَنِقُوْن - وتعیشون کسالی
ولا تمسّون الدّین باصبع ولا له تتالّمون ٭ ثم تقولون انّا بذلنا الجهد حق الجهد وانّا
مستفرغون - فکروا یا فتیان* - الم یان ان یرسل الله امامًا فی هذا العمران - وانکم تنقضون عهد
الله وتقطعون ما امر الله به ان یوصل وفی الارض تفسدون ٭ ووالله ان الوقت هذا
الوقت فما لکم لا تتقبّلون ٭

وانّی والله فی هذا الامر کعبة المحتاج کما انّ فی مکة کعبة الحجاج - وانّی
انا الحجر الاسود الذی وضع له القبول فی الارض والناس بمسّه یتبرّکون ٭
لعن الله قومًا یقولون انه یرید الدنیا وانّا من الدّنیا مُبْعَدُون ٭ وجئتُ لاُقیم
الناس علی التوحید والصلواة لا لاقتناء انواع الصِّلاة - والله یعلم ما فی قلبی
ویشهد بآیاته انهم کاذبون ٭ ما کان حدیث یفتری بل جئت بالحق وبالحق
ارسلت فما لکم لا تعرفون ٭ وانی انا ضالتکم لا مضلکم ایها المسلمون - فهل

* هذا خلاصة ما اوحی الله الیّ وهذه استعارة من الله الکریم - وکذلک قال المعبّرون ان المراد من الحجر الاسود
فی علم الرؤیا المرء العالم الفقیه الحکیم - منه

فیکم من یقبل دعوتی وینظر بحسن الظنّ الی کلمتی الیس فیکم رجل رشید ایها المستکبرون
ولولم اُبعث لغشیان فی ھذا الزمان لوطأ الذین اھل الصلبان ۔ وانّ ھذا السیل
بلغ الرؤس ۔ وافنی النفوس ۔ الا تعلمون القسوس کیف یضلّون ۔ وما اُرسلت الا عند
ضلال نجّس الارض واھلک اھلھا فما لکم لا تفھمون ۔ ووالله لیس فی الدھر اعجب من حالکم
کیف طال اعراضکم وصفحکم عنی وقد رئیتم الآیات واعطیتم البیّنات فنبذتموھا کالحصاة
وفُتح لکم باب الحسنات فغلقتم ابوابکم لئلا تدخل فی العرصات ما لکم لا تتقون حرمات الله
وللتکذیب تعجلون ۔ وان الله سیّاف یسلّ سیفه علی الذین یعتدون ۔
وانی انا المسیح الموعود وانتم تکذبوننی وتسبّوننی وتقولون ان ھذا الدعوٰی
باطل وقول خالفه الاوّلون ۔ فاعجبنی قولکم ھذا مع دعاوی العلم والفضل اتقولون
ما یخالف القرآن وانتم تعلمون ۔ وان دعوی الاجماع بعد الصحابة دعوی باطل
وکذب شنیع لا یصرّ علیه الا الظالمون ۔ وانّی الاجماع اتنسون ما قال المعتزلون
اتزعمون انهم لیسوا من المسلمین وانتم قوم مسلمون ۔ فثبت ان قولکم لیس قولا
واحدًا بل ادّارءتم فیھا فالآن یحکم الله فیما کنتم فیه تختلفون ۔ وعندی شھادات
من ربّی وآیات رئیتموھا ءانتم تنکرون ۔ ان الذین خلوا من قبلی لا اثم علیھم وھم
مبرّءون ۔ والذین بلغتھم دعوتی ورأوا آیاتی وعرفونی وعرّفتھم بنفسی وتمّت
علیھم حجّتی ثم کفروا بآیات الله واذونی اولئک قوم حق علیھم عقاب الله
بانھم لا یخافون الله وبآی الله ورسله یستھزءون ۔ وما جئتھم من غیر بیّنة بل اریتھم
ربّی آیة علی آیة ومعجزة علی معجزة واقیمت الحجة وقضی التنازع والخصومة
ثم علی الانکار یصرّون ۔ ایحاربون الله بما انه جعلنی المسیح الموعود والمھدی المعھود
ولله الامر وله الحکم لا یُسئل عما یفعل وھم یُسئلون ۔ وتنحّی بعضھم عن ھذا النزاع
خجلا وجلا ورجعوا الی تائبین واکثرھم فاسقون ۔

ایصرّون علٰی حیٰوۃ عیسٰی ویخفون اجماعًا اتفق علیہ الصحابۃ کلّھم اجمعون۔

ویتبعون غیر سبیل قوم ادرکوا صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وکل واحد

منہم استفاض من النبی وتعلّم۔ وانعقد اجماعہم علٰی موت عیسٰی وھو الاجماع

الاول بعد رسول اللہ ویعلمہ العالمون۔ انسیتم قول اللہ **قد خلت من**

قبلہ الرسل اوانتم للکفر متعمّدون۔ وقد مات علٰی ھذا الاجماع

من کان من الصحابۃ۔ ثم صرتم شیعًا وھبّت فیکم ریح التفرقۃ۔ وما اوتیتم سلطانًا

علٰی حیاتہ وان انتم الا تظنّون۔ وقد قال اللہ حکایتًا عن عیسٰی **فلمّا توفّیتنی**

فلا تفکّرون فی قول اللہ ولا تتوجّھون۔ ءانتم اعلم ام اللہ او تقولون مالا

تعلمون۔

ثم اعلموا انّ حق اللفظ الموضوع لمعنی ان یوجد المعنی الموضوع لہ فی جمیع افرادہ من غیر

تخصیص وتعیین۔ ولکنکم تخصّصون عیسٰی فی المعنی الموضوع للتوفی عندکم وتقولون لا شریک

لہ فی ذالک المعنی فی العالمین۔ کان ھذا المعنی تولّد عند تولّد ابن مریم وما کان وجودہ قبلہ ولا یکون بعدہ الی

الفنا۔ ین۔ وھذا یا فتی ان عیسٰی لم یبق لہ ولم یرزق الوجود من الحضرۃ۔

فبقی ھذا اللفظ کعاطل محرومۃ من الحلیۃ۔ فتفکروا ولا تتبعوا الاسباب۔ واتقوا اللہ

التواب۔ اتزعم انّ ھذا المعنی بساط ما وطئہ الا ابن مریم۔ او سماط ما اتھم الا

ھذا الملک المکرم۔ ولو فرضنا انّ معنی التوفی فی اٰیۃ فلمّا توفّیتنی لیس الا الرفع

مع الجسم العنصری الی السماء۔ ثم مع فرض ھذا المعنی یکذّب ھذہ الاٰیۃ نزول

عیسٰی الی الغبراء۔ ولا یحصل مقصود الاعداء بل یبقی امر عدم النزول علٰی حالہ کما لا یخفی

عند العقلاء۔ فان عیسٰی یجیب بھذا الجواب یوم الحساب یعنی یقول فلما توفیتنی فی یوم یبعث

الخلق ویحضرون۔ کما تقرءون فی القراٰن ایھا العاقلون۔ وخلاصۃ جوابہ انہ یقول

انی ترکت امتی علی التوحید والایمان باللہ الغیور۔ ثم فارقتھم الی یوم القیامۃ وما

رجعتُ الى الدنيا الى يوم البعث والنشور ÷ فلذلك لا اعلم ما صنعوا بعدي من الشرك
والفجور ولستُ من الملومين ÷ فلو كان رجوعه الى الدُّنيا امرًا حقًّا قبل يوم الفنا منهم
فيلزم منه انه يكذب كذبًا شنيعًا عند سؤال حضرة العزّة - وهذا باطلٌ بالبداهة
فالنزول باطلٌ من غير الشك والشبهة - **فاستيقظوا يا فتيان** - اين
انتم من تعليم القرآن - بل مات عيسٰى كما ماتت اخوانه من النبيّين - ولحق بهم
كما تقرؤن في اخبار خير المرسلين ÷ اقرءتم في حديث سيد الكائنات - انه
في السماء في حجرة عليحدة من الاموات - كلّا بل هو ميت ولا يعود الى الدنيا الى
يوم يبعثون ÷ ومن قال متعمدا خلاف ذٰلك فهو من الذين هم بالقرآن يكفرون
الّا الذين خلوا من قبلي فهم عند ربهم معذورون ÷ ويشهد القرآن انه يقول
يوم القيامة - اني ما كنت مطلعًا على ارتداد الامّة - ولا اعلم انهم اتخذوني الهًا
من دون ربّ البريّة - وكذلك يبرّء نفسه من علم فساد النصارى ووقوعهم
في الضلالة فلو كان نازلًا قبل القيامة لكان من شانه ان يصدق بحضرة
الله كما هو طريق البررة بل هو من حلل الرسالة والامامة فكيف يظنّ انه يختار الكذب
ويرتكب جرم اخفاء الشهادة - ويقول يا رب ما عدتُ الى الدنيا وليس في علم
باحوال اُمتي ولا اعلم ما صنعوا بعدي - فان هذا كذب شنيع تقشعر منه الجلدة
وتاخذ منه الرعدة - ÷ ولو فرضنا انه يقول كمثل هذه الاقوال ويخفي متعمدًا زمن عوده
الى الدنيا عند سؤال الله ذي الجلال - ويُخفي حقيقة اطلاعه على كفر اُمّته
واصرارهم على طريق الضلال - فلا شك ان الله يقول له يا عيسٰى مالك لا تخافون
عزّتي وجلالي - وتكذب امامي وجهي عند سؤالي - الست ذهبت الى الدنيا عند رجعتك -
واعثرت على شرك امّتك - الم تر الذين اتخذوك الٰها انتشروا في جميع البلاد - ونسلوا من كل حدب كالجراد -
وانت حاربتهم وكسرت صليبهم بجهدك وطاقتك ثم تنكر الآن من نزولك فاعجبني كذبك وفريتك -

÷ روى الامام البخاري عن المغيرة بن النعمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه يجاء برجال من امّتي (يعني يوم القيامة) فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يا رب اصيحابي فيقال انك لا تدري ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح (يعني عيسٰى) وكنتُ عليهم شهيدًا ما دمتُ فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وكذلك روى البخاري في معنى التوفي عن ابن عباس قال متوفيك مميتك - منه

خلاصة الكلام انّ قولكم برفع عيسٰی باطل۔ ومضر للدّين كالغائل۔
وتقولون لفظ الرفع في القرآن موجود۔ نعم موجود ولكن معناه من لفظ متوفيك
مشهود۔ بل جميع كلم الآية على الرفع الروحاني شهود۔ أتؤمنون ببعض
الكتاب وتكفرون ببعض أهٰذا الاسلام أم كفر وعنود۔ أو تريدون ان تحرّفوا كتاب
الله كما حرّف اليهود۔ ألا ترون ان لفظ متوفيك مقدّم على لفظ الرفع وفي القرآن
موجود۔ فما لكم تتركون رعاية الترتيب وتختارون ما يضركم وتعرضون عمّا
ينفعكم وتتجاوزون الحدود۔ ألم ينهكم الله ان تحرّفوا معنى القرآن۔ ولا تتبعوا
سبل الشيطان۔ ووالله ثم والله ما صرفكم عن الحق الّا التعصب والعناد۔
وحسبتم الفساد الكبير كانّ فيه رفع الفساد۔ وتقولون لي انت كفّرت أهل
القبلة۔ وخالفت قول خير البرية۔ يا سبحان الله كيف نسيتم فتاويكم بهٰذه
العجلة۔ وما ابتدرنا بالتكفير۔ وما بدأنا بالتحقير۔ أما اشعتم كفرنا في هٰذه الديار
وفي الآفاق۔ وفي السكك والاسواق۔ أنسيتم قرطاس الافتاء۔ وما قلتم
وما تقولون بترك الحياء۔ وجاهدتم كلّ الجهد لتنقضوا ما عقدنا۔ ولتبطلوا ما اردنا۔
وكذٰلك مكرتم كل المكر الى عشرين حجة بل زيد من ذٰلك عدّة واثرتم من كلّ
نوع فتنة۔ وقلتم بكلما اردتم في شاني من السب فالشتم ثم اشعتموه في الاغيار
والاحباب۔ كانكم مبرءون من المواخذة والحساب۔ ولكن الله اتمّ نورًا اردتم
اطفاءه۔ وملأ بحرًا تمنّيتم أن تغيض ماءه۔ ودعوتم لنا ارضًا جدبة۔
فآوانا الله الى ربوة + وواد خضر وروضة ورزقنا نعماء وآلاء وبركات
ما رأيتموها ولا آباءكم أهٰذا اجزاء الفرية۔ أأعثرتم على مثله في زمان
من الأزمنة ۞

واعلموا رحمكم الله ان صدق دعواي وموت عيسٰی ما كان امرًا

+ قد قال الله عزوجل في القرآن وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين۔ ولمّا جعلني الله مثيل عيسى جعل لي السلطنة البرطانية ربوة امنٍ وراحةٍ ومستقرًا حسنًا فالحمد لله مأوى المظلومين۔ ولله الحِكَم والمصالح ما كان لاحدٍ ان يؤذي من عصمه الله والله خير العاصمين۔ منه

متعسّر المعرفة - ولكن طوّعت لكم انفسكم تكذيب امامكم فزاغت (غشيت) قلوبكم وما فكّرتم حق الفكر - وقد جئتكم بالآيات والشواهد والبيّنات وقد فتح الله عليّ امر اخفاءه عليكم في ابن مريم - وذلك فضله انه فهّمني امرًا ما اعثركم عليه وما فهّمتم - ام حسبتم ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبًا ✤ ان الله اخفانا من اعينكم الى قرون واسبل عليها حجبا - فكنتم تنتظرون نزول المسيح من السماء - وصرف الله افكاركم عن الحقيقة الغرّاء ليظهر عليكم عجزكم في اسرار حضرة الكبرياء - ذلك من سنن الله ليعلّمكم ادبًا عند اظهار الاسرار - فما تشابه الامر عليكم الا من فتنة ارادها الله ليبتليكم بها فاظهرها بعد هذا الاخفاء ؞

واي ذنب اكبر من ذلك ان الله يخبر في القرآن بموت عيسى ويخبر بانّ عيسى يقرّ يوم القيامة بموته قبل كفر امته وصدّق علمه به كما مضى ؞ والنبيّ يقول اني رأيته ليلة المعراج في الموتى عند يحيى ؞ ثم انتم ترفعونه مع الجسم الى السماء فما رأينا اعجب من هذا - فما لكم لا تفقهون حديثا - وانّ قولي قول فيصل فلن تجدوا عنه محيصا - تصرّون على حياته ولا تؤتون عليه دليلا - ومن اصدق من الله قيلا ؞

وليس جوابكم من ان تقولوا انّ آباءنا كانوا على هذا الاعتقاد وان كان آباءكم عدلوا عن طريق السداد ؞ واي شيء خيال الاناسيّ (اناس) ظهروا بعد الصحابة بل بعد القرون الثلاثة وما كان حقهم ان يأوّلوا انباء الله قبل وقوعها بل كان من حسن الادب ان يفوّضوا الى الله مجاري ينبوعها - وكذلك كانت سيرة كبراء الامّة - انهم كانوا لا يصرّون على معنى عند بيان الانباء الغيبية - بل كانوا يؤمنون بها ويفوّضون تفاصيلها الى عالم الحقيقة - وهذا هو المذهب الاحوط عند اهل التقوى واهل الفطنة - ثم خلف من بعدهم خلف جاوزوا حدّ علمهم وحدّ المعرفة ونسوا ما قيل لا تقف ما ليس لك به علم وطفروا في كل موطن طفر البقّة - واصرّوا على امرٍ ما احاطوه حق الاحاطة - يا حسرتي عليهم وعلى سعيهم انهم قد اضاعوا الملة

✤ هذا ما اوحى اليّ ربي بوحي القرآن وكذلك اخفاني ربي كما اخفى اصحاب الكهف وان ذلك من سنن الله انه يُخفي بعض اسراره من اعين الناس ليعلموا ان علمهم قاصر وليبتلي الله عباده وليرى المؤمنين منهم والمجرمين - منه

منهم صدمةً هي أخت صدمة النصرانية۔ وما هم الا كحِدب لسنوات الملّة۔ يرفعون عيسىٰ
مع جسمه الى السماء ولا يتدبرون قوله تعالى قل سبحان ربي * بل يزيدون في البغض
والشحناء۔ يا فتيان اين انتم من تلك الآيات ولِمَ تتبعون ما نشأ من القول وتتركون
البيّنات المحكمات۔ ألا تعلمون ان الكفار طلبوا في هذه الآية معجزة الصعود الى
السماء من نبينا خير الانبياء وزُبدة الاصفياء۔ فاجابهم الله ان رفع بشرٍ
مع جسمه ليس من عادته بل هو خلاف مواعيده وسنّته۔ ولو فرض ان عيسى رُفع مع جسمه الى السماء
الثانية۔ فما معنى هذا المنع في هذه الآية الّا ان يكون عيسى بشرًا عند حضرة العزّة۔ ثم اي حاجة
اشتدّت لرفعه الى السمٰوات العُلى۔ أأرهقته الارض بضيقها او ما بقي مفرٌّ من
ايدي اليهود فيها فرُفع الى السماء ليُخفى۔

ايها الناس لا تجاوزوا حدود النهج القويم۔ وزنوا بالقسطاس
المستقيم۔ ووالله ان موت عيسى خير للاسلام من حياته۔ وكل فتح الدين في مماته۔
اتستبدلون الذي هو شرّ بالذي هو خير۔ ولا تفرّقون بين النفع والضير۔ ووالله
لن يجتمع حيات هذا الدين وحيات ابن مريم۔ وقد نُبّئتم ما عمّر حياته الى هذا
الوقت وما هدّم۔ وترون كيف نصر النصارى حياته وقدّم۔ وجرح الدين الاقوم
ولما ثبت ضيره فيما بيننا فكيف يتوقع خيره فيما خلفنا۔ واذا جرّبنا الى طول الزمان
مضرات حياته۔ فاي خير يُرجى من هذه العقيدة بعد ذلك مع ثبوت معرّاته۔
والعاقل لا يعرض عن مجرّباته۔ وان الله يوافي دروب الحكمة ويرحم عباده
ويعصمهم من ابواب الضلالة۔ ولا شك ان حيات عيسى وعقيدة نزوله باب من
ابواب الاضلال۔ ولا يتوقع منه الّا انواع الوبال۔ ولله في افعاله حِكَم لا تعرفونها
ومصالح لا تمسّونها۔ ففكروا رحمكم الله ان عقيدة حيات عيسى كما تصرّون عليه
الى هذا الآن ثم عقيدة نزوله في آخر الزمان أمرًا ما افادكم مثقال ذرّة وما ايّد

* اعني آية قل سبحان ربي هل كنتُ الّا بشرًا رسولا۔ فدلّ ذلك ان هذه الآية دليل واضح على امتناع صعود بشرٍ الى السماء مع جسمه العنصري ولا ينكره الّا الجاهلون۔ منه
وفي قوله تعالى سبحان ربي اشارة الى ان رفع بشرٍ الى السماء ينقض هذا العهد فسبحانه وتعالى عن ان ينقض عهده فتفكّروا ايها الغافلون۔ منه

دیننا الذی ھو خیر الادیان۔ بل ایّد دین النصاری وادخل افواجًا من المسلمین فی ھل الصلبان۔ فلا ادری ایّ حاجۃ احسستم للنزول۔ یا معشر المسلمین۔ وان حیاتہ یضرّکم ولا ینفعکم اما رئیتم ضررًا فیما مضٰی من السنین۔ انفعتکم ھذہ العقیدۃ فیما مرّ من الزمان۔ بل ما زادتکم غیر تتبیب وارتداد الرجال والنسوان۔ فایّ خیر یُرجٰی منہ بعد ما فتیان۔ ورئیتم المتنصرین ماجُذبوا الی القسیسین الا بھذہ الحبال۔ وھذا ھو اللصّ الذی القاھم فی بئر الضلال۔ وکانوا ذراری ھذہ الملّۃ ثم صاروا کالحیوانات او کسباع الاجمۃ۔ وعادوا الاسلام وسبّوہ بانکر اصوات نھیق۔ وترکوا اقاربھم ووالدیھم فی زفیرٍ وشھیق۔ ووقفوا انفوسھم علی سبّ خیر البریّۃ وتوھین کتابٍ ھو اکمل من الکتب السّابقۃ۔ وقالوا قریضٌ۔ وایّ رجل مستفیض واتخذوا دیننا سخرۃً۔ ولا یذکرونہ الّا طعنۃ۔ وقالوا اِنْ متّم علی ھذا الدین دخلتم النّار بالیقین۔ فاعلم وفقک اللّٰہ للصواب۔ وجنّبک طرق العتاب انّ ھذہ الفتنۃ التی حسبتموھا ھیّنًا ھی عند اللّٰہ عظیم۔ وقد اھلکت افواجًا منکم وادخلتھا فی نار الجحیم۔ ولذالک ذکرھا اللّٰہ سبحانہ وتعالٰی فی مواضع من کتابہ الکریم۔ ونسب الیھا تفطّر السّماء وخرّ الجبال وظھور اٰثار الغضب العظیم۔ فواللّٰہ انی اتعجب کل العجب من انّ المسلمین نصروا النصاری بقول یخالف قول حضرۃ الکبریاء۔ وقالوا انّ عیسٰی رُفع مع جسمہ العنصریّ الی السماء۔ ثم ینزل فی زمانٍ الی الغبراء۔ وھذا ھو الدلیل الاعظم عند النصاری علٰی اتخاذہ الٰھًا وبہ یضلّون کثیرًا من الجھلاء۔ والحقّ انہ مات ولحق الاموات۔ وعلٰی ذٰلک دلایل کثیرۃ من الکتاب والسنۃ۔ وقد ذکر القراٰن موتہ فی المقامات المتعددۃ۔ وراٰہ نبیّنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الموتٰی لیلۃ المعراج عند یحیٰی فی السماء الثانیۃ۔ وایّ شھادۃ اکبر واعظم من ھذہ الشّھادۃ۔ ثم مع ذالک یصول الجھلاء علیّ عند سماع ھذہ الکلمۃ۔ ویقولون لو کان السیف لقتلناک

وان سیف الله أحدّ من سیوف هٰذہ الفرقة المریب بعضهم ضرب سیفه
عند المباهلة۔ وقد تکرّر فی القرآن ذکر موت عیسٰی وذکر ایواءہ الی ربوةٍ ذات
قرار ومعین۔ وثبت بدلائل أخریٰ انها ارض کاشمیر بالیقین۔ ووجد فیها
قبر عیسٰی ووُجد هٰذه القصة فی کتب قدیمة لابُدّ من قبولها وحصحص الحق
فالحمد لله رب العالمین۔ وشهد سکّان هٰذه الارض انه قبر نبیّ
کان من بنی أسرائیل وکان هاجر الی هٰذه الارض بعد ایذاء قومه ومرّ علیه قریب
من الالفین بالتخمین۔ فملخص الکلام انّ موت عیسٰی ثابت بالبرهان۔
ولا ینکرہ الا من انکر نصوص الحدیث والقرآن۔ ولو شاء الله لفهّم من انکرہ ولکنه
یضل من یشاء ویهدی من یشاء والیه یرجعون۔ وان یتبعون الا الظنّ وما نریٰ
فی ایدیهم حُجّة بها یتمسکون۔ والتمسک بالاقوال الظنیة تجاه النصوص التی هی
قطعیة الدلالة خیانة وخروج من طریق التقویٰ فویل للّذین لا ینتهون۔ سیقول
الذین لا یتدبّرون ان عیسٰی علم للساعة۔ وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به
قبل موته۔ ذٰلک قول سمعوا من الاٰباء وما تدبروه کالعقلاء ما لهم لا یعلمون
ان المراد من العلم تولدہ من غیر ابٍ علیٰ طریق المعجزة۔ کما تقدم ذکرہ فی الصحف
السابقة۔ ولا ینکرہ احد من اهل العلم والفطنة۔ وامّا ایمان اهل الکتاب
کلهم بعیسٰی کما ظنوا فی معنی الاٰیة المذکورة فانت تعلم حقیقة ایمانهم لا حاجة
الی التذکرة۔ وتعلم انّ افواجًا من الیهود قد ماتوا ولم یؤمنوا به فلا تحرّف کلام
الله لعقیدة هی باطلة بالبداهة۔ وقد قال الله تعالیٰ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ فکیف العداوة بعد الایمان بعیسٰی المریق فی راسکم ذرّة من
الفطنة۔ الیس فی هذه الاٰیة ردّ علیٰ من زعم ان جمیع فرق الیهود یؤمنون بعیسٰی
فما لکم تخالفون القول النصّ الذی هو اظهر واجلیٰ۔ فایُّ اٰیة بقیت فی ایدیکم بها تتمسکون

فاعجبنی حالکم بایّ دلیل تخاصمون ۞ وان الله ذکر موت عیسٰی غیر مرة فی القرآن فما لکم لاتتذکّرون ۞ ویستحیل التناقض فی کلام الله ربّ العالمین ۞ ما لکم انکم تعاندون المعقول وتکذّبون المنقول ونعرض علیکم کلام الله ثم تمرّون معرضین وتعلمون انّ نزول المسیح الموعود یدون تخصیصٍ امرٌ تؤمنون به وتوءمنون به من غیر خلاف فاصل النزاع بیننا وبینکم فی نزول ابن مریم من السماء لتقضی الله لهذا النزاع بانباء رویته فی صحف الغرّاء ۞ فمن یرد الله ان یھدیہ یشرح صدرہ لبیان القرآن۔ وایّ کتابٍ عندنا وعندکم یتمسّک به بعد الفرقان یا حسراتٍ علیکم لاتحضرون للمناظرة ولاتجیئون للمباھلة ومن بعید تطعنون ۞ وعندنا دلائل کثیرة من کتاب الله وسنة رسوله فکیف نعرض علی الذین یُعرضون الا یعلمون ان المبتدعین والکافرین لایؤیّدون من الله ولا ھم ینصرون ۞ ولاقبول لھم عند الله ولاھم کالابرار یؤثرون ۞ وایّ ذنب ینسبون الیّ من غیر انی نعیت الیھم بموت عیسٰی وقد ماتت من قبله النبیّون ۞ ایعرضون عن الاجماع المستند الی النصّ الجلیّ ام ھم الحاکمون ۞ والله انّ عیسٰی مات وانھم یعاندون الحق الصریح ویقولون ما یخالف القرآن وما یخافون ۞ وایّ اشکال یاخذھم فی موت عیسٰی بل ھم قوم مسرفون ۞ یخصّصونه بصفة لاتوجد فی احدٍ من الناس ویؤیّدون النصاری وھم یعلمون وکیف تقبل غیرة الله ان یخصص احد بصفة لاشریک له فیھا من بدء الدنیا الی اٰخرھا وایّ عقیدة اقرب الی الکفر منھا لوکانوا یتدبّرون ۞ فان التخصیص اساس الشرک وایّ ذنب اکبر من الشرک ایھا الجاھلون ۞ واذ قالت النصارٰی ان عیسٰی ابن الله بما تولّد من غیر اَب وکانوا به یتمسکون ۞ فالجابھم الله بقوله اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۞ ولکنا لانرٰی جواب خصوصیة رفع عیسٰی ونزوله فی القرآن ۞ مع انه اکبر الدلایل علی الوھیة عیسٰی عند اھل الصلبان فلوکان امر صعود عیسٰی وھبوطه صحیحًا فی علم ربّنا الرحمٰن لکان من الواجب ان یذکر الله

مثيل عيسیٰ فی هذه الصفة فی الفرقان - كما ذكر آدم ليبطل به حجّة اهل الصلبان
فلا شك ان فی ترك الجواب اشعار بان هذه القصّة باطلة لا اصل لها وسِرّ الا
كالهذيان - اتعلمون ایّ مصلحة منعت الله من هذا الجواب - وقد كان حقًّا
على الله ان يجيب ويجيز زعم النصارىٰ بالاستيعاب - وان علماء النصارىٰ
قوم يزيدون كل يوم فی غلوّهم - ولا يلتفتون الى الحقّ من تكبّرهم وعلوّهم - وانی اتممت
عليهم حجّة الله لتائيد الاسلام - والّفتُ فيها كتبًا واشعتها الى ديارٍ بعيدة
لنفع الانام - فلمّا اجرّ الجدال فينا ذيله - وما رأيتُ احدًا ان ينظر الى الاسلام
ميله فهمت ان الامر محتاج الى نصرة الله المنّان - ولست بشیءٍ حتّی يمسّنی
رحمة الرحمٰن - فخررت على الحضرة سائلًا للنصرة وما كنت الّا كالميّت - فاجابنی
ربّی بالكلمتين - ونوّر العينين - وقال يا احمدُ بارك الله فيك - الرحمٰن علّم
القرآن - لتنذر قومًا ما اُنذر آباءهم ولتستبين سبيل المجرمين - قل انی اُمرت
وانا اوّل المؤمنين* - وبشّرنی بانّ الدين يعلیٰ ويشاع - وعلّمنی كثيرًا لا يضاع
وكان هذا اوّل ما اوحی الى هذا الحقير من الله القدير النصير - وبشّرنی ربّی
بانه يظهر لی آياتٍ باهرات - وينصرنی بتائيداتٍ متواترات - ليحقّ الحقّ ويُبطل
الباطل بالحجج القاهرة - والمعجزات الباهرة - ثم بعد ذلك دعوتُ القسّيسين
والنصارىٰ والمتنصّرين وغيرهم من البراهمة والمشركين - وقلت جرّبوا الحق بآيات
الله ونصرته لينظر من ينصر من الله ومن يكون محلّ لعنته - فما بارزوا لهذا النضال
كالكماة - واختفوا فی الوكنات - والله لو بارزوا لما رمیٰ ربّی الّا صائبًا - وما رجع
احد منهم الّا خاسرًا وخائبًا - والله ان فتّشتَ لرأيتَ الاسلام كنز الآيات ومدينتها
وتجد فيه نورًا يهب لكلّ نفس سكينتها فيا حسرة على قوم يكفرون بدفائنه ولا يتوجّهون
الى خزائنه - ويحسبون الاسلام كالعظام الرميمة - لا مملوًّا من النعم العظيمة -

* ان الاعداء من اهل القبلة يسمّوننی اوّل الكافرين - فسبق القول من الله لردّهم فی كتابی البراهين وقال
قل انی امرت وانا اوّل المؤمنين - وقالوا لا يدفن هذا الرجل فی مقابر المسلمين - فسبق القول من الرسول لردّهم

اولٰئک قوم لا یؤمنون بان یکلم اللّٰہ احدًا بعد سیّدنا المصطفٰی ۔ ویقولون قد ختم علی المکالمۃ بعد خیر الوریٰ ۔ فکانّ اللّٰہ فقد فی ھٰذا الزمن صفۃ الکلام ۔ وبقی صفۃ السمع فقط ولعلّہ یفقد صفۃ السمع ایضًا بعد ھٰذہ الایام ۔ واذا تعطّلت صفۃ التکلم وصفۃ سماع الدعوات ۔ فلا یرجی عافیۃ الباقیات اعنی عند ذالک ارتفع الامان من جمیع الصفات فمن اتکس ابدیّۃ احدٍ من صفات حضرۃ العزّۃ فکانّما انکر جمیعھا ومال الی الدھریۃ ۔ فما تقولون فیہ یا اھل الفطنۃ ھل ھو مسلم او خرّ من منار الملّۃ ۔

اتظنّون ان الاسلام مرکّب من قصصٍ معدودۃ ۔ ولیست فیہ اٰیات مشھودۃ ۔ اعرض عنا ربنا بعد وفات سیّدنا خیر البریّۃ ۔ فایّ شیءٍ یدل علی صدق ھٰذہ الملّۃ ۔ انسی اللّٰہ وعد الانعام الذی ذکرہ فی سورۃ الفاتحۃ ۔ اعنی یجعل ھذہ الامۃ کانبیاء الامم السابقۃ ۔ السنا خیر الامم فی القراٰن ۔ فایّ شیءٍ جعلنا اشرّ الامم علی خلاف الفرقان ۔ ایجوّز العقل ان نجاھد حق الجھاد لمعرفۃ اللّٰہ ثم لا نوافی دروبھا ۔ ونموت لنسیم الرحمۃ ثم لا نرزق ھبوبھا ۔ اھٰذا حق کمال ھذہ الاُمّۃ وقد وافت شمس عمر الدّنیا غروبھا فاعلموا انّ ھٰذا الخیال کما ھو باطل عند الفطنۃ التامۃ ۔ کذالک ھو باطل نظرًا علی الصّحف المقدّسۃ ۔

وایّ موتٍ ھو اکبر من موت الحجاب ۔ وایّ عمیً اشدّ اذیً من عدم رویۃ وحی اللّٰہ الوھّاب ۔ ولو کانت ھٰذہ الاُمّۃ کالابکم والاصمّ لمات العشّاق من ھٰذا الھمّ ۔ الذین یذیبون وجودھم لوصال المحبوب وما کانت منیّتھم فی الدنیا الا وصول ھٰذا المطلوب فمع ذالک کیف یترکھم حبّھم فی لظی الاضطرار وفی نار الانتظار ولو کان کذالک لکان ھٰذا القوم اشقی الانام

لا تسفر صباحہم ولا تسمع صیاحہم۔ ویموتون فی بکاء وانین۔ کلا بل اللّٰہ ارحم الراحمین۔ وانہ ما خلق جوعًا الا خلق معہ طعامًا للجوعان۔ وما خلق غلیلًا الا خلق معہ ماءً للعطشان۔ وکذالک جرت سنتہ لطلباء العرفان۔ وانی عاینتہا فکیف انکرہا بعد المعاینۃ۔ وجربتہا فکیف اشک فیہا بعد التجربۃ۔

ولا بد لنا ان ندعو الناس الی ما وجدناہ علی وجہ البصیرۃ۔ وتوجب علی کل من یؤمن باللّٰہ الوحید۔ ولا یانف من کلمۃ التوحید۔ ان لا یقنع بالاطمار۔ ویطلب السابغات من حلل الدین ویرغب فی تکمیل الدثار والشعار۔ ویقرع باب الکریم بکمال الصدق والاضطرار۔ وانہ جواد لا یسئم من سؤال الناس وان خزائنہ خارجۃ من الحد والقیاس فمن زاد سؤالًا زادہ نوالًا فمن حسن الایمان ان لا ییئس العبد من عطائہ۔ ولا یحسب بابہ مسدودًا علی احبائہ۔ وانکم ایہا الناس تحتاجون الی نعم اللّٰہ والائہ۔ فمن الشقوۃ ان ترد والنعم بعد اعطاءہ۔ وای جوعان اشقی من جائع اشرف علی الموت واذا عرض علیہ طعام لذیذ ورغیف لطیف ردہ وما اخذہ وما نظر الیہ وھو قتل الجوع وطریدہ۔ ومع ذالک لا یریدہ۔

فاعلموا ایہا الاخوان رحمکم اللّٰہ الرحمٰن انی جئتکم بطعام من السماء وقد حقق اللّٰہ لکم اٰمالکم علی رأس ہذہ المائۃ وکنتم تطلبونہا بالدعاء ففتح علیکم ابواب الالاء فہل انتم تقبلون۔ واعلم انکم لن ترضوا عنی حتی اتبع عقائدکم وکیف اترک وحی ربی واتبع اھواءکم وھو القاہر فوق عبادہ والیہ ترجعون۔

وانی اعطیت اٰیات وبرکات وانواع النصرۃ وتائیدات ولن الکاذبین

لا يفتح لهم هذا الباب ولو لم يبق منهم بالمجاهدة الّا الاعصاب۔ أتظنون ان الله
يحبّ خوانًا اثيمًا۔ وانّي جئتُ لنصرتكم من جنابه۔ كاسدٍ يطلع من غابه ويصول
كاشرًا عن انيابه فارونى رجلا من القسيسين والملحدين والمشركين من يبارزني
في هذا المضمار ويناضلني بآيات الله القهار۔ ووالله انّ كلّهم صيدٌ لي
وسدّ الله عليهم طريق الفرار لا يؤويهم اجمة ولا حجر من الاحجار۔ ونحن نفري الارض
مسارعين اليهم ونبريها بسرعة كالمنتهبين۔ وانا ان شاء الله نصل اليهم فاتحين
فائزين ✤

وانّهم ما كانوا ليغلبوكم ولكن ذهبتم الى الفلاة من الحماة
والى الموامي من حمى الحامي وانفدتم زاد العلوم وصرتم كالبائس المحروم وجعلتم
انفسكم كشيخٍ مفند لا رأى له ولا عقل۔ اوكبهيمة لا تدرى الّا البقل۔ لا تقبلون
سلاحًا نزل من السماء من حضرة الكبرياء۔ اما اسلحة الدنيا فليست بشيءٍ
بمقابلة هؤلاء الاعداء۔ فالآن مسكنكم فلاةٌ عوراء۔ ودشتٌ ليس هنالك الماء۔
وانتم تتركون متعمّدين عيونًا جارية تروي العطشان۔ وتختارون موامي ولا تخافون
الغيلان۔ وقد اذابت الهاجرة الابدان۔ ما لكم لا تأوون الى هذا الظل الرحب الذي
ينجيكم من الحرور ويهديكم الى ماءٍ عذبٍ ويبعدكم عن حُفر القبور۔ وان اكبر الدليل
على صدق من ادعى الرسالة هو وجود زمانٍ كمّل الضلالة۔ وان كنتم في شك من
امري فاصبروا حتى يحكم الله بيننا وهو خير الحاكمين۔ الم يكفكم انه جعل لنا فرقانًا
بعد ما باهل العدا وقالوا انّ لنا الغلبة من الحضرة فاهلك الله من هلك عن البينة
ومكرتم ومكر الله والله خير الماكرين۔

وترون كيف تخيم الاعداء حولكم وكيف نزل عليكم البلاء وتذللتم
لهم من ضعف انفسكم وجذبتكم اليهم الاهواء۔ وقد غشيتم احيانًا حيّرت البصائر والابصار

١٠٢؎ اوحى اليّ ربي وقال استجيب في هذه الليلة كلما دعوتَ ومنها قوةُ الاسلام وشوكته وكان ١٦۔ مارچ

فما لكم لا ترون اعصارًا اجاحت الاشجار۔ انهم قوم يريدون لكم ارتدادًا وضلالًا ولا
يالونكم خبالًا۔ وقد غلبوا اهل الارض وجعلوهم كالغلمان والاماء۔ وكادوا ان يرموا
سهامهم الى السماء۔ ووالله لا قِبَل لكم بهم وان انتم عندهم الا كالهباء۔ فقولوا الغضبُ
عليكم اولا اغضب لم تتناومون فى هٰذا الاوان۔ ارضيتم بالحيٰوة الدنيا من الاٰخرة
فاثاقلتم الى الارض كالسكرانٰ۔ واى شيءٍ انامكم وقد صرتم غرض الخُسران۔ واىّ
طاقةٍ بقيت لكم يا فتيان۔ ووالله ما بقى الا ربنا المنّان۔ فلا ادرى ما صنعتم
وما تصنعون بالاسباب۔ وكيف ينصركم عقلكم الذى ليس الا كالذباب۔ واىّ زينة
تظهرون بهذه الثياب۔ ولما قمتُ فيكم وقلتُ انى من الله الكريم۔ اشتعلتم
غضبًا وسخطًا وقلتم رجل افترى وحسبتمونى كالشيطان الرجيم۔ وما نظرتم
الى الوقت هل الوقت يقتضى دجالًا يُشيع الضلال او مصلحًا يحيى الدّين ويردّ اليكم ما زال۔ وانى اُشهد الله
على ما فى قلبى والله انى منه ولستُ فعلت امرًا من تزويرى وقد ظلمتم اذ عجلتم
الى تكفيرى وتحقيرى وما نظرتم الى ما صُبّت على الاسلام فى هٰذه الايام
فنبكى عليكم بدموعٍ جارية وعبرات متحدّرة لما تضحكون علينا وتستهزءون
ما لكم لا تفكّرون فى انفسكم ولا تنظرون فى ضعف الاسلام اما شبعتم من
الدجاجلة وتتمنون دجالًا اٰخر فى هذا الوقت المخوفة وفى هٰذه الايام المتدة وقد جئتم
على راس المائة وعند الضرورة الحقّة وشهد على صدقى الكسوف والخسوف
والزلازل والطاعون۔ فالعجب انكم ترون الاٰيات ثم لا تزول الظنون۔ اهٰذه
فراستكم ايها العالمون۔ بل حال بينكم وبين تقواكم كبر كنتم تخفونه وتكتمون
وعميت عينكم فلا ترى فتن الاعداء وتتمنوننى دجالًا ولا تبصرون۔ وتفتون بانى كافر بل اكفر من كل من
كفر بالانبياء فمرحبًا بكم بهذا الافتاء۔ والعجب كل العجب انّ الذين يريدون ان يمحوا الدين من اهل الصلبان
والمشركين ليسوا عندكم دجالين۔ وانا دجال بل اكبر المفسدين۔ فلا نشكو الا الى الله رب العٰلمين۔

ولما رئت عندکم کافرًا کیف یُرجی ان ینفعکم موعظة من الکفار۔ ولکنی اردت ان اذکر ما اُوذیت فی اللّٰہ فلذالک افضی بنا الکلام الی ھذہ الاذکار۔

رحمکم اللّٰہ ما لکم لا تترکون ظلمًا وعدوانا۔ ولا تخافون علیما دیّانا۔ ایھا الناس جئنا من اللّٰہ علٰی میقاتہ ونطقنا باطاقہ۔ نبلغ الیکم الدعوۃ وتنالنا عنکم اللعنة۔ فما ادری ما ھذہ الدنائة۔ انکم حاذیتم الیھود حتّی صکّت النعال بالنعال وتشابھت الاقوال بالاقوال۔ انھم کانوا لخلھم یُسمّون نبی اللّٰہ عیسٰی دجالًا وکذلک سمّیت منکم بھذا الاسم فضاھیتم بھم افعالًا واقوالًا۔ ولولا سیف الحکومة الاری منکم۔ ما رأی عیسٰی من الکفرة۔ ولذالک نشکر ھذہ الحکومة لا بسبیل المداھنة۔ بل علٰی طریق شکر المنّة۔ وواللّٰہ انا رأینا تحت ظلّھا امنًا لا یرجیٰ من حکومة الاسلام فی ھذہ الایام۔ ولذالک لا یجوز عندنا ان یرفع علیھم السیف بالجھاد۔ وحرام علٰی جمیع المسلمین ان یحاربوھم ویقوموا للبغاوۃ والفساد ذالک بانھم احسنوا الینا بانواع الامتنان وھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ بلا شک ان حکومتھم لنا حمی الامن وبھا عصمنا من جور اھل الفتن۔ ومع ذالک لا یخفی انا نخالف القسیسین۔ بل انا لھم اوّل المخالفین۔ ذلک بانھم یجعلون عبدًا ضعیفًا عاجزًا ربّ العالمین۔ وترکوا خالق السمٰوات والارضین۔ واللّٰہ یعلم انھم من الکاذبین المفترین والدجالین المحرّفین۔ ونعلم ان الحکومة لیست معھم لا تغریھم بھذا الامر ولا من المعاونین بل انھم لیسوا بالنصاریٰ الا بافواھھم نحتوا القوانین من عند انفسھم وترکوا الانجیل وراء ظھورھم فکیف نقول انھم النصاریٰ بل ھم قوم اٰخرون۔ وسلکوا مسالک اُخریٰ ولا یدرسون الاناجیل ولا یعملون باحکامھا ولا الیھا یتوجھون۔ ونجد فیھم عدلًا وانصافًا عند الخصومات۔ وانی جرّبت بعضھم فی بعض المخاصمات۔ ونریٰھم انھم اقرب مودۃً الینا ولا یریدون الظلم

ولا یتعمدون - وان اللیل تحت ظلہم خیر من نہارٍ یرئیتا تحت ظل المشرکین فوجب علینا شکرہم وان لم نشکر فانا مذنبون ٭

فخلاصۃ الکلام انا وجدنا ھٰذہ الحکومۃ من المحسنین - فما وجب کتاب اللہ علینا ان نکون لہا من الشاکرین - فلذالک نشکرہم ونبغی لہم الخیر و ندعو اللہ ان یہدیہم الی الاسلام وینجیہم من عبادۃ عبد ھو کمثلہم فی المصائب والآلام - ویفتح عیونہم لدینہ ویُوجّہہم الی خیر الادیان - ویحفظہم فی الدین والدنیا من الخسران -

ھٰذا دعاءنا وھل جزاء الاحسان الا الاحسان - ولا یجازی الحسنۃ بالسیئۃ الا الذی أثم قلبہ وصار کالشیاطین - فلا نزید طریق القاسطین - ولیس وجہ کلامنا فی ھٰذہ الرسالۃ الا الی علماء النصارٰی والقسیسین الذین حسبوا سبّ الاسلام و توہین سیّدنا خیر الانام فرض مذہبہم فنہضنا لدفعہم و ذبّہم من اللہ تعالیٰ وھو ناصر دینہ وھو خیر الناصرین ٭

وقد خاطبنی ربی لنصرۃ دینہ بکلمۃ اجد فیہا وعدًا کبیرًا وقال بشّرہم بایام اللہ ۛ وذکرہم تذکیرا - فنعلم مطمئنین مستیقنین ان اللہ ینصر دینہ ویعصمہ من الاعداء - ویظہرہ علی الادیان کلہا من السماء ولکن لا بالحرب والجہاد بل بآیات قاہرۃ ویدٍ تدق قحف الاعداء وکذالک

وجدنا فی کتابہ نخر

کمثل وحیٍ الیّ ربی وھٰذا ملخص الانباء -

فلن یخلف اللہ وعدہ ویریٰ الذین ظلموا اجزاءہم

انتم الجزاء ٭

وکذالک ظہرت الاٰثار فی ھٰذا الزمان۔ وتجلّٰی ربنا لاھل الارض بتجلٍّ قھری فاری اٰیات قھرہٖ فی جمیع البلدان۔ وکثیر من الناس افناھم الطاعون۔ وکثیر منھم انتسفتھم الزلازل وتلقفھم المنون۔ والذین کانوا فی البارحۃ ینومون فی القصور۔ الیوم تراھم میتین فی القبور۔ اقفرت منھم مجالس وعُطّلت مقاصر وخلوا ابدًا۔ لا تترکھم ان یرجعوا الٰی اخوانھم۔ او ینزعوا دورھم عن جیرانھم۔ وتری الناس لا یملکون الفرار من ھٰذا الوباء۔ وما بقی لھم مفرّ تحت السماء۔ ولا یحمل ھٰذا البلاء علی البخت والاتفاق۔ کما زعم اھل الشقاق۔ فالسعید ھو الذی عرف ھٰذہ الاٰیات۔ وولج شعب تلک الحرات۔

فاعلموا رحمکم اللّٰہ ان ھٰذہ المصائب من الاقدار التی ما رئیتم قبل ھٰذا الزمان ولا اٰباءکم فی حین من الاحیان۔ وانما ھی اٰیات لرجل بعث فیکم من اللّٰہ المنّان۔ لیجدد اللّٰہ دینہ ویظھر براھینہ۔ ویُخضّر بساتینہ ویثمر اشجارہ من الثمرات الطیّبات۔ ولیجعل حطبہ کالغصون الناعمات کذالک لیعرف الناس دین اللّٰہ القویم ویمیلوا کل المیل الی ربھم الرحیم وینفروا عن الدنیا نفور طبع الکریم۔ ولما اسفر صبح الدین واری شعاع البراھین غضّ اکثرھم ابصارھم لئلّا یبصروا۔ وعادوا دعوۃ اللّٰہ وھم یعلمون۔ یا حسرۃ علیھم من الخیر یفرّون وعلی الضیر یتمائلون۔ قد حان ان یُفتح الباب۔ فمن القارع المنتاب۔ وقد جرت العین لمن کانت لہ العین۔ واللّٰہ غفور رحیم۔ لا یردّ من جاء بقلب سلیم۔ ومن زاد سؤالًا یزدہ نوالًا۔ والعجب ان القوم جمعوا خصاصۃً جسمانیۃً مع خصاصۃٍ روحانیۃٍ۔ ثم یحسبون انھم لیسوا بمحتاجین الی مصلح من اللّٰہ الکریم وسدّ

عليهم كلّ بابٍ نخوٍّ يظنّون انهم رُزِقوا من كلّ نوع النّعيم - قد رضوا بان
يعيشوا كالانعام - معرضين عن آلاء الله والانعام - فنتعجب من قعود
همّتهم وخِسّت حالتهم ونسئل الله اصلاحهم - حتّى يُرزقوا فلاحهم -
ووقفنا على الدعاء لهم اكثر اوقاتنا ووقت الاسحار - والعين التى
لا يملكها غُمضٌ من هذه الافكار - ووالله انى اخبرتهم بايام الطاعون قبل ظهورها
وما نطقتُ الا بعد ما انطقنى ربى واعثرنى على مستورها - ثم بعد ذالك
اخذهم الطاعون - ونزل بهم المنون - وكان هذا الخبر فى وقت ما اهتدى
اليه راى الاطباء - وما نطق به احد من العقلاء - فوقع كما اخبر ربى وكان
هذا برهانًا عظيمًا من ربّ السّماء - ولكن الناس ما سرّحوا الطرف اليه
وما افاض رجل ماء الدّموع من عينيه - وما بادروا الى التوبة والاعمال
الحسنة - بل زادوا فى المعاصى والسّيئة - وكذبونى وكفّرونى وقالوا دجّال
لئيم - وما انسنى فى وحدتى الّا ربى الرحيم - واجتمعوا على سبًّا وشتمًا ولزمونى
ملازمة الغريم - وما عرفونى لبغضهم القديم - فاختفينا من اعينهم
كاصحاب الكهف والرقيم - وجحدوا بآيات الله واستيقنتها انفسهم ظلمًا
وعلوًّا - فما امكنهم الرجوع بعد ما اروا اشتدادًا وغلوًّا - ووالله ان الآيات
قد نزلت كصيّب من السمٰوات - اشعلت المصابيح فما زالت ظلماتهم
وكثر الانذار والتنبيه فما قلّت سيّاتهم - عكفوا على حطب واعرضوا من
اشجار باسقةٍ واثمار يانعةٍ وازهار منوّرة - ووالله لا ادرى لِمَ اعرضوا
عنّى مع هذه الآيات البيّنات - وقد اتمّ الله حجّته عليهم وعلى كلّ من
كان فى الظلمات - ولما راعنى منهم ما يروع الوحيد - ادركنى عون ربّى
وكل يومٍ زيد - وما زالت النصر وأُيّدت حتى تمّت الحجّة وتواترت النصرة

وبلغت الآيات الى حد لا استطيع ان أحصيها ولكني رئيت ان الكتب اية منها في اٰخر هٰذه الرسالة لعل الله ينفع بها احدًا من الطبائع السعيدة ويعلم الناس انّ نصرة الله قد احاطت مشارق الارض ومغاربها وشاعت تغلغلها فى اخيار العباد وعقاربها حتّٰى بلغت اشعة هٰذه الآيات الى بلاد امريكة التى هى ابعد البلاد -

وكلما اوحى الله اليّ من الآيات المنيرة والبراهين الكبيرة انها ليست لى بل لتصديق الاسلام - وما انا الّا احد من الخدام واعجبنى حال المنكرين - انهم اصرّوا على التكذيب حتّٰى صاروا اول المعتدين -- وكلٌّ جدّ جهده - وبذل ما عنده ليطفئ نورًا انزل من السماء - فزاد الله نوره وما كان جهدهم الا كالهباء - ورئينا فتنتهم كالبحر اذا ماج والسيل اذا هاج - ولكن كان مآل الامر فتحنا وهزيمتهم وعزّتنا وذلّتهم - ولو كان هذا الامر من غير الله لمزّقونى كل ممزق ولمحوا نقشى من الاحياء ولكن كانت يد الله تحفظنى من شر الاعداء حتّٰى بلغت اٰياتى الى اقصى البلاد - فما كان هٰذا الافعل رب العباد - والآن نكتب اٰية ظهرت فى بلاد امريكه - وطلعت شمسنا من المشرق حتّٰى ارت بريقها اهل المغرب لنموذج انيقه - فهٰذا فضل الله ورحمته - وعناية الله ومنّته وبشرٰى لقومٍ يعرفونه وطوبٰى لعبادٍ يقبلونه ؛

ذکر المباهلة التی دعوت ڈوئی الیها مع ذکر الدعاء علیه و تفصیل ما صنع الله فی هذا الباس بعد ما اشعناه فی الناس

اعلموا رحمکم الله ان من نموذج نصرته تعالیٰ و من شهادته علی صدقی آیة اظهرها الله تعالیٰ لتائیدی باهلاک رجل سمه ڈوئی۔ و تفصیل هذه الآیة الجلیلة۔ و المعجزة العظیمة ان رجلا مسمّٰی بڈوئی کان فی امریکه من النصاری المتموّلین و القسیسین المتکبّرین۔ و کان معه زهاء مائة الف من المریدین و کانوا یطیعونه کالعباد و الاماء علی منهج الیسوعیین۔ و کان کثیر الشهرة فی قومه و غیر قومه حتّٰی طبّق الآفاق ذکره۔ و سخّر فوجًا من النصاری بسحره۔ و کان یدّعی الرّسالة و النبوّة مع اقرار الوهیّة ابن مریم۔ و یسبّ و یشتم رسولنا الاکرم۔ و کان یدّعی مقامات فائقة و مراتب عالیة۔ و یحسب نفسه من کلّ نفس اشرف و اعظم۔ و کان یزید یومًا فیومًا فی المال و الشهرة و التابعین۔ و کان یعیش کالملوک بعد ما کان کالشحاذین۔ فالناظر من المسلمین فی ترقیاته مع افترائه و تقوّله ان کان ضعیفًا ضل و حار۔ و ان کان

عَرِيْفًا الكريا من العثار۔ وذٰلک انه کان عدوّ الاسلام وکان یسبّ نبیّنا
خیر الانام۔ ثمّ مع ذٰلک صعد فی الشهرة والتموّل الٰی اعلی المقام۔ وکان
یقول انّی ساقتل کلّ من کان من المسلمین۔ ولا اترک نفسًا من الموحّدین
المؤمنین۔ وکان من الذین یقولون ما لا یفعلون۔ وعلا فی الارض کفرعون
ونسی المنون۔ وکان یجعل النهار لنهب اموال الناس واللیل للکاس
واجتمع الیه جهّال الیسوعیین وسفهاء المسیحیین۔ فما زالوا یتعاطون اقداح
الضّلالة۔ ویصدّقون من جهلهم دعوی الرسالة۔ وکان هو عبد الدنیا
لا الحرّۃ۔ وکَسد فی بلاد درّۃ۔ ومع ذٰلک کان شیطان زمانه وقرین شیطانه
ولکن الله مهّله الٰی وقتٍ دعوته للمباهلة۔ ودعوت علیه فی حضرة العزّة۔
وکنت اجد فیه ریح الشیطان۔ ورئیت انه صریع الطاغوت وعدوّ
عباد الرحمٰن۔ نجّس الارض ونجّس انفاس اهلها من انواع خبائث الهذیان۔
وما رئیت کمثله عمیّنًا ولا عفریتًا فی هذا الزمان۔ کان مجنون التثلیث
وعدوّ التوحید۔ ومصرًّا علی الدین الخبیث۔ وکان ینظر ثمراته لحسنة
ومعرّاته کاسباب حسنة۔ واجتمع الجهال علیه من الامراء واهل الثروة۔
ونصروه بمالٍ لا یوجد الّا فی خزائن الملوک وارباب السلطنة۔ وکان یساق

الیہ قناطیر الدولۃ حتی قیل انّہ ملک ویعیش کالملوک بالشّان والشوکۃ۔ ولما بلغت دولتہ منتہاھا۔ تبع نفسہ الامّارۃ وما ترکہا۔ وادّعی الرسالۃ والنبوۃ من اغواء الشیطان۔ وما تحامی عن الافتراء والکذب والبہتان۔ وظن انہ امرٌ لا یسئل عنہ ویُزجّی حیاتہ فی التنعم والرفاھۃ۔ ویزید فی العظمۃ والنباھۃ۔ بل سلک معہ طریق الکبر والنخوۃ۔ وما خاف عذاب حضرۃ العزّۃ۔ ولا شکّ انّ المفتری یؤخذ فی اوّل امرہ۔ ویمنع من الصعود وتفترسہ غیرۃ اللہ کالاُسُود۔ ویری یوم الھلاک والدمار الموعود۔ فی کتاب اللہ العزیز الوَدُود۔ انّ الذین یفترون علی اللہ ویتقوّلون۔ لا یعیشون الّا قلیلًا ثم یؤخذون۔ وتتبعھم لعنۃ اللہ فی ھٰذہ وفی الاٰخرۃ۔ ویذوقون الھوان والخزی ولا یکرمون۔ الم یبلغک ما کان مآل المفترین فی الاولین۔ وان اللہ لا یخاف عقبی المتقوّلین۔ ویھزّھم حسامہٗ فیجعلھم من الممزّقین۔

ولمّا اقترب یوم ھلاکہ دعوتہٗ للمباھلۃ۔ وکتبت الیہ ان دعواک باطل ولست الّا کذّابًا مفتریًا لجیفۃ الدنیا الدنیۃ۔ ولیس عیسٰی الّا نبیًّا ولست الّا متقوّلًا ومن العامۃ والفرق الضالۃ المضلّۃ۔ فاخش الذی یری کذبک وانّی ادعوک الی الاسلام والدّین

الحق والتوبة الی اللہ ذی الجبروت والعزّۃ۔ فان تولّیت واعرضت عن ھٰذہ الدعوة فتعال نباھل ونجعل لعنۃ اللہ علی الذی ترک الحق وادعی الرسالۃ والنبوة علی طریق الفریۃ۔ وان اللہ یفتح بینی وبینک ویھلک الکاذب فی زمن حیات الصادق لیعلم الناس مَن صدق ومَن کذب ولینقطع النزاع بعد ھٰذہ الفیصلۃ۔ وواللہ انی انا المسیح الموعود الذی وُعد مجیئہ فی اٰخر الزمن وایام شیوع الضلالۃ۔ وانّ عیسٰی قد مات وان مذھب التثلیث باطل وانک تفتری علی اللہ فی دعوی النبوة۔ والنبوة قد انقطعت بعد نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ۔ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیّۃ۔ بید انی سُمّیتُ نبیًّا علٰی لسان خیر البریۃ۔ وذٰلک امر ظلّی من برکات المتابعۃ وما اری فی نفسی خیرًا ووجدتُ کلّما وجدت من ھٰذہ النفس المقدّسۃ۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علٰی من اراد فوق ذٰلک او حسب نفسہ شیئًا او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویّۃ۔ وانّ رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حقّ احدٍ ان یدّعی النّبوة بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلۃ۔ ومابقی بعدہٖ الا کثرة المکالمۃ۔ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریہ۔ وواللہ ما حصل لی ھٰذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ۔

وسُمّیتُ نبیًّا من الله علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقة۔ فلا تھیج ھٰھُنا غیرۃ الله

ولا غیرۃ رسوله فانی اُربّی تحت جناح النبیّ وقدمی ھٰذہ تحت الاقدام

النبویّة ثم ما قلت من نفسی شیئًا بل اتبعت ما اُوحِی الیّ من ربّی وما

اخاف بعد ذٰلک تھدید الخلیقة۔ وکل احدٍ یسئل عن عمله یوم القیامة

ولا یخفی علی الله خافیه۔

وقُلتُ لذٰلک المفتری انکنت لاتباھل بعد ھٰذہ الدّعوۃ

ومعذٰلک لا تتوب ممّا تفتری علی الله بادعاء النبوۃ۔ فلا تحسب انّک تنجو

بھٰذہ الحیلة۔ بل الله یھلکک بعذابٍ شدیدٍ مع الذِلّة الشدیدۃ

ویخزیک ویذیقک جزاء الفریة۔ وکان یراقب موتی وارَاقب موته وکنتُ

التوکّل علی الله ناصر الحق وحامی ھٰذہ الملّة۔

ثم اشعت ما کتبتُ الیه فی ممالک امریکه اشاعة تامّةً کاملةً

حتّی اشیع ما کتبت الیه فی اکثر جرائد امریکه واظن انّ الوفا من الجرائد

اشاعت ھٰذا التبلیغ وبلغت الاشاعة الی عدّۃ ما استطیع ان احصیھا

ولیس فی القرطاس سعة ان اُملیھا۔ واَمّا ما اُرسِل الیّ من جرائد امریکة

الّتی فیھا ذکر دعونی وذکر المباھلة وذکر دعائی علی ڈوئی لطلب الفیصلة

فرئیت ان اکتب فی الحاشیة اسماء بعضھا لیعلم الناس انّ ھٰذا الامر ما کان

مکتوماً مخفیاً بل اشیع فی مشارق الارض ومغاربها وفی اقطار الدنیا واعطافها کلها شرقاً وغرباً وشمالاً وجنوباً وکان سبب هذه الاشاعة ۔ انّ ڈوئی کان کالملوک العظام فی الشهرة وما کان رجل فی امریکه ولا فی یورپ من الاکابر والاصاغر الا کان یعرفه بالمعرفة التامّة ۔ وکانت له عظمة ونباهة کالسلاطین فی اعین اهل تلک البلاد ۔ ومع ذلک کان کثیر السیاحة یصطاد النّاس بوعظه کالصیاد ۔ فلذلک ما ابی احد من اهل الجرائد ان یطبع ما ارسل الیه فی امره من مسئلة المباهلة بل ساقهم حرص رویة مال المصارعة الی الطبع والاشاعة ۔ والجرائد التی طبعت فیها مسئلة مباهلتی ودعائی علی ڈوئی هی کثیرة من جرائد امریکه ولکنّا نذکر علی طریق النموذج شیئاً منها فی حاشیتنا هذه ۔

نمبر	اسم الجریدة وتاریخه	ترجمة خلاصة مضمونها
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	ان المیرزا غلام احمد رجل من الفنجاب وهو یدعو ڈوئی للمباهلة الذی انه یخرج فی هذا المیدان ۔ وانّ المیرزا یکتب انّ ڈوئی مفتری کذاب فی دعوی النبوة ۔ وانی ادعو الله ان یهلکه ویستاصله کل الاستیصال ویقول انی علی الحق وان ڈوئی علی الباطل فالله یحکم بیننا بانه یهلک الکاذب ویستاصله فی حین حیوة الصادق وان المیرزا غلام احمد یقول انی انا المسیح الموعود وانّ الحق فی الاسلام
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مطابق بما سبق بادنی تغییر الالفاظ
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	مطابق بما سبق بادنی تغییر الالفاظ ومع ذلک قال ان هذا الطریق طریق معقول ومبنی علی الانصاف ولا شک ان الرجل الذی یستجاب دعاءه فهو علی الحق من غیر شبهة ۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰ جون ۱۹۰۳ء	ذکر مفصلاً کلما دعوت ڈوئی للمباهلة وطبع عکس صورتی وصورته والباقی مطابق بما سبق ۔

وخلاصة الکلام ان ڈوئی کان شرّ الناس وملعون القلب

ومثیل الخنّاس وکان عدوّ الاسلام بل اخبث الاعداء۔ وکان یرید ان

یجیح الاسلام حتی لا یبقی اسمہ تحت السماء۔ وقد دعا مرارًا فی جریدتہ الملعونۃ

علی اھل الاسلام والملّۃ الحنیفیۃ۔ وقال اللّٰھم اھلک المسلمین کلھم ولا

تبق منھم فردًا فی اقلیم من الاقالیم۔ وارنی زوالھم واستیصالھم واشع

فی الارض کلھا مذھب التثلیث وعقیدۃ الاقانیم۔ وقال ارجوان اریٰ موت

المسلمین کلّھم وقلع دین الاسلام۔ وھذا اعظم مراداتی فی حیاتی ولیس لی

مراد فوق ھذا المرام۔ وکل ھذہ الکلمات موجودۃ فی جرائدہ التی موجودۃ

عندنا فی اللسان الانکلیزیۃ۔ ویعلمھا من قرأھا من غیر الشک والشبھۃ

فکفاک ایھا الناظر لتخمین۔ خبث ھذا المفتری ھذہ الکلمات۔ ولذلک سمّاہ النبیّ

نمبر	اسم الجریدۃ وتاریخہ	ترجمۃ خلاصۃ المضمون
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوان ذکرہ مباھلۃ المدعیین وذکر دعائی علی ڈوئی ثم ذکر ان الامر الفیصل ھلاک الکاذب فی حین حیوۃ الصادق والباقی مطابق بما سبق۔
(۶)	ھیرلڈ روچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ذکر ان ڈوئی دعی للمباھلۃ ثم ذکر تفصیلا ما سبق من البیان۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مطابق لما سبق
(۸)	ایڈوریٹائزر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	
(۹)	پایلاٹ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	ذکرنی وذکر ڈوئی ثم ذکر دعاء المباھلۃ
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	ذکر کمثل ما سبق
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	ذکر مثل ما سبق

صلی اللہ علیہ خنزیرًا بما ساءت ھذا الخبیثُ الطیباتِ۔ وسرّته نجاسۃ الشرک والمفتریات۔ وقد عرف الناظرون فی کلامہ توھین الاسلام فوق کلّ توھین وشھد الشاھدون علی ملعونیّتہ فوق کل لعین حتّٰی انہ صار مثلًا بین الناس فی الشتم والسبّ۔ وما کان مُنتھیًا من المنع والذبّ۔ واذا باھلتہ ودعوتہ للمباھلۃ لیظھر بموت الکاذب صدق الصادق من حضرۃ العزّۃ

نمبر	اسم الجریدۃ وتاریخہ	ترجمہ خلاصۃ المضمون
(۱۲)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹرہ ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	بعنوان ذکرہ للمباھلۃ والباقی مطابق لما سبق
(۱۳)	شکاگو	〃
(۱۴)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۵)	ووسٹر سپائی ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباھلۃ
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۳)	ڈینر ریپبلکن انگلش نیوز ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۴)	ھیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۵)	گروم شائر گزٹ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۶)	نوبیاں کرانیکل ۱ جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۷)	ھنوستان کرانیکل ۳۔ 〃 〃	〃
(۲۸)	سونانیوز ۲۹ جون 〃	〃
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۳۰)	گلاسگو ھیرالڈ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء	〃
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء	〃
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباھلۃ وذکر ڈوئی۔

منہ

فقال قائل من اھل امریکۃ وطبع کلامہ فی جریدتہ۔ وتکلّم
بلطیفۃٍ رائقۃٍ ونکتۃٍ مضحکۃٍ فی امرڈوئی وسیرتہ۔ فکتب انّ
ڈوئی لن یقبل مسئلۃ المباھلۃ۔ الّا بعد تغییر شرائط ھذہ المصارعۃ
فیقول لا اقبل المباھلۃ ولکن ناضلونی فی التشاتم والتسابّ
فمن فاق حریفہ فی کثرۃ السبّ وشدّۃ الشتم فھو صادق وحریفہ
کاذبٌ من غیر الارتیاب۔ وھذا قول صاحب جریدۃٍ کان تفصّی
اخلاقہ۔ وجرّب ما یخرج من لسانہ وذاقہ۔ وکذٰلک قال کثیر
من اھل الجرائد۔ وانّھم من اعزّۃ اھل امریکۃ ومن العمائد۔ ثمّ
مع ذٰلک انّی جرّبتُ اخلاقہ عند مسئلۃ المباھلۃ۔ فاذا بلغہ
مکتوبی غضب غضبًا شدیدًا واشتعل من النخوۃ۔ واری انیاب
ذیاب الاجمۃ۔ وقال ما اری ھذا الرجل الّا کبعوضۃ بل دونھا۔
وما دعتنی البعوضۃ بل دعت منونھا واشاع ھذا القول فی جریدتہ
وکفاک ھذا لرؤیۃ کبرہ ونخوتہ۔ فھذا الکبر ھو الذی حثّنی علی الدعاء
والابتھال۔ متوکّلًا علی اللہ ذی العزۃ والجلال۔

وکان ھذا الرجل صاحب الدولۃ العظیمۃ قبل ان ادعوہ

الى المباهلة وكنت دعوت عليه ليهلكه الله بالذلّة والمتربة
والحسرة وانّه كان قبل دعائي ذا السطوة السلطانية والقوّة
والشوكة والشهرة الجليلة التي احاطت الارض كالدائرة وكان
صاحب الدُّور المنجّدة - والقصور المشيّدة - وما رأى داهية
فى مُدّة عمره - ورأى كل يوم زيادة زمرة - وكان له حاصلاً
ما امكن فى الدّنيا من الآلاء والنعماء - وكان لا يعلم ما يوم
البأساء وما ساعة الضرّاء - وكان يلبس الديباج ويركب
الهِملاج - وكان يظن انه يرزق عمرًا طويلا غافلاً من
سهم المنايا - وكان يزجّي النهار كالمسجودين والمعبودين
والمعظّمين ويفترش الحشايا بالعشايا واذا انزل الله قدره ليُصدّق
ما قلتُ فى مآل حياته - فانقلبت ايام عيشه ومسرّاته - واراه الله
دائرة السّوء - ولدغ كلّ لدغ من حيوانه - اعنى افاعى اعماله
وسيّئاته - فعاد الهِملاج قطوفًا وانقلب الدّيباج صوفًا

الدابة الحسنة السير فى سرعة وسهولة ١٢

وهلمّ جرًّا الى انّه أُخرج من بلدته التي بناها بصرف
الخزائن - وحُرم عما بناه كلما اشيّد المقاصر ببذل الدفائن

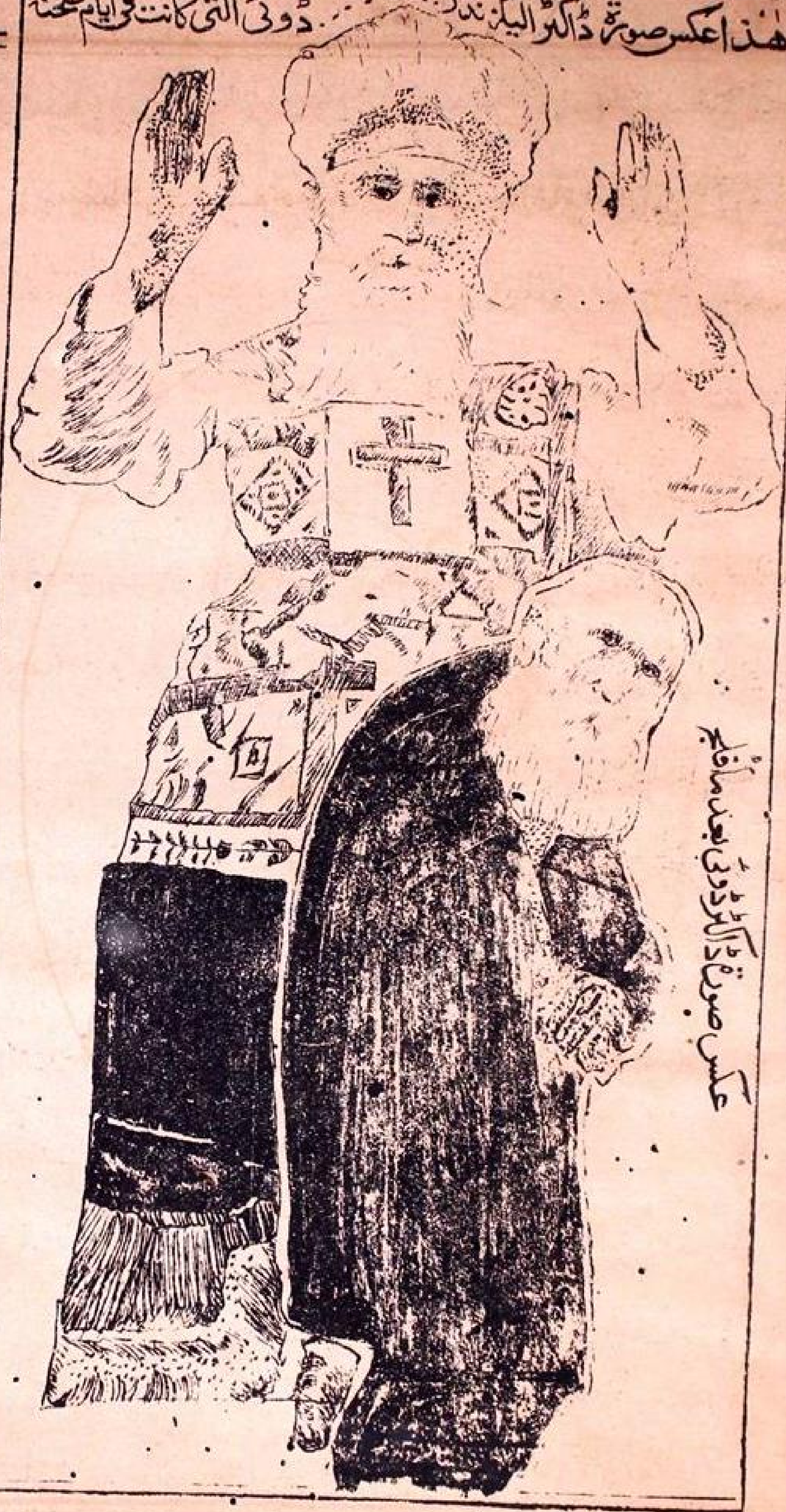
بل ما کفی اللہ علٰی ھٰذا او انزل علیہ جمیع قضاءہٖ وقدرہٖ وحطّ
سائر وجوہ شانہ وقدرہٖ ۔ وانتقل الٰی رجلٍ اٰخر کلُّما
کان فی قبضتہٖ ۔ وحمحمت علیہ اھب البؤسِ ریاحُ نحوستہٖ ۔
حتّٰی یئس من ثروتہ الاولٰی وارتضع من الدّھر ثدی عقیمٍ
ورکب من الفقر ظھر بھیمٍ ۔ ثمّ اخذہٗ بعض الورثاء کالغرماء
ورأی خِزیًا کثیرًا من الزوجۃ والاحباب والابناء حتّٰی
انّ ابناءہٗ اشاع فی بعض جرائد امریکۃ انہ زنیم ولد الزنا
ولیس من نُطفتہٖ ۔ وکذالک انتسفتہ ریاحُ الادبار والانقلاب ۔ وحمّل لہ الدّھر
جمیع انواع الذلّۃ فصار کرمیمٍ فی التراب ۔ اوکسلیم غوّض
الثیاب ۔ وصار کنکرۃ لا یُعرف ۔ بعد ما کان بکل وجاھتہٖ
یوصف وانتشر کلّ مَن کان معہ من الاتباع ۔ وما بقی
شیٔ فی یدہٖ من النقد والعقار والضیاع ۔ وبرز کالبائس
الفقیر ۔ والذلیل الحقیر ۔ غیضت حیاضہ ۔ وجفّت ریاضہ
وخلت جفانہ ۔ ونحس مکانہ ۔ وطُفئ مصباحہ
ورفعت صیاحہ ۔ ونُزع عینہ البساتین وعیونھا ۔

هٰذا شبیه حضرتنا المسیح الموعود میرزا غلام احمدؑ القادیانی

من فیضه



هذا عكس صورة ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی التی کانت فی ایام صحته



عکس صورة ڈاکٹر ڈوئی بعد ما فلج

والخیل ومتونھا۔ وضاق علیہ سھل الارض وحزونھا۔
وعادتہ الاودیۃ وبطونھا۔ وسُلِبت منہ الخزائن التی ملک
مفاتحھا۔ ورأی حروب العدا ومضائقھا۔ ثمّ بعد کلّ
خزیٍ وذلۃ فلج من الراس الی القدم۔ لیرحلہ الفالج
من الحیات الخبیث الی العدم۔ وکان ینقل من مکان
الٰی مکان فوق رکاب الناس۔ وکان اذا اراد التبرز
یحتاج الی الحقنۃ من ایدی الاناس۔ ثم لحق بہ الجنون
فغلب علیہ الھذیان فی الکلمات والاضطراب فی
الحرکات والسکنات وکان ذلک اٰخر المخزیات۔
ثمّ ادرکہ الموت بانواع الحسرات وکان موتہ فی تاسع
من مارچ ۱۹۰۷ء وما کانت لہ نوادب ولا من یبکی علیہ
بذکر الحسنات۔

واوحی الیّ ربّی قبل ان اسمع خبر موتہ وقال انی نُعیتُ انّ اللہ
مع الصادقین۔ ففھمت انہ اخبرنی بموت عدوّی وعدوّ دینی من
المباھلین فکنت بعد ھذا الوحی الصریح من المنتظرین۔ وقد طبع
قبل وقوعہ فی جریدۃ بدر والحکم لیزید عند ظھورہ ایمان المؤمنین

فاذا جاء وعد ربنا مات ڈوئی فجئۃً وزھق الباطل
وعلا الحق فالحمد للّٰہ ربّ العالمین ۔ ووَاللّٰہِ
لو اُوتیتُ جبلاً من الذھب او الدُّررِ والیاقوت ماسرّنی قطّ
کمثل ماسرّنی خبر موت ھٰذا المفسد الکذّاب ۔ فھل من
مُنصف ینظر الی ھذا الفتح العظیم من اللّٰہ الوھاب ۔ ھذا ما
نزل علی العدوّ اللئیم من العذاب الالیم ۔ واما انا فحقق اللّٰہ
کلّ مقصدی بعد المباھلۃ ۔ وارٰی اٰیات کثیرۃ لاتمام الحجّۃ ۔
وجذب الیّ فوجًا عظیمًا من النفوس البررۃ ۔ وساق الیّ القناطیر
المقنطرۃ من الذھب والفضّۃ ۔ ورزقنی فتحًا عظیمًا علی کلّ من
باھلنی من المبتدعین والکفرۃ ۔ وانزل لی اٰیاتٍ منیرۃ
لا استطیع اَنْ احصیھا ولا اقدر ان املیھا فاسئلوا اھل امریکۃ
ما صنع اللّٰہ بڈوئی بعد دعائی وتعالوا اُریکم اٰیات ربّی ومولائی

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین ؁

المشــــــتھـــــر

المیرزا غلام احمد المسیح الموعود منقادیان

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

الحاشية المتعلقة بصفحة ۷۵ - السطر العاشر

ان الله اخبرنی بموت ڈوئی مرارًا وهی بشارات کثیرة وکلّها طبع قبل موته وقبل نزول الآفات علیه
فی جریدة مسمّٰی ببدر وجریدة اخرٰی مسمّٰی بالحکم فلیرجع الناظر الیهما فمنها ما اوحی الیّ فی ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ء
حکایةً عنی وهو هذا۔ انی صادق صادق وسیشهد الله لی ومنها ما اوحی الیّ فی ۲ فروری ۱۹۰۳ء
وهو هذا۔ سنغلبک ساکرمک اکرامًا عجبًا اسمع الدعاء۔ انّی مع الافواج آتیک بغتة دعاءک مستجاب
واوحی الیّ فی ۲۶ نومبر ۱۹۰۳ء لک الفتح ولک الغلبة واوحی فی ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء تری نصرًا
من عند الله۔ ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون۔ واوحی الیّ فی ۱۲ جون ۱۹۰۴ء
کتب الله لاغلبنّ انا ورسلی۔ سمثلک درّ لا یضاع۔ لا یاتی علیک یوم الخسران۔ واوحی
الیّ فی ۷ دسمبر ۱۹۰۵ء قال ربک انه نازل من السماء ما یرضیک۔ رحمةً منّا وکان امرًا
مقضیًا۔ واوحی الیّ فی ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء المراد حاصل۔ واوحی الیّ فی ۹ اپریل ۱۹۰۶ء
نصر من الله وفتح مبین۔ ولا یردّ باسه عن قوم یعرضون۔ واوحی الیّ فی ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء
اراد الله ان یبعثک مقامًا محمودًا۔ یعنی مقام عزة وفتح تحمد فیه۔ واوحی فی الهندیة
(ترجمة) اری ما ینبغی طاقة القدیر یعنی اری آیة تکسر قوة دیر العیسویین۔
واوحی فی الهندیة فی ۷ جون ۱۹۰۶ء (ترجمة) تظهر الآیات۔ انی اریک ما یرضیک۔ واوحی
فی ۲ جنوری ۱۹۰۶ء ویقولون لست مرسلًا۔ قل کفی بالله شهیدًا بینی وبینکم ومن عنده علم
الکتاب۔ واوحی فی ۱ جولائی ۱۹۰۶ء ترجمة الهندی۔ انظر انی امطر لک من السماء وانبت
من الارض واما اعداءک فیؤخذون۔ واوحی فی ۲۳ اگست ۱۹۰۶ء (ترجمة الهندی)
ستظهر آیة فی ایام قریبة لیقضی الله بیننا۔ واوحی فی ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء ترجمة الهندی،
السلام علیک ایها المظفر سمع دعاءک۔ تجیئ آیاتی وبشر الذین آمنوا بان لهم الفتح
واوحی فی ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء ترجمة الهندی۔ الله عدو الکاذب وانه یوصله الی جهنم۔ اُغرقت
سفینة الاذل۔ ان بطش ربک لشدید۔ واوحی فی ۱ فروری ۱۹۰۷ء ترجمة الهندی الآیة المنیرة
فتحنا واوحی فی ۷ فروری ۱۹۰۷ء العید الآخر تنال منه فتحًا عظیمًا۔ دعنی اقتل موذیک۔ ان العذاب
مربع ومدوّر۔ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ واوحی فی سابع مارچ ۱۹۰۷ء
بانّ بنعشه ملفوفًا نعیت من سابع مارچ الی آخره یعنی یشاع موت ذلک الرجل الی هذا
الوقت ان الله مع الصادقین۔ منه

الخاتمة

وقع في نفسي أن أكتب شيئًا من سوانحي وسوانح آبائي في هذه الرسالة لأعرّف به الناس أمري لعل الله ينفعهم ويزيدهم قوة لرفع الضلالة ولعلهم يفكرون في أصل الحقيقة ويميلون الى العدل والنصفة -

فاعلموا رحمكم الله اني انا المسمى بغلام احمد بن ميرزا غلام مرتضى - وميرزا غلام مرتضى بن ميرزا عطا محمد - وميرزا عطا محمد بن ميرزا گل محمد - وميرزا گل محمد بن ميرزا فيض محمد وميرزا فيض محمد بن ميرزا محمد قائم وميرزا محمد قائم بن ميرزا محمد اسلم وميرزا محمد اسلم بن ميرزا دلاور بيگ وميرزا دلاور بيگ بن ميرزا اله دين وميرزا اله دين بن ميرزا جعفر بيگ وميرزا جعفر بيگ بن ميرزا محمد بيگ و ميرزا محمد بيگ بن ميرزا محمد عبد الباقي وميرزا محمد عبد الباقي بن ميرزا محمد سلطان وميرزا محمد سلطان بن ميرزا هادي بيگ *

ثم اعلموا ان مسكني قرية سُمّيت بلدة الاسلام - ثم اشتهر باسم قاديان في هذه الايام - وهي واقعة في الفنجاب بين النهرين الراوي والبياس - الى جانب المشرق مائلا الى الشمال من لاهور الذي هو صدر الحكومة ومركز البلاد الفنجابية واني قرأت في كتب سوانح آبائي وسمعت من ابي ان آبائي كانوا من جرثومة المغلية - ولكن الله اوحى اليّ انهم كانوا من بني فارس لا من الاقوام التركية - ومع ذلك اخبرني ربي بانّ بعض امهاتي كُنّ من بني الفاطمة - ومن اهل بيت النبوّة والله جمع فيهم نسل اسحٰق و اسمٰعيل من كمال الحكمة والمصلحة *

وسمعت من ابي وقرأت في بعض سوانحهم انهم كانوا في بدء امرهم

يسكنون فی بلدة سمرقند۔ قبل ان یرحلوا الی الهند۔ وکانوا من امرائ تلك الارض وولاتها۔ ومن انصار الملة وحماتها۔ ثم طرحتهم النوی مطارحها۔ و بسطت الیهم سیول السفر جوارحها۔ حتی اذا وطئوا ارض هذه البلدة التی تسمی بقادیان ورءوا هذه الخطة المبارکة۔ والتربة الطیبة۔ سرّهم ریحها وماءها۔ وسوادها وخضراءها۔ فالقوا فیها عصا التسیار۔ وکانوا یرجحون المبدو علی الامصار۔ ورزقوا فیها من الله ضیعة وعقارا۔ وملکوا قری وامصارا۔ ثم اذا مضی زمان علی هذه الحالة ونزل قضاء الله وقدره علی السلطنة المغلیة۔ اتم هم الله فی هذه الناحیة۔ وانتهی الامر الی انهم صاروا کملك مستقل فی هذه الخطة۔ وکان فی یدهم من کل نهج عنان الحکومة۔ وقضی الله وطرهم من الفضل والرحمة۔ وبعد ما جوّزوا زمانا طویلا فی النعمة والرفاهة۔ والشرف والنباهة اخرج الله بمصالحه العمیقة وحکمه الدقیقة قوما یقال له الخالصه۔ وکانوا قسی القلب لا یکرمون الشرفاء۔ ولا یرحمون الضعفاء۔ وکلما دخلوا قریة افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة۔ فصارت من جورهم بدور الاسلام کالاهلة۔ وکانوا من اعادی الاسلام۔ واکبر اعداء ملة خیر الانام۔ ففی تلك الایام صبّت علی ابائی المصائب من ایدی تلك اللئام۔ حتی اخرجوا من مقام الریاسة۔ ونهبت اموالهم من ایدی الکفرة۔ ونظموا من جنود۔ وهجّروا من ظل ممدود۔ ولبثوا فی ارض الغربة الی سنین۔ واوذوا ایذاء شدیدا من الظالمین۔ وما رحمهم احد الا ارحم الراحمین۔ ثم ردّ الله الی ابی بعض القری فی عهد الدولة البرطانیة۔ فوجد قطرة او اقل منها من بحر الاملاك الفانیة۔

فخلاصة الکلام ان ابائی ماتوا بمرارة الخیبة والحسرات۔ بعد ما کانوا کشجرة مملوة من الثمرات۔ وبعد ایام کانت کالعذاری المتبرجات۔ فوجدت قصصهم

محلّ عبرةٍ تسيل بذكرها العبرات۔ ولا نرقأ عند تصوّرها الدموع الجاريات۔ ولما رئيتُ ما رئيتُ اخذتني الرقّة فبكيتُ۔ وناجيتُ نفسي بانّ هٰذه الدنيا ليست الّا كغدّار۔ وليس ما لها الاموارة خيبة وتبار۔ وارهقني ذار الدنيا بضيقها والقى فى قلبى ان اعاف بريقها۔ فصرف الله عنّى حبّ الدنيا ورؤية زينتها۔ والتمايل على شجرتها وثمرتها۔ وكنت احب الخمول واوثر زاوية الاختفاء۔ وافرّ من المجالس ومواقع العجب والرياء۔ فاخرجني الله من حجرتي۔ وعرّفني فى الناس وانا كاره من شهرتي وجعلني خليفة اٰخر الزمان وامام هذا الاوان۔ وكلّمني بكلماتٍ نذكر شيئًا منها فى هذا المقام۔ ونؤمن بها كما نؤمن بكتب الله خالق الانام

وهي هٰذه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

يا احمد بارك الله فيك۔ ما رميتَ اذ رميتَ ولكن الله رمى۔ الرحمٰن علّم القراٰن۔ لتنذر قومًا ما اُنذر اٰباءهم ولتستبين سبيل المجرمين۔ قُل انّي اُمرتُ وانا اوّلُ المؤمنين قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ كل بركةٍ من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علّم وتعلّم۔ وقالوا ان هٰذا الا اختلاق۔ قل الله ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون۔ قل ان افتريتُهُ فعليّ اجرامٌ شديد۔ ومن اظلم ممّن افترى على الله كذبا۔ هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدّين كلّه۔ لا مبدّل لكلماته۔ يقولون انّى لك هٰذا ان هٰذا الا قول البشر۔ واعانه عليه قومٌ اٰخرون۔ افتاتون السحر وانتم تبصرون۔ هيهات هيهات لما توعدون۔ من هٰذا الذى هو مهينٌ جاهل او مجنون۔ قل عندى شهادة من الله فهل انتم مسلمون۔ قل عندي شهادة من الله فهل انتم مؤمنون۔ ولقد لبثت فيكم عمرًا من قبله افلا تعقلون۔ هٰذا من رحمة ربّك يتم نعمته عليك۔ فبشّر وما انت بنعمة ربّك بمجنون لك درجة فى السماء وفى الذين هم يبصرون۔ ولك نري اٰياتٍ ونهدم ما يعمرون۔ الحمد لله

الذی جعلک المسیح ابن مریم ۔ لا یُسئل عما یفعل وھم یُسئلون ۔ وقالوا اتجعل فیہا من
یفسد فیہا قال انی اعلم ما لا تعلمون ۔ انی مہین من اراد اہانتک ۔ انی لا یخاف
لدیّ المرسلون ۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۔ وھم من بعد غلبہم سیغلبون ۔ ان اللہ
مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ اریک زلزلۃ الساعۃ ۔ انی احافظ کل من فی الدار ۔
وامتازوا الیوم ایہا المجرمون ۔ جاء الحق وزھق الباطل ۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون
بشارۃ تلقاھا النبیون ۔ انت علی بینۃ من ربک ۔ کفیناک المستھزئین ۔ ھل انبئکم
علی من تنزل الشیاطین ۔ تنزل علی کل افاک اثیم ۔ ولا تایئس من روح اللہ الا ان
روح اللہ قریب ۔ الا ان نصر اللہ قریب ۔ یاتیک من کل فج عمیق ۔ یاتون من کل فج عمیق
ینصرک اللہ من عندہ ۔ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء ۔ لا مبدل لکلمات اللہ ۔
قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ۔ فتح الولی فتح
وقربناہ نجیا ۔ اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ ۔ انار اللہ برھانہ
کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف ۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا منک ۔ اذا جاء
نصر اللہ وانتہی امر الزمان الینا ۔ وتمت کلمۃ ربک ۔ الیس ھذا بالحق ۔ ولا تصعر
لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ۔ ووسع مکانک ۔ وبشر الذین امنوا ان لہم قدم
صدق عند ربہم ۔ واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک ۔ اصحاب الصفۃ وما ادراک
ما اصحاب الصفۃ ۔ تری اعینہم تفیض من الدمع ۔ یصلون علیک ۔ ربنا اننا سمعنا
منادیا ینادی للایمان ۔ وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا ۔ یا احمد فاضت الرحمۃ
علی شفتیک ۔ انک باعیننا سمیتک المتوکل ۔ یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا
والاخرۃ ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک ۔ شانک عجیب
واجرک قریب ۔ الارض والسماء معک کما ھو معی ۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک
لنفسی ۔ سبحان اللہ تبارک وتعالی زاد مجدک ۔ ینقطع اباءک ویبدء منک ۔

وما كان الله ليتركك حتى يميز الخبيث من الطيب ۔ اذا جاء نصر الله والفتح ۔ وتمت كلمة
ربك هذا الذي كنتم به تستعجلون ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم ۔ دنى فتدلّى
فكان قاب قوسين او ادنى ۔ يحيي الدين ويقيم الشريعة ۔ يا آدم اسكن انت وزوجك
الجنة ۔ يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة ۔ يا احمد اسكن انت وزوجك الجنة
نُصِرتَ وقالوا لات حين مناص ۔ انّ الذين كفروا وصدّوا عن سبيل الله ردّ عليهم
رجل من فارس ۔ شكر الله سعيه ۔ ام يقولون نحن جميع منتصر ۔ سيهزم الجمع ويولّون
الدبر ۔ انك اليوم لدينا مكين امين ۔ وانّ عليك رحمتي في الدنيا والدين وانك من المنصورين
يحمدك الله ويمشي اليك ۔ سبحان الذي اسرى بعبده ليلًا ۔ خلق آدم فاكرمه ۔ جري
الله في حلل الانبياء ۔ بشرى لك يا احمدي ۔ انت مرادي ومعي ۔ سرّك سرّي ۔ انّي
ناصرك ۔ اني حافظك ۔ اني جاعلك للناس اماما ۔ أكان للناس عجبًا ۔ قل هو الله
عجيب ۔ لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون ۔ وتلك الايام نداولها بين الناس ۔ وقالوا
ان هذا الا اختلاق ۔ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ۔ اذا نصر الله المؤمن
جعل له الحاسدين في الارض ۔ ولا رادّ لفضله ۔ فالنار موعدهم ۔ قل الله ثم ذرهم في خوضهم
يلعبون ۔ واذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا انؤمن كما آمن السفهاء ۔ الا انهم هم
السفهاء ولكن لا يعلمون ۔ واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انما نحن مصلحون ۔ قد جاءكم
نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنين ۔ ام تسئلهم مِن خرج فهم من مغرم مثقلون ۔ بل
اتيناهم بالحق فهم للحق كارهون ۔ تلطف بالناس وترحم عليهم ۔ انت فيهم بمنزلة موسٰى
واصبر على ما يقولون ۔ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين ۔ لا تقف ما ليس لك به علم
ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون ۔ واصنع الفلك باعيننا ووحينا ۔ ان الذين
يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم ۔ واذ يمكر بك الذي كفر ۔ اوقد لي يا هامان
لعلي اطلع الى اله موسى واني لاظنه من الكاذبين ۔ تبت يدا ابي لهب وتب ۔ ما كان له

* لفظ مِن ليس في القرآن الكريم ولكن جاء لفظ مِن في الالهام ۔ منه

ان یدخل فیہا الا خائفا ۔ وما اصابک فمن اللہ ۔ الفتنۃ ھٰھُنا ۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم ۔

الا انّہا فتنۃ من اللہ ۔ لیحب حبًّا جمًّا ۔ حبًّا من اللہ العزیز الاکرم ۔ شاتان تذبحان ۔

وکل من علیہا فان ۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا ۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء

قدیر ۔ وان یتخذونک الا ھزوا ۔ اھذا الذی بعث اللہ ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما

الٰھکم الٰہ واحد ۔ والخیر کلہ فی القرآن ۔ لا یمسہ الا المطہرون ۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی

وقالوا لولا نزل علی رجل من القریتین عظیم ۔ وقالوا انّی لک ھذا ۔ ان ھذا لمکر مکرتموہ فی

المدینۃ ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ عسٰی

ربکم ان یرحمکم ۔ وان عدتم عدنا ۔ وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ

للعالمین ۔ قل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون ۔ لا یقبل عمل مثقال ذرۃ من

غیر التقوی ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی

ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ ولنجعلہ اٰیۃ للناس

ورحمۃ منا ۔ وکان امرا مقضیا ۔ قول الحق الذی فیہ تمترون ۔ سلام علیک جعلت

مبارکا ۔ انت مبارک فی الدنیا والاٰخرۃ ۔ امراض الناس وبرکاتہ ۔ تبختر فان وقتک

قد اتی ۔ وانّ قدم المحمدیین وقعت علی المنارۃ العلیا ۔ ان محمدا سید الانبیاء مطہر

مصطفٰی ۔ ان اللہ یصلح کل امرک ۔ ویعطیک کل مراداتک رب الافواج یتوجہ الیک

کذلک یری الاٰیات لیثبت ان القرآن کتاب اللہ وکلمات خرجت من فوھی ۔ یا عیسٰی

انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

ثلۃ من الاولین ۔ وثلۃ من الاٰخرین ۔ انی سارحم ربی ۔ وارفعک من قدرہ ق

جاء نذیر فی الدنیا فانکروہ اھلہا وما قبلوہ ولکن اللہ یقبلہ ۔ ویظہر صدقہ بصول قوی

شدید صول بعد صول ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ۔ فحان ان تعان وتعرف

بین الناس ۔ انت منی بمنزلۃ عرشی ۔ انت منی بمنزلۃ ولدی ۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق

* سبحان اللہ وتعالٰی عما ان یکون لہ ولد ولکن ھذا استعارۃ کمثل قولہ تعالٰی فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم ۔ والاستعارات کثیرۃ فی القرآن ولا اعتراض علیہا عند اھل العلم والعرفان فھذا القول لیس بقول منکر وجد نظائرہ فی الکتب الالہیۃ واقوال قوم ربانیین یسمون بالصوفیۃ فلا تعجلوا علیّ یا اھل الفطنۃ ۔ منہ

نحن اولياءكم في الحيوة الدنيا والآخرة۔ اذا غضبتَ غضبتُ۔ وكلما احببتَ احببتُ

من عادىٰ لي وليًّا فقد آذنته للحرب۔ اني مع الرسول اقوم۔ والوم من يلوم۔ واعطيك ما يدوم

ياتيك الفرج۔ سلامٌ على ابراهيم۔ صافيناه ونجيناه من الغم۔ تفرّدنا بذلك۔ فاتخذوا

من مقام ابراهيم مصلّٰى۔ انا انزلناه قريبًا من القاديان۔ وبالحق انزلناه وبالحق نزل

صدق الله ورسوله وكان امر الله مفعولًا۔ الحمد لله الذي جعلك المسيح ابن مريم۔ لا يُسئل

عما يفعل وهم يُسئلون۔ آثرك الله على كل شيء۔ نزلت سُرُرٌ من السماء ولكن سريرك وضع فوق كل سرير

يريدون ان يطفؤا نور الله۔ الا انّ حزب الله هم الغالبون۔ لا تخف انك انت الاعلىٰ۔

لا تخف اني لا يخاف لديّ المرسلون۔ يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم والله متمّ نوره

ولو كره الكافرون۔ ننزل عليك اسرارًا من السماء ونمزّق الاعداء كل ممزّق۔ ونري فرعون

وهامان وجنودهما ما كانوا يحذرون۔ فلا تحزن ان [illegible]نا قالوا انّ ربك لبالمرصاد۔

ما ارسل نبيّ الّا اخزى به الله قومًا لا يؤمنون۔ [illegible] سنعليك۔ ساكرمك اكرامًا

عجبًا۔ [illegible] واخرج منك قومه۔ ولك نُري آيات ونهدم ما يعمرون۔ انت الشيخ

المسيح الذي لا يضاع وقته۔ كمثلك دُرٌّ لا يضاع۔ لك درجة في السماء وفي الذين هم يبصرون

يُبدي لك الرحمٰن شيئًا۔ يخرّون على المساجد۔ يخرّون على الاذقان۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا انا كنا

خاطئين۔ تالله لقد آثرك الله علينا وان كنا لخاطئين۔ لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله

لكم وهو ارحم الراحمين۔ يعصمك الله من العدا ويسطو بكل من سطا۔ ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون

اليس الله بكافٍ عبده۔ يا جبال اوّبي معه والطير۔ سلامٌ قولًا من ربٍّ رحيم۔ وامتازوا اليوم ايها

المجرمون۔ اني مع الروح معك ومع اهلك۔ لا تخف اني لا يخاف لديّ المرسلون۔ ان وعد الله

اتىٰ۔ وركل وركىٰ فطوبىٰ لمن وجد ورأىٰ۔ امم يسّرنا لهم الهدىٰ۔ وامم حقّ عليهم العذاب

وقالوا لست مرسلًا۔ قل كفىٰ بالله شهيدًا بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب۔ ينصرك الله في وقت

عزيز۔ حكم الله الرحمٰن لخليفة الله السلطان۔ يؤتىٰ له الملك العظيم۔ وتفتح على يده

* سمّاني ربّي ابراهيم وكذلك سمّاني جميع اسماء الانبياء من آدم الى خاتم الرسل وخير الاصفياء وقد ذكرته في كتابي البراهين۔ فليرجع اليه من كان من الطالبين۔ منه

الخزائن ۔ ذلك فضل الله وفي اعينكم عجيب ۔ قل يا ايها الكفار اني من الصادقين فانتظروا
آياتي حتى حين ۔ سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم ۔ حجة قائمة وفتح مبين ۔ ان الله يفصل
بينكم ان الله لا يهدي من هو مسرف كذاب ۔ ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك ۔ وقطع
دابر القوم الذين لا يؤمنون ۔ قل اعملوا على مكانتكم اني عامل فسوف تعلمون ۔ ان الله مع الذين
اتقوا والذين هم محسنون ۔ هل اتاك حديث الزلزلة ۔ اذا زلزلت الارض زلزالها ۔ واخرجت
الارض اثقالها ۔ وقال الانسان ما لها ۔ يومئذ تحدث اخبارها ۔ بان ربك اوحى لها
احسب الناس ان يتركوا ۔ وما ياتيهم الا بغتة ۔ يسئلونك احق هو ۔ قل اي وربي انه
لحق ولا يرد باسه عن قوم يعرضون ۔ الرحى تدور وينزل القضاء ۔ لم يكن الذين كفروا من اهل
الكتاب والمشركين منفكين حتى تاتيهم البينة ۔ لو لم يفعل الله ما فعل لاحاطة الظلمة
على الدنيا جميعها ۔ اريك زلزلة الساعة ۔ يريكم الله زلزلة الساعة ۔ لمن الملك اليوم
لله الواحد القهار ۔ اري بريق آيتي ستة خمس مرات ولو اردت لجعلت ذالك اليوم يوم آخر
الدنيا ۔ اني احافظ كل من في الدار ۔ اريك ما يرضيك ۔ قل لرفقائك ان وقت اظهار
العجائب بعد العجائب قد اتى ۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر ۔ اني انا التواب ۔ من جاءك جاءني ۔ سلام عليكم طبتم ۔ نحمدك ونصلي ۔ صلوة العرش
الى الفرش ۔ نزلت لك ولك نري آيات ۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع ۔ ان الله
لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم ۔ انه اوي القرية ۔ لولا الاكرام لهلك المقام
اني احافظ كل من في الدار ۔ ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم ۔ امن في دارنا التي هي دار المحبة
تزلزل الارض زلزالا شديدا ۔ ونجعل عاليها سافلها ۔ [illegible] يوم تاتي السماء بدخان مبين
وترى الارض يومئذ خامدة مصفرة ۔ اكرمك بعد توهينك ۔ يتمنون ان لا يتم امرك ۔
والله يابى الا ان يتم امرك ۔ اني انا الرحمن ۔ ساجعل لك سهولة في كل امر ۔ اريك بركات
من كل طرف ۔ نزلت الرحمة على ثلث العين وعلى الاخريين ۔ ترد اليك انوار الشباب ۔

ترى نسلاً بعيدًا۔ انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلى كان الله نزل من السماء۔ انا نبشرك
بغلام نافلة لك۔ سبحانك الله وراك۔ وعلمك ما لم تعلم انه كريم تمشّى امامك وعادى
لك من عادى۔ وقالوا ان هذا الا اختلاق۔ الم تعلم ان الله على كل شيء قدير۔ يلقى الروح
على من يشاء من عباده۔ كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علّم وتعلّم۔
انّ علم الله وخاتمه فسل فعلا عجيبا۔ انى معك ومع اهلك ومع كلّ من احبك۔ برق
سمى لك۔ وكشف النور الروحانى عليك۔ فبصرك اليوم حديد۔ اطال الله بقاءك
تعيش ثمانين حولا او تزيد عليه خمسة او اربعة او يقل كمثلها (ترجمة الهندى) وانى ابارك بركات
عظيمة۔ حتى ان الملوك يتبركون بثيابك (ترجمة الهندى) لك برز اسمى۔ وانى اريك خمسين او ستين
اٰية سوا اٰيات اريتها۔ ان للمقبولين انواع نموذج وعلامات ويعظمهم الملوك وذوو
الجبروت ويقال لهم ابناء ملوك السلامة۔ ايها [illegible] الملائكة مسلول امامك
اكلك ما عرفت الوقت [illegible] رب فرّق بين صادق وكاذب
انت ترى كل مصلح [illegible] رب كل شيء خادمك رب فاحفظنى وانصرنى وارحمنى
[illegible] الله۔ (ايها العدوّ) وحفظنى من شرك۔ جاءت الزلزلة قوموا الى [illegible]
يظهرك الله ويثنى عليك۔ لولاك لما خلقت الافلاك۔ (ترجمة الفارسي) ادعونى استجب لكم۔ [illegible]
والدعاء دعاءك والترحم من الله۔ واقعة الزلزلة۔ عفت الديار محلها ومقامها
تتبعها الرادفة۔ عاد الربيع وتمّ قول الله مرة اخرى (ترجمة الفارسي) عاد الربيع رجاءت ايام الثلج وكثرة
المطر۔ رب اخّر وقت هذا۔ اخّره الله الى وقت مسمّى۔ ترى نصرا عجيبا۔ ويخرّون على
الاذقان۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا انا كنا خاطئين۔ يا نبى الله كنت لا اعرفك۔ لا تثريب
عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين۔ تلطّف بالناس وترحم عليهم۔ انت فيهم
بمنزلة موسى۔ يأتى على زمن كمثل زمن موسى۔ انا ارسلنا اليكم رسولاً شاهدا عليكم
كما ارسلنا الى فرعون رسولا۔ (ترجمة الهندية) نزل من السماء لبن كثير فاحفظوا۔ انى

اثرتك واخترتك [ترجمة الهندي] اعددت لك حيوة طيبة ـ الله خير من كل

شيء ـ عندي حسنة هي خير من جبل ـ [ترجمة الهندي] عليك سلام كثير مني ـ

انا اعطيناك الكوثر ـ ان الله مع الذين [illegible] والذين هم صادقون ـ ان الله مع الذين

اتقوا والذين هم محسنون ـ اراد الله ان يبعثك مقاما محمودا ـ [ترجمة الهندي] ستظهر

آيتان ـ وامتازوا اليوم ايها المجرمون ـ يكاد البرق يخطف ابصارهم ـ هذا الذي كنتم

به تستعجلون ـ يا احمد فاضت الرحمة على شفتيك ـ [illegible] من لدن رب كريم

[ترجمة الفارسي] ان في كلامك شيء لا دخل فيه للشعراء ـ [illegible] علمي وهو خير عند

يعصمك الله من العدا ويسطوا بكل من سطا ـ [illegible] من الرماح ـ ساخبره في آخر

الوقت ـ انك لست على الحق ـ ان الله رؤف رحيم ـ انا الناك الحديد ـ اني مع الافواج

آتيك بغتة ـ اني مع الرسول [illegible] اخطي واصيب ـ وقالوا اني لك هذا ـ [illegible]

الله عجيب ـ جاءني آيل [illegible] اصبعه واشار ان وعد الله اتى ـ [illegible]

لمن وجد ورأى ـ الامراض تشاع والنفوس [illegible] مع الرسول [illegible] ولن ابرح

[illegible] واجعل لك انوارا القدوم ـ واقصدك وادوم ـ واعطيك

[illegible] انا نرث الارض ناكلها من اطرافها ونقلوا الى المقابر ـ ظفر من الله وفتح مبين

ان ربي قوي قدير ـ انه قوي عزيز ـ حل غضبه على الارض ـ اني صادق صادق [illegible] الله

(ترجمة الهندي) [illegible] اخذنا السلاسل ـ ضاقت الارض بما

رحبت ـ رب اني مغلوب فانتصر فسحقهم تسحيقا ـ (ترجمة الهندي) [illegible]

الحيوة الانسانية ـ انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون ـ (ترجمة الهندي)

لما كنت تدخل في منزلي مرة بعد مرة فانظر هل [illegible] رحمة اولا ـ انا امتنا اربعة عشر

دواب ـ ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون ـ (ترجمة الفارسي) [illegible] جهنم ـ فان الجاهل

[قبل [illegible] الخير ـ [illegible] الغلبة ـ اني انا من الرحمن [illegible]

* هذا ما اوحي الي ربي في رجل من علماء الهند المسمى بابي سعيد محمد حسين البتالوي ـ منه

* قد ورد في طريق الاستعارة كثير من التردد المنسوب الى الله تعالى في الاحاديث ـ منه

* ولما كان الاول والآخر من [illegible] عليه السلام [illegible] كلام الله تعالى [illegible] منه

[illegible] وقت [illegible] تأخيره الى وقت كان الله يفطر ذي بصيرة ـ منه

انی حمی الرحمٰن - انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون - الم ترکیف فعل ربك باصحاب

الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل - انا عفونا عنك - لقد نصرکم الله ببدر وانتم

اذلة - وقالوا ان ھذا الا اختلاق - قل لو کان من عند غیر الله لوجدتم فیه اختلافا

کثیرا - قل عندی شھادة من الله فھل انتم مؤمنون - یا قمر الانبیاء - وامرك

یتاتی - وامطار الیوم ... (ترجمة الهدی) ...

وجعل عالی الارض سافلها - ھذا الذی کنتم به تستعجلون - انی احافظ کل ...

... اریدما تریدون - الحمد لله الذی جعل لکم

... النسب - الحمد لله الذی اذھب عنی الحزن - واتانی مالم یؤت احد من العالمین

یس - انك لمن المرسلین - علی صراط مستقیم - تنزیل العزیز الرحیم - ارحمت ان

... خلقت ادم - یحیی الدین ویقیم ... (ترجمة الفارسی) اذا جاء زمان

... ان جد دماسلا ... ان السموت ... کانتا رتقا ففتقناھما

... من المخزیات ذکرا

... ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئا - (ترجمة ال...

ویومئذ تزول السکینة من القلوب - ...

ذلك ... الله - ...

... جاء ...

بینات ...